MAAR102CCT

قواعد-1

(Grammar-1)

ایم۔اے، عربی

(سمسٹر-I)

پرچہ دوم

نظامت فاصلاتی تعلیم

مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی، حیدرآباد

حیدرآباد، تلنگانہ، انڈیا-500032

© Maulana Azad National Urdu University, Hyderabad

Course: Grammar-1

ISBN: 978-93-80322-55-1

First Edition: June 2020

Reprint: December, 2022

ناشر : رجسٹرار، مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی، حیدرآباد

اشاعت : دسمبر، 2022

تعداد : 1000

سرورق : ڈاکٹر محمد اکمل خان، نظامت فاصلاتی تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی، حیدرآباد

مطبع : اریہنت آفسیٹ، نئی دہلی

Grammar-1

for

M.A. Arabic 1st Semester

Edited by:

Prof. Syed Alim Ashraf

Head, Department of Arabic, MANUU

On behalf of the Registrar, Published by:

Directorate of Distance Education

Maulana Azad National Urdu University

Gachibowli, Hyderabad-500032 (TS), Bharat

Director: dir.dde@manuu.edu.in **Publication:** ddepublication@manuu.edu.in

Phone: 040-23008314 Website: manuu.edu.in

© All rights reserved. No part of this publication may be reproduced or transmitted in any form or by any means, electronically or mechanically, including photocopying, recording or any information storage or retrieval system, without prior permission in writing from the publisher(registrar@manuu.edu.in)

کورس کوآرڈی نیٹر

پروفیسر سید علیم اشرف

مصنفین		اکائی نمبر
پروفیسر سید علیم اشرف	(مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی)	1 تا 3
مولانا نفیس احمد مصباحی	(الجامعۃ الأشرفیۃ)	4 تا 7
ڈاکٹر طلحہ فرحان	(مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی)	8,10,11
ڈاکٹر محمد شاکر رضا	(مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی)	9,12
پروفیسر سید بدیع الدین صابری	(عثمانیہ یونیورسٹی)	13 تا 15
ڈاکٹر محمد عبد العلیم	(مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی)	16

مدیران	
ڈاکٹر شرف عالم	(مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی)
ڈاکٹر ثمینہ کوثر	(مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی)
ڈاکٹر سید محمد عمر فاروق	(مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی)
ڈاکٹر محمد رحمت حسین	(مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی)
ڈاکٹر محمد عبد العلیم	(مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی)

فہرست

				صفحہ
	پیغام		وائس چانسلر	6
	ڈائرکٹر کا پیغام		ڈائرکٹر، نظامت فاصلاتی تعلیم	7
	کتاب کا تعارف		کوآرڈینیٹر	8
بلاک I	اعراب اور بناء			
	اکائی	1	کلمہ کی تعریف اور اس کے اقسام	11
	اکائی	2	معرب ومبنی (تعریف وتقسیم)	25
	اکائی	3	اعراب تقدیری، اعراب الملحقات والجمل	49
بلاک II	اسما اور افعال			
	اکائی	4	فعل اور اس کی قسموں کا تعارف	67
	اکائی	5	اسم اور اس کے اقسام	87
	اکائی	6	اسم وفعل کے اوزان	113
	اکائی	7	فعل مضارع کو نصب اور جزم دینے والے حروف	134
بلاک III	مرفوعات			
	اکائی	8	فاعل ونائب فاعل	152
	اکائی	9	مبتدا وخبر۔مطابقت	182
	اکائی	10	وجوبی اور جوازی طور پر خبر کا حذف	206

اکائی	11	افعال ناقصہ	234
اکائی	12	حروفِ مشبّہ بالفعل ولائے نفی جنس	272
بلاک IV		متفرق قواعد	
اکائی	13	اسمائے مشتقہ	292
اکائی	14	اعلال وابدال	316
اکائی	15	مفعول بہ، مفعول مطلق	338
اکائی	16	قواعد الإملاء	359
ماڈل پیپر برائے امتحان			374

پیغام

مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی 1998 میں وطنِ عزیز کی پارلیمنٹ کے ایکٹ کے تحت قائم کی گئی۔ اس کے چار نکاتی مینڈیٹس یہ ہیں۔ (1) اردو زبان کی ترویج و ترقی (2) اردو میڈیم میں پیشہ ورانہ اور تکنیکی تعلیم کی فراہمی (3) روایتی اور فاصلاتی تدریس سے تعلیم کی فراہمی اور (4) تعلیم نسواں پر خصوصی توجہ۔ یہ وہ بنیادی نکات ہیں جو اِس مرکزی یونیورسٹی کو دیگر مرکزی جامعات سے منفرد اور ممتاز بناتے ہیں۔ قومی تعلیمی پالیسی 2020 میں بھی مادری اور علاقائی زبانوں میں تعلیم کی فراہمی پر کافی زور دیا گیا ہے۔

اُردو کے ذریعے علوم کو فروغ دینے کا واحد مقصد و منشا اُردو داں طبقے تک عصری علوم کو پہنچانا ہے۔ ایک طویل عرصے سے اُردو کا دامن علمی مواد سے لگ بھگ خالی رہا ہے۔ کسی بھی کتب خانے یا کتب فروش کی الماریوں کا سرسری جائزہ اس بات کی تصدیق کر دیتا ہے کہ اُردو زبان سمٹ کر چند ''ادبی'' اصناف تک محدود رہ گئی ہے۔ یہی کیفیت اکثر رسائل و اخبارات میں دیکھنے کو ملتی ہے۔ اُردو قاری اور اُردو سماج دورِ حاضر کے اہم ترین علمی موضوعات سے نابلد ہیں۔ چاہے یہ خود ان کی صحت و بقا سے متعلق ہوں یا معاشی اور تجارتی نظام سے، یا مشینی آلات ہوں یا ان کے گرد و پیش ماحول کے مسائل ہوں، عوامی سطح پر اِن شعبہ جات سے متعلق اردو میں مواد کی عدم دستیابی نے عصری علوم کے تئیں ایک عدم دلچسپی کی فضا پیدا کر دی ہے۔ یہی وہ چیلنجز ہیں جن سے اُردو یونیورسٹی کو نبرد آزما ہونا ہے۔ نصابی مواد کی صورت حال بھی کچھ مختلف نہیں ہے۔ اِسکولی سطح پر اُردو کتب کی عدم دستیابی کے چرچے ہر تعلیمی سال کے شروع میں زیرِ بحث آتے ہیں۔ چوں کہ اُردو یونیورسٹی کا ذریعہ تعلیم اُردو ہے اور اس میں عصری علوم کے تقریباً سبھی اہم شعبہ جات کے کورسز موجود ہیں لہٰذا ان تمام علوم کے لیے نصابی کتابوں کی تیاری اس یونیورسٹی کی اہم ترین ذمہ داری ہے۔

مجھے اِس بات کی بے حد خوشی ہے کہ یونیورسٹی کے ذمہ داران بشمول اساتذہ کرام کی انتھک محنت اور ماہرینِ علم کے بھرپور تعاون کی بنا پر کتب کی اشاعت کا سلسلہ بڑے پیمانے پر شروع ہو چکا ہے۔ ایک ایسے وقت میں جب کہ ہماری یونیورسٹی اپنی تاسیس کی 25 ویں سالگرہ منا رہی ہے، مجھے اس بات کا انکشاف کرتے ہوئے بہت خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ یونیورسٹی کا نظامتِ فاصلاتی تعلیم از سرِ نو اپنی کارکردگی کے نئے سنگِ میل کی طرف رواں دواں ہے اور نظامتِ فاصلاتی تعلیم کی جانب سے کتابوں کی اشاعت اور ترویج میں بھی تیزی پیدا ہوئی ہے۔ نیز ملک کے کونے کونے میں موجود تشنگانِ علم فاصلاتی تعلیم کے مختلف پروگراموں سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ گرچہ گزشتہ دو برسوں کے دوران کووڈ کی تباہ کن صورتِ حال کے باعث انتظامی امور اور ترسیل و ابلاغ کے مراحل بھی کافی دشوار کن رہے تاہم یونیورسٹی نے اپنی حتی المقدور کوششوں کو بروئے کار لاتے ہوئے نظامتِ فاصلاتی تعلیم کے پروگراموں کو کامیابی کے ساتھ روبہ عمل کیا ہے۔ میں یونیورسٹی سے وابستہ تمام طلبا کو یونیورسٹی سے جڑنے کے لیے صمیم قلب کے ساتھ مبارک باد پیش کرتے ہوئے اس یقین کا اظہار کرتا ہوں کہ ان کی علمی تشنگی کو پورا کرنے کے لیے مولانا آزاد اردو یونیورسٹی کا تعلیمی مشن ہر لمحہ ان کے لیے راستے ہموار کرے گا۔

پروفیسر سید عین الحسن
وائس چانسلر

پیغام

فاصلاتی طریقۂ تعلیم پوری دنیا میں ایک انتہائی کارگر اور مفید طریقۂ تعلیم کی حیثیت سے تسلیم کیا جاچکا ہے اور اس طریقۂ تعلیم سے بڑی تعداد میں لوگ مستفید ہو رہے ہیں۔ مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی نے بھی اپنے قیام کے ابتدائی دنوں ہی سے اردو آبادی کی تعلیمی صورت حال کو محسوس کرتے ہوئے اِس طرزِ تعلیم کو اختیار کیا۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کا آغاز 1998 میں نظامتِ فاصلاتی تعلیم اور ٹرانسلیشن ڈویژن سے ہوا اور اس کے بعد 2004 میں باقاعدہ روایتی طرزِ تعلیم کا آغاز ہوا اور بعد ازاں متعدد روایتی تدریس کے شعبہ جات قائم کیے گئے۔ نو قائم کردہ شعبہ جات اور ٹرانسلیشن ڈویژن میں تقرریاں عمل میں آئیں۔ اس وقت کے اربابِ مجاز کے بھرپور تعاون سے مناسب تعداد میں خود مطالعاتی مواد تحریر و ترجمے کے ذریعے تیار کرائے گئے۔

گزشتہ کئی برسوں سے یو جی سی۔ڈی ای بی UGC-DEB اس بات پر زور دیتا رہا ہے کہ فاصلاتی نظامِ تعلیم کے نصابات اور نظامات کو روایتی نظامِ تعلیم کے نصابات اور نظامات سے کما حقہ ہم آہنگ کر کے نظامتِ فاصلاتی تعلیم کے طلبا کے معیار کو بلند کیا جائے۔ چوں کہ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی فاصلاتی اور روایتی طرزِ تعلیم کی جامعہ ہے، لہٰذا اس مقصد کے حصول کے لیے یو جی سی۔ڈی ای بی کے رہنمایانہ اصولوں کے مطابق نظامتِ فاصلاتی تعلیم اور روایتی نظامِ تعلیم کے نصابات کو ہم آہنگ اور معیار بلند کر کے خود اکتسابی مواد SLM از سرِ نو بالترتیب یو جی اور پی جی طلبا کے لیے چھ بلاک چوبیس اکائیوں اور چار بلاک سولہ اکائیوں پر مشتمل نئے طرز کی ساخت پر تیار کرائے جا رہے ہیں۔

نظامتِ فاصلاتی تعلیم یو جی، پی جی، بی ایڈ، ڈپلوما اور سرٹیفکیٹ کورسز پر مشتمل جملہ پندرہ کورسز چلا رہا ہے۔ بہت جلد تکنیکی ہنر پر مبنی کورسز بھی شروع کیے جائیں گے۔ متعلمین کی سہولت کے لیے 9 علاقائی مراکز بنگلورو، بھوپال، دربھنگہ، دہلی، کولکاتا، ممبئی، پٹنہ، رانچی اور سری نگر اور 6 ذیلی علاقائی مراکز حیدر آباد، لکھنؤ، جموں، نوح، وارانسی اور امراوتی کا ایک بہت بڑا نیٹ ورک تیار کیا ہے۔ ان مراکز کے تحت سرِ دست 144 متعلم امدادی مراکز (Learner Support Centres) اور 20 پروگرام سنٹرس (Programme Centres) کام کر رہے ہیں، جو طلبا کو تعلیمی اور انتظامی مدد فراہم کرتے ہیں۔ نظامت فاصلاتی تعلیم نے اپنی تعلیمی اور انتظامی سرگرمیوں میں آئی سی ٹی کا استعمال شروع کر دیا ہے، نیز اپنے تمام پروگراموں میں داخلے صرف آن لائن طریقے ہی سے دے رہا ہے۔

نظامتِ فاصلاتی تعلیم کی ویب سائٹ پر متعلمین کو خود اکتسابی مواد کی سافٹ کاپیاں بھی فراہم کی جا رہی ہیں، نیز جلد ہی آڈیو۔ ویڈیو ریکارڈنگ کا لنک بھی ویب سائٹ پر فراہم کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ متعلمین کے درمیان رابطے کے لیے ایس ایم ایس کی سہولت فراہم کی جا رہی ہے، جس کے ذریعے متعلمین کو پروگرام کے مختلف پہلوؤں جیسے کورس کے رجسٹریشن، مفوضات، کونسلنگ، امتحانات وغیرہ کے بارے میں مطلع کیا جاتا ہے۔

امید ہے کہ ملک کی تعلیمی اور معاشی حیثیت سے پچھڑی اردو آبادی کو مرکزی دھارے میں لانے میں نظامتِ فاصلاتی تعلیم کا بھی نمایاں رول ہوگا۔

پروفیسر محمد رضاء اللہ خان
ڈائرکٹر، نظامت فاصلاتی تعلیم

کورس کا تعارف

عربی زبان دنیا کی اہم زبانوں میں سے ایک ہے۔ یہ زبانوں کے افرو-ایشیائی خاندان کے ایک بڑے لسانی گروہ سامی زبانوں کا حصہ ہے، دوسری سامی زبانوں میں عبرانی، آرامی اور امہری وغیرہ شامل ہیں۔عربی اقوام متحدہ میں استعمال ہونے والی چھ رسمی زبانوں میں سے ایک ہے، بائیس عرب ممالک کی سرکاری زبان اور کئی ملکوں کی دوسری سرکاری زبان ہے جیسے: مالی، چاڈ، اریٹیریا اور صومالیہ وغیرہ۔عربی زبان عہد وسطی میں علم و حکمت اور سائنس وٹکنالوجی کی زبان تھی، اس حیثیت کے سبب اس نے دنیا کی تقریبا سو زبانوں کو متاثر کیا ہے اور انھیں ہر دو علمی ولغوی اعتبار سے مالا مال کیا ہے، جن میں سرفہرست فارسی ترکی اور اردو زبانیں آتی ہیں۔آج کے تناظر میں بھی عربی ایک اہمیت کی حامل زبان ہے۔شرق اوسط میں تیل کی دولت سے مالا مال ملکوں کی موجودگی نے اس زبان کی اہمیت کو دوبالا کر دیا ہے اور عربی زبان اور اس کے متعلمین و ملکتسبین کے لیے کئی نئے امکانات کے دروازے کھول دیے ہیں۔

زیر نظر کتاب فاصلاتی نظام تعلیم کے ایم اے عربی سمسٹر 1 کے طلبہ کے لیے تیار کی گئی ہے جو روایتی طرز تعلیم کے طلبہ کے لیے بھی یکساں طور پر مفید و معاون ہے، کیونکہ یہ بیورو برائے فاصلاتی تعلیم (DEB) کی ہدایات مجریہ 18-2017 کے مطابق ہے، جس کے بموجب فاصلاتی اور روایتی دونوں طرز تعلیم کا نصاب یکساں ہونا چاہیے۔ چنانچہ یہ کورس مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی میں جاری روایتی طرز تعلیم کے ایم اے کے نصاب کے عین مطابق ہے۔

یہ کتاب عربی قواعد پر مشتمل ہے، اس میں چار بلاک ہے اور سولہ اکائیاں ہیں۔عربی زبان سے کما حقہ واقفیت کے لیے عربی قواعد کا علم و استحضار بہت ضروری ہے، اس کے بغیر عربی زبان کا لکھنا اور سمجھنا ناممکن ہے۔اس کتاب میں اعراب، اسما و افعال، مرفوعات اور متفرق قواعد (اسمائے مشتقات، اعلال و ابدال، مفعول بہ، مفعول مطلق اور قواعد املا) سے متعلق مفصل بحث کی گئی ہے۔ بلاک چار میں مفعول بہ اور مفعول مطلق کو ایک ہی اکائی میں ضم کر دیا گیا ہے اور یہ تبدیلی بیورو برائے فاصلاتی تعلیم (DEB) کے اصول وضوابط کے مطابق کی گئی ہے۔

عربی ایک قدیم اور کلاسیکل زبان ہے اور بے حد وسیع و عمیق قواعد پر مشتمل ہے۔کسی بھی زندہ زبان کے قواعد میں ایسی گہرائی و گیرائی نہیں ملتی جو عربی زبان میں ہے۔عربی زبان قواعد کے رو سے متعدد خصوصیات پر مشتمل ہے جن میں سے کئی ایک خصوصیات یا تو دوسری زبانوں میں پائی ہی نہیں جاتی ہیں یا پھر اس وسعت و کیفیت کے ساتھ نہیں ملتی ہیں۔عربی زبان میں استثنائی قاعدوں کو جس اہتمام و وسعت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے دوسری زبان میں بنیادی قواعد کے بیان میں وہ تفصیلات نہیں ملتی ہیں۔اس زبان میں بے حد نادر الاستعمال قواعد کو بھی بڑی شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔قواعد پر مشتمل انتہائی جامع متن تیار کیے گئے ہیں پھر ان کی شرحیں لکھی گئیں ہیں جن میں مثالوں اور شواہد کے لیے قاعدوں کو بیان کیا گیا ہے اور پھر ان شرحوں پر تفصیلی حواشی تحریر کیے گئے ہیں۔

عربی قواعد کا سب سے امتیازی پہلو اس کا اعرابی نظام ہے جس کی کوئی مثال دنیا کی کسی زبان میں نہیں ملتی ہے۔ کلمے کے آخر میں ہونے والی

تبدیلی کواعراب کہتے ہیں۔ان تبدیلیوں کا اظہار مختلف حروف اورحرکات کے ذریعے ہوتا ہے۔یہ تبدیلی عبارت میں کلمے کی حیثیت کو متعین کرتی ہے جیسے فاعلیت اورمفعولیت وغیرہ اور کلمے کے باہمی تعلقات بھی اسی اعرابی نظام کے ذریعے طے ہوتے ہیں۔تمام سامی زبانوں میں یہ نظام موجود تھا لیکن اب صرف آرامی یا عبرانی زبان میں ہی اس کے ناقص نمونے دستیاب ہوتے ہیں۔نظام اعرابی عربی زبان کے اعجاز وایجاز کا ایک اہم سبب ہے۔

عربی قواعد میں جمع تکسیر کا نظام بھی ایک امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔کسی بھی غیر سامی زبان میں جمع تکسیر کا تصور نہیں ہے۔سامی زبانوں میں بھی صرف حبشی اورقدیم یمنی میں محدود پیمانے پراس کا استعمال ملتا ہے۔عربی میں ایک مفرد کی کئی کئی جمع تکسیر آتی ہے جن سے زبان میں تنوع پیدا ہوتا ہےاورتعبیر میں وسعت آتی ہے۔

عربی قواعد میں ایک اورقابل ذکر خصوصیت اس کےاوزان ہیں۔اس زبان میں مخصوص اوزان مخصوص معانی پر دلالت کرتے ہیں جیسے **فِعالة** ایک وزن ہےاور یہ وزن پیشہ،صنعت اورحرفت پر دلالت کرتا ہے۔**فُعَال** کا وزن مرض پر دلالت کرتا ہے،**فَعْلان** کا وزن تبدیلی،تغیراوراضطراب پر دلالت کرتا ہے،**اَفْعَل** کی دلالت رنگ وعیب پر ہوتی ہے۔ایسے ہی **مِفْعَل** ظرف زمان ومکان پر دلالت کرتا ہےاور **مفعال** کا وزن آلے کے لیے مخصوص ہے۔ماضی،مضارع اورامر کےمخصوص اوزان ہوتے ہیں۔اسم فاعل،اسم مفعول اورمبالغے وغیرہ کے لیےبھی خاص وزن ہوتے ہیں۔محض ان اوزان کودیکھ کرکسی لفظ کے معنی کو بڑی حد تک سمجھا جاسکتا ہے۔نظام اشتقاق کی جامعیت بھی عربی قواعد کی اہم خصوصیت شمار ہوتی ہے۔ایک ہی لفظ میں بعض حرکتوں کی تبدیلی یا بعض حروف کے اضافے سے درجنوں معانی پیدا ہوتے ہیں۔ان تمام خصوصیات یا ان میں سے بیشتر خصوصیات کو زیرنظر کتاب میں تفصیل کےساتھ پیش کیا گیاہے۔

چونکہ اس کتاب کو''خوداکتسابی علمی مواد'' (S.L.M.) کےطور پر تیار کیا گیاہے لہٰذاان اصولوں اورطریقوں کی پوری طور پر رعایت کی گئی ہےجن کی روشنی میں اس قسم کاتعلیمی مواد تیارکیا جاتا ہے،تاکہ فاصلاتی نظام کے طلبہ کوان اسباق کے پڑھنے اورسمجھنے میں نہ کوئی دقت آئے،نہ کسی بیرونی ذریعے یا خارجی مدد کی حاجت پیش آئے۔چونکہ قواعد کی تفہیم کے لیےعملی مشق بےحدضروری ہوتی ہےاوران کے بغیر قواعد کو یادرکھنا بھی دشوار ہوتا ہے۔اس امر کوپیش نظر رکھتے ہوئے کتاب میں قواعد کی عملی مشقوں کاخصوصی اہتمام کیا گیا ہے۔اور ہر سبق پر مبنی مختلف انواع کی مشقوں کوشامل کتاب کیا گیاہےتاکہ طلبہ ان کے ذریعےقواعد کواچھی طرح ذہن نشیں کرلیں۔

پروفیسرسیدعلیم اشرف جائسی
کورس کوآرڈینیٹر

اکائی 1 کلمہ کی تعریف اور اس کے اقسام

اکائی کے اجزا

1.1 مقصد

1.2 تمہید

1.3 کلمہ اور اس کی تعریف

1.4 معانی کلمہ

1.4.1 لغوی معنی

1.4.2 قرآنی معنی

1.4.3 عرفی معنی

1.4.4 اصطلاحی معنی

1.5 توضیح مزید

1.6 مشتقات کلمہ

1.7 کلمہ کے اقسام

1.7.1 اسم

1.7.2 فعل

1.7.3 حرف

1.8 اقسام کلمہ کی علامتیں

1.8.1 علامت اسم

1.8.1.1 حرف جر یا اضافت کے ذریعے مجرور ہونا

1.8.1.2 الف ولام کا داخل ہونا

1.8.1.3 حرف ندا کا داخل ہونا

1.8.1.4 مسندالیہ ہونا
1.8.1.5 تنوین کالاحق ہونا
1.8.2 علامات فعل
1.8.2.1 تائے فاعل کا متصل ہونا
1.8.2.2 تائے تانیث کا متصل ہونا
1.8.2.3 یائے مخاطبہ کا متصل ہونا
1.8.2.4 نون تاکید کا متصل ہونا
1.9 اکتسابی نتائج
1.10 نمونے کے امتحانی سوالات
1.11 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

1.1 مقصد

اس اکائی کا مقصد کلمے کی تعریف اوراس کا بیان ہے،عربی زبان میں کلمے کی دلالت اوراس کے مختلف النوع معانی کی توضیح وتشریح ہے۔اس اکائی کے ذریعے طلبہ کلمے کے لغوی واصطلاحی معانی سے اچھی طرح واقف ہوسکیں گے،عربی زبان میں کلمے کے استعمالات سے روشناس ہوں گے،کلمہ،کلام،اورکلم وغیرہ کے محل استعمال پر مطلع ہوں گےاوروہ اس اکائی میں کلمے کے مختلف اقسام کی علامتوں سے روبروہوں گے۔

1.2 تمہید

زبان اللہ کی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت ہے۔زبان کے بغیر نہ ہم اپنے خیالات دوسروں تک پہنچا سکتے ہیں اور نہ اپنی زندگی کی ضرورتوں کی تکمیل کر سکتے ہیں۔ہم میں سے ہرایک کسی نہ کسی زبان کا استعمال کرتا ہے،لیکن اس کی حقیقت اور ماہیت کو بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ زبان کی کئی تعریفیں کی گئی ہیں جن میں سب سے مشہورتعریف ابوالفتح عثمان بن جنّی متوفی 1002ء کی ہے، وہ لکھتے ہیں کہ: ''**حداللغة:أصوات يعبر بها كل قوم عن أغراضهم۔**'' یعنی زبان کی تعریف یہ ہے کہ: وہ ایسی آوازیں ہیں جن کے ذریعے ہرقوم اپنے اغراض ومقاصد کا اظہار و بیان کرتی ہے۔

عربی زبان اُن اصوات کا مجموعہ ہےجن کے ذریعے عرب قوم اپنے اغراض کا اظہار کرتی ہے۔یہ زبان سینہ بہ سینہ نقل ہوتے ہوئے ہم تک پہنچی ہے۔اس زبان کے چار مصدر ہیں: 1. قرآن، 2. حدیث، 3. ثقہ راویوں کے ذریعے منقول ادب جاہلی، 4.ادب اسلامی۔
فتوحات اسلامیہ کے بعد جب عرب اہل زبان کا عجمیوں کے ساتھ اختلاط ہوااوراس اختلاط کے نتیجے میں زبان کے بگڑنے کا اندیشہ ہواتوعرب اہل زبان نے اس زبان کی حفاظت اور کتاب وسنت کے افہام وتفہیم کے لیےاس کے اصول وقواعد منضبط کیے۔ان مختلف النوع اصول وقواعد کوعلوم عربیہ کہتے ہیں۔ یہ وہ علوم ہیں جن کی رعایت اورجن کا لحاظ کرنے سے عربی زبان میں بولنے اور لکھنے کی غلطیوں سے بچا جاسکتا ہے۔ان علوم میں سر فہرست علم صرف اورعلم اعراب ہیں،مؤخرالذکرکونحوبھی کہتے ہیں اورکبھی کبھی دونوں کے مجموعے کوبھی نحو کہا جاتا ہے۔دوسرے عربی علوم میں علم رسم یا علم کتابت،معانی،بیان،بدیع،عروض،قافیہ،قرض الشعر،انشا،خطابت،تاریخ ادب اورمتن اللغہ شامل ہیں۔
ان علوم عربیہ میں سب سے اہم علم نحو یا قواعد ہے۔نحوی وصرفی قواعد وہ محور ہےجس کے چاروں سمت عربی زبان اوراس کے دوسرے علوم گردش کرتے ہیں،انھیں قواعد واصول کی روشنی میں عربی زبان وعلوم کا اکتساب ممکن ہےاورکوئی بھی عربی علم ان اصول وقواعد سے مستغنی نہیں رہ سکتا ہے،عربی زبان وعلوم کے حقائق ودقائق تک انھیں قواعد کے ذریعے رسائی ہوتی ہے۔ چونکہ کسی بھی زبان کےعلوم کی تفہیم اس زبان کی معرفت پر موقوف ہوتی ہےاورزبان کی معرفت اس کےقواعد کی معرفت پر منحصر ہوتی ہےاس لیےان واضح اور بسیط مقدمات کی وساطت سے ہم بہ آسانی اس نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں کہ:کسی بھی زبان کے علوم،عقلی ہوں یانقلی،شرعی ہوں یاادبی میں بصیرت بلکہ ان کی معرفت کے لیےاس زبان کے قواعد کاعلم ناگزیر ہے۔

امام کمال الدین بن محمدالانباری متوفی 577ھ اپنی کتاب ''**لمع الأدلة في أصول النحو**''کی گیارہویں فصل میں لکھتے ہیں کہ:

''تمام ائمہ سلف وخلف کااس بات پر پوری طرح اجماع ہے کہ مرتبۂ اجتہاد پر پہنچنے کے لیےعربی قواعد کا جاننا شرط ہےاورکوئی

مرتبۂ اجتہاد پر فائز نہیں ہوسکتا ہے، خواہ وہ تمام علوم کا جامع ہو، جب تک وہ قواعد عربیہ کو نہیں جانتا ہے''۔

ان عربی قواعد کے - جیسا کہ ذکر ہوا - دو حصے ہیں: صرف اور اعراب، دونوں کا موضوع کلمہ ہے جسے ہم اس اکائی میں پڑھیں گے۔ علم صرف میں حالت افراد میں کلمے سے بحث ہوتی ہے یعنی کلمے کو مفرد کے طور پر پڑھا جاتا ہے اور علم اعراب میں حالت ترکیب میں کلمے سے بحث ہوتی ہے۔ علم صرف میں مفرد کلمے کے وزن وہیئت کو موضوع بنایا جاتا ہے جب کہ علم اعراب میں مرکب کلمات کے آخر کی حالت کو موضوع بنایا جاتا ہے۔ اسی لیے عربی قواعد یا عربی نحو وصرف کی ابتدا کلمے کی تعریف اور اس کے اقسام کے بیان سے ہوتی ہے۔ واضح رہے کہ نحو کا اطلاق کبھی کبھی علم اعراب پر بھی ہوتا ہے اور ہمارے ملک میں یہی اصطلاح زیادہ رائج ہے۔

1.3 کلمہ اور اس کی تعریف

منھ سے نکلنے والی ہر آواز لفظ کہلاتی ہے بلکہ اس کی دلالت اور بھی عام ہے۔ عربی میں کہتے ہیں **لَفَظ الشئَ** یعنی کسی چیز کو پھینکنا، ایک طرف ڈالنا، **لَفَظتِ الْبِلَادُ أَهْلَها** یعنی ملک نے اپنے باشندوں کو باہر نکال پھینکا، **لَفَظَ الْبَحْرُ زَوْرَقاً** یعنی سمندر نے ساحل پر ایک کشتی پھینک دی اور لفظ بالشئ اور بالکلام یعنی زبان سے کچھ کہنا۔ اس طور پر لفظ کا معنی منھ سے نکلنے والی آواز، کلمہ، بول، بات چیت وغیرہ ہے۔ اس لیے لفظ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں کی جاتی، اور لفظ اللہ نہیں کہا جاتا کیونکہ لفظ کے ساتھ منھ سے نکلنے، پھینکنے اور علاحدہ کرنے کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ البتہ کلمۃ اللہ اور کلام اللہ کا استعمال کیا جاتا ہے۔ چونکہ **لَفَظَ - يَلْفِظُ** کا معنی منھ سے نکالنا، پھینکنا اور باہر کرنا وغیرہ ہے لہٰذا منھ سے نکلنے والی آواز کو بھی لفظ کہتے ہیں اور اگر منھ سے نکلنے والی آواز بامعنی ہو تو اسے کلمہ کہتے ہیں۔ عربی زبان میں کلمے کا اطلاق چند حروف ہجا کے مجموعے پر ہوتا ہے۔ کلمہ زبان کی ساخت میں سب سے چھوٹی اکائی ہوتی ہے۔ کلموں سے جملہ اور کلام کی تشکیل ہوتی ہے۔ نحوی حضرات عموماً کلمے کی تعریف ان الفاظ کے ساتھ کرتے ہیں: ''**لفظ وضع لمعنی مفرد**''، یعنی کلمہ منھ سے نکلنے والی ایسی آواز کا نام ہے جس کو کسی معنی پر دلالت کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہو۔

کلمہ کی تین قسمیں ہیں یہ قسمیں کلمہ کے مدلولات کی بنیاد پر ہوتی ہیں۔ یعنی جس معنی کے لیے کلمہ وضع کیا گیا ہے اس معنی کی رعایت کی بنیاد پر کلمے کے اقسام متعین ہوتے ہیں۔ کیونکہ کلمے کی دلالت

1. یا تو ذات پر ہوگی۔
2. یا حدث پر ہوگی۔
3. یا پھر ذات اور حدث میں ربط پیدا کرنے والے پر ہوگی۔

پہلی قسم کو اسم، دوسری کو فعل اور تیسری قسم کو حرف کہتے ہیں:

1.4 معانی کلمہ

کلمے کی ان قسموں کو جاننے سے پہلے اس کے مختلف معانی پر ایک نظر ڈال لیں۔ عربی زبان میں کلمہ کے معنی کی کئی قسمیں ہیں۔ جن میں لغوی معنی، عرفی معنی، اصطلاحی معنی اور قرآنی معنی وغیرہ شامل ہیں۔ ذیل میں ان معانی اور دلالتوں کی مختصر توضیح کی جاتی ہے۔

1.4.1 لغوی معنی

لفظ کلمہ کا مادہ کاف، لام اور میم ہے یعنی کلم، اور یہ مادہ دو معانی پر دلالت کرتا ہے۔

الف: اس مادے کی پہلی اصل الکلام ہے، جیسے: کَلَّمْتُه و أکَلِّمه؛ میں نے اس سے کلام کیا یا میں اس سے کلام کرتا ہوں۔ اس کا مصدر تکلیم آتا ہے۔ جب کوئی عرب یہ کہتا ہے "هو کلیمي" تو اس کا معنی یہ ہے کہ: اس نے مجھ سے بات کی یا میں نے اس سے بات کی۔ پھر عربوں نے اس معنی کو وسعت دی اور ہر لفظ مفرد مفہوم کو کلمہ کہنے لگے۔ کبھی کبھی پورے قصے، قصیدے اور خطاب پر بھی کلمہ کا اطلاق ہوتا ہے۔ عربی معاجم میں کلمہ کی جمع کلمات اور کَلِم آتی ہے۔

ب: کاف، لام اور میم کے مادے سے دوسری اصل کَلْم ہے جو کاف کے فتحہ اور لام کے سکون کے ساتھ ہوتا ہے اور اس کا معنی "جُرح" یعنی زخم ہے اور اس کی جمع کِلام، کاف کے زیر کے ساتھ، یا کُلوم، کاف کے پیش کے ساتھ، آتی ہے۔ شاعر کہتا ہے ؎

وقد یرجی لجرح السیف برء

ومابرء لما جَرَحَ اللسان

(یعنی: تلوار کے زخم کے بھرنے کی تو امید کی جاتی ہے لیکن زبان نے جسے زخمی کیا ہے اس کے زخم کے اندمال کی امید نہیں ہے)

1.4.2 قرآنی معنی

اگر ہم قرآنی دلالت پر نظر ڈالیں تو پائیں گے کہ کاف، لام اور میم مادے سے بننے والے اسم و فعل کے مختلف صیغے قرآن کریم میں پچھتر بار استعمال ہوئے ہیں، قرآن میں کلام کا اطلاق الفاظ منظومہ پر بھی ہوا ہے، اور ان کے تحت آنے والے معانی کے مجموعے پر بھی ہوا ہے۔

قرآن کریم میں یہ مادہ (ک ل م) کئی معانی اور دلالتوں کے لیے استعمال ہوا ہے جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

الف: کلام اللہ، جیسے: "کَلَّمَ اللّٰہُ موسیٰ تَکْلِیماً" (النساء: 164) یعنی اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: "وَقَدْ کَانَ فَرِیْقٌ مِنْھُمْ یَسْمَعُونَ کَلَامَ اللّٰہِ ثُمَّ یُحَرِّفُونَه" (البقرہ: 75) یعنی ان میں سے ایک گروہ کے لوگ ایسے بھی تھے جو اللہ تعالیٰ کا کلام سنتے تھے اور اس کے بعد اسے بدل دیتے تھے۔

ب: آیات اللہ یا اللہ کی نشانیاں، جیسے: "قُلْ لَو کَانَ الْبَحْرُ مِدَاداً لِّکَلِمَاتِ رَبِّی لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ کَلِمَاتُ رَبِّي..." (الکھف: 109) فرما دیجیے کہ اگر اللہ کے کلمات (آیات) کو بیان کرنے کے لیے سمندر روشنائی کی بن جائے تو میرے رب کے کلمات ختم ہونے سے پہلے سمندر ختم ہو جائے گا۔

ج: قرآن کریم، جیسے: "وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِکِینَ اسْتَجَارَکَ فَأَجِرْہُ حَتَّی یَسْمَعَ کَلَامَ اللّٰہِ" (التوبۃ: 6) یعنی اگر مشرکین میں سے کوئی آپ سے پناہ کا خواستگار ہو تو آپ اسے پناہ دیں یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام (قرآن) سنے۔

د: کلام مخلوق، جیسے: "قَالُوا کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِيْ الْمَھْدِ صَبِیاً" (مریم: 29) یعنی ہم اس سے کس طرح بات کریں جو (ابھی) پالنے میں بچہ ہے۔

مذکورہ بالا معانی کے علاوہ قرآن کریم میں کلمہ کا استعمال اور بھی کئی معنوں میں ہوا ہے، کہیں الفاظ و معانی کے مجموعے پر کلمے کا اطلاق ہوا ہے، جیسے: "کَبُرَتْ کَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاھِھِمْ" (الکھف: 5) یعنی کتنی بڑی بات ہے جو ان کے منھ سے نکل رہی ہے۔ یہاں کلمے کا اطلاق لفظ

اور معنی دونوں پر ہوا ہے۔ یونہی آیت کریم: ”فَتَلَقّٰی أٰدَمُ مِنْ رَبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ“ (البقرہ: 37) یعنی پھر آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے (معافی کے) چند کلمات سیکھ لیے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمالی۔ کبھی یہ لغوی مادہ چیزوں اور اشیا پر بھی دلالت کرتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ”وَإِذِ ابْتَلٰىٓ إِبراهيمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَأَتَمَّهُنَّ“ (البقرہ: 124) اور جب ابراہیم علیہ السلام کو ان کے رب نے چند چیزوں میں آزمایا تو انھوں نے انھیں پورا کردیا۔ علاوہ ازیں قرآن کریم میں لفظ کلمہ کا استعمال قضیہ کے معنی میں بھی ہوا ہے خواہ وہ قضیہ قول ہو یا فعل ہو، جیسے: ”وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا“ (الانعام: 115) یعنی اور آپ کے رب کی بات سچائی اور عدل کے اعتبار سے پوری ہوئی۔

1.4.3 عرفی معنی

جہاں تک عربی زبان میں لفظ کلمہ کے عرفی معنی کا سوال ہے تو یہ ہمیشہ جملۂ تامہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جیسا کہ صحیح بخاری کی معروف حدیث میں وارد ہوا ہے۔

”كلمتان خفيفتان على اللسان، ثقيلتان في الميزان حبيبتان إلى الرحمان، سبحان الله وبحمده، سبحان الله العظيم۔“

(دو ایسے کلمے ہیں جو زبان پر بے حد ہلکے ہیں لیکن میزان پر بہت بھاری ہیں اور خدائے رحمان کو بہت محبوب ہیں: وہ (دو کلمے) سبحان اللہ وبحمدہ، سبحان اللہ العظیم ہیں۔ قرآن کریم میں بھی اس کی مثال ملتی ہے جہاں کلمہ جملۂ تامہ کے معنی میں استعمال ہوا ہے، جیسے آیت کریمہ ”كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِنْ يَقُولُونَ إِلا كَذِبًا“ (الکہف: 5) یعنی کتنی بڑی بات ہے جو ان کے منھ سے نکل رہی ہے۔ وہ لوگ جھوٹ کے سوا کچھ نہیں بولتے ہیں۔ چونکہ صرف جملہ تامہ ہی جھوٹ یا سچ سے متصف ہوسکتا ہے لہٰذا آیت کریمہ میں وارد لفظ کلمہ سے مراد جملہ تامہ خبریہ ہی ہوسکتا ہے۔ رہا اسم وفعل اور حرف کو کلمہ قرار دینا تو یہ محض نحویوں کی اصطلاح ہے۔ فصیح عربی میں یہ استعمال نہیں ملتا ہے۔ عرب ان مفردات کو حرف کہتے تھے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں بھی آیا ہے۔ ”مَنْ قَرَأَ القرآنَ فَلَهُ بِكل حرف عشر حسنات، أما إنني لا أقول: الم حرف ولكن الف حرف، ولام حرف، وميم حرف“ (جس نے قرآن پڑھا تو اسے اس کے ہر حرف کے مقابلے میں دس نیکیاں ملتی ہیں، میں یہ نہیں کہتا کہ 'الم' حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف ہے اور میم بھی ایک حرف ہے۔)

1.4.4 اصطلاحی معنی

نحویوں کی اصطلاح میں جو منھ سے نکلے اگر حرف پر مشتمل نہ ہو تو وہ آواز ہے اور اگر حرف پر مشتمل ہو اور کسی معنی کا فائدہ نہ دے تو وہ لفظ ہے اور اگر معنی کا فائدہ دے تو وہ قول ہے۔ اگر یہ قول مفرد ہو تو کلمہ ہے اور اگر مرکب ہو اور نسبت کا فائدہ نہ دے تو جملہ ہے اور اگر نسبت کا فائدہ دے تو کلام ہے۔

عربی حروف ہجا انتیس ہیں انھیں حروف سے عربی کلمہ کی تشکیل ہوتی ہے۔ یہ حروف تنہا تنہا محض رمز وعلامت ہیں لیکن یہ جب آپس میں ملتے ہیں تو ان کے مخصوص باہمی اتصال اور ملنے سے کلمہ بنتا ہے۔ مثلا ہمزہ کو با سے ملانے پر کلمہ ”أب“ بنتا ہے اسی میں لام جوڑ دینے سے کلمہ ”إِبِل“ بنتا ہے جس کا معنی ہے اونٹ کا گلہ۔ یونہی مزید حروف ملانے سے سہ حرفی، چہار حرفی اور پنج حرفی یعنی ثلاثی، رباعی اور خماسی وغیرہ کلمات بنتے ہیں۔ عربی

زبان میں اسم کے حروف سات سے زیادہ نہیں ہوتے جیسے ''استغفار'' اور فعل کے حروف چھ سے زیادہ نہیں ہوتے جیسے ''اسْتَغْفَر'' اور حرف کے حروف پانچ سے زیادہ نہیں ہوتے ہیں، جیسے ''لٰکنّ''۔ واضح رہے کہ عربی میں حرف کا اطلاق دو معنی پر ہوتا ہے، حروف ہجا جس کو حروف مبانی کہتے ہیں یعنی ایسے حروف جن سے کلمے کی بنا یا تعمیر ہوتی ہے اور حروف معانی جو اسم و فعل کے مقابلے میں ہوتے ہیں۔ حروف ہجا کے باہمی اتصال سے بننے والا یہ کلمہ معنی پر دلالت کرتا ہے لیکن یہ معنی جزئی ہوتا ہے چنانچہ جب ہم کلمہ 'أب' کو سنتے ہیں تو صرف اتنا سمجھ میں آتا ہے کہ یہ کسی معین چیز کا نام ہے اور اسے سن کر نہ کسی حکم کا پتہ چلتا ہے اور نہ کسی نسبت کا ادراک ہوتا ہے۔ اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ: کلمہ چند حروف سے مرکب ایسا لفظ ہے جو کسی جزئی معنی پر دلالت کرے۔ (اللفظة الواحدة التي تتركب من بعض الحروف الهجائية وتدل على معنى جزئي)

1.5 توضیح مزید

کلمہ کی مزید توضیح کے لیے ہمیں کلام، جملہ، کَلِم اور قول جیسی اصطلاحات کا سمجھنا ضروری ہے کیونکہ یہ سب باہم قریب المعنی الفاظ ہیں جو ایک دوسرے کی تفہیم میں مددگار ہوتے ہیں۔

-1 کلام

جو دو یا دو سے زائد کلمہ سے مرکب ہو اور معنی کے اعتبار سے مفید اور مستقل ہو یعنی اس سے فائدہ تامہ حاصل ہوتا ہے جیسے: **هذا عالم، جاء صديق**۔ کلام ہونے کے لیے دو چیزیں ضروری ہیں ایک تو ترکیب اور دوسری چیز فائدۂ تامہ ہے اگر ہم کہیں: **هذا** یا **جاء** تو یہ کلام نہیں ہوگا کیونکہ غیر مرکب ہے اور اگر ہم کہیں: **هذا العالم** یا **جاء في يوم الخميس**، تو یہ بھی کلام نہیں ہوگا کیونکہ اس میں ترکیب تو ہے لیکن فائدہ تامہ نہیں ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ نحو میں فائدہ تامہ کا مقصد یہ ہے کہ سننے والا اس سے کوئی پوری بات سمجھ سکے، اور بولنے والا اس پر خاموش ہو سکے۔ خیال رہے کہ ترکیب سے مراد یہ ہرگز نہیں ہے کہ دونوں کلمے ظاہر ہوں اور ان کا نطق کیا جائے بلکہ یہ بھی جائز ہے کہ ان میں سے ایک ظاہر اور منطوق ہو اور دوسرا مستتر اور ملحوظ ہو، جیسے: **تفضل**، یہ کلام ہے، اور یہ دو کلمے سے مرکب ہے ایک ظاہر ہے اور دوسرا ہے: **أنت**، جو پوشیدہ اور مستتر ہے۔

-2 جملہ

اکثر نحاۃ کے نزدیک جملہ میں ترکیب تو ہوتی ہے لیکن فائدہ تامہ نہیں ہوتا ہے۔ نحویوں کے بقول جملہ ایسا مرکب ہوتا ہے جو نسبت سے خالی ہو جیسے: **كتاب زيد، بيت أبيض** اور **أحد عشر** وغیرہ۔ بعض نحویوں کے نزدیک جملہ کلام کا مترادف و ہم معنی ہے، دراصل جو لوگ جملہ کو کلام کا ہم معنی قرار دیتے ہیں جملہ سے ان کی مراد جملہ مفیدہ ہے اور جملہ مفیدہ بلاشبہ کلام کا مترادف ہوتا ہے لیکن جملہ غیر مفیدہ پر کلام کا اطلاق نہیں ہو سکتا ہے اور جب ہم جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں تو اس میں جملہ سے مراد جملہ مفیدہ ہی ہوتا ہے۔

جملہ مفیدہ یا کلام کی تین قسمیں ہوتی ہیں:

1. جملہ اصلیہ: جس جملے میں صرف مسند اور مسند الیہ ہو۔ یعنی وہ جملہ صرف مبتدا اور خبر یا صرف فعل اور فاعل پر مبنی ہو جیسے: '**هذا زيد**' یا '**قرأ زيد**'۔
2. جملہ کبریٰ: جس میں مبتدا ہو اور اس کی خبر جملہ اسمیہ یا خبریہ ہو۔ جیسے: '**حيدرآباد جوءها طيب**' اور '**حيدرآباد طاب جوءها**'۔
3. جملہ صغریٰ: اس جملہ اسمیہ یا خبریہ کو کہتے ہیں جو کسی مبتدا کی خبر واقع ہو جیسے مذکورہ بالا مثالوں میں '**جوءها طيب**' اور '**طاب جوءها**'۔

3- كَلِمٌ

جوتین کلموں یا زیادہ سے مرکب ہوا سے نحویوں کی اصطلاح میں کَلِمٌ کہتے ہیں بفتح الکاف وکسر اللام، خواہ اس سے کوئی معنی مفید حاصل ہوتا ہو یا نہ ہوتا ہو۔ کَلِم مفید جیسے: حضارة الهند قديمة اور كَلِم غیر مفید جیسے: حضارة الهند القديمة۔ پہلی مثال کا معنی ہے کہ: ہندوستان کی تہذیب قدیم ہے، جب کہ دوسری مثال کا معنی ہے کہ: ہندوستان کی قدیم تہذیب، مؤخر الذکر سے کوئی تام الفائدہ معنی نہیں حاصل ہوتا ہے لہٰذا یہ کلم غیر مفید ہے۔ اس میں اور جملہ میں فرق ہے کہ کلم کم از کم تین کلمات پر مشتمل ہوتا ہے جب کہ جملہ کا اطلاق دو کلموں کے مرکب پر بھی ہوتا ہے۔

4- قول

ہر وہ لفظ جس کا نطق کیا گیا ہے مفرد ہو یا مرکب مفید ہو یا غیر مفید۔ اس تعریف کی روشنی میں قول کا اطلاق، کلمہ، جملہ، کلم اور کلام سبھی پر ہوتا ہے جیسے: لفظ حضارة کلمہ ہے، حضارة الهند جملہ ہے، حضارة الهند القديمة کلم ہے اور حضارة الهند قديمة کلام ہے، اور ان چاروں پر قول کا اطلاق ہوتا ہے۔

1.6 مشتقات کلمہ

گزشتہ بیانات سے ہم نے جان لیا کہ کلمہ ایسا لفظ یا قول ہے جو ایک یا مفرد معنی پر مشتمل ہو خواہ وہ معنی مفرد ایک حرف (ہجائی) سے حاصل ہو، جیسے: وقى۔ يَقي سے امر کا صیغہ 'قِ' ہوتا ہے یونہی حروف معانی میں سے یک حرفی لام جارہ اور ہمزۂ استفہام بھی کلمہ ہیں۔ کلمے کا استعمال بسا اوقات کلام مفید پر بھی ہوتا ہے اور تقریر، خطبہ اور مقالے پر بھی کلمہ کا استعمال ہوتا ہے، جیسے: كلمة الشكر سپاس نامے کو، كلمة التحرير اداریہ کو، کلمہ التوحید لا اله إلا الله محمد رسول الله کو اور كلمة الله حکم وارادۂ الٰہی کو کہتے ہیں۔ یونہی کالمہ مکالمۃً کا معنی کسی سے مخاطب ہونا، گفتگو کرنا، كَلَّمَه تكليما کا معنی بولنا، کلام کرنا اور تکلم کا معنی بھی گفتگو کرنا ہے۔ تكلم فيه کا معنی تعریف کرنا اور تكلم عليه کا معنی مذمت کرنا ہے۔ تِكلام کا معنی بسیار گو اور خوش کلام آتا ہے۔ مکالمہ کا معنی بات چیت بھی آتا ہے اور اس سے مكالمة هاتفية جیسی ترکیب وجود میں آتی ہیں جس کا معنی ٹیلیفون کے ذریعے ہونے والی گفتگو ہے۔ کلیم کا معنی ہے جس سے گفتگو کی جائے۔ اور مُتَكَلَّم فيه کا معنی ہے جس بات میں کلام ہو یا جس پر اعتراض ہو وغیرہ۔

معلومات کی جانچ

1۔ زبان کسے کہتے ہیں۔

2۔ لمع الأدلة في أصول النحو کے مصنف کون ہیں۔

3۔ عربی زبان کے مصادر کون کون ہیں۔

4۔ کلمہ کی کیا تعریف ہے۔

5۔ قران میں کلمہ کن معانی کے لیے استعمال ہوا ہے

1.7 کلمہ کے اقسام

کلمہ کے اقسام کا تفصیلی بیان ایک مستقل اکائی میں ہوگا یہاں اتمام موضوع کے لیے چند اہم باتوں کو اختصار کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔ گزشتہ اوراق میں آپ نے پڑھا ہے کہ کلمہ کی دلالت یا تو ذات پر ہوتی ہے یا حدث (واقعہ) پر ہوتی ہے یا ان دونوں کو مربوط کرنے والی چیز پر ہوتی ہے۔ اگر کلمے کی دلالت ذات پر ہو تو اسے اسم کہتے ہیں، اگر حدث پر یعنی کسی کام کے ہونے یا کرنے پر ہو تو اسے فعل کہتے ہیں اور اگر رابطہ بین الذات والحدث پر ہو تو اسے حرف کہتے ہیں۔

اب ان تینوں قسموں کے بارے میں اختصار سے جان لیں، تفصیلات آئندہ اکائیوں میں آئیں گی۔

1.7.1 اسم

وہ کلمہ ہے جو ایسی چیز پر دلالت کرتا ہے جسے حواس خمسہ یا عقل کے ذریعے جانا جاتا ہو اور اس میں کوئی زمانہ نہ ہو۔ **(الاسم: هو مادل علی شئ یدرک بالحواس أو بالعقل ولیس الزمن جزءأمنه)**

حواس خمسہ سے معلوم کی جانے والی چیزیں جیسے: **ولد، قِط، نهر اور ورقة،** تمام جمادات ونباتات وحیوانات اس میں شامل ہیں اور عقل سے ادراک کی جانے والی چیزیں جیسے: اخلاق قیم، مبادی اور مفاہیم وغیرہ۔ اسم کی ایک تعریف یہ بھی کی جاتی ہے کہ وہ ایسا کلمہ ہے جو اپنے معنی پر از خود دلالت کرتا ہے اور زمانے سے مقترن نہیں ہوتا ہے یعنی نہ تو اس کا معنی سمجھنے کے لیے کسی غیر کی ضرورت ہو اور نہ اس میں زمانہ پایا جاتا ہو۔ **(الاسم: مادل علی معنی في نفسه غیر مقترن بزمان)**، واضح رہے کہ دونوں تعریفوں کا مفاد اور حاصل ایک ہی ہے۔

1.7.2 فعل

وہ کلمہ ہے جو کسی شئے کے ہونے پر دلالت کرے اور زمانہ اس کا حصہ ہو۔ **(الفعل: مایدل علی حدوث الشئ والزمن جزء منه)،** جیسے: **رحم** (اس نے رحم کیا)، **یرحم** (وہ رحم کرتا ہے یا کرے گا)، اور **ارحم** (تم رحم کرو)، ان مثالوں میں سے پہلی مثال 'رحم' ایک فعل کے حدوث یا اس کے ہونے پر دلالت کرتی ہے اور اس میں زمانہ ماضی پایا جاتا ہے، جب کہ دوسری مثال زمانۂ حال یا استقبال پر مشتمل ہے اور تیسری کسی کام کے طلب پر مشتمل ہے۔ اسم ہی کی طرح فعل کی بھی ایک دوسری تعریف کی جاتی ہے کہ وہ ایسا کلمہ ہے جو اپنے معنی پر از خود دلالت کرتا ہے اور اس میں تینوں زمانوں میں سے کوئی زمانہ بھی پایا جاتا ہے **(مادل علی معنی في نفسه مقترن باحد الأزمنة الثلاثة)**

1.7.3 حرف

وہ کلمہ ہے جو ایسے معنی پر دلالت کرے جو علی الاستقلال نہ سمجھا جا سکے بلکہ کلام میں دوسرے کلموں (اسم وفعل) کے ساتھ ملنے سے اس کا معنی ظاہر ہو **(الحرف: مادل علی معنی غیر مستقل بالفهم، بل یظهر من وضع الحرف مع غیره في کلام)**۔ ہم پڑھ چکے ہیں کہ اسم ذات پر، فعل حدث (ہونے) پر، اور حرف ذات اور حدث میں ربط پیدا کرنے والے پر دلالت کرتا ہے، لہٰذا یہ بات فطری ہے کہ اس کا معنی غیر کے ساتھ مربوط ہو اور اس غیر کے بغیر اس کا معنی ظاہر نہ ہو۔ جیسے 'مِنْ' ایک حرف ہے اس کا معنی سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ اسے کسی اسم کے ساتھ ملایا جائے جیسے: **من المدینة، ومن المسجد الحرام،** اسی طرح 'لم' ایک حرف ہے لیکن جب تک اسے کسی فعل سے نہ ملایا جائے اس کا معنی ظاہر نہیں ہوتا ہے جیسے: **لم یذهب** (وہ نہیں گیا)۔

نحویوں نے کلمے کے ان تینوں اقسام میں محصور ہونے کی یہ صورت بیان کی ہے کہ: کلمہ یا تو معنی فی نفسہ پر دلالت کرے گا یا نہیں کرے گا، اگر نہیں کرے گا تو حرف ہوگا، اور اگر معنی فی نفسہ پر دلالت کرے گا تو یا کسی زمانے سے مقترن ہوگا یا نہیں ہوگا، اگر مقترن ہوگا تو فعل ہوگا ورنہ اسم ہوگا۔

1.8 اقسام کلمہ کی علامتیں

عربی زبان میں علامت اس نشان یا ایسی امتیازی چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعے مختلف چیزیں ایک دوسرے سے ممتاز ہوتی ہیں اور باہم پہچانی جاتی ہیں۔ جو نشان راستوں میں نصب کیا جاتا ہے تاکہ مسافرین اس سے رہنمائی حاصل کریں اسے بھی عرب علامت کہتے ہیں (**ما ينصب في الطريق فيهتدي به**)۔ کسی چیز کی علامت اسے کہتے ہیں جو اس چیز کو دوسری چیزوں سے ممتاز کرے۔ کلمے کی یہ تینوں قسمیں بھی مختلف علامتوں کے ذریعے باہم متمیز ہوتی ہیں۔ ان میں سے اسم اور فعل کی متعین علامتیں ہیں جن کے ذریعے ان کی شناخت ہوتی ہے۔ البتہ حرف میں کوئی ایسی علامت نہیں ہوتی ہے جس کے ذریعے اس کی شناخت کی جاسکے، اسم و فعل کی تمام علامتوں سے خالی ہونا ہی کسی کلمے کے حرف ہونے کی دلیل ہے۔ لہٰذا جس میں کوئی علامت اسم و فعل نہ ہو وہ کلمہ حرف ہوگا۔

1.8.1 علامات اسم

اسم کی کئی علامتیں ہیں جن کے ذریعے اسم اپنے غیر سے ممتاز ہوتا ہے اور یہ علامتیں فعل یا حرف میں نہیں پائی جاتی ہیں۔ اسم کی یہ علامتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

1.8.1.1 حرف جر یا اضافت کے ذریعے مجرور ہونا (**الجر بالحرف أو بالإضافة**)، جیسے: **بسم اللہ**، اور **يد الله مع الجماعة** (اللہ کی مدد جماعت کے ساتھ ہے)، پہلی مثال میں کلمۂ اسم حرف جار باء کے ذریعے مجرور ہے اور مجرور ہونا اسم کی علامت ہے، اور دوسری مثال میں کلمۂ جلالت (**اللہ**) اضافت کے سبب مجرور ہے، لہٰذا کلمہ "**اسم**" اور "**اللہ**" دونوں اسم ہیں۔

1.8.1.2 الف لام کا داخل ہونا: کسی کلمے پر الف لام تعریف کا داخل ہونا اس کے اسم ہونے کی علامت ہے۔ جیسے: "**الحق منصور**" (حق کامیاب ہوتا ہے) اور "**الحرية مطلب الشعوب**" (آزادی قوموں کا مقصد ہے) ان دونوں مثالوں میں کلمات: **الحق**، **الحرية** اور **الشعوب** اسما ہیں کیونکہ ان پر الف و لام داخل ہوا ہے۔

1.8.1.3 حرف ندا کا داخل ہونا: کیونکہ صرف اسم کو پکارا جاسکتا ہے فعل اور حرف کو نہیں پکارا جاسکتا لہٰذا جس کلمے پر حرف ندا داخل ہو وہ اسم ہوگا، جیسے: "**يَاأَرْضُ ابْلَعِي ماءَكِ، ويا سَماءُ أَقْلِعِي**" (ھود: 44) یعنی اے زمین اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان تو (برسنے سے) تھم جا۔ اس مثال میں کلمہ **أرض** اور **سماء** اسم ہیں کیونکہ دونوں پر حرف ندا داخل ہوا ہے۔

1.8.1.4 مسند الیہ ہونا: ہم جانتے ہیں کہ مسند الیہ اور مسند کلام کے دو رکن اساسی ہیں کوئی کلام ان سے مستغنی نہیں ہوسکتا۔ جملہ تامہ کے لیے یہ دونوں ضروری ہیں خواہ جملہ اسمیہ ہو یا فعلیہ۔ جیسے: **ذهب زيد** میں فعل '**ذهب**' کی اسناد زید کی طرف کی گئی ہے اس جملے میں '**ذهب**' مسند ہے کیونکہ اس کی اسناد کی گئی ہے اور زید مسند الیہ ہے کیونکہ اس کی جانب فعل '**ذهب**' کی اسناد کی گئی ہے۔ یونہی جملہ اسمیہ خبریہ: **الدين يسر** میں کلمہ '**الدين**' مسند الیہ ہے اور '**يسر**' مسند ہے کیونکہ اس کی اسناد دین کی طرف کی گئی ہے، لہٰذا ان دونوں مثالوں

میں زید اور الدین مسند الیہ ہیں اور یہ دونوں اسم ہیں۔ان مثالوں سے یہ بات بھی سمجھ میں آتی ہے کہ مسند الیہ ہمیشہ اسم ہوگا البتہ مسند فعل اوراسم دونوں ہوسکتا ہے۔ یہاں پہلی مثال میں مسند فعل ہےاور دوسری میں اسم ہے۔

1.8.1.5 تنوین کا داخل ہونا: کسی کلمے پر تنوین کا داخل ہونا بھی اس کے اسم ہونے کی علامت ہے کیونکہ فعل اور حرف پر تنوین داخل نہیں ہوتی ہے۔تنوین نون ساکنہ کو کہتے ہیں جو اسما کے آخر میں نطق کے اعتبار سے لاحق ہوتا ہےلیکن لکھا نہیں جا تا ہے۔تنوین کا لغوی معنی ہے: نوں بنانا یا نون کی آواز پیدا کرنا جیسے زیدٌ میں تنوین داخل ہونے کے بعد نوں کی آواز ہوتی ہے،لیکن وہ نون لکھا نہیں جا تا ہے۔

تنوین کی مشہور چار قسمیں ہیں:

ا۔ تنوین الصرف: یہ تنوین اسمائے معربہ منصرفہ کے آخر میں لاحق ہوتی ہے، جیسے: رجلٌ و کتابٌ۔اسے تنوین التمکین یا تنوین الصرف کہتے ہیں۔ تمکین کا مطلب یہ ہے کہ یہ تنوین جس اسم پر داخل ہوتی ہے اسے ''تمكين في الإسمية'' بنا دیتی ہے یعنی اس کا اسم ہونا بالکل واضح اور متعین ہوتا ہے، نہ اسے حرف سے کوئی مشابہت رہ جاتی ہےاور نہ فعل سے،لہٰذا نہ اسے مبنی گمان کرنے کا کوئی خطرہ رہتا ہےاور نہ غیر منصرف سمجھنے کا۔اوراسے تنوین الصرف اس لیے کہا جا تا ہے کہ یہ اسمائے معربہ منصرفہ پر داخل ہوتی ہے۔

ب۔ تنوین التنکیر : یہ تنوین اسمائے مبنیہ کے آخر میں لاحق ہوتی ہے چونکہ یہ تنوین معرفہ اورنکرہ کے درمیان فرق وتمیز پیدا کرتی ہے لہٰذا اسے تنوین التنکیر کہتے ہیں۔ یہ تنوین بعض اسمائے افعال اور 'ويه' پرختم ہونے والے اسما کے آخر میں آتی ہے۔اسم فعل جیسے: صَهْ،جس کا مطلب ہے کہ جو بات ہورہی ہے اسے ختم کرو۔لیکن اگراس پر تنوین داخل کر دیا جائے تو'صَهٍ' کا معنی ہے کہ ہر قسم کی بات کو بند کرو۔اسی طرح کلمہ 'سيبويه' کے آخری حرف کے سکون کے ساتھ معرفہ اورعلم ہے، یہ ایک مشہور نحوی عمرو بن عثمان متوفی 180 ہجری کا نام ہے، لیکن اگراس پر تنوین تنکیر داخل کردی جائے تو یہ کلمہ نکرہ ہوجائے گا اور 'جاءني سيبويهٍ' کا معنی ہے میرے پاس سیبویہ نام کا کوئی شخص آیا ۔اور'مررتُ بسيبويهْ و سيبويهٍ آخر' کا معنی ہے: میں سیبویہ اوراسی نام کے ایک دوسرے شخص کے قریب سے گزرا۔

ج۔ تنوین عوض: تنوین عوض وہ تنوین ہے جو کسی حرف،مفرد یا جملہ کے عوض میں یا ان کے بدلے میں لائی جائے۔تنوین عوض کی تین قسمیں ہوتی ہیں۔

1. عوض عن الجملۃ: وہ تنوین عوض ہے جو کسی جملے کے بدلے میں استعمال ہوتی ہے۔جیسے:''جاء الأستاذ و حينئذٍ كنتُ غائبا'' یعنی استاذ آئے اوراس وقت میں غائب تھا۔اس جملے میں 'إذْ' پر جو تنوین ہے وہ جملہ''جاء الأستاذ'' کے عوض میں ہےاور 'حينئذٍ' کا معنی ہے: حين إذْ جاء الأستاذ۔ایک دوسری مثال اللہ تعالیٰ کا قول ہے: ''وأنتم حينئذٍ تنظرون''(الواقعۃ: 84) یعنی اس وقت تم دیکھتے رہتے ہو۔اس آیت میں موجود تنوین ایک جملے کے عوض اور بدلے میں ہےاوروہ جملہ ہے''بلغت الروح الحلقوم'' یعنی روح حلق تک پہنچتی ہے۔تقدیر عبارت ہوگی: وأنتم حين إذْ بلغت الروح الحلقوم تنظرون۔یعنی جب روح حلق تک پہنچتی ہے اس وقت تم لوگ دیکھتے رہتے ہو۔دوسرے ظروف کے ساتھ بھی یہ تنوین آتی ہے جیسے: يومئذٍ، ساعتئذٍ اور وقتئذٍ وغیرہ۔

2. عوض عن المفرد: یہ تنوین اسم مفرد کے بدلے میں لائی جاتی ہےاور یہ کل ، بعض اور أي پر داخل ہوتی ہے، جیسے :كلٌ يموت،اس کا مطلب ہے: كلُّ إنسانٍ يموتُ (ہر انسان مرنے والا ہے)۔ایک اور مثال:'' قُلِ ادْعُوا اللهَ أو ادعوا الرحمٰن أياً ماتدعوا فله

الأسماء الحسنى''(الاسراء: 110) کہیے کہ اللہ کو پکارو یا رحمان کو جس نام سے بھی پکارتے ہو اس کے سب نام اچھے ہیں۔آیت کریمہ میں 'أیاً' پر جو تنوین ہے وہ تنوین عوض ہے اور اسم مفرد کے عوض میں ہے۔ یہاں اسم مفرد جس کے عوض یہ تنوین آئی ہے وہ اسم جلالت (اللہ) اور الرحمان ہے۔

3. عوض عن الحرف: یہ تنوین حرف کے بدلے میں آتی ہے اور اسمائے غیر منصرفہ کو لاحق ہوتی ہے، جیسے: معانٍ ولیال، حالت رفعی اور جری میں، مثلاً: هذه معان دقيقة، یعنی یہ بڑے باریک معانی ہیں اور تمتعت بليالٍ یعنی میں نے کئی رات لطف اٹھایا، اور هُنَّ جوار، یعنی وہ سب بچیاں ہیں۔ خیال رہے کہ ان کلمات پر آنے والی تنوین صرف کی تنوین نہیں ہوسکتی کیونکہ یہ تینوں اسمائے غیر منصرفہ ہیں۔ دراصل یہ تنوین حرف یاء کے عوض میں آئی ہے۔ چونکہ یہ کلمات اصل میں المعاني، الليالي اور الجواري ہیں۔

د۔ تنوین الترنم: یہ تنوین اشعار میں قافیہ مطلقہ کو لاحق ہوتی ہے۔ قافیہ مطلقہ اس قافیہ کو کہتے ہیں جس کے آخر میں کوئی حرف علت (الف والواو والیاء) ہو۔ اس کی مثال میں مشہور اموی شاعر جریر بن عطیہ کلبی متوفی 110ھ کا یہ شعر عموماً پیش کیا جاتا ہے۔

أقلي اللوم - عاذلَ - والعتابَن

وقولي، إن أصبتُ: لقد أصابَن

(یعنی اے مذمت وملامت کرنے والی، اپنے مذمت وملامت کو ترک کر دے اور اگر میں کچھ درست کروں تو اس کا برملا اعتراف کرو۔) اس شعر میں قافیہ العتابا اور أصابا تھا۔ اس میں نغمگی کے لیے تنوین ترنم کا اضافہ کیا گیا ہے۔

اور یہ تنوین فعل اور معرف بالالف و اللام پر بھی داخل ہوتی ہے جیسا کہ مثال میں ہے۔

1.8.2 علامات فعل

اسم کی طرح فعل کی بھی کچھ علامتیں ہوتی ہیں اگر ان علامتوں میں سے کوئی علامت کسی کلمے میں پائی جاتی ہے تو وہ کلمہ فعل ہوگا۔ فعل کی علامتیں مندرجہ ذیل ہیں:

1.8.2.1 تائے فاعل کا متصل ہونا: اگر کلمے میں تائے فاعل متصل ہو تو یہ اس کلمے کے فعل ہونے کی علامت ہے، جیسے: قرأتُ، قرأتَ، قرأتُما، قرأتُم، قرأتُنّ

1.8.2.2 تائے تأنیث ساکنہ کا متصل ہونا: جس کلمے سے تائے تانیث ساکنہ لگی ہوئی ہو وہ کلمہ بھی فعل ہوگا، جیسے: نَالتِ الفتاةُ الجائزةَ (لڑکی نے انعام پایا۔) ہم جانتے ہیں کہ فعل نالت کی تاء، تانیث کے لیے ہے اور ساکن ہے پڑھنے کی آسانی کے لیے اسے کسرہ دے دیا گیا ہے، اس لیے کہ عربی میں کسی ساکن کو اگر ضرورتاً حرکت دی جاتی ہے تو کسرہ ہی دیا جاتا ہے (الساكن إذا حرك حرك بالكسر) کیونکہ نحویوں کے نزدیک کسرہ 'أخفُ الحركات' (سب سے ہلکی حرکت) ہوتا ہے۔

1.8.2.3 یائے مخاطبہ کا متصل ہونا: جس کلمے سے یائے مخاطبہ متصل ہوتی ہے وہ بھی فعل ہوتا ہے کیونکہ یائے مخاطبہ بھی فعل کی علامت ہے، جیسے: أيتها البنتُ، أكرمِي ضيوفَكِ فإنّكِ تعرِفيْنَ جَزَاءَ إكرامِ الضيوفِ۔ (بیٹی! اپنے مہمانوں کی عزت کرو، کیونکہ تم

مہمانوں کا اکرام کرنے کا ثواب جانتی ہو)، مثال میں 'أکرمي' اور 'تعرفین' کی یا فعل کی علامت ہے۔

1.8.2.4 کلمے سے نون تاکید کا متصل ہونا: کلمے میں نون تاکید ثقیلہ یا خفیفہ کا ہونا بھی اس کے فعل ہونے کی علامت ہے، جیسے آیت کریمہ: "وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَآ اٰمُرُه' لَيُسْجَنَنَّ وليكونًا مِّنَ الصٰغرين" (یوسف: 32) یعنی اگر اس نے وہ نہ کیا جو میں اس سے کہتی ہوں تو وہ ضرور قید کیا جائے گا اور ضرور بے قدر ہوگا۔ اس مثال میں نون تاکید ثقیلہ اور خفیفہ دونوں جمع ہو گئے ہیں 'یسجنن' کا آخری نون ثقیلہ ہے اور 'یکونن' کا آخری نون ساکن حفیفہ ہے جو خط مصحف میں 'یکونا' یعنی تنوین کے ساتھ لکھا ہے اور تاکید کے یہ دونوں نون صرف فعل میں پائے جاتے ہیں۔

ہم پڑھ چکے ہیں کی حرف کے لیے کوئی مخصوص علامت نہیں ہوتی ہے۔ کلمے کا اسم و فعل کی علامت سے خالی ہونا ہی حرف کی علامت ہے۔ یعنی جس کلمے میں اسم و فعل کی کوئی علامت نہ ہو وہ کلمہ حرف ہوگا۔

معلومات کی جانچ

1. اسم کی تعریف کیجیے، اور اس کی علامتیں بتائیے۔
2. فعل کی تعریف کیجیے، اور اس کی علامتیں بتائیے۔
3. حرف کی تعریف کیجیے۔
4. قول کسے کہتے ہیں، کلمے اور قول میں کیا فرق ہے۔
5. کلمہ، کلم، اور کلام میں کیا فرق ہے مثالوں سے واضح کیجیے۔

1.9 اکتسابی نتائج

عربی زبان کے علوم میں قواعد یا علم نحو وصرف محوری اہمیت کے حامل ہیں۔ عربی زبان یا اس کے علوم سے واقفیت کے لیے ان قواعد کا سیکھنا ازبس ضروری ہے۔ عربی قواعد کے دو حصے ہیں ایک نحو اور دوسرا صرف اور دونوں کا موضوع کلمہ ہے۔ علم صرف میں کلمہ مفرد سے بحث ہوتی ہے، اس کے ذریعے کلمے کے وزن اور اس سے بنائے جانے والے مختلف صیغوں کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ علم نحو سے کلمے کی اعرابی حالت معلوم ہوتی ہے اور حالت ترکیب میں کلمے کے احکام کو جانا جاتا ہے۔ علم نحو کو علم اعراب بھی کہتے ہیں، نحو وصرف دونوں کا موضوع کلمہ ہے اور کلمہ وہ لفظ ہے جو کسی مفرد معنی کو بتائے یا کسی جزئی معنی پر دلالت کرے۔ کلمہ کی تین قسمیں ہوتی ہیں: اگر کلمہ ذات پر دلالت کرتا ہے تو وہ اسم ہے، اگر حدث یا کسی چیز کے ہونے پر دلالت کرتا ہے تو وہ فعل ہے اور اگر ذات وحدث کے درمیان رابطے کا کام کرتا ہے تو وہ حرف ہے۔ کلمے کی یہ تینوں قسمیں مختلف علامتوں کے ذریعے پہچانی جاتی ہیں۔ اسم کی علامت میں: اضافت یا حرف جر کے ذریعے مجرور ہونا، الف لام کا داخل ہونا، حرف ندا اور تنوین کا داخل ہونا اور مسند الیہ ہونا ہے۔ فعل کی علامتوں میں: تائے فاعل کا کلمے سے متصل ہونا، تائے تانیث ساکنہ کا اس سے ملنا، یائے مخاطبہ کا کلمے میں پایا جانا اور نون تاکید ثقیلہ یا خفیفہ کا کلمے کے اندر پایا جانا۔ حرف کی کوئی مستقل علامت نہیں ہے۔ کلمے کا اسم و فعل کی علامتوں سے خالی ہونا ہی اس کے حرف ہونے کی علامت ہے۔

1.10 نمونے کے امتحانی سوالات

1. کلمے کی لغوی اور اصطلاحی تعریف کیجیے اور اس کی مختلف دلالتوں پر مثالوں کے ساتھ روشنی ڈالیے۔

2. کلمے کی قرآنی دلالتوں سے گفتگو کیجیے، قرآن میں یہ مادہ کن معانی کے لیے استعمال ہوا ہے تفصیل سے بیان کیجیے۔

3. اسم وفعل اور حرف کی تعریف کیجیے اور مثالوں کے ذریعے ان کی وضاحت کیجیے۔

4. تنوین کسے کہتے ہیں اور اس کی کون کون سی قسمیں ہیں، مثالوں سے اپنے جواب کو واضح اور مدلل کیجیے۔

5. علامت کسے کہتے ہیں اور اسم وفعل کی کون کون سی علامتیں ہیں، مثالوں کے ساتھ تحریر کیجیے۔

1.11 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

1. شرح ابن عقیل، بھاء الدین عبداللہ ابن عقیل، بیسواں ایڈیشن؛ قاھرہ: دار التراث، 1980ء۔

2. جامع الدروس العربیة، الشیخ مصطفٰی الغلاییني، تیسواں ایڈیشن؛ بیروت: 1994ء۔

3. النحو الوافي، عباس حسن، تیسرا ایڈیشن؛ قاھرہ: دار المعارف بمصر.

اکائی نمبر 2 معرب و مبنی (تعریف و تقسیم)

اکائی کے اجزا

2.1 مقصد

2.2 تمہید

2.3 اعراب کا لغوی و اصطلاحی معنی

2.3.1 اعراب کا لغوی معنی

2.3.2 اعراب کا اصطلاحی معنی

2.4 اعراب کا نشونما

2.4.1 کلام عرب میں اعراب کا وجود

2.4.2 اعرابی احکام وقواعد

2.5 معرب اور مبنی

2.6 بناء کے اقسام

2.6.1 مبنی اسما

2.6.2 مبنی افعال

2.6.3 اسمائے افعال

2.6.4 حروف

2.7 اعراب کے اقسام

2.8 علاماتِ اعراب

2.8.1 علاماتِ رفع

2.8.2 علامات نصب

2.8.3 علامات جر

2.8.4 علامات جزم

2.9 جدول اعرابی

2.10 اکتسابی نتائج

2.11 تمرینات

2.12 فرہنگ

2.13 نمونے کے امتحانی سوالات

2.14 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

2.1 مقصد

اس اکائی کو پڑھنے اور سمجھنے کے بعد طلبہ:

☆ اعراب کے لغوی واصطلاحی معانی سے باخبر ہوسکیں گے۔

☆ معرب اور مبنی کے اقسام سے واقف ہوجائیں گے۔

☆ عربی زبان میں اعرابی نظام کی خصوصیت واہمیت اوراس کے نشوونما کی تاریخ جان سکیں گے۔

☆ معرب اسماوافعال اوران میں ہونے والی تبدیلیوں سے آگاہ ہوسکیں گے۔

☆ جدول کے ذریعہ احوال اعرابیہ، علامات اعراب اوران کے اماکن استعمال کو آسانی سے سمجھ سکیں گے۔

2.2 تمہید

عربی زبان میں کلمات تین قسم کے ہوتے ہیں: اسم، فعل اور حرف۔ اس اکائی میں ہم عربی کلمات کی ایک ایسی تقسیم کو جانیں گے جس کی معرفت پر عربی عبارت کی صحیح قرأت اور صحیح فہم کا دارومدار ہے۔ اوراس لحاظ سے یہ تقسیم بے حد اہم ہے۔

عربی کلمات میں کچھ ایسے کلمے ہیں جن کی آخری حالت بدلتی رہتی ہے جب کہ کچھ کلمے ایسے ہیں جن کے آخر کی حالت میں میں کبھی کوئی تبدیلی نہیں ہوتی ہے اور وہ ہمیشہ ایک حال پر رہتے ہیں۔ کلمات کی یہ دونوں قسم یعنی متغیرالآخر اور غیر متغیرالآخر صرف اسم اور فعل میں ہوتے ہیں، جب کہ حرف کے تمام کلمات ہمیشہ ایک ہی حالت پر رہتے ہیں۔ ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ جن کلمات کا آخر تبدیل ہوتا ہے اُن میں تبدیلی، کلام میں ان کی وضع بدلنے سے ہوتی ہے۔ کبھی ان پر زبر کی علامت آتی ہے کبھی زیر کی اور کبھی پیش کی اور کبھی ان کلمات کا آخر ساکن ہوتا ہے۔

بعض کلمات کی جملوں میں وضع بدلنے سے ان کے آخر میں ہونے والی تبدیلی کو ظاہرۂ اعراب کہتے ہیں جو عربی زبان کی امتیازی خصوصیات میں سے ایک نمایاں خصوصیت ہے اور دنیا کی بہت کم زبانوں میں یہ خصوصیت پائی جاتی ہے۔ ابتدا میں یہ سامی زبانوں کی مشترکہ خصوصیت تھی لیکن مرورزمانہ کے ساتھ ساتھ عربی کے علاوہ تمام سامی زبانوں سے یہ خصوصیت ختم ہوگئی۔

مشہور جرمنی مستشرق کارل بروکلمان نے اپنی کتاب فقہ اللغات السامیہ (سامی زبانوں کی فقہ) میں لکھا ہے کہ: ''قدیم بابلی زبان میں پورے طور سے اعرابی نظام موجود تھا مگر وہ دھیرے دھیرے ختم ہوگیا جیسا کہ دوسری سامی زبانوں کے ساتھ ہوا لیکن عربی زبان جزیرۂ عرب میں دوسری زبانوں سے علاحدہ رہنے کے سبب اپنے قدیم خصوصیات کی حفاظت میں کامیاب ہوگئی جن میں نظام اعرابی بھی شامل ہے۔''

عربوں نے اپنی زبان کی حفاظت کا غیر معمولی اہتمام کیا کیونکہ نہ صرف انھیں اپنی زبان سے غیر معمولی تعلق اوراس پر شدید اعتزاز تھا بلکہ یہ زبان نصوص شرعیہ کو سمجھنے کا وسیلہ بھی تھی اور ''ما لا یتم الواجب إلا به فهو الواجب'' (جس کے بغیر فرض نہ پورا ہو وہ بھی فرض ہوتا ہے) کی قبیل سے اس زبان کو سمجھنا اور اچھی طرح جاننا ناگزیر تھا۔ عہد رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں لوگ فطری سلیقے کی بنیاد پر عربی زبان بولتے اور سمجھتے تھے اور انھیں کسی نحوی یا صرفی قاعدے سے کسی قسم کی مدد لینے کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ لیکن جب اسلامی فتوحات کا رقبہ وسیع ہوا اور بہت سی غیر عرب قومیں حظیرہ اسلام میں داخل ہوئیں تو ایک طرف انھیں عربی زبان سکھانے کی ضرورت پیش آئی تو دوسری طرف عجمیوں سے مسلسل اختلاط کے سبب عربوں

کا لسانی سلیقہ بھی کمزور ہوا اور عربی بولنے میں نہ صرف عجمیوں سے بلکہ عربوں سے بھی غلطیاں ہونے لگیں اور لحن رائج ہونے لگا۔عربی زبان وادب کی کتابوں میں ایسی بہت سی روایتیں ملتی ہیں جن میں لوگوں کے ذریعے کی جانے والی قواعد اور اعراب کی ایسی غلطیوں کا ذکر ملتا ہے۔کئی ایسی روایتیں بھی ملتی ہیں جن کے بموجب قرآن کی قرأت میں بھی لوگ غلطیاں کرنے لگے تھے، یہاں تک کہ اس بات کا خطرہ ہونے لگا کہ کہیں قرأت کی یہ غلطی معنی کی غلطی کا سبب نہ بن جائے۔لہذا زبان کی حفاظت کے لیے عموماً اور قرآن وحدیث کی حفاظت کے لیے خصوصاً زبان کے اصول وقواعد مرتب کیے گئے اور اسی سلسلے میں عربی کے مختلف علوم وفنون معرض وجود میں آئے، اعرابی قواعد بھی انھیں کا حصہ ہے۔چونکہ عربی زبان کی صحیح قرأت اور درست استعمال میں سب سے زیادہ اعرابی قواعد کی اہمیت ہے لہذا سب سے پہلے انھیں پر توجہ کی گئی اور سب سے زیادہ انھیں کا اہتمام کیا گیا۔

ابوالاسود الدؤلی متوفی 69ھ نے امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ارشاد کے بموجب عربی کے اولین قواعد کو مرتب کیا اور انھوں نے ہی سب سے پہلے کلمے کے نحوی وظیفے اور عمل پر دلالت والی علامتوں کو وضع کیا، فتحہ اور زبر کی علامت کے لیے حرف کے اوپر ایک نقطہ، کسرہ یا زیر کی علامت کے لیے حرف کے نیچے ایک نقطہ، ضمہ یا پیش کے لیے حرف کے بائیں جانب ایک نقطہ، تنوین کے اظہار کے لیے دو نقطے مقرر کیے اور نقطوں سے خالی حرف کو ساکن قرار دیا۔خلیل بن احمد فراہیدی متوفی 170ھ نے ان علامتوں کو علی الترتیب مختصر ٹیڑھا الف، مختصر یاء اور مختصر واو سے بدل دیا۔تنوین کے لیے انھیں حروف کو مکرر استعمال کیا، اور ان کے علاوہ خلیل نے سکون کے لیے مختصر خا، ہمزہ کی علامت کے طور پر مختصر عین اور تشدید کے لیے مختصر شین کو مقرر کیا۔سکون اور کسرہ کے علاوہ خلیل کی وضع کردہ علامتیں آج بھی رائج ومستعمل ہیں۔

2.3 اعراب کا لغوی واصطلاحی معنی

2.3.1 :اعراب کا لغوی معنی

اعراب: فعل اعرب۔یُعربُ کا مصدر ہے اور فعل (اعرب) اپنی تمام شکلوں میں توضیح، بیان اور افصاح کا معنی دیتا ہے یعنی کسی چیز کو واضح کرنا، ظاہر کرنا اور اسے بیان کرنا اور یہی معنی فعل (عرَّب) کا ہے اور اس کا مصدر تعریب آتا ہے۔ازہری نے اپنی معجم تہذیب اللغۃ میں لکھا ہے کہ: ''الإعراب و التعريب معناهما واحد و هو الإبانة'' یعنی اعراب اور تعریب کا ایک ہی معنی ہے اور وہ ہے توضیح وبیان۔اس معنی کی تائید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے بھی ہوتی ہے کہ: ''الثيب تعرب عن نفسها'' یعنی شادی شدہ عورت اپنی خواہش کا اظہار وبیان کرے گی۔اور ''أعرب كلامه'' کا مطلب ہوا کہ اس نے فصیح طور پر کلام کیا اور اس میں کوئی غلطی نہیں کی۔یہ کلمہ اصالت کا بھی معنی دیتا ہے جیسے: ''فرس معرب'' یعنی اصیل گھوڑا، اصالت زبان کا مطلب یہ کہ زبان وضوح وبیان میں اپنے اصل پر ہو اور اس میں کوئی انحراف نہ ہو۔عربوں کو عرب نام دینے کی یہ بھی وجہ بیان کی جاتی ہے کہ ان کی زبان بڑی فصیح اور واضح ہوتی ہے۔

2.3.2 اعراب کا اصطلاحی معنی

اعراب کا اصطلاح میں تین معنوں کے لیے استعمال ہوتا ہے:

اول: علم نحو کا مرادف اور ہم معنی۔یہ اعراب کا قدیم اصطلاحی معنی ہے، اس کے لحاظ سے پورے عربی قواعد کو اعراب کہتے ہیں اور قرون اولی میں اعراب کا یہی اصطلاحی معنی رائج تھا۔اس عہد میں ''علمه الإعراب أو تعلم منه الإعراب'' کا معنی تھا اسے عربی قواعد سکھایا یا اس سے

عربی قواعد سیکھا۔ مشہور نحوی الزجاج متوفی 311ھ وغیرہ علم نحو کو اعراب کے نام سے ہی موسوم کرتے تھے۔

دوم: لغوی جملے کی تحلیل وتوصیف: یہ بھی اعراب کا ایک اصطلاحی معنی ہے۔نحوی وصرفی اعتبار سے کلمے کے وظیفے اور عمل کا بیان، کلمے کے تقدیم وتاخیر کی تعلیل وتوجیہ، معرب ومبنی کے احوال اور حرکات مقدرہ اور ظاہرہ کی تفصیل وتاویل وغیرہ پر بھی اعراب کا اطلاق ہوتا ہے۔ابوجعفر النحّاس متوفی 698ھ کی کتاب 'اعراب القرآن'، ابن خالویہ متوفی 370ھ کی کتاب 'اعراب ثلاثین سورۃ من القرآن' اور مکی بن ابی طالب متوفی 437ھ کی تصنیف 'مشکل اعراب القرآن' کا تسمیہ اسی اصطلاحی معنی کے زیر اثر ہے۔

سوم: بنا کا مقابل، یہ اعراب کا تیسرا اصطلاحی معنی ہے اور یہی اصطلاحی معنی اس اکائی میں مطلوب ہے اور اس کا مفاد ہے کہ: مختلف عوامل کے داخل ہونے کے سبب کلمے کے آخر میں ہونے والی لفظی یا تقدیری تبدیلی کو اعراب کہتے ہیں اور یہ ایک امر معنوی ہے اور اس معنوی امر پر دلالت کرنے والی علامتیں ہیں جو مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتی ہیں۔

بہت سے نحویوں نے اعراب کی تعریف کی ہے۔ذیل میں بعض قدیم وجدید نحویوں کی تعریفات کو ذکر کیا جارہا ہے:

1۔ابن ھشام انصاری مصری متوفی 761ھ **شرح شذور الذهب في معرفة كلام العرب** میں لکھتے ہیں کہ: **"أثر ظاهر أو مقدر يجلبه العامل في آخر الاسم المتمكن و الفعل المضارع"** یعنی اسم متمکن اور فعل مضارع کے آخر کا ایسا ظاہری یا تقدیری اثر جو عامل لایا ہو۔

2۔شیخ مصطفی غلایینی متوفی 1944ء اپنی مشہور تصنیف **جامع الدروس العربية** میں اعراب کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: **"أثر يحدثه العامل في آخر الكلمة فيكون آخرها مرفوعا أو منصوبا أو مجرورا أو مجزوما، حسب مايقتضيه ذلك العامل"** یعنی اعراب وہ اثر ہے جسے کوئی عامل کلمے کے آخر میں پیدا کرتا ہے، تو وہ کلمہ اس عامل کے تقاضے کے مطابق کبھی مرفوع، کبھی منصوب، کبھی مجرور اور کبھی مجزوم ہوتا ہے۔

3۔استاد حسن عباس متوفی 1979ء نے اپنی کتاب **النحو الوافي** میں اعراب کی تعریف یوں کی ہے: **"هو تغير العلامة التي في آخر اللفظ بسبب تغير العوامل الداخلة عليه و ما يقتضيه كل عامل"** یعنی کلمے پر داخل ہونے والے عامل کے تغیر کے سبب کلمے کے آخر میں ہونے والے علامتوں کے تغیر اور ہر عامل کے تقاضے کے مطابق ہونے والی تبدیلی کو اعراب کہتے ہیں۔

2.4 اعراب کا نشو نما

عربی اعراب کے نشو نما کی دو حیثیتیں ہیں:

پہلی حیثیت: عملی اور استعمال کے اعتبار سے عربی زبان میں اعراب کا وجود۔

دوسری حیثیت: اس سے متعلق اصول اور قوانین اور مصطلحات کی وضع۔

2.4.1 کلام عرب میں اعراب کا وجود

اس حقیقت میں نہ کسی کو شک ہے اور نہ کسی قسم کا کوئی اختلاف کہ عربی زبان میں عملی طور پر ہمیشہ اعراب موجود رہا ہے اور عربی زبان کبھی بھی اس سے خالی نہیں رہی ہے۔اس سلسلے میں مستشرقین وغیرہ کی جانب سے کیے جانے والے تمام اعتراضات اور شکوک وشبہات بے اصل اور بے بنیاد ہیں۔دراصل ان حضرات کے شک واعتراض کا منشا وسبب ان کی وہ حیرت ہے جو عربی زبان کے اعرابی نظام کے استحکام اور اس کی وسعت ودقت کو

دیکھ کرانھیں پیش آتی ہے۔ان کی رائے میں انسان عام بول چال کی زبان میں اتنے باریک ووسیع قوانین کا اہتمام والتزام نہیں کرسکتا ہے۔لیکن شاید یہ اعتراض کرنے والے اس حقیقت کوفراموش کردیتے ہیں کہ عرب قوم اپنی زبان سے تعلق اوراس کے اہتمام کے حوالے سے ایک امتیازی خصوصیت کی حامل تھی اور یہ قوم اپنے قوت حافظہ میں بھی دوسری قوموں سے ممتاز تھی اورانھیں دونوں امتیازات کی بنیاد پرانھیں اس سلسلے میں دوسری قوموں پر قیاس نہیں کیا جاسکتا ہے۔عرب اپنے فطری سلیقے سے اپنی روزمرہ کی گفتگو میں، اپنی شاعری میں اوراپنے مواثیق وعہود میں اعراب کا استعمال کرتے تھےاوراس کی پوری رعایت کرتے تھے۔عربی کی قدیم ترین نصوص میں یہ اعرابی ظاہرہ ملتا ہے،ان حرکات اعرابیہ کے معنوں کوعربی بولنےاور سننے والے دونوں اچھی طرح سے سمجھتے تھے۔

چونکہ عرب اپنی زبان کی فصاحت وبلاغت کا بہت خیال رکھتے تھے،اپنے کلام کی سلاست ووضاحت کا بے حداہتمام کرتے تھے،لہذا یہ بات بڑی حد تک فطری تھی کہ ان کی زبان اعرابی نظام پر مشتمل ہو، بلکہ اعرابی نظام کوعربی زبان کی سب سے واضح اور اہم خصوصیت قرار دیا گیا۔عربی کلام کی معنویت اوراس کی حرکت وحرارت سب اسی اعرابی نظام سے قائم تھی۔جوبھی عربی کلام ہم تک پہنچا ہے وہ سب معرب ہے،مثلاً:

الف۔قرآن کریم فصیح ترین عربی میں نازل ہوااور پورا کا پورامعرب ہے۔اورقرآن نے خوداپنے آپ کو'عربی مبین'' کہا ہے۔کوئی مجادل ہی اس امر کاانکارکرسکتا ہے۔

ب۔اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بلامنازع افصح العرب ہیں اورآپ سے مروی جواحادیث ہم تک پہنچی ہیں وہ سب معرب ہیں، جواس بات کی دلیل ہیں کہ عرب اپنی زبان کوہمیشہ اعراب کے ساتھ استعمال کرتے تھے۔

ج۔قدیم عربی شاعری بھی ہم تک معرب صورت میں پہنچی ہے۔علاوہ ازیں عربی شاعری کے قوافی میں اقواء کا وجوداس امر کا غماز ہے کہ عرب ان حرکات کا استعمال مختلف معنوں پر دلالت کے لیے کرتے تھے۔اقواء کوعیب شمار کرنے کے باوجوداپنے مطلوب معنی کی ادائیگی کے لیے اس عیب کو برداشت کرتے تھے۔چونکہ معنی کی ادائیگی کے لیے وہ حرکت ضروری ہوتی تھی لہذا قافیہ کے روی کی اس حرکت کو برقرار رکھتے تھے خواہ دوسرے اشعار کی روی کی حرکت سے وہ مختلف ہی کیوں نہ ہو۔

2.4.2 :اعرابی احکام وقواعد

عربی علوم وفنون کے نشوونما میں علم نحوکواولیت حاصل ہے۔اگرچہ اعراب نحوی قواعد کا ایک جز بھر ہےلیکن اس کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر پورے علم نحوکوعلم اعراب کا نام دے دیا گیا۔نحو کے قواعد کی ابتدابھی اعراب کے بیان سے نہیں ہوتی ہے کیوں کہ نحو کی ابتدامفرد کلمے کی تعریف و تقسیم سے شروع ہوتی ہے۔جب کہ اعراب کا تعلق کلمے کی ترکیبی حالت سے ہےلیکن بایں ہمہ جملہ نحوی مظاہر میں سب سے واضح اورجلی مظہراعراب ہی ہے، غالبا اسی وجہ سے نحوکواعراب کا نام دیا گیا۔عربی قواعد کی وضع وتدوین کا بنیادی سبب لحن کا شیوع تھااوراس لحن کا سب سے بڑا مظہر کلمہ کی آخری حرکت میں ہونے والی غلطیاں تھیں لہذا سب سے پہلے ان حرکتوں کے لیے مختلف علامتیں وضع کی گئیں تاکہ کم ازکم قرأت بالخصوص تلاوت قرآن میں غلطیوں سے بچا جاسکےاورعربی زبان کےاس سب سے عظیم مصدر کے پڑھنے میں نطق وبیان کی خطا سے بچا جاسکے۔

ابتدا میں اعراب کا اطلاق پورے نحو پر ہوتا پھرعوامل کے بدلنے سے کلمے کی آخری حرکت کی تبدیلی کواعراب کا نام دیا گیا۔اعراب کے عمومی اورخصوصی اطلاق میں ایک تناسب موجود ہے کیونکہ نحو کے تمام موضوعات کی غرض وغایت ایسی نحوی ترکیب کی بناوتشکیل ہے جومرکب کلمہ کے

آخر کی حرکت کے ذریعے معنی کی توضیح و بیان کا کام کرے۔عصر تدوین میں بے شمار اہل علم نے مختلف قبائل کی زبان کا استقرا کر کے اعراب کے قواعد کو منضبط کیا۔ان میں سرفہرست سیبویہ، کسائی، فراء اور خلیل بن احمد وغیرہ شامل ہیں۔

2.5 معرب اور مبنی

ہم نے پڑھا کہ کلام میں وضع بدلنے سے عربی کے بعض کلمات کے آخر کی حرکت تبدیل ہوجاتی ہے جب کہ کچھ ایسے کلمات ہیں جن کا آخر ہمیشہ ایک طرح رہتا ہے خواہ کلام میں ان کی وضع کیسی بھی کیوں نہ ہو۔پہلی قسم کو معرب اور دوسری قسم کو مبنی کہتے ہیں۔مندرجہ ذیل مثالوں میں غور کیجیے۔

ضَرَبَ زَیْدٌ۔ زید نے مارا۔

ضَرَبَ حَامِدٌ زَیْداً۔ حامد نے زید کو مارا۔

قَرَأْتُ کِتَابَ زَیْدٍ۔ میں نے زید کی کتاب پڑھی۔

پہلی مثال میں زید پر پیش ہے، دوسری میں زبر ہے اور تیسری میں زیر ہے۔یعنی ان تینوں مثالوں میں ''زید'' کی وضع بدلنے سے اس کا آخر یا اس کے آخری حرف کی حرکت بدل گئی ہے۔لہٰذا پتہ چلا کہ کلمہ ''زید'' معرب ہے۔زید اسم ہے، کچھ فعل بھی ہوتے ہیں جن کا آخر کلام میں ان کی وضع بدلنے سے بدل جاتا ہے۔جیسے:

یَذْھَبُ۔ وہ جاتا ہے۔

لَنْ یَذْھَبَ۔ وہ نہیں جائے گا۔

لَمْ یَذْھَبْ۔ وہ نہیں گیا۔

وضع بدلنے کا مفہوم یہ ہے کہ کلام میں ان کی حالت ایک جیسی نہ رہے۔مندرجہ بالا مثالوں کے پہلے مجموعے کی پہلی مثال میں زید فاعل ہے، دوسری مثال میں مفعول بہ ہے، اور تیسری میں مضاف الیہ ہے۔وضع کی اس تبدیلی کے ساتھ اس کے آخر کی حرکت بھی بدلتی رہتی ہے۔دوسرے مجموعے کی مثالوں میں بھی آخر کی حرکت مختلف ہے کیونکہ کلام میں ان کی وضع بھی الگ الگ ہے۔پہلی مثال میں فعل تنہا ہے دوسری میں اس پر ''لن'' داخل ہے اور تیسری میں وہ ''لم'' کے بعد آیا ہے۔دوسری میں زبر ہے اور تیسری میں سکون ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ کلمہ ''یذھب'' بھی معرب ہے۔

وہ عربی کلمات جن کا آخر ہمیشہ ایک جیسا رہتا ہے اور ان کے آخر میں کبھی کوئی تبدیلی نہیں ہوتی ہے خواہ کلام میں ان کی وضع کیسی بھی ہو مبنی کہلاتے ہیں۔ذیل کی مثالوں میں غور کیجیے۔

ضَرَبَ ھَؤلاءِ۔ ان لوگوں نے مارا۔

ضَرَبَ حَامِدٌ ھؤلاءِ۔ حامد نے ان لوگوں کو مارا۔

قَرَأْتُ کتابَ ھَؤلاءِ۔ میں نے ان لوگوں کی کتاب پڑھی۔

مندرجہ بالا تینوں جملوں میں کلمہ ''ھؤلاء'' کی وضع وہی ہے جو معرب کی گذشتہ مثالوں میں زید کی تھی لیکن اُن تینوں مثالوں میں کلمہ ''زید'' کے آخر کی حرکت مختلف ہے جب کہ ان مثالوں میں کلمہ ''ھؤلاء'' کے آخر میں وضع بدلنے کے بعد بھی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔اس سے معلوم ہوا کہ کلمہ

''هو لاء'' ایسا اسم ہے جو مبنی ہے۔ بہت سے افعال بھی ایسے ہوتے ہیں جن کا آخر کسی حال میں نہیں بدلتا۔ جیسے:

البَنَاتُ يَذْهَبْنَ۔	لڑکیاں جاتی ہیں۔
البناتُ لَنْ يَذْهَبْنَ۔	لڑکیاں نہیں جائیں گی۔
البناتُ لَمْ يَذْهَبْنَ۔	لڑکیاں نہیں گئیں۔

ان مثالوں میں کلمہ ''يَذْهَبْنَ'' میں جو کہ فعل ہے کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی جب کہ ہر مثال میں اس کی وضع الگ الگ ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ یہ کلمہ مبنی ہے۔ اس طرح معلوم ہوا کہ جس کلمے کا آخر کلام میں اس کی وضع بدلنے سے بدل جائے وہ معرب کہلاتا ہے اور جس کا آخر کلام میں اس کی وضع بدلنے کے باوجود نہ بدلے وہ کلمہ مبنی کہلاتا ہے۔

چونکہ کلمے کی وضع میں تبدیلی کسی نہ کسی سبب سے ہوتی ہے، جسے نحو کی اصطلاح میں عامل کہتے ہیں لہٰذا معرب اور مبنی کو یوں بھی بیان کیا جاسکتا ہے کہ جس کلمے کا آخر عامل کے بدلنے سے بدل جائے وہ کلمہ معرب ہے اور جس کا آخر عامل کے بدلنے سے نہ بدلے وہ مبنی ہے۔

<u>معرب:</u> ایسا کلمہ ہے جس کے آخر کی حرکت عامل کے بدلنے سے بدل جائے۔ (**المعرب: الكلمة التي تتغير حركة آخرها بتغير العامل الداخل عليها**)۔ یا معرب وہ کلمہ ہے جس پر اعراب داخل ہوتا ہے (**هو اللفظ الذي يدخله الإعراب**)۔

جیسے: **زيد، السماء، الأرض، يذهب**

عامل: وہ ہے جو کلمے میں ایسا اثر ڈالے جس سے ایک خاص معنی کی طرف اشارہ کرنے والی اعرابی علامت پیدا ہو۔ جیسے: فاعلیت، مفعولیت وغیرہ، عام ازیں کہ وہ علامت ظاہر ہو یا مقدر (**ما يؤثر في اللفظ تأثيرا ينشأ عنه علامة اعرابية ترمِزُ الى معنى خاص, كالفاعلية و المفعولية أو غيرهما۔ و لا فرقَ بين أن يكون تلك العلامة ظاهرة أو مقدرة**)

<u>مبنی:</u> ایسا کلمہ ہے جس کے آخر کی حرکت عامل کے بدلنے سے نہ بدلے۔ (**المبني: الكلمة التي لا تتغير حركة آخرها بتغير العامل الداخل عليها**)

جیسے: **هذا، من، ذهب، اذهب، يذهبن**

ان تعریفات سے ہم اعراب اور بنا کو بھی سمجھ سکتے ہیں۔ کلمے میں ہونے والی تبدیلی کو اعراب کہتے ہیں اور اس کے ایک حالت پر باقی رہنے کو بنا کہتے ہیں۔

<u>اعراب:</u> عامل کے بدلنے سے کلمے کے آخر میں ہونے والی تبدیلی کو اعراب کہتے ہیں۔ (**الإعراب: هو تغير أواخر الكلم بتغير العامل الداخل عليها**)۔ اعراب کی ایک تعریف یہ بھی کی جاتی ہے کہ: **الإعراب: هو تغير الحركة على آخر الكلمة بسبب تغير العامل قبلها**۔ دونوں تعریفات کا مفاد ایک ہے۔

<u>بناء:</u> عامل کے بدلنے کے باوجود کلمے کے آخری حرکت کے ایک حالت میں باقی رہنے کو بنا کہتے ہیں۔ **البناء: هو عدم تغير أواخر الكلم بتغير العامل الداخل عليها)**۔ بنا کی ایک تعریف یہ بھی کی جاتی ہے کہ: **البناء: هو لزوم آخر الكلمة على حالة واحدة في كل أحوال**۔ اعراب کا لغوی معنی ہم پڑھ چکے ہیں اور البناء لغت کے اعتبار سے فعل بنی الشيء کا مصدر ہے جس کا معنی ہے کسی چیز کی تعمیر کرنا اور اسے

قائم کرنا۔اور مبنی اسی سے اسم مفعول کا صیغہ ہے۔

اسما زیادہ تر معرب ہیں، افعال میں فعل مضارع معرب ہے اگر نونِ تاکید اور نونِ نسوہ سے خالی ہو۔حروف سب کے سب مبنی ہیں۔اسم میں معرب ہونا اصل ہے اور فعل اور حرف میں مبنی ہونا اصل ہے۔

معرب و مبنی اور اعراب و بنا کو سمجھنے اور ان کی تعریفات کو جاننے کے بعد یہ جاننا چاہیے کہ معرب کلمے کے آخر میں ہونے والی تبدیلیوں کی نوعیت کیا ہے اور وہ علامات وحرکات کیا کیا ہیں جو معرب کلموں کے آخر میں بدل بدل کر آتی ہیں یا وہ کون کون سی علامتیں اور حرکتیں ہیں جو مبنی کلمات کے آخر میں ہمیشہ برقرار رہتی ہیں اور ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی ہے۔خواہ ان سے پہلے کوئی بھی عامل ہو یا جملے میں ان کی وضع کیسی بھی کیوں نہ ہو۔

2.6 بناء کے اقسام

بناء کی چار قسمیں ہیں: ضمہ، فتحہ، کسرہ اور سکون یعنی یہی چار حرکتیں ہیں جو مبنی کلمات کے آخر میں ہمیشہ برقرار رہیں گی، تو جس مبنی کلمہ کے آخر میں ضمہ ہے وہ ہمیشہ اور ہر حالت میں ضمہ ہی رہے گا کبھی نہیں بدلے گا یونہی فتحہ اور کسرہ اور سکون بھی جن کلمات پر ہوگا وہ بھی ہمیشہ برقرار رہے گا اور تبدیل نہ ہوگا۔ یہ چاروں قسمیں اسم فعل اور حرف تینوں میں پائی جاتی ہیں جب کہ اعراب صرف اسم اور فعل میں ہوتا ہے۔ضمہ کی علامت پیش ہے، فتحہ کی علامت زبر ہے کسرہ کی علامت زیر ہے۔اور سکون کی علامت دائرہ یا مختصر دال ہے البتہ کس مبنی کلمے پر کون سی علامت آئے گی اس کے لیے کوئی قاعدہ نہیں ہے اس کا دار و مدار صرف عربی زبان کی معتبر کتابوں پر ہے۔عقل و قیاس کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ہمیں صرف یہ یاد رکھنا ہے کہ مبنی کلمات پر آنے والی ان علامتوں میں کبھی کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔

2.6.1 مبنی اسما

اسم میں اصل اعراب ہے اور اکثر اسما معرب ہوتے ہیں لیکن بہت سارے اسما مبنی بھی ہوتے ہیں۔جیسے:

1۔ ضمائر متصل ہوں یا منفصل ، جیسے: أنا، أنت، هو، لنا، لک، له وغیرہ۔

2۔ اسمائے اشارہ، جیسے: هذا، هذه، هو لاء وغیرہ۔

3۔ اسمائے موصولہ، جیسے: الذي، التي، الذين، اللاتي، وغیرہ۔

4۔ اسمائے شرط، جیسے : من، ما، متى، أين، كيفما وغیرہ۔

5۔ اسمائے استفہام، جیسے: متى، كم، كيف، من، ما، وغیرہ۔

6۔ مرکب اعداد، جیسے: أحد عشر سے تسعة عشر تک۔

7۔ بعض ظروف، جیسے :حيث، أمس، الآن، إذ، إذا وغیرہ۔

8۔ ظرفیت کے معنی پر مشتمل مرکب الفاظ، جیسے: ليل نهار، صباح مساء، بين بين وغیرہ۔

9۔ فَعَالِ کے وزن پر آنے والے اسمائے خاص (اعلام) جیسے حزام، قطامِ وغیرہ

10۔ لفظ "ویہ" پر ختم ہونے والے اسمائے خاص جیسے: سيبويه، خمارويه وغیرہ

اسم کی یہ تمام قسمیں مبنی ہیں اور مبنی ہونے کی وجہ سے ان کا آخر ہمیشہ یکساں رہے گا اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ مبنی اسما میں بنا کی چاروں قسمیں پائی جاتی ہیں یعنی ان میں سے کچھ ضمہ پر مبنی ہوتے ہیں اور کچھ فتحہ، کسرہ اور سکون پر مبنی ہوتے ہیں۔ جیسے:

الف: ضمہ پر مبنی ہونے والے اسما؛ جیسے: نحن، حيث وغیرہ

ب: فتحہ پر مبنی ہونے والے اسما؛ جیسے: أنت، أين، كيف، خمسة عشر، صباح مساء وغیرہ

ج: کسرہ پر مبنی ہونے والے اسما؛ جیسے: أنتِ، هذه، هولاء، أمس، حزام، سيبويه وغیرہ

د: سکون پر مبنی ہونے والے اسما؛ جیسے: أنا، هذا، الذي، متى، كم، إذ، إذا، وغیرہ

2.6.2 مبنی افعال

فعل میں اصل بنا ہے اور اکثر افعال مبنی ہوتے ہیں۔ فعل ماضی اور فعل امر سب کے سب مبنی ہوتے ہیں۔ فعل مضارع بھی دو صورتوں میں مبنی ہوتا ہے اور یہ تمام افعال مختلف علامات یا حرکات پر مبنی ہوتے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1۔ فعل ماضی: فعل ماضی ضمہ فتحہ یا سکون پر مبنی ہوتا ہے۔ جیسے:

الف: فتحہ پر مبنی ہوتا ہے اگر اس سے کچھ متصل نہ ہو جیسے: فَتَحَ، كَتَبَ، جَلَسَ۔

یا اس سے تانیث کی ساکن تا متصل ہو۔ جیسے: فَتَحَتْ، كَتَبَتْ، جَلَسَتْ

یا اس سے تثنیہ کا الف متصل ہو۔ جیسے: فَتَحَا، كَتَبَا، جَلَسَا

ب: ضمہ پر مبنی ہوتا ہے اگر اس سے جمع کی واو متصل ہو۔ جیسے: فَتَحُوْا، كَتَبُوْا، جَلَسُوْا۔

ج: سکون پر مبنی ہوتا ہے اگر اس سے فاعل کی تاء متصل ہو۔ جیسے: فَتَحْتُ، كَتَبْتُ، جَلَسْتُ۔

یا اس سے نون نسوہ متصل ہو۔ جیسے: فَتَحْنَ، كَتَبْنَ، جَلَسْنَ

یا اس سے فاعل کی نا متصل ہو۔ جیسے: فَتَحْنَا، كَتَبْنَا، جَلَسْنَا

2۔ فعل امر: فعل امر سکون، فتحہ اور حذف پر مبنی ہوتا ہے۔ جیسے:

الف: سکون پر مبنی ہوتا ہے اگر اس کا آخر حرف صحیح ہو اور اس سے کچھ متصل نہ ہو۔ جیسے: افْتَحْ، اكْتُبْ، اجْلِسْ

یا اس سے نون نسوہ متصل ہو۔ جیسے اِفْتَحْنَ، اُكْتُبْنَ، اِجْلِسْنَ

ب: فتحہ پر مبنی ہوتا ہے اگر اس سے نون تاکید خفیفہ یا ثقیلہ متصل ہو۔ جیسے: اِفْتَحَنَّ، اكْتُبَنَّ، اجْلَسَنْ

ج: حذفِ نون پر مبنی ہوتا ہے، اگر اس کے آخر میں تثنیہ کا الف، جمع کا واو یا خطاب کی یا متصل ہو۔ جیسی افتحا، اكتبوا، اجلسی

د: حذفِ حرف علت پر مبنی ہوتا ہے اگر اس کا آخر معتل ہو۔ جیسے: اخشَ، ادعُ، ارمِ

3۔ فعل مضارع: فعل مضارع فتحہ اور سکون پر مبنی ہوتا ہے۔ جیسے:

الف: فتحہ پر مبنی ہوتا ہے اگر نون تاکید خفیفہ یا ثقیلہ اس سے براہ راست متصل ہو۔

جیسے: هَلْ تَرْجُوْنَ غَيْرَ اللهِ، تاللهِ لَاَقُوْلَنَّ الصِدْقَ۔

ب: سکون پر مبنی ہوگا اگر اس سے نون نسوہ متصل ہو۔ جیسے:

الْطَالِبَاتُ يَفْتَحْنَ الكتب، أَنْتُنَّ تَذْهَبْنَ اِلى السُّوْقِ۔

فعل مضارع انہیں دو صورتوں میں مبنی ہوگا۔ واضح رہے کہ نون تاکید کے اتصال سے مضارع اسی وقت مبنی ہوگا جب یہ اتصال فعل سے براہ راست ہو۔ جیسے لَيَفْتَحَنْ یا لَيَفْتَحَنَّ لیکن اگر فعل اور نون تاکید کے درمیان میں تثنیہ کا الف، جمع کی واو، یا خطاب کی یاء آجائے تو نون تاکید کے باوجود فعل مضارع معرب ہوگا۔ نون نسوہ مضارع کے دو صیغوں میں ہوتا ہے اور وہ صیغے ہیں: جمع مؤنث غائب (يَذْهَبْنَ) اور جمع مؤنث حاضر (تَذْهَبْنَ)۔ ان دو صورتوں کے علاوہ فعل مضارع معرب ہوگا اور اس پر رفع، نصب اور جزم بدل بدل کر آتا رہے گا۔

2.6.3 اسمائے افعال

اسم فعل وہ کلمہ ہے جو معنی کے اعتبار سے فعل ہوتا ہے لیکن فعل کی علامت کو قبول نہیں کرتا یعنی اپنے ظاہر میں اسم کے مشابہ ہوتا ہے اسی لیۓ اس کو اسم فعل کہا جاتا ہے۔ یہ فعل ماضی، فعل مضارع اور فعل امر کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: هَيْهَاتَ (بَعُدَ) شَتَّانَ (افتَرَقَ) سَرْعان (سَرُعَ) وغیرہ ماضی کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ أُف (اتضجر) آه (اتوجع) وی (اتعجب) مضارع کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور ايهِ (زد) صَهْ (اسكت) آمين (استَجِبْ) عليك (الزم) وغیرہ فعل امر کے معنی میں آتا ہے۔

اسمائے افعال سب کے سب مبنی ہوتے ہیں ان میں سے کچھ فتحہ پر، کچھ سکون پر اور کچھ کسرہ پر مبنی ہوتے ہیں۔ جیسے:

الف: فتحہ پر مبنی ہونے والے اسمائے افعال، جیسے: هيهات، شتان، سرعان وغیرہ

ب: سکون پر مبنی ہونے والے اسمائے افعال جیسے: صه، مه، وی، وغیرہ

ج: کسرہ پر مبنی ہونے والے اسمائے افعال، جیسے: ايه، آه، حذارِ، وغیرہ

2.6.4 حروف

ہم جان چکے ہیں کہ حروف سب کے سب مبنی ہوتے ہیں، حروف میں بنا کی چاروں قسمیں یعنی فتحہ، ضمہ، کسرہ اور سکون پائی جاتی ہیں۔ مثالیں حسب ذیل ہیں۔

الف: فتحہ پر مبنی ہونے والے حروف جیسے: أن، ثم، ليتَ وغیرہ

ب: ضمہ پر مبنی ہونے والے حروف جیسے: منذُ

ج: کسرہ پر مبنی ہونے والے حروف جیسے: باء جر، لام جر

د: سکون پر مبنی ہونے والے حروف جیسے: اَنْ، مَنْ، هَلْ، فِيْ، أَوْ، وغیرہ

معلومات کی جانچ

1۔ اعراب و بنا کی تعریف کیجیے؟

2۔ معرب و مبنی کسے کہتے ہیں؟

3۔ کارل بروکلمان نے اپنی کس کتاب میں بشمول عربی، سامی زبانوں کا مطالعہ کیا ہے؟

4۔ اقواء کسے کہتے ہیں اور اس سے عربی زبان میں نظام اعراب کی قدامت پر کیسے استدلال کیا جاتا ہے؟

5۔ بنا کی کون کون سی قسمیں ہیں؟

6۔ کون کون سے اسما مبنی ہیں؟

7۔ اعراب اصطلاح میں کتنے معنوں میں استعمال ہوتا ہے؟

8۔ اعرابی علامتوں کی ابتدائی شکلیں کیا تھیں؟

2.7 اعراب کے اقسام

بناء ہی کی طرح اعراب کی بھی چار قسمیں ہیں: رفع، نصب، جر اور جزم۔ انہیں معرب کے احوال بھی کہتے ہیں یعنی رفع ایک حالت ہے اور نصب، جر اور جزم بھی الگ الگ حالتیں ہیں۔ جو کلمہ حالت رفع میں ہو اسے مرفوع کہتے ہیں، جو حالت نصب میں ہو اسے منصوب کہتے ہیں، جو حالت جر میں ہو اسے مجرور کہتے ہیں اور جو حالت جزم میں ہو اسے مجزوم کہتے ہیں۔ اس کو اس طرح سمجھیے کہ رفع، نصب، جر اور جزم اعراب کی قسمیں ہیں اور مرفوع، منصوب، مجرور اور مجزوم معرب کی قسمیں ہیں۔ اسم معرب مرفوع، منصوب اور مجرور ہوتا ہے اور فعل معرب مرفوع، منصوب اور مجزوم ہوتا ہے، یعنی جر اسم کے ساتھ خاص ہوتا ہے اور جزم فعل کے ساتھ خاص ہوتا ہے۔

یہ بات خوب ذہن نشیں رہے کہ رفع، نصب، جر اور جزم مخصوص حالتوں کا نام ہے، یہ علامتوں یا حرکتوں کا نام نہیں ہے بلکہ کسی کلام میں معرب کلمے کی جو مخصوص وضع ہے اس سے اس کی حالت کا تعین ہوتا ہے کہ وہ کس حالت میں ہے، اب اس حالت پر دلالت کرنے والی کچھ علامتیں ہیں جنہیں دیکھ کر یہ پتہ چلتا ہے کہ معرب کلمہ کس حالت میں ہے۔ یہ علامتیں حرکت (ضمہ، فتحہ اور کسرہ) بھی ہوسکتی ہیں اور حروف بھی یا پھر کلمے کے آخر کا حذف بھی علامت ہوسکتا ہے۔

2.8 علاماتِ اعراب

رفع، نصب، جر اور جزم میں سے ہر ایک اعرابی حالت کے لیے کچھ علامتیں ہیں۔ جن کے ذریعہ ہمیں پتہ چلتا ہے کہ کلمہ معرب (اسم یا فعل) کس حالت میں ہے یا وہ اعراب کی کون سی قسم ہے یا کسی مخصوص وضع میں اس کا اعراب کیا ہے۔ ان علامتوں میں سے کچھ حرکات ہیں کچھ حروف ہیں اور حذف بھی ایک علامت ہے۔

حرکات تین ہیں: ضمہ، فتحہ، کسرہ

حروف چار ہیں: الف، واو، یا، نون

حذف تین طرح کا ہوتا ہے۔

الف: حذفِ حرکت جسے سکون بھی کہتے ہیں۔

ب: حذفِ آخر جو معتل کلمات میں ہوتا ہے۔

ج: حذفِ نون جو افعالِ خمسہ میں ہوتا ہے۔

ذیل میں ہم معرب کی ہر قسم یا حالت کی علامات کو علیحدہ علیحدہ تفصیل سے جانیں گے۔

2.8.1 علاماتِ رفع

رفع کی چار علامتیں ہیں۔ضمہ، واو، الف اور نون

1- ضمہ: یہی رفع کی اصلی علامت ہے باقی علامتیں فرعی ہیں اور یہ چار جگہ رفع کی علامت کے طور پر آتا ہے۔

الف: اسم مفرد صحیح۔ جیسے محمد اور زید ان مثالوں میں، ھذا محمدٌ، جاء زیدٌ

ب: جمع مکسر، جیسے، کتب اور رجال ان مثالوں میں، ھذہ کتبٌ، دخل الرجالُ

جمع مکسر ایسی جمع کو کہتے ہیں جس میں واحد کا وزن برقرار نہ رہے۔

ج: جمع مؤنث سالم، جیسے ھو لاء طالباتٌ، جاءت مسلماتٌ، وضعت طاولاتٌ

جمع سالم اس جمع کو کہتے ہیں جس میں واحد کا وزن برقرار رہے۔

د: ایسا فعل مضارع جس کے آخر میں کوئی چیز ملی نہ ہو۔ جیسے: یَذْھَبُ، یَکْرُمُ، یَسْتَقْبِلُ

2- واو: یہ دو مقام پر رفع کی علامت کے طور پر آتا ہے۔

الف: جمع مذکر سالم، جیسے فاز المجتھدون، ھو لاء مسلمون، ان دونوں مثالوں میں مجتھدون اور مسلمون، جمع مذکر سالم ہیں اور دونوں حالت رفعی میں ہیں کیونکہ مجتھدون فاعل واقع ہو رہا ہے اور مسلمون خبر واقع ہو رہا اور فاعل اور خبر دونوں مرفوع ہوتے ہیں اور ان دونوں میں واو علامت رفع ہے کیونکہ اگر یہ دونوں کلمے حالت رفع میں نہ ہوں تو واو کے بجائے یا کے ساتھ ہوں گے جیسے مجتھدین اور مسلمین۔

ب: اسمائے خمسہ: جیسے ھذا أبوک، جاء أخوک، ضرب حموک، لافض فوک، دخل ذو مال

ابٌ، اخٌ، حمٌ، فمٌ، اور ذُوْ اسمائے خمسہ کہلاتے ہیں کیونکہ ان پانچ اسموں کا اعراب بقیہ اسما سے مختلف ہوتا ہے۔ اگر یہ پانچ یائے متکلم کے علاوہ جیسے کاف خطاب یا غائب کی ھا کی طرف مضاف ہوتے ہیں تو حالت رفعی میں ان میں واو علامتِ رفع کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ اوپر کی مثال میں ہے۔ پہلے چار کافِ خطاب کی طرف مضاف ہیں اور اور پانچواں مال کی طرف مضاف ہے اور سب حالت رفعی میں ہے۔ پہلی مثال خبری ہے دوسری تیسری اور پانچویں فاعل کی ہے اور چوتھی مثال نائب فاعل کی ہے اور نائب فاعل بھی فاعل اور خبر کی طرح مرفوع ہوتا ہے۔

3- الف: یہ بھی رفع کی علامت ہے اور اس کا استعمال تثنیہ میں ہوتا ہے۔ جیسے ھذان طالبان، نجح المجتھدان، دونوں مثالوں میں طالبان اور مجتھدان مرفوع ہیں اور ان میں علامت رفع الف ہے۔

4- نون: نون فعل مضارع کے ان پانچ صیغوں میں علامت رفع کے طور پر ہوتا ہے جنہیں افعال خمسہ بھی کہا جاتا ہے اور یہ افعال

ہیں: یذھبان (تثنیہ مذکر غائب) یذھبون (جمع مذکر غائب) تذھبان (تثنیہ مونث غائب و تثنیہ مذکر و مؤنث حاضر) تذھبون (جمع مذکر حاضر) و تذھبین (واحد مؤنث حاضر) ۔ یہ درحقیقت سات صیغے ہوتے ہیں جن کی پانچ شکلیں ہیں ۔ ان پانچوں افعال میں نون کا ثبوت ، رفع کی علامت ہے اور اگر ان میں نون موجود نہیں ہے تو یہ ان افعال کے غیر مرفوع ہونے کی دلیل ہے ۔ جیسے **ھم ینطقون بالصدق، أنتما تذھبان، أنت تطبخین**

2.8.2 علامات نصب

نصب کی پانچ علامتیں ہیں ۔ فتحہ ، الف ، یاء ، کسرہ اور حذف نون

1 ۔ فتحہ : یہ تین جگہ نصب کی علامت کے طور پر آتا ہے ۔ یہی نصب کی اصل علامت ہے ۔ باقی علامتیں فرعی ہیں ۔

الف : اسم مفرد صحیح جیسے : زید اور اسم رسالت ان مثالوں میں **رأیت زیداً ، إن محمداً رسول اللہ** ۔ پہلی مثال میں زید مفعول بہ ہے اور مفعول بہ منصوب ہوتا ہے اور یہ کہ کلمہ اسم مفرد صحیح ہے لہذا منصوب ہونے پر اس کے اخیر میں فتحہ علامت نصب کے طور پر آیا ہے ۔ یونہی اسم رسالت ، دوسری مثال میں إن کا اسم ہے اور إن کا اسم بھی منصوب ہوتا ہے لہذا اس پر بھی فتحہ علامت نصب کے طور پر آیا ہے ۔

ب : جمع مکسر : جیسے کتب اور رجال ان مثالوں میں **اشتریت کتباً ، إن ھؤلاء الرجال مجتھدون**

ج : ایسا فعل مضارع جس کے آخر میں کوئی چیز متصل نہ ہو اور اس پر نصب دینے والا فاعل داخل ہو جیسے : **لن یذھب ، أن تفتح**

2 ۔ الف : یہ اسمائے خمسہ میں نصب کی علامت کے طور پر آتا ہے انہیں شروط کے ساتھ جن شروط کے ساتھ اسمائے خمسہ میں واو ، رفع کی علامت کے طور پر آتا ہے جیسے : **استقبلت اباک ، لقیت اخاک ، رأیت ذا مال**

3 ۔ کسرہ : کسرہ جمع مؤنث سالم میں نصب کی علامت کے طور پر آتا ہے جیسے : **رأیت طالبات ، إن المسلمات قانتات** ۔

4 ۔ یاء : یہ تثنیہ اور جمع میں نصب کی علامت کے طور پر آتا ہے ۔ جیسے : **کان أبو عبیدة و خالد بن ولید قائدین عظیمین، إن اللہ یحب المتقین** ۔ پہلی مثال میں **قائدین عظمین، کان** کی خبر ہے جو منصوب ہوتی ہے اور چونکہ یہ دونوں لفظ تثنیہ کے صیغے ہیں لہذا ان میں علامت نصب یاء ہے ۔ یونہی دوسری مثال میں **متقین** مفعول بہ منصوب اور جمع ہونے کے سبب اس میں علامت نصب یاء استعمال ہوئی ہے ۔

<u>5 ۔ حذف نون</u>: افعال خمسہ میں حذفِ نون نصب کی علامت ہوتا ہے ۔ یہ مضارع کے وہی پانچ افعال ہیں جن میں نون کی موجودگی ان کے مرفوع ہونے کی علامت ہوتی ہے ۔ جیسے : **لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون**، آیت کریمہ میں مضارع کے تین افعال وارد ہوئے ہیں : **تنالون، تنفقون** اور **تحبون** ۔ پہلے دو سے نون حذف کر دیے گئے ہیں کیونکہ ان میں **لن** ناصب اور **حتی** ناصب داخل ہے لہذا وہ دونوں فعل منصوب ہیں اور نون کا حذف ہی ان کے منصوب ہونے کی علامت ہے ۔ تیسرے فعل "**تحبون**" سے پہلے کوئی عامل نصب یا جزم نہیں ہے لہذا وہ حالت رفع میں ہے اور اس کے حالت رفعی میں ہونے کی دلیل اس کے آخر میں نون کی موجودگی ہے ۔

2.8.3 علامات جر

جر کی تین علامتیں ہوتی ہیں۔ کسرہ، یاءاورفتحہ، یہ حالت صرف اسما کے ساتھ خاص ہے، افعال مجرور نہیں ہوتے ہیں۔

1- کسرہ: یہی جر کی اصلی علامت ہے باقی علامتیں فرعی ہیں۔ کسرہ تین جگہ جر کی علامت ہوتا ہے۔

الف: اسم مفرد صحیح: جیسے **تمسک بالخلقِ الحسنِ، قرأت کتاب زیدٍ** مذکورہ دونوں مثالوں میں ''خلق'' اور ''زید'' مجرور ہیں۔ اول الذکر اس لیے کہ اس پر حرفِ جار داخل ہے جو ''باء'' ہے اور دوسرا اس لیے مجرور ہے کہ وہ مضاف الیہ ہے اور ان دونوں کے مجرور ہونے کی علامت ان کے آخر میں آنے والا کسرہ ہے۔

ب: جمع مکسر: **قرأت بابا من الکتب، الحق لا تعرف بالرجال،** میں کتب اور رجال دونوں جمع مکسر ہیں اور مجرور ہیں اور ان دونوں پر کسرہ علامت جر کے طور پر آیا ہے۔

ج: جمع مونث سالم: جیسے **الکتب تُباعُ فِي المکتباتِ**۔ اس مثال میں **المکتبات** جمع مؤنث سالم اور ''فی'' حرف جر داخل ہونے کی وجہ سے مجرور ہے اور آخر میں موجود کسرہ کی حرکت اس کے مجرور ہونے کی علامت ہے۔

2- یاء: یا کا استعمال تین جگہ پر جر کی علامت کے طور پر ہوتا ہے۔

الف: اسمائے خمسہ: جیسے **ھذا کتاب اخیک، ماذا في فیک**۔ ان دونوں مثالوں میں اخ اور فم اضافت اور حرف جر کے سبب مجرور ہیں اور اس کی علامت یا ہے۔

ب: تثنیہ: جیسے **التقیتُ من رجلین** میں رجلین تثنیہ مجرور ہے اور علامت جر یا ہے۔

ج: جمع: جیسے **إن اللہ مع الصابرین،** میں صابرین جمع مجرور ہے اور علامت جر یا ہے۔

3 فتحہ: یہ اسم غیر منصرف میں جر کی علامت کے طور پر آتا ہے۔ اسمائے غیر منصرف ایسے اسمائے خاص (اعلام) اور صفات ہوتے ہیں جن پر تنوین نہیں آتی ہے اور یہ مخصوص اوزان اور اسباب پر مشتمل ہوتے ہیں جن کے سبب ان کے تلفظ میں ثقالت اور دشواری پیدا ہو جاتی ہے، لہٰذا اس ثقالت کو کم کرنے کے لیے اسے حرکتوں میں سب سے ہلکی حرکت فتحہ دیا جاتا ہے۔ تفصیلات آپ مناسب مقام پر پڑھیں گے جیسے: ''**اذھب الی فرعون**'' میں کلمہ ''**فرعون**'' مجرور ہے کیونکہ اس سے پہلے **الی** حرف جر آیا ہے لیکن چونکہ یہ کلمہ عجمی عَلَمْ ہونے کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔ لہٰذا اس کے لیے حالت جر کی علامت فتحہ ہے۔

2.8.4 علامات جزم

جزم کی تین علامتیں ہیں۔ سکون، حذفِ آخر اور حذفِ نون۔ یہ حالت صرف افعال کے ساتھ خاص ہے کیونکہ اسما مجزوم نہیں ہوتے ہیں۔

1- سکون: یہ ایسے فعل مضارع میں جزم کی علامت ہوتا ہے جو صحیح الآخر ہو اور جس سے کوئی چیز متصل نہ ہو۔ جیسے **لم یلد و لم یولدْ، لم أذھبْ اِلی السوق، لا تذھبْ اِلی النادی، منْ یزرعْ خیراً یحصدْ خیراً**۔ ان مثالوں میں **لم، لا** اور **من** اداواتِ جزم ہیں اور یہ تینوں ایسے افعال مضارع پر داخل ہیں جو صحیح الآخر ہیں یعنی جن کا آخر حرفِ علت نہیں ہے اور نہ ہی یہ ایسے افعال مضارع ہیں جن سے کوئی چیز متصل ہے (جیسے افعال خمسہ) لہٰذا ان کے آخر میں سکون علامت جزم کے طور پر آیا ہے۔

(ادوات جزم یا جوازم کا بیان آپ آئندہ اکائی میں پڑھیں گے)

2-حذف آخر: جس فعل مضارع کا آخری حرف، حرف علت ہوتا ہے، حالت جزم میں اسے حذف کر دیا جاتا ہے اور یہی حذف، اس فعل میں جزم کی علامت ہوتی ہے جیسے: لاتدع مع اللہ الٰھا آخر, لِیَفِ مَن وعد بوعدہ۔ ان دونوں مثالوں میں فعل مضارع تدع اور یف حالت جزم میں ہیں اور اس کی علامت حرف علت کا حذف ہے کیونکہ یہ دونوں اصل میں یدعو اور یفي تھے جب ان پر لائے نہی اور لام امر جو کہ ادوات جزم میں سے ہیں داخل ہوئے تو ان سے حرف علت حذف کر دیا گیا۔

3-حذفِ نون: حذفِ نون افعال خمسہ میں جزم کی علامت ہوتا ہے۔ مثلاً یذھبان, یذھبون, تذھبان, تذھبون اور تذھبین افعال خمسہ ہیں۔ اب اگر ان پر کوئی جازم آئے تو ان سب کے آخر سے نون حذف ہو جائے گا جیسے لم یذھبا, لم یذھبوا, لم تذھبا, لم تذھبوا, لم تذھبی

معلومات کی جانچ

۱۔ اعراب کی کون کون سی قسمیں ہیں؟

۲۔ اعراب کی علامتیں کیا کیا ہیں؟

۳۔ رفع کی کتنی علامتیں ہیں؟

۴۔ اسمائے خمسہ کسے کہتے ہیں؟

۵۔ ثبوتِ نون کہاں رفع کی علامت کے طور پر آتا ہے؟

۶۔ جمع مکسر کسے کہتے ہیں؟

۷۔ افعال خمسہ میں حذف نون کس حالت کی علامت ہے؟

۸۔ یا کا استعمال کن مقامات میں جر کی علامت کے طور پر ہوتا ہے؟

۹۔ جزم کی علامتیں کون کون سی ہیں؟

2.9 جدول اعرابی

ذیل میں ایک اعرابی جدول دیا جا رہا ہے جس کے ذریعہ آپ ایک نظر میں جان سکتے ہیں کہ: (۱) اعرابی احوال کیا کیا ہیں۔ (۲) ہر ایک حالت کی علامتیں کیا کیا ہیں۔ (۳) اور وہ علامتیں اسما اور افعال معرب میں کہاں کہاں استعمال ہوتی ہیں۔

حالت	علامت	اسما میں	افعال میں
رفعی	ضمہ	۱۔ اسم مفرد صحیح ۲۔ جمع مکسر ۳۔ جمع مؤنث سالم	فعل مضارع جس کے آخر میں کچھ نہ ہو یعنی وہ افعال خمسہ میں سے نہ ہو۔
	الف	تثنیہ	XXX

	واؤ	۱۔ اسمائے خمسہ ۲۔ جمع مذکر سالم	XXX
رفعی	ثبوت نون	XXX	افعال خمسہ
نصبی	فتحہ	۱۔ اسم مفرد ۲۔ جمع مکسر	مضارع جس کے آخر سے کچھ متصل نہ ہو اوراس پر کوئی ناصب داخل ہو۔
	کسرہ	جمع مؤنث سالم	XXX
	الف	اسمائے خمسہ	XXX
	یاء	۱۔ تثنیہ ۲۔ جمع مذکر سالم	XXX
نصبی	حذف نون	XXX	افعال خمسہ
جری	کسرہ	۱۔ اسم مفرد ۲۔ جمع مکسر ۳۔ جمع مؤنث سالم	XXX
	فتحہ	اسم غیر منصرف	
	یاء	۱۔ اسمائے خمسہ ۲۔ تثنیہ ۳۔ جمع مذکر سالم	
	سکون	۔	مضارع صحیح الآخر جس سے کچھ متصل نہ ہو
جزمی	حذف حرف علت	XXX	مضارع معتل الآخر جس سے کچھ متصل نہ ہو
	حذف نون	XXX	افعال خمسہ

2.10 اکتسابی نتائج

وضع یا عامل کے بدلنے سے کلمے کے آخر میں ہونے والی تبدیلی کو اعراب کہتے ہیں اور عامل کے بدلنے کے باوجود کلمے کے آخر کی حرکت کے برقرار رہنے کو بنا کہتے ہیں۔ جس کلمے کے آخر میں تبدیلی ہوا سے معرب اور جس میں تبدیلی نہ ہوا سے مبنی کہتے ہیں۔ معرب کلمے کے آخر میں ہونے والی تبدیلی حرکات کے ذریعہ ہوتی ہے، حروف کے ذریعہ ہوتی ہے اور حذف کے ذریعے بھی ہوتی ہے۔

جو معرب کلمات حرکات کے ذریعہ اعراب دیے جاتے ہیں وہ چار ہیں۔

۱۔ اسم مفرد صحیح ۲۔جمع مکسر ۳۔جمع مؤنث سالم ۴۔فعل مضارع معرب جس سے کچھ متصل نہ ہو

اور جوکلمات حروف کے ذریعے اعراب دیے جاتے ہیں وہ بھی چار قسم کے ہیں۔

۱۔ تثنیہ ۲۔ جمع مذکر سالم ۳۔اسمائے خمسہ ۴۔افعال خمسہ

اس طرح معربات کل آٹھ ہوتے ہیں۔

۱۔ اسم مفرد صحیح: جو تثنیہ جمع نہ ہو، نہ غیر منصرف اور معتل الآخر ہو۔ جیسے زید: محمد وغیرہ

۲۔ جمع مکسر: وہ جمع جس میں واحد کا وزن سلامت نہ رہے۔ جیسے رجل سے رجال وغیرہ

۳۔ جمع مؤنث سالم: جس میں واحد کا وزن سلامت رہے۔ جیسے طالبة سے طالبات وغیرہ

۴۔ فعل مضارع من غیر الافعال الخمسۃ: وہ فعل مضارع جس کے آخر میں کچھ متصل نہ ہو اور وہ یہ ہیں:

اذهب، نذهب، تذهب اور يذهب

۵۔ تثنیہ: جو دو پر دلالت کرے۔ جیسے رجلان، ولدان

۶۔ جمع مذکر سالم: مذکر کی ایسی جمع میں جس میں واحد کا وزن سلامت رہے جیسے مسلم سے مسلمون وغیرہ

۷۔ اسمائے خمسہ: اب، اخ، حم، فم اور ذو

۸۔ افعال خمسہ: مضارع کے وہ صیغے جن میں الف تثنیہ، واو جمع اور یاء مخاطب ہوتی ہے اور وہ صیغے یہ ہیں:

يذهبان، يذهبون، تذهبان، تذهبون اور تذهبين

2.11 تمرینات

۱۔ مندرجہ ذیل اقتباس کو پڑھیے اور اس کے بعد آنے والے سوالوں کا جواب دیجیے۔

الاستعمار عدوٌ لدود للشعوب والإنسانية وهو يصطنع الوسائل ليسلب حرية الشعوب و خيراتها، يدعي المستعمرون بأنهم يعملون كي ينهضوا بالشعوب المتخلفة، و ينشروا الحضارة فيها، ولكن لم ينجح الاستعمار في خداع الشعوب و لم يستمر حكمه و لم تدم سلطته في أفريقية و آسيا طويلاً، و من يرد دليلاً على ذلک فليقرأ تاريخ هاتين القارتين۔

۱۔ مندرجہ بالا اقتباس میں سے اسم فعل اور حرف کی شناخت کیجیے؟

۲۔ اس اقتباس میں جو کہا گیا ہے اسے اپنے الفاظ میں اردو میں پیش کیجیے؟

۳۔ اس اقتباس سے مندرجہ ذیل کا استخراج کیجیے؟

الف: دو مرفوع افعال اور ان کی علامت

ب: ایسا فعل مرفوع جس کی علامت ظاہری نہ ہو

ج: دو منصوب افعال جن کی علامت مختلف ہو

د: تین فعل مجزوم

ھ: ایک اسم مجرور بہ اضافت اور اس کی علامت

2۔ مندرجہ ذیل افعال سے تین تین جملے بنائیے جن میں ایک مرفوع ایک منصوب اور ایک مجزوم ہو۔

يذهب، يفتح، يرضى، يأكل، يدعو

3۔ مندرجہ ذیل جملوں میں سے معرب اور مبنی اسما کو علیحدہ علیحدہ تحریر کیجیے۔

الف۔ كيف حالك	**ب: من أين جئت**
ج: جاء أحد عشر طالبا	**د: سيبويه من كبار النحاة**
ه: يستنهض الوادي صباح مساء	**و: هذا الذي تعرف البطحاء وطئته**

4۔ مندرجہ ذیل جملوں میں مبنی کلمات کا تعین کیجیے اور بنا کی قسم بھی بتائیے۔

ا لف: شربت الماء	**ب: نظرت الى الطائر**
ج: اجلس على الكرسي	**د: نحن نحب جامعتنا**
ه: من هذا الطالب	**و: الطالبات دخلن في المدرسة**
ز: لعل زيداً ينجح	**ح: هل ذبح جزار شاة**

5۔

ا۔ دو جملے بنائیے جن میں سے ہر ایک میں مبنی علی السکون فعل ہو۔

۲۔ دو جملے بنائیے جن میں سے ہر ایک میں فتحہ پر مبنی فعل ہو۔

۳۔ ایک جملہ بنائیے جس میں ضمہ پر مبنی فعل ہو۔

۴۔ دو جملے بنائیے جن میں سکون پر مبنی اسم ہو۔

۵۔ دو جملے بنائیے جن میں فتحہ پر مبنی اسم ہو۔

۶۔ دو جملے بنائیے جن میں فتحہ پر مبنی حرف ہو۔

۷۔ دو جملے بنائیے جن میں سکون پر مبنی حرف ہو۔

6۔ مندرجہ ذیل جملوں میں معرب کی نشاندہی کیجیے اور ان کے آخر پر مناسب علامات لگائیے۔

ا۔ لا يستطيع الإنسان أن يعيش بوحده

۲۔ علي في الحديقة وهو يلعب مع أصدقائه

۳۔ أنت تطبخ الطعام

۴۔ تولی عثمان بن عفان الخلافة بعد عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہما

۵۔ إن الرحلات الجوية ممتعة جدا

۶۔ تقع المستشفی في وسط المدينة

7۔ مندرجہ ذیل افعال مضارع میں نون نسوہ اور تاکید ملا کر انہیں اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

يطبخ، ينظف، يسأل، يقرأ

8۔ مندرجہ ذیل جملوں کی نون تاکید خفیفہ اور ثقیلہ سے تاکید کیجیے۔

۱۔ ليجلس علي	۲۔ لا تكثر من الضحک
۳۔ ليجتهد زيد	۴۔ اوقد المصباح
۵۔ شغلوا المروحة	۶۔ لا تصحب الأوغاد

9۔ مندرجہ ذیل جملوں میں وارد افعال مضارع کے اعرابی احوال اور ان کی علامات کا بیان کیجیے۔

الف۔ يقرأ الطالب	ب: يجب أن نحترم الأساتذة
ج: يجری الماء	د: لن أشتهي الطعام
ر: عليک أن تدعو الاصدقاء	س: الأمهات يدبرن شئون المنزل
ط: ماذا تستمعون	ع: الغلامان يأكلان الطعام

2.12 فرہنگ

(الف)

لفظ		معنی
ظاهرة	:	کسی شئ کی عمومی حالت
اعتزاز	:	فخر کرنا
نصوص شرعيه	:	کتاب وسنت کی عبارتیں
اختلاط	:	باہم ملنا
وظيفه	:	عمل
اصالت	:	کسی چیز کا اپنی اصل حالت پر ہونا
جلی	:	واضح ،صاف
مقدر	:	اندازہ لگایا ہوا

وضع	:	حالت
فتح /یفتح	:	کھولنا
هیهات	:	دور ہوا
شتان	:	الگ ہوا
سرعان	:	تیز ہوا
اُفِ	:	میں اکتا گیا
آهٍ	:	میں درد محسوس کرر ہا ہوں
وی	:	مجھے تعجب ہے
ایه	:	مزید کے مطالبے کے لیے
صه	:	خاموش رہو
مه	:	رک جاؤ
آمین	:	قبول کیجیے۔
علیک	:	لازم پکڑو، ضرور کرو
حذار	:	ڈرو
وضع /یضع	:	رکھنا
طاولة	:	میز
فاز /یفوز	:	کامیاب ہونا
حم	:	سسرالی رشتہ دار
نطق /ینطق	:	بولنا
اشتری /یشتری	:	خریدنا
استقبل /یستقبل	:	استقبال کرنا
لقی /یلقی	:	ملاقات کرنا
قانتات	:	اطاعت گزار عورتیں
نال /ینال	:	پانا
أنفق /ینفق	:	خرچ کرنا
البر	:	نیکی

تمسک/یتمسک	:	مضبوطی سے پکڑنا
باع/یبیع	:	بیچنا
النادی	:	کلب،مکان اجتماع
اداة	:	آلہ
زرع/یزرع	:	بونا
حصد/یحصد	:	کاٹنا(فصل)
اکرم/یکرم	:	تعظیم کرنا
مجتهد	:	محنتی
هوی/یهوی	:	خواہش کرنا، چاہنا
الفتی	:	نوجوان
الهدی	:	ہدایت
العلی	:	سربلندی
قضی/یقضی	:	فیصلہ کرنا
الجانی	:	مجرم
عصی/یعصی	:	گناہ کرنا،خطا کرنا
دعا/یدعو	:	بلانا،دعوت دینا
أطاع/یطیع	:	اطاعت کرنا
الجامعة	:	یونیورسٹی
طالبان	:	دوطالب علم

(ب) تمرینات میں وارد الفاظ

الاستعمار	:	نوآبادکاری
عدولدود	:	سخت دشمن
الشعوب ج الشعب	:	قومیں
اصطنع/یصطنع	:	بہانہ بنانا،حیلہ سازی کرنا
سلب/یسلب	:	چھینا
الخیرات	:	پیداوار،نعمتیں،فوائد

نهض / ينهض ب	:	اٹھانا، ترقی کرانا
المتخلفة	:	پس ماندہ، غیر ترقی یافتہ
نشر / ينشر	:	پھیلانا
الحضارة	:	تہذیب
الخداع	:	دھوکہ، فریب
استمر / يستمر	:	جاری رہنا، لگا تار ہونا
دام / يدوم	:	ہمیشہ رہنا
السلطة	:	حکومت/اقتدار
القارة	:	براعظم
رضي / يرضي	:	راضی ہونا
الجزّار	:	قصاب
الشاة	:	بکری
الحديقة	:	باغیچہ
طبخ / يطبخ	:	کھانا پکانا
تولى / يتولى	:	والی بننا، حاکم بننا
الرحلة (ج) رحلات	:	پرواز
الجوية	:	ہوائی
ممتعة	:	دلچسپ، مزے دار
أوقد / يوقد	:	جلانا، روشنی کرنا
جرى / يجري	:	بہنا، جاری ہونا
استمع / يستمع	:	سننا
الغلام	:	نوعمر لڑکا
اشتهى / يشتهي	:	کھانے کی خواہش ہونا
دبر / يدبر	:	تدبیر کرنا
شؤون	:	معاملات کام کاج
المنزل	:	گھر

الشجعان	:	بہادر لوگ
علا/ یعلو	:	بلند ہونا
نما/ ینمو	:	بڑھنا، ترقی کرنا
قام/ یقوم ب	:	انجام دینا
حضر/ یحضر	:	حاضر ہونا
نظیفة	:	صاف ستھری
المستشفی	:	اسپتال، شفاخانہ

2.13 نمونے کے امتحانی سوالات

1. اعراب لغوی اور اصطلاحی تعریف کیجیے اور مثالوں کے ساتھ ان کی قسمیں بیان کیجیے؟
2. مبنی افعال کون کون سے ہیں اور یہ کن حرکات پر مبنی ہوتے ہیں؟
3. فعل مضارع کب معرب ہوتا ہے مثالوں کے ذریعہ واضح کیجیے؟
4. رفع اور نصب کی کون کون سی علامتیں ہیں، علاماتِ رفع کا محلِ استعمال بتائیے؟
5. اسمائے خمسہ اور افعال خمسہ کیا ہیں اور ان کا اعراب کیا ہے؟
6. ظاہرۂ اعراب کی اصالت پر روشنی ڈالیے اور اس کے نشوونما کو ضبط تحریر میں لائیے؟

8۔ ان اسما کو حالت نصبی اور رفعی میں استعمال کیجیے۔

هذا، الجامعة، الاستاذ، الحديقة

2.14 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

1۔ جامع الدروس العربية — الشيخ مصطفى الغلاييني

2۔ النحو الوافي — حسن عباس

3۔ المعجم المفصل في النحو العربى — عزيزة فوال بابستي

4۔ شرح شذور الذهب في معرفة كلام العرب — ابن هشام أنصاري مصري

5۔ شرح ابن عقيل على ألفية ابن مالك — ابن عقيل همداني مصري

اکائی نمبر 3 اعراب تقدیری، اعراب الملحقات والجمل

اکائی کے اجزا

3.1 مقصد
3.2 تمہید
3.3 اعراب ایک نظر میں
3.4 اعراب لفظی، تقدیری اور محلی
3.5 اعراب تقدیری
3.5.1 اعراب لفظی کے اظہار کا ناممکن ہونا
3.5.2 اعراب لفظی کے اظہار کا دشوار ہونا
3.5.3 اعراب لفظی کے اظہار کا کسی لغوی تقاضے کے خلاف ہونا
3.6 اعراب الملحقات
3.6.1 الملحق بالمثنی
3.6.2 الملحق بجمع المذکر السالم
3.6.3 الملحق بجمع المؤنث السالم
3.7 اعراب الجمل
3.7.1 جملے جن کا محل اعرابی ہوتا ہے
3.7.2 جملے جن کا محل اعرابی نہیں ہوتا ہے
3.8 اکتسابی نتائج
3.9 نمونے کے امتحانی سوالات
3.10 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

3.1 مقصد

اس اکائی کو پڑھنے کے بعد طلبہ:

☆ اعراب کی تینوں قسم: لفظی، تقدیری اور محلی کو اچھی طرح سمجھ لیں گے۔

☆ اعراب حکائی اور اعراب مسمی بہ سے واقف ہو جائیں گے۔

☆ مثنی اور جمع کے ملحقات اور ان کے اعراب پر مطلع ہو سکیں گے۔

☆ محل اعرابی رکھنے والے جملوں سے آگاہ ہو سکیں گے۔

3.2 تمہید

یہاں تک ہم نے اعراب کی تعریف اس کے احوال، علامات اور ان علامتوں کے محل استعمال کو تفصیل سے پڑھ لیا ہے، اب صرف یہ جاننا ہے کہ معرب اسما و افعال میں مرفوع، منصوب اور مجزوم کیا کیا ہیں اور کس حیثیت میں یہ معربات مرفوع ہوتے ہیں اور کس میں منصوب، مجرور یا مجزوم ہوتے ہیں۔

معرب افعال کی انواع: ہم جان چکے ہیں کہ افعال میں صرف فعل مضارع معرب ہوتا ہے بشرط کہ وہ نون نسوہ اور براہ راست نونِ تاکید سے خالی ہو، ایسے فعل مضارع کی تین قسمیں ہیں۔

1۔ مرفوع: ہر وہ فعل مضارع مرفوع ہوتا ہے جو نونِ تاکید اور نون نسوہ سے خالی ہو اور اس پر کوئی ناصب یا جازم بھی داخل نہ ہو۔ جیسے: نحن نذهبُ إلى جامعة مولانا آزاد الوطنية الأردية۔ اس مثال میں ''نذهب'' فعل مضارع ہے جو نونِ نسوہ اور نون تاکید سے خالی ہے اور اس سے پہلے کوئی ناصب اور جازم بھی نہیں آیا ہے۔ لہٰذا یہ فعل مضارع معرب اور مرفوع ہے اور ہم جانتے ہیں کہ اس کی دو ہی علامتیں ہیں ضمہ اور ثبوت نون، چونکہ ثبوت نون افعال خمسہ میں مرفوع کی علامت ہوتا ہے اور نذهب افعال خمسہ میں سے نہیں ہے، لہٰذا نذهب میں ضمہ ہی رفع کی علامت ہوگا۔

2۔ منصوب: جس فعل مضارع پر کوئی ناصب داخل ہو وہ منصوب ہوتا ہے، اب اگر مضارع منصوب افعال خمسہ میں ہوگا تو اس میں علامت نصب حذف نون ہوگا، ورنہ فتحہ اس کی علامت ہوگا۔

جیسے: لن يذهبَ اور لن يذهبوا

۳۔ مجزوم: جس فعل مضارع پر کوئی جازم داخل ہو وہ مجزوم ہوتا ہے، اگر مضارع مجزوم صحیح الآخر ہوگا تو اس کی علامت سکون ہوگی، اگر وہ معتل الآخر ہوگا تو حذفِ آخر اس کی علامت ہوگی اور اگر مجزوم افعالِ خمسہ میں سے ہوگا تو حذف نون اس کی علامت ہوگی۔ جیسے:

لم يذهبْ لم نخشَ لا تقربوا الفواحش

معرب اسما: اسما میں چونکہ اصل اعراب ہے، لہٰذا اس میں مرفوعات، منصوبات اور مجرورات کی بہت سی قسمیں ہیں جو مختصراً حسب ذیل ہیں:

1۔ مرفوعات: فاعل، نائب فاعل، مبتدا، خبر، کان کا اسم، اِنَّ کی خبر اور تابع مرفوع۔

یہ انواع ہمیشہ مرفوع ہوں گے اوران پر رفع کی ہی کوئی علامت آئے گی۔اب وہ علامت کیا ہوگی؟اس کا تعین اس بات پر ہوگا کہ مذکورہ انواع اپنی ساخت کے اعتبار سے کیا ہیں اگر وہ مفرد منصرف صحیح، جمع مکسر اور جمع مؤنث سالم ہیں۔تو ان پرضمہ رفع کی علامت کے طور پر آئے گا۔جیسے

جاء زيدٌ۔ ضُرِبَ رجالٌ   هن طالباتٌ

مذکورہ مثالوں میں زيدٌ فاعل ہے،لہٰذا مرفوع ہے اور چونکہ مفرد منصرف صحیح ہے،لہٰذا علامتِ رفع ضمہ ہے۔اسی طرح رجالٌ نائب فاعل ہے،لہٰذا مرفوع ہے اور چونکہ جمع مکسر ہے،لہٰذا اس کی علامت بھی ضمہ ہے۔آخری مثال میں طالباتٌ خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے اور جمع مؤنث سالم ہونے کے سبب اس پر رفع کی علامت کے طور پر ضمہ آیا ہے۔

اب اگر ان مرفوعات میں سے کوئی تثنیہ ہوگا تو اس میں علامت رفع کے طور پر الف آئے گا۔اور اگر اسماء خمسہ یا جمع مذکر سالم ہوگا تو علامت رفع کے طور پر واو آئے گا۔جیسے لعب طالبان، هذا أخوك، هو لاء عالمون

تابع مرفوع کا شمار بھی مرفوع میں ہوگا،یعنی جو ان مذکورہ مرفوعات کا تابع ہوگا وہ بھی مرفوع ہوگا۔چار چیز توابع ہوتی ہیں۔

(۱)صفت   (۲)عطف   (۳)تاکید   اور(۴)بدل

جیسے جاء التلميذ المجتهد:اس مثال میں مجتهد تلميذ کی صفت ہے لہٰذا وہ بھی مرفوع ہے۔قرأ خالدٌ و زيدٌ میں زيدٌ معطوف ہے لہٰذا وہ بھی خالد کی طرح مرفوع ہے۔"ضرب علي نفسه" (یعنی علی نے خود مارا) میں کلمہ نفس بھی علی کی طرح مرفوع ہے۔کیونکہ اس کی تاکید ہے۔بعث زيد أخوك (تیرا بھائی زید بھیجا گیا)اس مثال میں أخوك زيد سے بدل ہے لہٰذا وہ بھی زید کی طرح مرفوع ہے۔

یہ توابع اگر مرفوع کے ہونگے تو مرفوع ہونگے۔منصوب کے ہونگے تو منصوب اور مجرور کے ہونگے تو ہمیشہ مجرور ہونگے۔

2۔ <u>منصوبات:</u> مفعول مطلق،مفعول بہ،مفعول معہ،مفعول لہٗ ظرف زمان ظرف مکان' حال' تمیز' مستثنیٰ' اسمِ لأ' منادیٰ' خبر کان' اسم ان اور تابع منصوب۔یہ انواع ہمیشہ منصوب رہیں گے۔اب اگر یہ مفرد (منصرف صحیح یا جمع مکسر ہونگے تو ان پر علامتِ نصب فتحہ آئے گا۔اگر یہ جمع سالم ہونگے تو ان پر علامتِ نصب کسرہ آئے گا۔اسمائے خمسہ ہوں گے تو الف آئے گا اور اگر یہ تثنیہ اور جمع ہوں گے تو ان پر علامت نصب کے طور پر یاء آئے گا۔

3۔ <u>مجرورات:</u> مجرور بہ حرف، مجرور بہ اضافت، تابع مجرور۔جیسے: كتبت بالقلم ' فتحت أبو اب النافدة ' قرأت كتاب عالم كبير ان مثالوں میں قلم مجرور بہ حرف ہے نافذہ مجرور بہ اضافت ہے اور لفظ کبیر صفت کی حیثیت سے لفظ عالم مجرور کا تابع ہے۔

اور مرفوعات ومنصوب کی طرح ان مجرورات پر بھی ان کی ساخت کے اعتبار سے کسرہ فتحہ یا یاء جر کی علامت کے طور پر آئے گا۔

3.3 اعراب ایک نظر میں

عربی زبان میں کلمات تین قسم کے ہوتے ہیں: عمدہ،فضلہ اور اداۃ۔

عمدہ مسند اور مسند الیہ سے مرکب ہوتا ہے اور یہی دونوں کلام عربی کی اساس ہوتے ہیں،کسی چیز پر کوئی حکم لگانے کو اسناد کہتے ہیں (ھو

الحكم علی الشئ بالشئ)۔جیسے جملہ: **زید مجتھد**، اس جملے میں زید پر **مجتھد** ہونے کا حکم لگایا گیا ہے لہذا **زید** مسند الیہ، **مجتھد** مسند اور جو حکم لگایا گیا ہے وہ اسناد کہلاتا ہے۔مسند الیہ صرف اسم ہوسکتا ہے، مسند اسم بھی ہوتا ہے اور فعل بھی جیسے: **الکتاب مفید** اور **ینجح المجتھد**، پہلے جملے میں **الکتاب** مسند الیہ ہے اور **مفید** مسند ہے، دوسری مثال میں **المجتھد** مسند الیہ اور **ینجح** فعل مسند ہے۔

مسندالیہ: عربی میں جو چیزیں مسند الیہ واقع ہوتی ہیں وہ ہیں: فاعل، مثلاً: **جاء الحق**، نائب فاعل، مثلاً: **یثاب المطیع**، مبتدا، مثلاً: **العلم زین**، اسم حروف مشبہ بالفعل (**إن، أنّ، کأنّ، لیت، لعل**) مثل: **إن اللہ رحیم**، اسم افعال ناقصہ، مثل: **کان اللہ علیما**، اسم لائے نفی جنس، مثل: **لا الٰہ الا اللہ**، اسم حروف مشابہ بہ لیس (**ما، لا، لات، ا، ن**) مثل: **ما زید عالما**۔

مسند: جو چیزیں مسند واقع ہوتی ہیں وہ ہیں: فعل، خبر المبتدا، خبر حروف مشبہ بالفعل، خبر افعال ناقصہ، خبر اسم لائے نفی جنس، خبر حروف مشابہ بہ لیس۔ان سب کی مثالیں مسند الیہ کے ضمن میں گزر چکی ہیں۔

مسند الیہ ہمیشہ مرفوع ہوگا صرف حروف مشبہ بالفعل کا اسم منصوب ہوتا ہے جب کہ وہ بھی مسند الیہ ہے اور یہ اوپر دی گئیں مسند الیہ کی مثالوں سے ظاہر ہے۔

مسند چونکہ اسم وفعل دونوں ہوتا ہے لہذا اس کی اعرابی حیثیت دو طرح سے بیان کی جاتی ہے:

۱۔اگر مسند اسم ہوگا تو وہ بھی ایک حالت کو چھوڑ کر ہمیشہ مرفوع ہوگا اور وہ حالت ہے مسند کا افعال ناقصہ کی خبر واقع ہونا۔اس ایک صورت میں اسم مسند منصوب ہوتا ہے۔جیسے: **کان زید عالما**۔

۲۔اگر مسند فعل ہوگا تو فعل مضارع ہونے کی صورت میں بھی مرفوع ہوگا بشرطیکہ اس سے پہلے کوئی ناصب یا جازم نہ ہو اور اگر فعل مسند ماضی یا امر ہوگا تو ہم جانتے ہیں کہ اس صورت میں وہ مبنی ہوگا۔

مسند و مسند الیہ ہی کلام عربی کے رکن رکین ہیں اور اس کی اساس ہیں عربی کلام ان سے مستغنی نہیں ہوسکتا ہے اسی لیے ان دونوں کے مجموعے کو عمدہ کہا جاتا ہے۔

عمدہ کے بعد کلام عربی کا دوسرا جز فضلہ کہلاتا ہے۔فضلہ کے لغوی معنی زائد اور اضافی کے ہیں، فضلہ کلام کی تکمیل کے لیے آتا ہے اس کو فضلہ اس لیے کہتے ہیں کیونکہ یہ کلام کے دونوں رکن یعنی مسند و مسند الیہ کے علاوہ ہوتا ہے۔فضلہ میں مفاعیل خمسہ، حال، تمیز اور استثناء وغیرہ شامل ہیں اور فضلہ ہمیشہ منصوب ہوگا۔جیسے: **یحترمُ التلمیذُ الأستاذَ، یحسنُ زید إحسانا، طلع الصباح صافیا، یسافرُ زھیر یومَ الجمعة، أجلسُ أمامَ المنصة، یقفُ الطلبة تعظیما للأستاذ**۔ان مثالوں میں مسند و مسند الیہ ہر جگہ مرفوع اور فضلہ ہر مثال میں منصوب ہے۔

اگر کوئی لفظ عمدہ اور فضلہ دونوں بننے کی صلاحیت رکھتا ہے تو اس پر رفع اور نصب دونوں جائز ہوں گے۔جیسے اگر کلام منفی ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور ہو تو مستثنیٰ کو رفع اور نصب دونوں دیا جاسکتا ہے۔مثلاً: **ما جاء أحد إلا خالد، وإلا خالدا**، یعنی اگر معنی کا اعتبار کیا جائے تو رفع دیا جائے گا کیونکہ حقیقتا آنے والا خالد ہی ہے اور وہ مسند الیہ ہے کہ اس کی جانب فعل کی اسناد کی گئی ہے اور اگر لفظ کی رعایت کی جائے تو وہ فضلہ ہے اور اسے نصب دیا جائے گا۔

اور کلام عربی کا تیسرا حصہ اداۃ کہلاتا ہے۔یہ مسند و مسند الیہ اور عمدہ و فضلہ کے درمیان رابطے کا کام کرتا ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس کا آخر

ہمیشہ یکساں رہے گا کیونکہ یہ مبنی ہے۔

3.4 اعراب لفظی، تقدیری اور محلی

عامل کے بدلنے سے معرب کلمے کے آخر میں جو تبدیلی ہوتی ہے وہ دو طرح کی ہوتی ہے، ایک تبدیلی حقیقی ہوتی ہے اور دوسری محض اعتباری ہوتی ہے، حقیقی تبدیلی میں ایک تبدیلی محسوس اور ظاہر ہوتی ہے جس کا تلفظ کیا جا سکتا ہے اور دوسری تبدیلی غیر محسوس اور غیر ظاہر ہوتی ہے کیونکہ اس کا تلفظ یا تو کیا ہی نہیں جا سکتا ہے یا وہ بے حد دشوار ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ کلمات جو صحیح الآخر ہوتے ہیں ان میں ہونے والی تبدیلیاں ظاہر ہوتی ہیں اور وہ تلفظ میں بھی آتی ہیں لیکن وہ کلمات جو معتل الآخر ہوتے ہیں یعنی جن کے آخر میں حرفِ علت ہوتا ہے ان پر ہر ایک حرکت ظاہر نہیں ہوتی ہے۔ اس طرح اعراب کی کل تین قسمیں ہو جاتی ہیں۔ اعراب لفظی، اعراب تقدیری اور اعراب محلی۔

عامل کے بدلنے سے کلمے کے آخر میں ہونے والی تبدیلی اگر ظاہر اور محسوس ہو تو اسے اعراب لفظی کہتے ہیں اور اگر ظاہر و محسوس نہ ہو لیکن وہ لفظ معرب ہو اور اعراب کا تقاضا کرتا ہو تو اسے اعراب تقدیری کہتے ہیں، لیکن اگر وہ لفظ مبنی ہو اور اعراب کا تقاضا ہی نہ کرتا ہو تو اس کا اعراب محلی ہوتا ہے یعنی اگر اس مبنی کلمے کی جگہ اور محل میں کوئی معرب لفظ ہوتا تو اس کا یہ اعراب ہوتا۔

۱۔ اعراب لفظی: عامل کی تاثیر اور تقاضے سے کلمے کے آخر میں ہونے والے ظاہری اثر کو اعراب لفظی کہتے ہیں **(الإعراب اللفظي: هو أثر ظاهر في آخر الكلمة يجلبه العامل)**۔

مندرجہ ذیل مثال میں غور کیجیے۔

يُكرِمُ الأستاذُ المجتهدَ۔

اس مثال میں یکرم فعل مضارع مرفوع ہے اور اس کے آخر میں رفع کی علامت ضمہ ہے جو ظاہر ہے جس کا تلفظ کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح أستاذ بھی فاعل ہونے کی حیثیت سے مرفوع ہے اور اس کی علامت بھی ظاہر ہے اور ''**مجتهد**'' مفعول بہ ہونے کے اعتبار سے منصوب ہے اور اس کے آخر میں نصب کی علامت فتحہ بھی ظاہر ہے۔ لہٰذا ان تینوں کلمات کا اعراب اعراب ظاہری یا لفظی ہے۔ معرب کلمات میں زیادہ تر کا اعراب لفظی ہی ہوتا ہے۔ اعراب لفظی کو ہم پچھلی اکائی میں تفصیل کے ساتھ پڑھ چکے ہیں۔

۲۔ اعرابِ تقدیری: عامل کی تاثیر اور تقاضے سے کلمے کے آخر میں ہونے والے غیر ظاہری اثر کو اعراب تقدیری کہتے ہیں۔ **(الإعراب التقديري: هو أثر غير ظاهر في آخر الكلمة يجلبه العامل)** اثر غیر ظاہر کا مفہوم ہے کہ اس پر آنے والی حرکات (ضمہ، فتحہ، کسرہ اور سکون) مقدر رہوں گے اور ان کا تلفظ نہیں کیا جا سکے گا۔ کیونکہ ان معرب الفاظ کی وضع ایسی ہوگی کہ ان پر حرکتوں کا تلفظ یا تو ممکن نہ ہوگا یا پھر بے حد دشوار ہوگا۔ مقدر کا معنی ہے فرض کیا ہوا یا اندازہ کیا ہوا۔

ایک اور مثال دیکھیے:

يهوى الفتى الهدى للعلى

اس مثال میں ''**يهوى**''، فعل مضارع مرفوع ہے لیکن علامت رفع ضمہ ظاہر نہیں ہے۔ یونہی ''**فتى**'' کا ضمہ، **هدى**'' کا فتحہ اور عُلی کا

کسرہ بھی ظاہر نہیں ہے جب کہ یہ تینوں علی الترتیب مرفوع، منصوب اور مجرور ہیں بلکہ اگر ہم غور کریں تو پائیں گے کہ ان کلمات کے آخر میں ضمہ، فتحہ اور کسرہ کا تلفظ ہو ہی نہیں سکتا ہے کیونکہ یہ سب کلمات الف پر ختم ہو رہے ہیں جن پر کسی بھی حرکت کا تلفظ ممکن ہی نہیں ہے لہٰذا ان چاروں کلمات کا اعراب تقدیری ہے۔

یہ مثال ان کلمات کی تھی جو معتل الفی ہیں البتہ اگر معرب کلمات معتل واوی یا یائی ہوں تو ان پر فتحہ کا تلفظ کیا تو جا سکتا ہے لیکن ضمہ اور کسرہ کا تلفظ کافی دشوار ہوتا ہے اس لیے حالتِ رفع اور جر میں ان کا اعراب تقدیری ہوتا ہے البتہ چونکہ معتل کی ان دونوں قسموں پر فتحہ آسانی سے آجاتا ہے۔ لہٰذا حالت نصبی میں ان پر فتحہ آتا ہے۔ مندرجہ ذیل مثالوں میں غور کیجیے۔

۱۔ یقضي القاضي علی الجاني	۲۔ یدعو الداعي الی النادي
۳۔ لن أعصيَ اللہ	۴۔ لن أدعوَ الی الباطل

پہلی دونوں مثالیں حالت رفعی اور جری کی ہیں جن کی علامتیں ضمہ اور کسرہ ہیں لیکن ان دونوں کو یاء اور واو پر لانا دشوار ہے۔ لہٰذا ''یقضي، قاضي، جاني، یدعو، داعي اور نادي'' سب کا اعراب اعراب تقدیری ہے۔

آخری دونوں مثالوں میں معرب معتل الآخر کلمات اعصي اور ادعو ہیں اور یہ دونوں حالت نصب میں ہیں کیونکہ دونوں پر ناصب ''لن'' داخل ہے اور چونکہ فتحہ خفیف حرکت ہونے کے اعتبار سے معتل واوی اور یائی پر داخل ہوتا ہے لہٰذا ان دونوں کا اعراب ظاہری ہے۔

اگر معرب کلمہ یاءِ متکلم کی طرف مضاف ہو تو اس کا اعراب بھی تینوں حالت میں تقدیری ہوتا ہے کیونکہ یاءِ متکلم کی طرف مضاف کلمات میں بھی اعراب کو ظاہر نہیں کیا جا سکتا ہے۔

ربی اللہ، اطعتُ ربی اور قرأتُ کتاب ربی۔

ان تینوں مثالوں میں کلمہ ''ربی''، علی الترتیب مرفوع، منصوب اور مجرور ہے لیکن چونکہ یاءِ متکلم کی طرف مضاف ہے لہٰذا تینوں جگہ ان کا اعراب تقدیری ہے۔

۳۔ اعراب محلی: عامل کے سبب ہونے والے اعتباری تغیر کو اعراب محلی کہتے ہیں اور یہ اعراب نہ ظاہری ہوتا ہے اور نہ تقدیری۔ (الاعراب المحلي: هو تغير اعتباري بسبب العامل، فلایکون ظاهرا و لا مقدرا)۔

مندرجہ ذیل مثالوں میں غور کیجیے:

قرأ هؤلاء الطلبة ۔ أكرمت من نجح ۔ أحسنت إلى الذين اجتهدوا۔ لم ینجحن الكسلان۔ قلت: لا إله إلا الله محمد رسول اللہ۔

پہلی مثال میں 'هؤلاء' فعل 'قرأ' کا فاعل ہے اور فاعل مرفوع ہوتا ہے، لیکن کلمہ هؤلاء مبنی ہے اور اس پر اعراب نہیں آسکتا ہے البتہ وہ اپنے مقام و محل کے اعتبار سے مرفوع ہے، لہٰذا اسے مبنی علی الکسر و مرفوع محلا کہا جاتا ہے اور اس کا اعراب حقیقی نہیں ہے بلکہ صرف اعتباری ہے کیونکہ یہ مبنی ہے جس پر اعراب آتا ہی نہیں ہے۔ اعراب محلی جملہ محکیہ میں بھی آتا ہے یعنی وہ جملہ جس کی حکایت کی جائے اس کا اعراب بھی اعراب محلی ہوتا ہے۔ جیسے گزشتہ مثالوں میں آخری مثال۔ یونہی، قرأتُ: قل هو الله أحد، سمعتُ: حي على الصلاة، كتبتُ: الدين يسر وغیرہ مثالوں میں

قرأتُ ،سمعتُ اور کتبتُ وغیرہ فعل کے بعد آنے والے جملے جمل محکیہ ہیں اور مفعول بہ ہونے کے اعتبار سے ان کا محل نصب ہے۔

یاد رکھیے! عربی زبان میں تمام جملے مبنی ہیں اب اگران پر کوئی عامل آتا ہے تو یہ عامل کے اعتبار سے مرفوع، منصوب یا مجرور محلا ہوتے ہیں اور اگران پر کوئی عامل نہیں داخل ہوتا ہے تو ان کا کوئی محل اعرابی نہیں ہوتا ہے۔جمہور کے نزدیک اعراب محلی صرف مبنی کلمات اور جملوں سے متعلق ہوتا ہے،لیکن بعض نحویوں کے نزدیک بعض صورتوں میں اسم معرب کا اعراب بھی محلی ہوسکتا ہے جیسے: ما جاءنی من رجل یعنی میرے پاس کوئی آدمی نہیں آیا۔ان حضرات کے نزدیک مذکورہ مثال میں کلمہ رجل من زائدہ کے ذریعے مجرور لفظا ہے لیکن چونکہ یہ فاعل ہے اور فاعل مرفوع ہوتا ہے لہذا یہ مرفوع محلا ہے۔جب کہ جمہور کی رائے کے مطابق کلمہ رجل کا اعراب تقدیری ہے اور اس کے آخر میں ضمہ مقدرہ ہے جس کے ظہور کو حرف زائد 'من' کے سبب سے پیدا ہونے والے کسرہ نے روک دیا ہے۔

3.5 اعراب تقدیری

کلمہ کے آخر میں عامل کے اثر کے ظاہر نہ ہونے کو اعراب تقدیری کہتے ہیں۔عربی زبان میں ہر اس کلمہ معربہ کا اعراب تقدیری ہوگا جس پر لفظی اعراب کا اظہار دشوار یا ناممکن ہو، یا کسی لغوی تقاضے کے خلاف ہو،اس لحاظ سے تقدیری اعراب کے تین اہم سبب ہیں جو حسب ذیل ہیں:

۱۔اعراب لفظی کے اظہار کا ناممکن ہونا

۲۔اعراب لفظی کے اظہار کا دشوار ہونا

۳۔اعراب لفظی کے اظہار کا کسی لغوی تقاضے کے خلاف ہونا

3.5.1 اعراب لفظی کے اظہار کا ناممکن ہونا

اعراب لفظی کے اظہار کے ناممکن ہونے کی دو صورتیں ہیں: ۱۔اسم مقصور، ۲۔افعال معتلۃ بالألف

۱۔اسم مقصور:

وہ اسم معرب ہے جس کے آخر میں الف ثابتہ ہو (الاسم المقصور: هو اسم معرب آخره الف ثابتة) خواہ وہ الف ثابتہ الف ہی کی شکل میں لکھا جاتا ہو جیسے **عصا** اور رضا یا پھر یاء کی شکل میں جیسے فتی اور ھدی۔یہ الف اصلیہ نہیں ہوتا ہے بلکہ واو یا یاء سے بدلا ہوا ہوتا ہے، **عصا** کا الف واو سے بدلا ہوا ہے اور فتی کا الف یاء سے بدلا ہوا ہے کیونکہ دونوں کی تثنیہ علی الترتیب **عصوان** اور فتیان آتی ہے اور اسم مقصور کا حکم یہ ہے کہ اس کا اعراب ہمیشہ تقدیری ہوگا اور حالت رفعی ونصبی وجری میں حرکات مقدرہ کے ساتھ ہوگا کیونکہ الف پر کسی حرکت کو ظاہر کرنا ممکن نہیں ہے۔

مثلا: **يطلب الفتى الهدى للعلى** ،اس مثال میں **الفتى** فاعل مرفوع ہے اور علامت رفع ضمہ مقدرہ ہے، **الهدى** مفعول بہ منصوب ہے اور علامت نصب فتحہ مقدرہ ہے اور **العلى** لام حرف جار کی وجہ سے مجرور ہے اور علامت جر کسرہ مقدرہ ہے۔

إن الهدى هدى الله ، **اتبع سبيل الهدى**، ان دونوں مثالوں میں اسم مقصور **ھدی** کا تین بار استعمال کیا گیا ہے پہلی بار 'إن' کا اسم ہونے کے سبب منصوب، دوسری بار اسی کی خبر ہونے کے سبب مرفوع اور آخری بار سبیل کی جانب مضاف ہونے کے سبب مجرور اور تینوں احوال میں علی الترتیب علامات اعراب فتحہ، ضمہ اور کسرہ مقدر ہیں۔ان مثالوں کو دیکھیے:

رضا الله أسمى الغايات، إن رضا الناس غاية لا تدرك، احرص على رضا الله۔

اس میں پہلی مثال میں رضا مبتدا مرفوع ہے، دوسری میں اسم إن منصوب ہے اور تیسری مثال میں علی حرف جر داخل ہونے کے سبب مجرور ہے اور ہر جگہ اعراب تقدیری ہے۔ان مثالوں سے یہ بات پوری طرح واضح ہوجاتی ہے کہ چونکہ اسم مقصور کے آخر میں الف لازم ہوتا ہے جس پر کوئی حرکت نہیں آسکتی ہے، لہذا اس پر آنے والی تمام حرکتیں مقدر ہوتی ہیں۔

۲۔ افعال معتلۃ بالألف:

چونکہ الف پر حرکات اعرابیہ کا ظہور ممکن نہیں ہے لہذا ایسے معرب افعال جو معتل الالف ہیں ان کے آخر میں بھی حرکات اعرابیہ کا ظہور نہیں ہوگا۔ مثلا: **يهوى، يرضى، يخشى**، جیسے:

يهوى الفتى النجاح، لن يرضى العاقل بالكسل، لم يخش المؤمن إلا الله۔

ان تینوں مثالوں میں پہلی دو میں **يهوى** مرفوع اور **يرضى** منصوب ہیں اور دونوں کی اعرابی علامت ضمہ اور فتحہ مقدر ہیں کیونکہ دونوں فعل مضارع معتل بالالف ہیں اور ان پر ضمہ اور فتحہ ظاہری طور پر لانا ممکن نہیں ہے اور حالت جزم میں الف حذف ہوجائے گا اور اس کی علامت کے طور پر فتحہ باقی رہے گا۔ تیسری مثال: **لم يخش المؤمن الا الله**، میں 'يخش' مجزوم ہے اور علامت جزم حذف الف ہے۔

ان دونوں صورتوں میں اعراب تقدیری ہوتا ہے اور نحویوں کی اصطلاح میں اس کا سبب تعذر ہوتا ہے جو حرکات کے ظہور کو روک دیتا ہے۔ تعذر کا معنی ہے کہ کسی صورت میں اعراب کا اظہار ممکن ہی نہ ہو۔ **رضا الله أسمى الغايات**، میں رضا کا اعراب یوں بیان کیا جائے گا: رضا مبتدا مرفوع ہے اور اس کے رفع کی علامت ضمہ مقدرہ ہے جسے تعذر نے ظاہر ہونے سے روک دیا ہے۔ (**رضا مبتدأ مرفوع وعلامة رفعه الضمة المقدرة التي منع من ظهورها التعذر**) اور **يهوى الفتى** میں فعل مضارع **يهوى** کا اعراب یوں بیان کیا جائے گا: **يهوى** فعل مضارع مرفوع ہے کیونکہ یہ ناصب و جازم سے خالی ہے اور اس کے رفع کی علامت ضمہ مقدرہ ہے جسے تعذر نے ظاہر ہونے سے روک دیا ہے۔ (**يهوى فعل مضارع مرفوع لأنه خال من الناصب والجازم وعلامة رفعه الضمة المقدرة التي منع من ظهورها التعذر**)۔

3.5.2 اعراب لفظی کے اظہار کا دشوار ہونا

اعراب لفظی کے اظہار کے دشوار ہونے کے سبب بھی کلمہ معربہ کا اعراب تقدیری ہوتا ہے۔ اس کی تین صورتیں ہیں جن میں اعراب کا اظہار دشواری اور ثقل کا موجب ہوتا ہے اور یہ تین صورتیں ہیں: ۱۔ اسم منقوص، ۲۔ افعال معتلۃ بالواو والیاء۔ ۳۔ یائے متکلم کی طرف مضاف اسم معرب۔

۱۔ اسم منقوص: وہ اسم معرب ہے جس کے آخر میں یائے ثابتہ ہو اور اس کا ماقبل مکسور ہو۔ (**الاسم المنقوص: هو اسم معرب آخره ياء لازمة مكسور ما قبلها**) اور اگر کسی اسم معرب کے آخر میں یائے غیر ثابتہ یا غیر لازمہ ہو جیسے: **احسن الى أبيك** میں أبی کی یاء، کیونکہ یہ یائے لازمہ نہیں ہے بلکہ علامت اعرابی ہے اور اگر اسم منقوص الف اور لام سے خالی ہوجائے تو حالت رفع ونصب میں یہ یاء محذوف ہوجاتی ہے۔ جیسے: **حكم قاضٍ على جانٍ** لیکن حالت نصب میں باقی رہتی ہے، جیسے: **رأيت قاضياً**۔

اسم منقوص کا حکم یہ ہے کہ حالت رفعی اور جری میں اس کا اعراب تقدیری ہوگا البتہ حالت نصبی میں اعراب ظاہری ہوگا۔ ان مثالوں میں غور کریں:

حکم القاضِي علی الجانِي، یذھب الداعِي الی النادي، رأیت القاضيَ، اِن الخلق العاليَ سلاح للاِنسان

مذکورہ مثالوں میں **القاضِي** اور **الداعِي** فاعل ہونے کے سبب مرفوع ہیں لیکن ان کا اعراب ظاہری نہیں بلکہ تقدیری ہے، یاء پر ضمہ کا اظہار متعذر اور ناممکن نہیں ہے لیکن دشوار ضرور ہے اور دشواری کے سبب ہی علامت اعراب ضمہ کو مقدر رکھا گیا اور یہی حال **الجاني** اور **النادي** کا ہے دونوں مجرور ہیں اور دونوں کا اعراب ظاہری نہیں تقدیری ہے۔ مثلاً **القاضي** کے اعراب میں کہیں گے: **القاضي** فاعل مرفوع ہے اور اس کے رفع کی علامت ضمہ مقدرہ ہے جو ثقل (دشواری) کی وجہ سے ظاہر نہیں ہوا (**القاضي: فاعل مرفوع و علامۃ رفعہ الضمۃ المقدرۃ التي منع من ظھورھا الثقل**) ان مثالوں سے پتہ چلا کہ حالت رفعی اور جری میں اسم منقوص کا اعراب تقدیری ہوتا ہے البتہ حالت نصبی میں اس کا اعراب ظاہری ہوتا ہے جیسا کی آخری دونوں مثالوں میں ہے۔ اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ فتحہ اخف الحرکات ہے لہذا فتحہ کا ظہور ثقل کا موجب نہیں ہوتا ہے جب کہ ضمہ اور اور کسرہ کا یاء پر ظہور ثقل کا سبب ہوتا ہے۔

۲۔ افعال معتلۃ بالواو اوالیاء:

ایسا فعل مضارع جس کے آخر میں واو یا یاء ہو اس کا اعراب بھی حالت رفعی میں مقدر ہوگا اور اعراب کی یہ تقدیر دشواری اور ثقل کے سبب ہوگی یعنی اس پر ضمہ لا ناممکن تو ہوگا لیکن موجب ثقل ہوگا۔ مندرجہ ذیل مثالوں میں غور کیجیے:

یقضي الحاکم بالحق، یدعو الاسلام الی العفو، یسقي الفلاح الأرض، تجري الریاح بما لا تشتھي السفن، یصحو النائم۔

مذکورہ تمام مثالوں میں افعال مضارع معتل ہیں واو کے ذریعے یا یاء کے ذریعے اور یہ سب حالت رفعی میں ہیں کیونکہ ان میں سے کسی پر کوئی ناصب یا جازم نہیں آیا ہے اور ان کا اعراب ضمۂ مقدرہ کے ذریعے ہے کیونکہ ہم جان چکے ہیں کہ واو اور یاء پر ضمہ کا ظہور ثقیل ہوتا ہے۔ ان کے اعراب میں کہا جائے گا (**یقضي / یدعو / یسقي / تجري / یصحو: فاعل مرفوع و علامۃ رفعہ الضمۃ المقدرۃ التي منع من ظھورھا الثقل**)

۳۔ یائے متکلم کی طرف مضاف اسم معرب:

یائے متکلم کی طرف مضاف اسم معرب کا اعراب بھی اسی قبیل کا ہے کیونکہ جو اسم یائے متکلم کی طرف مضاف ہوگا اس پر ضمہ یا فتحہ کو لانا دشوار ہوگا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ یائے متکلم کی طرف مضاف یہ اسم مقصور یا منقوص نہ ہو اور نہ تثنیہ اور جمع مذکر سالم ہو۔ جیسے:

۱۔ ربی اللہ، ۲۔ اطعت ربی، ۳۔ لزمت طاعۃ ربی، ۴۔ ھذا کتابی، ۵۔ قرأت کتابی، ۶۔ انتفعت بکتابی

ان مثالوں میں سے پہلی اور دوسری مثال میں کلمہ 'رب' اسم معرب ہے اور یائے متکلم کی طرف مضاف ہے۔ ان میں سے پہلی مثال میں کلمہ 'رب' مرفوع ہے کیونکہ مبتدا ہے مگر علامت رفع ضمہ مقدر ہے کیونکہ مضاف الی یائے متکلم پر ضمہ لانا دشوار ہے اور یاء اپنے ماقبل کسرہ کی متقاضی ہے اس لیے یائے متکلم سے پہلے آنے والے کلمے کے آخری حرف کی حرکت ہمیشہ کسرہ ہوگی۔ دوسری مثال میں کلمہ 'رب' منصوب ہے کیونکہ مفعول بہ ہے اور اس کی علامت فتحہ بھی مقدر ہے۔ تیسری مثال ہے '**لزمت طاعۃ ربی**' جس میں کلمہ رب مضاف الیہ ہونے کی حیثیت سے مجرور ہے اور وہ خود بھی یائے متکلم کی طرف مضاف ہے اور وہ یاء بھی اپنے ماقبل کسرہ چاہتی ہے۔ اب اگر اضافت کو موجود کسرہ کا سبب مانا جائے تو اعراب ظاہری ہے اور اگر یاء کے تقاضے کو اس کا سبب مانا جائے تو اعراب تقدیری ہے۔ ابن مالک اور جمہور کا مذہب ہے کہ **لزمت طاعۃ ربی** جیسی مثالوں میں اعراب تقدیری ہے یعنی اس پر موجود کسرہ اعرابی نہیں ہے بلکہ یائے متکلم کے اقتضا کے سبب ہے لیکن محققین نحویوں کی رائے یہ ہے کہ ان تکلفات کی

چنداں حاجت نہیں ہے اس کے اعراب کو اعراب ظاہری مانا جائے اور یہی رائے بہتر ہے۔

3.5.3 اعراب لفظی کے اظہار کا کسی لغوی تقاضے کے خلاف ہونا

کلمات معربہ پر بسا اوقات اعراب کا اظہار کسی لغوی تقاضے کے خلاف ہوتا ہے لہذا اس پر تقدیری اعراب لایا جاتا ہے، اس کی دو صورتیں ہیں: ۱۔اعراب المحکی ، اور ۲۔اعراب المسمی بہ۔محکی سے مراد وہ کلمہ ہے جس کی حکایت کی جائے اور مسمی بہ سے مراد وہ کلمہ ہے جس کے ذریعے کسی کا نام رکھا جائے۔

۱۔اعراب المحکی : عربی زبان میں حکایت کا معنی ہے کسی لفظ کو اسی طرح بیان کرنا جیسے اسے سنا ہے (**الحکایة : إیراد اللفظ کما تسمعه**) حکایت کلمہ کی بھی ہوتی ہے اور جملہ کی بھی ہوتی ہے۔اور دونوں کی حکایت ویسے ہی ہوگی جیسے انھیں سنا گیا ہے۔

حکایت کلمہ: اس کی مثال ہے:''**کتبت : یعلمُ**''میں نے'یعلمُ' لکھا یعنی میں نے یہ کلمہ لکھا اور' **یعلمُ**' فی الواقع فعل مضارع مرفوع ہے کیونکہ ناصب اور جازم سے خالی ہے اور اس مثال میں **یعلمُ** فعل **کتبت** سے مفعول بہ ہے اور اسے منصوب ہونا چاہیے لیکن چونکہ وہ محکی ہے لہذا اس کے اعراب حکائی (مرفوع) کو برقرار رکھا جائے گا اور اس جملے میں اس کا اعراب تقدیری ہوگا جس کے ظہور کو اعراب حکائی نے روک دیا ہے۔(**یعلمُ : مفعول به منصوب بالفتحة المقدرة منع من ظهورها حرکة الحکایة**) ۔اگر کہا جائے کہ جملہ' **رأیت سعیدا**'' میں **سعیدا** کا اعراب بتایئے تو جواب ہوگا ''**سعیدا : مفعول به**'' یعنی **سعیدا** مفعول بہ ہے اور اس جملہ میں **سعیدا** مبتدا اور مفعول بہ خبر ہے اور ہم جانتے ہیں کی مبتدا مرفوع ہوتا ہے لیکن اعراب حکایت کی رعایت کے سبب اسے قدیم حال پر رکھا گیا ہے اور اس جملے میں اس کا اعراب تقدیری ہے، ہم کہیں گے (**سعیدا : مبتدا مرفوع بالضمة المقدرة منع من ظهورها حرکة الحکایة**) ۔

بسا اوقات'من 'استفہامیہ کے بعد اعلام (اشخاص) کی بھی حکایت ہوتی ہے، جیسے آپ کہیں:''**رأیت خالداً**''تو آپ سے پوچھا جائے'' **من خالداً ؟**'' پہلے جملے میں خالد مفعول بہ منصوب ہے لیکن دوسرے جملے میں خالد خبر ہے اور مرفوع ہے لیکن سائل نے حکایت کے اعراب کو برقرار رکھا ہے۔اس جملے کے دونوں اجزا کے اعراب میں کہا جائے گا (**من : مبتدأ مبنی علی السکون مرفوع محلا، خالدا : خبر مرفوع و علامة رفعه الضمة المقدرة منع من ظهورها حرکة الحکایة**) ۔

حکایت جملہ: کلمہ ہی کی طرح جملہ کی بھی حکایت کی جاتی ہے۔جیسے: **قال المؤذن : حيّ علی الصلاة، قرأت : لا اِلٰه اِلا الله، سمعت : الحق یعلو و لا یعلی علیه، قلت : قل هو الله أحد**،ان جملوں میں **قال المؤذن ، قرأت ، سمعت** اور **قلت** کے بعد آنے والے جملے محکی جملے یا جمل محکیہ ہیں اور یہ سب مفعول بہ منصوب ہیں یعنی ان سب کا محل نصب ہے اور ان کا اعراب محلی ہے۔

۱۔اعراب المسمی بہ: مسمی بہ ایسا نام ہے جو ایسے لفظ سے منقول ہے جس کی زبان میں ایک اصل ہے اس کا اعراب بھی تقدیری ہوتا ہے۔ اگر آپ کسی شخص کا نام کلمہ مبنی کے ساتھ رکھ دیں تو تینوں اعرابی حالت میں اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔مثلا اگر کسی آدمی کا نام **ربَ** یا **منذُ** یا **کیف** رکھ دیا جائے تو ان کلمات کے آخر کی اعرابی حرکتیں مقدر رہیں گی اور بنائی حرکتیں برقرار رہیں گی۔مثلا: **ضرب ربَ منذُ بمساعدة کیفَ** یعنی **ربَ** نے **منذ** کو **کیف** کی مدد سے مارا۔اس مثال میں **ربَ** فاعل مرفوع جس کی علامت ضمہ مقدرہ ہے جسے بنائے اصلی کی حرکت نے ظاہر ہونے سے روک دیا (**رب فاعل مرفوع و علامة رفعه الضمة المقدرة منع من ظهورها حرکة البناء الأصلي**) ۔**منذ** مفعول بہ منصوب جس کی علامت فتحہ

مقدرہ ہے جسے بناءاصلی کی حرکت نے ظاہر ہونے سے روک دیااور کیف مضاف الیہ مجرور جس کی علامت کسرہ مقدرہ ہے جسے بنائے اصلی کی حرکت نے ظاہر ہونے سے روک دیا۔اس کی ایک مثال لفظ حسنین ہے یہ تثنیہ ہےاور حالت نصبی یا جری میں ہےاوران دونوں حالتوں میں اس کا اعراب یااورنون کے ساتھ آتا ہےلیکن اگرکسی کواس کلمے کی اسی حالت کے ساتھ موسوم کردیا جائے تو حالت رفعی میں بھی یہ یوں ہی رہے گا مثلاً:"جاء حسنین"،اوراس مثال میں یہ کلمہ فاعل مرفوع ہےجس کی علامت ضمہ مقدرہ ہے جسے بنائے اصلی کی حرکت نے ظاہر ہونے سے روک دیا۔اسی طرح زیدان اور حمدان وغیرہ بھی ہیں۔

اگرکسی کو جملہ کے ساتھ موسوم کیا جائے تواس کا اعراب بھی تقدیری ہوگا۔جیسے: جاءَ الحق، و تأبط شرًاو فتح اللہ وغیرہ۔

3.6 اعراب الملحقات

عربی زبان میں کچھ الفاظ ایسے ہیں جو تثنیہ اورجمع کے ساتھ ان کے اعراب میں شریک ہوتے ہیں۔ یہ الفاظ تثنیہ اورجمع کی صورت میں ہوتے ہیں مگران کی شرائط پر پورانہیں اترتے ہیں اورعربوں نے انھیں اسی طرح استعمال کیا ہے۔لفظی طور پر ملحَق: فعل اَلحَقَ سے مفعول کا صیغہ ہے اوراس کی جمع ملحقات اور ملاحق آتی ہے۔"لحق بالشیء: لصق بہ"کسی چیز سے ملنا اس پر اضافہ کرنا، زائد ہونا وغیرہ۔

ملحقات تین قسم کے ہوتے ہیں:

ا۔ الملحق بالمثنی: جو دو مذکر اور دو مؤنث پر دلالت کرے اوراعراب میں اس کے ساتھ مثنی کا معاملہ کیا جائے اوراسی کی طرح حالت رفعی میں الف کے ساتھ ہواور حالت نصبی وجری میں یاء کے ساتھ ہو۔(الملحق بالمثنی: ما دل علی اثنین أو اثنتین و عومل معاملة المثنی في الرفع بالألف، النصب و الجر بالیاء)۔

۲۔ الملحق بجمع المذکر السالم: جو دو مذکر سے زیادہ پر دلالت کرے اوراعراب میں اس کے ساتھ جمع مذکر سالم کا معاملہ کیا جائے اوراسی کی طرح حالت رفعی میں واو کے ساتھ ہواور حالت نصبی وجری میں یاء کے ساتھ ہو۔(الملحق بجمع المذکر السالم: ما دل علی أکثر من اثنین و عومل معاملة جمع المذکر السالم في الرفع بالواو، النصب و الجر بالیاء)۔

۳۔ الملحق بجمع المؤنث السالم: جو دو مؤنث سے زیادہ پر دلالت کرے اوراعراب میں اس کے ساتھ جمع مؤنث سالم کا معاملہ کیا جائے اوراسی کی طرح حالت رفعی میں ضمہ کے ساتھ ہواور حالت نصبی وجری میں تاء کے ساتھ ہو۔(الملحق بجمع المذکر السالم: ما دل علی أکثر من اثنین و عومل معاملة جمع المذکر السالم في الرفع بالواو، النصب و الجر بالتاء)۔

ذیل میں ملحق کی ان تینوں قسموں کا اعراب دیا جاتا ہے:

3.6.1 الملحق بالمثنی:

مثنی سے ملحق ہونے والے الفاظ کئی ہیں جیسے: اثنان و اثنتان، کلا و کلتا اور جسے تغلیب کے طور پر مثنی بنایا گیا ہو جیسے: عمرین، قمرین، أبوین وغیرہ۔ان میں سے اثنان اور اثنتان کا اعراب مثنی کا اعراب ہوگا، حالت رفعی میں جیسے:"نجح الطالبان الاثنان"اس مثال میں واقع لفظ'اثنان' کے اعراب میں کہا جائے گا، اثنان صفت مرفوع اوراس کے رفع کی علامت الف ہے کیونکہ یہ تثنیہ سے ملحق ہے (اثنان: نعت

مرفوع و علامة رفعه الألف لأنه ملحق بالمثنى)۔اور "رأيت طائرتين اثنتين" میں اثنتين کے اعراب میں کہا جائے گا، اثنتين: صفت منصوب اوراس کےنصب کی علامت یاء ہے کیونکہ یہ تثنیہ سے ملحق ہے (اثنتين: نعت منصوب و علامة نصبه الياء لأنه ملحق بالمثنى)۔

کلا اور کلتا بھی مثنی سے ملحق ہیں یہ دونوں تثنیہ کے معنی کی تاکید کے لیے آتے ہیں اور ہمیشہ مضاف ہوتے ہیں کبھی اسم ظاہر کی طرف ،جیسے "كلا الطالبين" اور کبھی ضمیر کی طرف ،جیسے "كلاهما" جب یہ اسم ظاہر کی طرف مضاف ہوں گے تو ان کا اعراب مثنی کا اعراب نہیں ہوگا بلکہ ان کا اعراب اس حالت میں اسم مقصور کے اعراب کی طرح ہوگا اور حالت رفعی،نصبی اور جری تینوں میں اعرابی علامتیں مقدر رہوں گی۔ جیسے: جاء كلا الطالبين، رأيت كلا الطالبين، استفدت من كلا الطالبين۔

البتہ جب یہ ضمیر کی طرف مضاف ہوگا تو اس کا اعراب مثنی کا اعراب ہوگا۔ جیسے: الطالبان كلاهما ناجحان، ورأيت الطالبين كليهما، پہلی مثال میں 'كلاهما' کا اعراب ہوگا، كلاهما: توكيد معنوي مرفوع و علامة رفعه الألف لأنه ملحق بالمثنى، اور دوسری مثال میں 'كليهما' کا اعراب ہوگا، كليهما: توكيد معنوي منصوب و علامة نصبه الياء لأنه ملحق بالمثنى۔

3.6.2 الملحق بجمع المذکر السالم:

جمع مذکر سالم سے ملحق ہونے والے بہت سارے الفاظ ہیں۔ جیسے: أولو، أهلون، سنون، بنون، عالمون، أرضون، عضون، عزون، ذوو اور الفاظ عقود (عشرون-تسعون) یہ الفاظ بھی جمع مذکر سالم کی شرائط کو پوری نہیں کرتے ہیں لیکن اہل عرب انہیں جمع کے اعراب کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔ان تمام الفاظ کا اعراب حالت رفعی میں واو کے ساتھ ہوگا جیسا جمع مذکر سالم میں ہوتا ہے اور حالت نصبی اور جری میں اسی کے مانند یاء کے ساتھ ہوگا۔مندرجہ ذیل مثالوں کو دیکھیے:

۱۔أولو ۔مثلاً: القوم أولو بأس، "اطيعوا الله و أطيعوا الرسول وأولي الأمر منكم"۔پہلی مثال میں أولو کے اعراب میں کہا جائے گا۔(أولو: خبر مرفوع و علامة رفعه الواو لأنه ملحق بجمع المذكر السالم)۔دوسری مثال میں (أولي: مفعول به منصوب و علامة نصبه الياء لأنه ملحق بجمع المذكر السالم)۔

۲۔أهلون ۔مثلاً: وما المال والأهلون الا وديعة ولا بد يوما أن ترد الودائع

لا تنفع كثرة الأهلين۔

۳۔بنون ۔مثلاً: المال والبنون زينة الحياة الدنيا۔تبني الحكومة مدارس كثيرة للبنين و البنات۔

۴۔سنون ۔مثلاً: مرت علي سنون۔تم بناء التاج محل في سنين كثيرة۔

۵۔أرضون ۔مثلاً: فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے: "من اقتطع شبرا من الأرض ظلما طوقه الله اياه بيوم القيامة من سبع أرضين"۔

۶۔عضون ۔مثلاً: "الذين جعلوا القران عضين"۔(عضين: عضة کی جمع ہے اور اس کا معنی جھوٹ اور بہتان ہے، ٹکڑے کرنا، تقسیم کرنا۔آیت کریمہ کا مفہوم ہے جن لوگوں نے قرآن کو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا بعض کو مانا اور بعض کا انکار کر دیا)

۷۔عزون ۔مثلاً: "عن اليمين وعن الشمال عزين" (عزون یعنی جماعات، گروہ در گروہ)

۸۔عليون ۔مثلاً: "إن كتاب الأبرار لفي عليين"

۹۔ مئون۔ مثلاً: مرت على الحادثة مئون من السنين (مئون: جمع مائة، فاعل مرفوع اور علامت رفع واو ہے کیونکہ یہ ملحق بجمع مذکر سالم ہے)

۱۰۔ ذوو۔ مثلاً: "فإن الفضل يعرفه ذووه" یعنی فضیلت کو اہل فضل ہی جانتے ہیں، ذوو فاعل مرفوع اور علامت رفع واو ہے کیونکہ یہ ملحق بجمع مذکر سالم ہے)

۱۱۔ الفاظ عقود۔ الفاظ عقود آٹھ ہیں: عشرون، ثلاثون، اربعون، خمسون، ستون، سبعون، ثمانون، تسعون، (بیس تا نوے) یہ اعداد بھی ملحق بہ جمع مذکر سالم اور ان کا اعراب بھی حالت رفعی میں واو کے ساتھ اور حالت نصبی و جری میں یاء کے ساتھ ہوتا ہے۔ جیسے: عندی عشرون كتابا، قرأت عشرين كتابا۔

3.6.3 الملحق بجمع المؤنث السالم:

عربی زبان میں جمع مؤنث سالم کے ساتھ دو چیزیں ملحق ہوتی ہیں ۱۔ أولات اور اس کے معنی ہیں صاحبات، ۲۔ عرفات، أذرعات، یہ دونوں دو مکان کے نام ہیں عرفات حج میں وقوف کرنے کی جگہ کو کہتے ہیں اور أذرعات شام میں ایک شہر کا نام ہے۔

۱۔ أولات۔ مثلاً: أولاتُ العلم معظمات، و "اِن كن أولاتِ حملٍ"۔ پہلی مثال میں أولات مبتدا مرفوع ہے اور اس کی علامت ضمہ ظاہرہ ہے جیسے کہ جمع مؤنث سالم کا اعراب ہوتا ہے اور دوسری مثال قرآنی آیت ہے اور اس میں أولات فعل ناقص کی خبر ہونے کی حیثیت سے منصوب ہے اور جمع مؤنث سالم ہی کی طرح حالت نصبی میں اس کا اعراب کسرہ کے ساتھ آیا ہے۔

۲۔ عرفات۔ مثلاً: هذه عرفات، رأيت عرفاتٍ، اور "فإذا أفضتم من عرفاتٍ" پہلی مثال میں کلمہ عرفات خبر مرفوع ہے اور اس کی علامت ضمہ ظاہرہ ہے، دوسری مثال میں مفعول بہ منصوب ہے اور تیسری میں مجرور ہے، ان دونوں کی علامت کسرہ ظاہرہ ہے اور یہ تینوں اعراب جمع مؤنث سالم کے اعراب ہیں۔

مذکورہ بالا تمام مثالیں خواہ وہ ملحق بہ مثنی ہوں، یا ملحق بہ جمع مذکر و مؤنث سالم ہوں، ان میں سے کوئی بھی مثنی یا جمع سالم کی شرائط کو پورا نہیں کرتی ہیں مگر ان سے مشابہت رکھتی ہیں لہذا انھیں مثنی اور جمع سالم سے ملحق کر دیا گیا اور ملحق بہ مثنی کو مثنی کا اعراب دے دیا گیا، ملحق بہ جمع مذکر سالم کو اس اعراب اور ملحق بہ جمع مؤنث سالم کو اس کا اعراب دے دیا گیا ہے۔

3.7 اعراب الجمل

لغوی طور پر جملہ کسی بھی چیز کے مجموعے کو کہتے ہیں اور اس کی جمع جمل آتی ہے۔ اصطلاح میں مسند و مسند الیہ سے مرکب قول کو جملہ کہتے ہیں عام ازیں کہ وہ مفید ہو یا غیر مفید ہو۔ یعنی جملہ کلام سے عام ہے کیونکہ کلام صرف جملۂ مفیدہ کو کہتے ہیں۔ مثلا: "قد أفلح المؤمنون" جملہ مفیدہ ہے، معنیٰ تام کا افادہ کر رہا ہے، مکتفی بنفسہ ہے، اسے سننے کے بعد کسی چیز کا انتظار نہیں رہتا ہے اور اسی کو کلام بھی کہتے ہیں۔ لیکن "مهما تفعل من خير أو شر" یہ جملہ غیر مفیدہ ہے اور اسے سننے کے بعد مزید کا انتظار رہتا ہے لہذا یہ کلام نہیں ہے اور جب آپ اس جملہ شرطیہ میں جزا کا اضافہ کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں "مهما تفعل من خير أو شر تجز به" (اچھے یا برے میں سے تم جو بھی کرو گے اس کا بدلہ پاؤ گے۔)، تو یہ جملہ مفیدہ بن جاتا ہے اور

اس پر کلام کا اطلاق درست ہو جاتا ہے۔

اس بات کی معرفت سے کہ جملے کا کوئی محل اعرابی ہے یا نہیں ہے اور اگر ہے تو کیا ہے جس سے جملے کا معنی سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔اس موضوع کو نحو عربی کی کتابوں میں اہتمام کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔محل اعربی ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے جملے کی دو قسمیں ہیں:

ا۔وہ جملے جن کا محل اعرابی ہوتا ہے۔(**الجمل التي لها محل من الاعراب**)

۲۔ وہ جملے جن کا محل اعرابی نہیں ہوتا ہے۔(**الجمل التي لا محل لها من الاعراب**)

3.7.1 جملے جن کا محل اعرابی ہوتا ہے:

عربی میں کچھ ایسے جملے ہوتے ہیں جنھیں مفرد میں مؤول کیا جا سکتا ہے یا جن کی تاویل مفرد کے طور پر کی جا سکتی ہے اور کچھ ایسے جملے ہوتے ہیں جن کی تاویل مفرد کے طور پر نہیں کی جا سکتی ہے۔جن جملوں کی تاویل مفرد کے طور پر ہو جاتی ہے ان کے لیے محل اعرابی ہوتا ہے اور اس مفرد کا اعراب ہی اس کے لیے اعراب محلی ہوتا ہے کیونکہ وہ جملہ اس مفرد کے محل میں ہوتا ہے اور اعراب محلی کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ اگر اس جملے کے محل و مقام میں کوئی معرب کلمہ ہوتا تو اس کا اعراب یہ ہوتا۔ذیل کی مثالوں میں غور کیجیے:

حامد عامل للخير   حامد يعمل الخير

ان دونوں مثالوں میں ایک ہی بات کہی گئی ہے صرف دونوں کے اسلوب میں فرق ہے۔دونوں مثالوں میں **حامد** مبتدا مرفوع ہے، اختلاف خبر کے اسلوب میں ہے۔پہلی مثال میں خبر مرفوع کلمہ معربہ ہے لہذا اس پر علامت رفع ضمہ ظاہری کے طور پر آئی ہے،لیکن دوسری مثال میں خبر جملہ فعلیہ ہے جو مبنی ہوتا ہے لہذا اس پر اعراب تو نہیں آ سکتا لیکن چونکہ یہ جملہ خبر ہے اور خبر مرفوع ہوتی ہے، لہذا یہ جملہ مرفوع محلا ہے۔کیونکہ **يعمل الخير** کو مفرد کی تاویل میں **عامل للخير** کیا جا سکتا ہے۔جملے کی تاویل مفرد میں کرنے کے بعد جو بھی اعراب اس مفرد کا ہوگا جملے کا وہی محل اعرابی ہوگا۔''**كان حامد يعمل الخير**'' کی مفرد میں تاویل یوں ہوگی''**كان حامد عاملا للخير**'' چونکہ **كان** کی خبر ہونے کی وجہ سے **عاملا** منصوب ہے لہذا ''**كان حامد يعمل الخير**'' میں واقع جملہ'**يعمل الخير**''منصوب محلا ہوگا۔

جن جملوں کا محل اعرابی ہوتا ہے یا بہ الفاظ دیگر جن جملوں کی مفرد میں تاویل ہو سکتی ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

ا۔فاعل واقع ہونے والا جملہ۔مثلاً:''**قد تبين لكم كيف عاقب الله الظالمين**''اس مثال میں جملہ'**كيف عاقب الله الظالمين**' فعل **تبين** کا فاعل ہے اور فاعل چونکہ مرفوع ہوتا ہے لہذا یہ جملہ مرفوع محلا ہے، جملے کی تاویل مفرد یوں ہوگی''**قد تبين لكم كيفية معاقبة الله الظالمين**''۔

۲۔نائب فاعل واقع ہونے والا جملہ۔مثلاً:''**قيل إن خالدا مريض**' جملہ: **إن خالدا مريض** فعل مجہول **قيل** کا نائب فاعل ہے اور نائب فاعل چونکہ مرفوع ہوتا ہے لہذا یہ جملہ مرفوع محلا ہے۔

۳۔مبتدا کی خبر واقع ہونے والا جملہ۔مثلاً:''**البستان زهوره جميلة**''و''**النجار يصنع الباب**'' دونوں مثالوں کی خبر جملہ ہیں فرق یہ ہے کہ پہلی مثال کی خبر جملہ اسمیہ ہے اور دوسری کی خبر جملہ فعلیہ اور خبر چونکہ مرفوع ہوتی ہے لہذا یہ دونوں جملے(**زهوره جميله** اور **يصنع الباب**) مرفوع محلا ہیں۔

۳۔نواسخ کی خبر واقع ہونے والا جملہ۔مثلاً:'کان البیت بابه مغلق' و 'إن الله یغفر الذنوب' و 'لا کسولَ عمله متقن'۔ ان تینوں مثالوں میں خبر جملہ واقع ہے، پہلی مثال میں جملہ اسمیہ 'بابه مغلق' کان فعل ناقص کی خبر ہے اور محل نصب میں ہے، دوسری مثال میں جملہ فعلیہ 'یغفر الذنوب' ان حرف مشبہ بالفعل کی خبر مرفوع ہے لہذا محل رفع میں ہے اور تیسری مثال میں جملہ اسمیہ 'عمله متقن' لائے نفی جنس کی خبر ہے اور محل رفع میں ہے۔

نواسخ ناسخ کی جمع ہے لغت میں نسخ ازالہ کو کہتے ہیں، کسی چیز کو مٹانے اور دور کرنے کو کہتے ہیں۔نحو کی اصطلاح میں جملہ اسمیہ کے حکم اعرابی کے ازالے اور اس کی جگہ دوسرے اعراب لانے کو نسخ کہا جاتا ہے۔نواسخ جملہ اسمیہ ایسے لفظی عوامل کو کہتے ہیں جو جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں اور ان کے اعرابی احوال میں تبدیلی کرتے ہیں، خواہ مسند کا اعراب بدل دیتے ہیں یا مسند الیہ کا۔یہ نواسخ تین ہیں۔

ا۔افعال ناقصہ۔جیسے: زید عالم سے کان زید عالما

ب۔حروف مشبہ بالفعل۔جیسے: زید عالم سے إن زیدا عالم

ج۔لائے نفی جنس۔جیسے: لا کسول ناجح

۴۔حال واقع ہونے والا جملہ۔مثلاً: ''جاؤوا أباهم عشاءً یبکون'' اس مثال میں جملہ یبکون حال واقع ہے اور چونکہ حال منصوب ہوتا ہے لہذا یہ جملہ منصوب محلا ہوگا۔اس مثال میں جملہ فعلیہ حال واقع ہے جملہ اسمیہ بھی حال واقع ہوتا ہے۔جیسے: 'رجع الطفل من المدرسة ملابسه ممزقة' جملہ اسمیہ 'ملابسه ممزقة' حال واقع ہے اور اس جملے کا محل اعرابی نصب ہے۔

۵۔مفعول بہ واقع ہونے والا جملہ۔مثلاً: ۱۔قلت: أنا مسافر، ۲۔عرفت من أنت، ۳۔ظننت البیتَ یناسبني، یہ تین مثالیں ہیں۔ پہلی مثال میں قلت کا مقولہ 'أنا مسافر' مفعول بہ ہے اور اس کا محلی اعراب نصب ہے، دوسری مثال میں جملہ 'من أنت' فعل عرفت سے مفعول بہ ہے اور منصوب محلا ہے اور تیسری مثال میں دو مفعول بہ ہیں: پہلا البیتَ مفرد ہے اور اس کا اعراب لفظی ہے اور دوسرا مفعول بہ جملہ فعلیہ ہے اور اس کا اعراب منصوب محلی ہے۔

۶۔صفت واقع ہونے والا جملہ: اس جملے کا محل اعرابی اس کے موصوف کے اعتبار سے ہوگا، اگر موصوف کا اعراب رفع ہوگا تو یہ مرفوع ہوگا ،نصب ہوگا تو یہ منصوب ہوگا اور اگر موصوف کا اعراب جر ہوگا تو یہ جملہ مجرور ہوگا۔مثلاً: هذا کتاب أسلوبه جید، اشتریت کتابا أسلوبه جید، پہلی مثال میں جملہ 'أسلوبه جید' کتاب کی صفت ہے جو خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے لہذا یہ جملہ مرفوع محلا ہوگا اور دوسری مثال میں وہی جملہ کتابا مفعول بہ کی صفت ہے لہذا منصوب محلا ہوگا۔

۷۔شرط جازم کی جواب واقع ہونے والا جملہ۔مثلاً: ''من یضلل الله فما له من هادٍ'' اس مثال میں جملہ 'فما له من هاذٍ' اسمیہ ہے اور مبتدا و خبر سے مرکب ہے اور جواب شرط ہونے کے سبب مجزوم محلا ہے، ایک اور مثال دیکھیں: 'اِن تجتهد تنجحْ و تفرحْ بک أهلک' اس میں تنجحْ جواب شرط مجزوم ہے چونکہ فعل مضارع معرب ہوتا ہے لہذا اس کا اعراب لفظی ہے اور اس پر علامت جزم ظاہری یعنی سکون آیا ہے اور اس پر معطوف 'تفرحْ' بھی مجزوم ہے علامت اعراب ظاہری کے ساتھ لیکن اگر جواب شرط جملہ ہو تو بھی اس پر معطوف ہونے والا فعل مضارع مجزوم ہی ہوگا کیونکہ وہ جواب شرط جملہ مجزوم محلا ہے جیسے: اِن تجتهد فإنک ناجح و تفرحْ بک أهلُک'۔

۸۔تابع واقع ہونے والا جملہ: جس جملے کے لیے محل اعرابی ہے اس جملے کے تابع ہونے والے جملے کا بھی محل اعرابی ہوگا اور اس کا وہی اعراب ہوگا جو متبوع جملے کا ہے۔مثلاً:'أحمد یطیع و الدیه و یحترم معلمیه و یحسن اِلی رفاقه' اس میں جملہ 'یطیع و الدیه' محل رفع میں ہے کیوں کی أحمد مبتدا کی خبر ہے، اور جملہ 'یحترم معلمیه' و جملہ 'یحسن اِلی رفاقهٔ' اس پر معطوف ہے لہذا وہ دونوں جملے بھی مرفوع محلا ہیں۔

3.7.2 جملے جن کا محل اعرابی نہیں ہوتا ہے:

وہ جملے جن کو مؤول بہ مفرد نہیں کیا جا سکتا ہے ان کا کوئی محل اعراب نہیں ہوتا ہے کیونکہ جملوں کی مفرد میں تاویل کرنے کے بعد ہم مفرد کے اعراب کو دیکھتے ہیں اور جو اس مفرد کا اعراب ہوتا ہے وہی اس جملے کا محل اعرابی قرار پاتا ہے۔اب اگر کوئی جملہ اس ساخت کا ہے کہ اسے مفرد میں مؤول نہیں کیا جا سکتا ہے تو اس کے لیے کوئی بھی محل اعرابی نہیں ہوگا۔اس بات کو آپ آنے والی مثالوں سے اور اچھی طرح سمجھ سکیں گے۔وہ جملے جن کا کوئی محل اعرابی نہیں ہوتا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

ا۔ابتدا میں واقع ہونے والا جملہ: کلام کے ابتدا میں واقع ہونے والے جملے کا کوئی اعرابی محل نہیں ہوتا ہے۔جیسے: اِن الکتاب مفید، کیونکہ یہ جملہ مفرد کی جگہ نہیں لے سکتا ہے لیکن اگر ہم اس جملے کو اس طرح بنا دیں کہ: قلت : إن الکتاب مفید، تو جملہ بہ تاویل مفرد قلت کا مقولہ ہو جائے گا اور اعراب کے اعتبار سے منصوب محلا ہو جائے گا۔یونہی: صلینا في المسجد، المبنی جمیل وغیرہ جملے بھی ابتدائیہ ہیں اور ان کا بھی کوئی محل اعرابی نہیں ہوگا۔

۲۔جملہَ استئنافیہ: جملہ استئنافیہ بھی جملہ ابتدائیہ کی طرح ہوتا ہے، اگر چہ درمیان کلام میں واقع ہوتا ہے لیکن اپنے ماقبل جملے سے پوری طرح سے منفصل ہوتا ہے اور ایک نئے کلام کا آغاز کرتا ہے۔جملہ استئنافیہ اسمیہ بھی ہوتا ہے اور فعلیہ بھی ہوتا ہے اور اسمیہ منسوخہ بھی ہوتا ہے۔جملہ استئنافیہ کسی استفہام یا ندا کا جواب بھی ہو سکتا ہے۔جیسے" خلق السماوات و الأرض بالحق، تعالی عما یشرکون" اس مثال میں "تعالی عما یشرکون" جملہ استئنافیہ ہے و لا محل لها من الاعراب، دوسری مثال: "قالت رب اِني وضعتها الأنثی، و الله أعلم بما وضعت، ولیس الذکر کالأنثی" میں "ولیس الذکر کالأنثی" جملہ استئنافیہ ہے۔

۳۔جملہ تعلیلیہ: اس جملے کو کہتے ہیں جو درمیان کلام میں ہوتا ہے اور اس کے ذریعے کسی چیز کی علت بیان کی جاتی ہے۔جیسے:"وصلِ علیهم، اِن صلاتک سکن لهم"۔

۴۔جملہ صلۃ الموصول: وہ جملہ جو کسی اسم موصول کا صلہ واقع ہو اس کا بھی کوئی اعرابی محل نہیں ہوتا ہے۔جیسے: جاء الذي فاز، و قد أفلح من تزکی۔

۵۔جملہ اعتراضیہ: جملہ اعتراضیہ بھی ان جملوں میں ہے جن کا کوئی محل اعرابی نہیں ہوتا ہے اگر ہم غور کریں تو پائیں گے کہ یہ جملے بھی اگر چہ اثنائے کلام میں واقع ہوتے ہیں لیکن اپنے ماقبل و مابعد سے پوری طرح سے منفصل ہوتے ہیں اور دو ایسی چیزوں کے درمیان آتے ہیں جو ایک دوسرے کے لیے متلازم اور ایک دوسرے کی حاجت مند ہوتی ہیں۔جیسے فاعل و فعل کے درمیان۔مثلا: شفي- و الله- مریض، فاعل اور مفعول کے درمیان۔مثلا: شاهد احمد- و قد کان في نفس المکان- السارق۔مبتدا اور خبر کے درمیان۔مثلا: رسول الله- صلی الله علیه وسلم- خاتم الأنبیاء، اسم اِن اور اس کی خبر کے درمیان۔مثلا: اِن علیا- کرم الله وجهه- رابع الخلفاء الراشدین، وغیرہ

۶۔ جملہ جو غیر جازم شرط کا جواب واقع ہو، شرط غیر جازم۔ جیسے: لو، و لولا، وإذا، مثلا: لو زرتني لأكرمتك، و "إذا جاء نصر الله و الفتح و رأيت الناس يدخلون في دين الله أفواجا، فسبح بحمد ربك"۔

۷۔ جملہ تفسیریہ: وہ جملہ ہوتا ہے جو فضلہ وزائد ہو اور اپنے ماقبل کی حقیقت کا کشف و بیان کرے۔ مثلا: هذا الولد مهذب أي: أخلاقه حميدة۔ وقولہ تعالی: "فأوحينا إليه: أن اصنع الفلك"۔

۸۔ جملہ جو قسم کا جواب واقع ہو۔ مثلا: 'و الله لأقولنَّ الحق'

۹۔ جملہ جو ایسے جملے کا تابع ہو جس کا کوئی محل اعرابی نہیں ہے: ہم جانتے ہیں کہ عربی زبان میں تابع کا وہی حکم ہوتا ہے جو متبوع کا ہوتا ہے لہذا اگر کوئی جملہ ایسے کسی جملے کا تابع ہے جس کا محل اعرابی نہیں ہے تو اس تابع جملے کا بھی کوئی محل اعرابی نہیں ہوگا، مثلا: نجح محمد، نجح محمد، اس مثال میں دوسرا جملہ پہلے جملے کی تاکید لفظی کے طور پر آیا ہے اور تابع ہے۔ پہلے جملے کا کوئی اعراب اس لیے نہیں ہے کہ وہ ابتدائیہ ہے اور دوسرے کا اس لیے نہیں کہ وہ تابع ہے۔

3.8 اکتسابی نتائج

☆ افعال میں صرف فعل مضارع معرب ہوتا ہے، اس کی تین قسمیں ہیں: ۱۔ مرفوع: جب کہ وہ نون تاکید اور نون نسوہ سے خالی ہو، اور اس پر حروف جازمہ اور حروف ناصبہ میں سے کوئی داخل نہ ہوا ہو۔ ۲۔ منصوب: جب کہ اس پر حروف ناصبہ میں سے کوئی حرف داخل ہوا ہو۔ ۳۔ مجزوم: جب کہ اس پر حروف جازمہ میں سے کوئی داخل ہو۔

☆ معرب اسما جو اصل محل اعراب ہوتے ہیں، ان کی تین قسمیں ہیں: ۱۔ مرفوعات، جیسے: فاعل، نائب فاعل، مبتدا، خبر، کان کا اسم، إن کی خبر اور توابع مرفوع۔ یہ تمام انواع ہمیشہ مرفوع ہوں گے۔ ۲۔ منصوبات، جیسے: مفاعیل خمسہ (مفعول مطلق، مفعول بہ، مفعول لہ، مفعول معہ اور مفعول فیہ) ظرف زمان، ظرف مکان، حال، تمیز، مستثنی، لائے نفی جنس کا اسم، کان کی خبر، إن کا اسم، تابع منصوب۔ ۳۔ مجرورات، جیسے: مجرور بحرف جر، مجرور بہ اضافت، تابع مجرور۔

☆ اعراب کی کل تین قسمیں ہیں: -۱ لفظی -۲ تقدیری -۳ محلی --- عامل کے بدلنے سے کلمے کے آخر میں ہونے والی تبدیلی اگر ظاہر اور محسوس ہو تو اسے ''اعرابِ لفظی'' کہتے ہیں اور اگر ظاہر و محسوس نہ ہو لیکن وہ لفظ معرب ہو اور اعراب کا تقاضا کرتا ہو تو اسے ''اعراب تقدیری'' کہتے ہیں، لیکن اگر وہ لفظ مبنی ہو اور اعراب کا تقاضا ہی نہ کرتا ہو تو اس کا اعراب ''اعراب محلی'' ہوتا ہے۔

☆ اعراب الملحقات کی تین صورتیں ہیں: -۱ الملحق بالمثنی: اس کا اعراب حالت رفعی میں الف کے ساتھ اور حالت نصبی وجری میں یاء کے ساتھ ہوتا ہے۔ -۲ الملحق بجمع المذکر السالم: حالت رفعی میں اس کا اعراب واو کے ساتھ اور حالت نصبی اور جری میں یاء کے ساتھ ہوتا ہے۔ -۳ الملحق بجمع المؤنث السالم: اس کا اعراب حالت رفعی میں ضمہ کے ساتھ اور حالت نصبی اور جری میں کسرہ کے ساتھ ہوگا۔

☆ نحویوں نے اعراب الجمل (جملے کا محل اعراب) کی بحث کو اپنی کتابوں میں بہت اہتمام سے بیان کیا ہے۔ جملے کے اعراب کی دو قسمیں ہیں: -۱ وہ جملے جن کا محل اعرابی ہوتا ہے، جب کہ ان جملوں کی تاویل مفرد کے طور پر ہو جاتی ہو۔ -۲ وہ جملے جن کا محل اعرابی نہیں ہوتا، اس

لیے کہ ان جملوں کی تاویل مفرد کے طور پر نہیں کی جاسکتی۔

3.9 نمونے کے امتحانی سوالات

۱۔اعراب کے اعتبار سے فعل مضارع کی کتنی قسمیں ہیں؟ مثالوں کے ساتھ واضح کیجیے۔

۲۔اعراب لفظی، اعراب تقدیری اور اعراب محلی کی تعریف کیجیے اور مثالوں کے ذریعے سمجھائیے۔

۳۔ مرفوعات اسما کون کون سے ہیں۔

۴۔ منصوب اسما کے نام بتائیے۔

۵۔ نون تاکید سے متصل مضارع کے مبنی ہونے کی کیا شرط ہے۔

۶۔اعراب الملحقات کی کتنی قسمیں ہیں اور کون کونسی ہیں، مع مثال بیان کیجیے۔

3.10 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

۱۔النحو الوافي	عباس حسن
۲۔النحو العربي أحكام ومعان	فاضل صالح السامرائي
۳۔الإيضاح في علل النحو	الدكتور مازن المبارك
۴۔الأصول في النحو	ابن سراج
۵۔الكامل في النحو والصرف والإعراب	أحمد قبش
۶۔جامع الدروس العربية	الشيخ مصطفٰى الغلاييني

اکائی 4 فعل اور اس کی قسموں کا تعارف

اکائی کے اجزا

4.1 مقصد

4.2 تمہید

4.3 فعل کی تعریف اور اس کی قسمیں

4.3.1 فعل کی تعریف

4.3.2 فعل کی مختلف قسمیں:

4.4 فعل لازم ومتعدی

4.4.1 لازم اور متعدی کی تعریف وتوضیح

4.4.2 فعلِ لازم کی صورتیں

4.4.3 فعلِ لازم کو متعدی بنانے کی صورتیں

4.4.4 فعلِ متعدی کو لازم بنانے کی صورتیں

4.4.5 فعل متعدی کی قسمیں

4.5 فعل صحیح ومعتل

4.5.1 فعل صحیح اور اس کی قسمیں

4.5.2 فعل معتل اور اس کی قسمیں

4.5.3 صحیح اور معتل کی معرفت کا طریقہ

4.6 فعل تعجب

4.6.1 تعجب اور فعل تعجب کی تعریف وتوضیح

4.6.2 فعل تعجب کے صیغے

4.6.3 فعل تعجب کی شرطیں

4.6.4 افعالِ تعجب کے احکام

4.6.5 فعل تعجب کی تصغیر

4.6.6 تعجب کی دوسری تعبیرات

4.7 افعال مدح وذم

4.7.1 افعال مدح وذم کی تعریف اوراس کی قسمیں

4.7.2 پہلی قسم: سماعی افعال مدح وذم

4.7.2.1 افعال مدح وذم کے کچھ احکام

4.7.2.2 نِعْمَ، بِئْسَ اور سَاءَ کا فاعل

4.7.2.3 مخصوص بالمدح والذم

4.7.2.4 حَبَّذَا اور لَا حَبَّذَا

4.7.3 دوسری قسم: قیاسی افعال مدح وذم

4.7.3.1 قیاسی افعال مدح وذم کی تعریف

4.7.3.2 قیاسی افعال مدح وذم کے احکام

4.8 اکتسابی نتائج

4.9 نمونے کے امتحانی سوالات

4.10 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

4.1 مقصد

اس اکائی کے پڑھنے کے بعد طلبہ کو فعل کی تعریف اور اس کی مختلف قسموں کے بارے میں خاصی معلومات ہو جائے گی۔ انھیں معلوم ہو جائے گا کہ فعل کے لازم اور متعدی ہونے کا مطلب کیا ہے؟ اس کے فنی احکام کیا ہیں؟ صحیح اور معتل کسے کہتے ہیں؟ تعجب کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم کیا ہے؟ تعجب کا مفہوم پیدا کرنے کے لیے فعل کے قیاسی صیغے اور سماعی تعبیرات کیا ہیں؟ تعریف اور مذمت کا معنی دینے والے افعال کتنے اور کون کون ہیں؟ اور ان کے فنی احکام کیا ہیں؟ تا کہ طلبہ متعلقہ ابواب کی تعبیریں استعمال کرنے میں غلطی کا شکار نہ ہوں۔

4.2 تمہید

عربی زبان میں استعمال ہونے والے مفرد الفاظ کو ’’کلمہ‘‘ کہتے ہیں۔ یہ تین طرح کے ہوتے ہیں:

(۱) اسم　　(۲) فعل　　(۳) حرف

اسم وہ کلمہ ہے جو اپنا معنی خود بتائے اور اس کے معنی میں زمانہ اور وقت کا مفہوم شامل نہ ہو۔ فعل وہ کلمہ ہے جو اپنا معنی خود بتائے اور اس کے اندر زمانہ اور وقت کا مفہوم بھی شامل ہو۔ حرف وہ کلمہ ہے جو اپنا معنی خود نہ بتائے، بلکہ معنی بتانے میں دوسرے لفظ کا محتاج ہو۔ بلفظِ دیگر۔ وہ کلمہ ہے جو دوسرے لفظ سے ملے بغیر اپنا واضح معنی نہ بتائے۔

پھر مختلف حیثیتوں سے فعل کی کئی قسمیں ہیں:

اس کے معنوی اثر کے صرف فاعل تک محدود ہونے یا اس سے آگے بڑھنے کے اعتبار سے اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) لازم (۲) متعدی۔

اصلی حروف کی نوعیت کے اعتبار سے اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) صحیح (۲) معتل۔ اگر وہ تعجب کی انفعالی کیفیت کے اظہار کے لیے آئے تو ’’فعل تعجب‘‘ کہلاتا ہے۔ اور تعریف یا مذمت کے معنی پیدا کرنے کے لیے آئے تو ’’فعلِ مدح یا فعلِ ذم‘‘ کہلاتا ہے۔

آئندہ سطروں میں فعل اور اس کی ان ہی قسموں کا تعارف اور احکام کی وضاحت قدرے تفصیل کے ساتھ پیش کی جارہی ہے۔

4.3 فعل کی تعریف اور اس کی قسمیں

4.3.1: فعل کی تعریف:

فعل وہ کلمہ ہے جو اپنا معنی خود بتائے اور اس کے ساتھ تینوں زمانوں (ماضی، حال اور مستقبل) میں سے کوئی زمانہ بھی پایا جائے۔ جیسے قَرَأَ (پڑھا)، یَقْرَأُ (پڑھتا ہے یا پڑھے گا)، اِقْرَأْ (پڑھ)۔

توضیح: اس تعریف میں غور کرنے سے سمجھ میں آتا ہے کہ کسی کلمہ کے فعل ہونے کے لیے چند باتیں ضروری ہیں:

(۱) پہلی بات یہ ہے کہ وہ اپنا معنی خود بتائے۔ یعنی اپنا معنی بتانے میں کسی دوسرے لفظ کا محتاج نہ ہو۔ جیسے کَتَبَ (اس نے لکھا)۔ لہذا فِی الْمَسْجِدِ میں ’’فِی‘‘ اور مِنَ الْبَیْتِ میں ’’مِنْ‘‘ فعل نہیں؛ کیوں کہ پہلے کا معنی ظرفیت اور دوسرے کا معنی ابتدا ہے، لیکن یہ دونوں اپنا معنی خود سے نہیں بتا رہے ہیں، بلکہ انھیں بتانے میں اپنے مدخول ’’المسجد‘‘ اور ’’البیت‘‘ کے محتاج ہیں۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ وہ یہ بتائے کہ اس کا معنی تینوں زمانوں میں سے کسی ایک زمانے کے ساتھ مل کر سمجھا جا رہا ہے۔ مگر خیال رہے

کہ فعل اپنا معنی اور اس کے ساتھ زمانہ ضرور بتاتا ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ فعل کا مادّہ اور اس کے اصلی حروف اصل معنی بتاتے ہیں اور اُس کا صیغہ اور مخصوص ہیئت وصورت زمانہ کو بتاتی ہے۔ نہ خود اس کا مادّہ زمانے کو بتاتا ہے، اور نہ ہی صیغہ اور ہیئت وصورت کے علاوہ کوئی اور خارجی چیز زمانے کو بتاتی ہے۔

اسی لیے "رَجُلٌ" فعل نہیں؛ کیوں کہ یہ اپنے معنی کے کسی زمانے میں ہونے کو نہیں بتا رہا ہے اور الزمان الماضی (گزرا ہوا زمانہ)، الزمان الحاضر (موجودہ زمانہ) اور الزمان المستقبل (آئندہ زمانہ) بھی فعل نہیں؛ کیوں کہ زمانے کا معنی خود ان کے مادے اور اصلی حروف بتا رہے ہیں، صیغہ اور مخصوص ہیئت نہیں۔ اور محمودٌ ذاهِبٌ أمسِ (محمود کل گیا)، خالدٌ ذاهبٌ غداً (خالد کل جائے گا) میں "ذاهب" فعل نہیں؛ کیوں کہ اس میں زمانہ کا مفہوم ایک خارجی شے "أمس" اور "غدا" سے سمجھا جا رہا ہے۔

4.3.2: فعل کی مختلف قسمیں:

اوپر بتایا جاچکا ہے کہ مختلف حیثیتوں سے فعل کی کئی تقسیمیں ہیں:

پہلی تقسیم: اس اعتبار سے ہے کہ اس کا معنوی اثر صرف فاعل تک محدود رہتا ہے یا اس سے آگے بڑھ کر کسی اور لفظ تک پہنچتا ہے۔ اس لحاظ سے اس کی دو قسمیں ہیں:

(۱) لازم (۲) متعدی

دوسری تقسیم: اس اعتبار سے ہے کہ اس کے اصلی حروف میں کوئی حرف، حرفِ علت ہے یا سب کے سب حروفِ صحیح ہیں۔ اس لحاظ سے اس کی دو قسمیں ہیں:

(۱) صحیح (۲) معتل

دوسری تقسیمیں: مذکورہ بالا قسموں کے علاوہ فعل کی اور بھی قسمیں ہیں۔ اگر وہ تعجب کی انفعالی کیفیت کو بتائے تو وہ "فعلِ تعجب" کہلاتا ہے۔ اور اگر وہ تعریف یا مذمت کے معنی پیدا کرنے کے لیے آئے تو "فعلِ مدح" یا "فعلِ ذم" کہلاتا ہے۔

4.4 فعل لازم ومتعدی

4.4.1 اوپر گزر چکا ہے کہ فعل کی دو قسمیں ہیں:

(۱) لازم (۲) متعدی۔

فعل لازم: وہ فعل ہے جو صرف اپنے فاعل سے مل کر اپنا پورا مطلب ظاہر کردے۔ بلفظِ دیگر۔ وہ فعل ہے جس کا اثر صرف اس کے فاعل تک محدود رہے، آگے نہ بڑھے۔ جیسے: اِنْکَسَرَ الْبَابُ (دروازہ ٹوٹا۔)، طَالَ الزَّمَنُ (زمانہ دراز ہوا۔)

فعل لازم کو "فعل قاصر" بھی کہا جاتا ہے۔

فعلِ متعدی: وہ فعل ہے جو صرف فاعل سے مل کر اپنا پورا مطلب ظاہر نہ کرے، بلکہ مفعول بہ کو بھی چاہے۔ بلفظِ دیگر۔ وہ فعل ہے جس کا اثر صرف فاعل تک محدود نہ رہے، بلکہ اس سے آگے بڑھ کر مفعول بہ تک پہنچے اس طرح کہ وہ اس پر واقع ہو۔ جیسے أَكَلَ زَيْدٌ اللحمَ۔ (زید نے

گوشت کھایا) شَرِبَ عُثْمَانُ اللبنَ (عثمان نے دودھ پیا)۔

فعلِ متعدی کو عربی زبان میں "فعلِ مُجاوِز" اور "فعلِ واقع" بھی کہا جاتا ہے۔

فعلِ متعدی کی علامت یہ ہے کہ وہ ہائے ضمیر کو قبول کرے جس کا مرجع ظرف یا مصدر نہ ہو۔ جیسے: اَللّصُّ ضَرَبَهُ الشرطيُّ (چور کو پولیس نے مارا۔) لہذا اگر کسی فعل کے آخر میں ایسی ہائے ضمیر ہو جو ظرف کی طرف لوٹ رہی ہو، جیسے: یومُ العیدِ سِرْتُهُ (میں عید کے دن چلا۔) یا وہ ضمیر ہو جو مصدر کی طرف لوٹ رہی ہو، جیسے: تَجَمَّلْ بالفضیلةِ التي کانَ یتَجمَّلُها سلفُکَ الصالحُ (ان فضائل سے آراستہ ہو جن سے تمھارے نیک طینت اسلاف آراستہ تھے۔) تو وہ فعلِ متعدی نہ ہوگا، بلکہ فعلِ لازم ہوگا۔

4.4.2 فعلِ لازم کی صورتیں:

مندرجہ ذیل صورتوں میں فعل لازم ہوتا ہے:

۱۔ جب وہ رنگ کا معنی دے۔ جیسے: اِخضرَّ، اِسْوَدَّ۔

۲۔ جب وہ عیب کا معنی بتائے۔ جیسے عَوِرَ (کانا ہوا)، عَمِيَ (نابینا ہوا۔)

۳۔ جب وہ کسی ہیئت کا معنی دے۔ جیسے: طَالَ الابلُ (اونٹ لمبا ہوا)، قصُرَ الولدُ (لڑکا پست قد ہوا)۔

۴۔ جب وہ صفائی ستھرائی کا معنی دے۔ جیسے: طَهُرَ، نَظُفَ۔

۵۔ جب وہ گندگی کا معنی بتائے۔ جیسے دَنِسَ، نَجِسَ، وَسِخَ، قَذِرَ۔

۶۔ جب وہ کسی عارضی شے کو بتائے۔ جیسے مَرِضَ، نَشِطَ، فَرِحَ، حَزِنَ۔

۷۔ جب کہ وہ مندرجہ ذیل ابواب واوزان میں سے کسی سے آئے:

☆ فَعُلَ (باب کرُمَ یکرُم)، جیسے: حسُنَ، شرُبَ ☆ اِنْفَعَلَ (باب انفعال)، جیسے اِنْکَسَرَ ☆ اِفْعَلَّ (باب افعلال)، جیسے: اِغْبَرَّ ☆ اِفْعَالَّ (باب افعیلال)، جیسے: اِدْهَامَّ ☆ اِفْعَلَّلَ (باب افعِلّال)، جیسے: اِقْشَعَرَّ ☆ اِفْعَنْلَلَ (باب افعنلال)، جیسے: اِحْرَنْجَمَ (جمع ہوا، اکٹھا ہوا۔)

4.4.3 فعلِ لازم کو متعدی بنانے کی صورتیں:

درج ذیل طریقوں سے فعل لازم کو متعدی بنایا جاتا ہے:

(۱) بابِ افعال، تفعیل، مفاعلۃ، یا استفعال میں لاکر۔ جیسے أَکْرَمَ خَالِدٌ أَسْتَاذَہ (خالد نے اپنے استاذ کی عزت کی)، کذَّبتُ الشیطانَ (میں نے شیطان کو جھٹلایا)، جالس طلحة العلماء (طلحہ علما کے ساتھ بیٹھا)، اِسْتَنْصَرَ مَحْمُوْدٌ عَمَّهُ (محمود نے اپنے چچا سے مدد مانگی۔)

(۲) حرفِ جر کے ذریعے۔ جیسے: ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ (اللہ ان کی روشنی کو لے گیا۔)

(۳) تضمین نحوی کے ذریعے۔ اور اصطلاحِ نحو میں تضمین کا مطلب یہ ہے کہ فعل لازم میں فعل متعدی کا معنی شامل کر دیا جائے۔ جیسے

قرآن کریم کی یہ آیت: "وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّکَاحِ حَتّٰی یَبْلُغَ الْکِتٰبُ اَجَلَه۔" [البقرۃ: ۲۳۵] (اور نکاح کی گرہ پکی نہ کرو، یہاں تک کہ لکھا ہوا حکم اپنی میعاد کو پہنچ جائے۔) عَزَمَ عموماً "علی" صلہ کے ساتھ متعدی ہو کر استعمال ہوتا ہے، لیکن یہاں آیت کریمہ میں بغیر صلہ کے متعدی ہے۔ کیوں کہ اس میں "عَقَدَ" (بمعنی گرہ باندھنا) کے معنی کی تضمین اور شمولیت ہے۔ یعنی لا تعزموا عقدة النکاح کا معنی ہے: لاَ تَعْقِدُوا عُقْدَةَ النکاح۔ (نکاح کی گرہ نہ باندھو۔)

4.4.4 فعلِ متعدی کو لازم بنانے کے طریقے:

فعل متعدی کو درج ذیل طریقوں سے لازم بنایا جاتا ہے:

(ا) تضمین نحوی کے ذریعے اس طور پر کہ فعل متعدی میں فعل لازم کے معنی شامل کر دیے جائیں۔ جیسے آیت کریمہ: "فَلْیَحذرِ الذینَ یُخالفُونَ عَن أَمْرِہٖ۔" [النور: ۶۳] (تو انھیں ڈرنا چاہیے جو رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں۔) اس مثال میں "یخالفون" یخرجون کے معنی کو متضمن ہے، اسی لیے اسے "عن" صلہ کے ساتھ لایا گیا۔

(۲) تعجب اور مبالغہ کے معنی کی ادائیگی کے لیے "فعل" متعدی کو باب کرُمَ یکرُمُ میں لے آتے ہیں، جیسے: ضَرَبَ الشرطيُ سے "ضَرُبَ الشُرطِيُ۔" (پولیس نے کتنا مارا!)

(۳) مطاوعت کا معنی پیدا کرنے کے لیے کسی ایسے وزن اور باب کی طرف منتقل کر دینا جو ہمیشہ لازم ہی استعمال ہوتا ہے، مثلاً باب انفعال میں لے جا کر۔ جیسے اِنْقَطَعَ "قَطَعْتُہُ فَانْقَطَعَ" میں۔ (یعنی میں نے اسے کاٹا تو وہ کٹ گیا۔)

اصطلاح میں مطاوعت کا معنی ہے: کسی فعلِ متعدی کے بعد فعل لازم کو لانا، یہ بتانے کے لیے کہ فعل متعدی کے مفعول نے اس کے فاعل کا اثر قبول کر لیا ہے۔ جیسے کَسَرْتُہُ فَانْکَسَرَ (میں نے اسے توڑا تو وہ ٹوٹ گیا۔)

4.4.5 فعل متعدی کی قسمیں:

فعلِ متعدی تین طرح کا ہوتا ہے:

۱۔ متعدی بہ یک مفعول۔ ۲۔ متعدی بہ دو مفعول۔ ۳۔ متعدی بہ سہ مفعول۔

(ا) متعدی بہ یک مفعول: وہ فعل ہے جو صرف ایک مفعول کو چاہے۔ جیسے: قَرَأْتُ الْکِتَاب (میں نے کتاب پڑھی)، تَلَوْتُ الْقُرآنَ (میں نے قرآن کی تلاوت کی)، شَاهَدَ الناسُ حَدِیْقَةَ الْحیوانات (لوگوں نے چڑیا گھر دیکھا۔) زیادہ تر فعلِ متعدی اسی طرح کے ہوتے ہیں۔

(۲) متعدی بہ دو مفعول: وہ فعل ہے جس میں دو مفعول کی ضرورت ہو۔ جیسے أَعْطَیْتُ الْفَقِیرَ مَالاً (میں نے غریب کو مال دیا)، ظننتُ الطالب أستاذاً (میں نے طالب علم کو استاذ گمان کیا۔) متعدی بہ دو مفعول کی دو قسمیں ہیں:

اول: وہ فعل متعدی جس کے دونوں مفعولوں کا مصداق ایک نہ ہو۔ جیسے: أعطی، مَنحَ، سأل، ألبس، کسا، علّم۔

دوم: وہ فعل متعدی کہ اصل کے اعتبار سے جس کا مفعول اول مبتدا اور مفعول ثانی خبر ہو۔ جیسے: وَجَدْتُ هٰذَا الْکِتَابَ نَافِعاً (میں نے اس کتاب کو مفید پایا)، صیرتُ العدُوَّ صدیقا (میں نے دشمن کو دوست بنا لیا۔)

نوٹ: اس قسم میں افعال قلوب اور افعال تصییر دونوں داخل ہیں۔

(۳) متعدی بہ سہ مفعول: وہ فعلِ متعدی ہے جو تین مفعول چاہے۔ اور وہ یہ ہیں: أَعْلَمَ، أَرَى، أَنبأَ، نَبّأَ، خَبَّرَ، حَدَّثَ۔ ان سب کا معنی ہے: بتایا، خبر دی، بیان کیا۔

ان افعال کے تیسرے مفعول اور دوسرے مفعول کا مصداق ایک ہوتا ہے۔ بلفظِ دیگر۔ (اصل کے اعتبار سے ان کا مفعول ثانی مبتدا، اور مفعولِ ثالث خبر ہوتا ہے، جب کہ ان میں سے کوئی بھی مفعول اول کی خبر نہیں بن سکتا۔ بلکہ ان کا مفعولِ اول "اَعْطٰی" کے مفعول اول کے درجے میں اور مفعول ثانی وثالث، اس کے مفعول ثانی کے درجے میں ہوتے ہیں۔ جیسے: أَعْلَمْتُ طَلْحَةَ عُمَرَ أميرَ المومنين (میں نے طلحہ کو بتایا کہ عمر امیر المومنین ہیں)، أَنْبأتُ التلميذَ خالداً مسافراً غداً (میں نے طالب علم کو بتایا کہ خالد کل سفر کرے گا۔)، خَبَّرْتُ الأُسْتَاذَ أسامَةَ مصرياً (میں نے استاذ کو خبر دی کہ اسامہ مصری ہے۔)

معلومات کی جانچ

۱۔ فعل لازم اور متعدی کی تعریف کیجیے اور مختلف مثالوں سے واضح کیجیے۔

۲۔ فعل متعدی کی کتنی قسمیں ہیں ان کو بتایئے اور ہر قسم پر روشنی ڈالیے۔

۳۔ فعل لازم کو متعدی بنانے کے طریقے مثالوں کے ساتھ تحریر کیجیے۔

۴۔ فعلِ متعدی کو لازم بنانے کی صورتیں وضاحت کے ساتھ بیان کیجیے۔

4.5 فعلِ صحیح ومعتل

اصلی حروف کی نوعیت کے اعتبار سے فعل کی دو قسمیں ہیں:

(۱) صحیح (۲) معتل۔

4.5.1 فعلِ صحیح اور اس کی قسمیں:

فعل صحیح: وہ فعل ہے جس کے اصلی حروف میں سے کوئی حرف، حرفِ علت نہ ہو، بلکہ سب کے سب، حروفِ صحیح ہوں۔ جیسے: كَتَبَ، قَاتَلَ، أَمَرَ، صحَّ، صرَّفَ۔

حروفِ صحیح سے مراد وہ حروف ہیں جو حروفِ علت نہ ہوں۔

حروف علت تین ہیں: الف، واو، یا۔ ان تینوں حروف کے علاوہ سارے حروف صحیح ہیں۔ فعل صحیح کی تین قسمیں ہیں:

(۱) سالم (۲) مہموز (۳) مُضَاعف۔

(۱) فعلِ سالم: وہ فعل ہے جس کے اصلی حروف میں سے کوئی حرف، حرفِ علت، ہمزہ اور حرفِ مکرّر نہ ہو۔ جیسے: كَتَبَ، ذَهَبَ، شَرِبَ۔

(۲) فعلِ مہموز: وہ فعل ہے جس کے حروفِ اصلیہ میں کوئی حرف، ہمزہ ہو۔

اس کی تین قسمیں ہیں: (۱) مہموز فا (۲) مہموز عین (۳) مہموز لازم۔

☆مہموز فا: وہ ہے جس کے فا کلمہ کی جگہ ہمزہ ہو۔ جیسے: أَخَذَ، أَمَرَ۔

☆مہموز عین: وہ ہے جس کے عین کلمہ کی جگہ ہمزہ ہو۔ جیسے: سَأَلَ، زَئِمَ۔

☆مہموز لام: وہ ہے جس کے لام کلمہ کی جگہ ہمزہ ہو۔ جیسے: قَرَأَ، بَرَأَ۔

(۳) فعل مُضَاعف: وہ فعل ہے جس کے اصلی حروف میں دو حرف ایک طرح کے ہوں۔ جیسے فَرَّ (بھاگا)، مَرَّ (گزرا)، دَمْدَمَ (غصہ ہوا، ہلاک کیا)۔

مضاعف کی دو قسمیں ہی: (۱) مضاعف ثلاثی (۲) مضاعف رباعی۔

☆مضاعف ثلاثی: تین حروف اصلی رکھنے والا وہ فعل ہے جس کا عین اور لام کلمہ ایک ہی جنس کا ہو۔ جیسے مَدَّ (پھیلایا)، جَدَّ (کوشش کی۔)

☆ مضاعف رباعی: چار حروفِ اصلی رکھنے والا وہ فعل ہے جس کا فا کلمہ اور لام اول، اور عین کلمہ اور لام ثانی ایک جنس کا ہو۔ جیسے: زَلْزَلَ (ہلایا، جھٹکا دیا)، حَصْحَصَ (ظاہر اور واضح ہوا۔)

تنبیہ: ایک اصطلاح کے مطابق ''صحیح'' وہ ہے جس کے اصلی حروف میں سے کوئی حرف، حرفِ علت، ہمزہ یا دو حرف ایک جنس کے نہ ہوں۔ مگر مذکورہ بالا اصطلاح ہی عربوں میں زیادہ رائج ہے۔ اس لیے یہاں اسی کو اختیار کیا گیا۔

4.5.2 فعل معتل اور اس کی قسمیں:

معتل: وہ ہے جس کے اصلی حروف میں ایک یا دو حرفِ علت ہوں۔ جیسے: وَعَدَ (وعدہ کیا)، طَوىٰ (لپیٹا۔)

معتل کی دو قسمیں ہیں: (۱) معتل بہ یک حرف (۲) معتل بہ دو حرف۔

(۱) معتل بہ یک حرف: وہ ہے جس کے اصلی حروف میں ایک حرفِ علت ہو۔ جیسے: وَرِثَ (وارث اور حق دار ہوا)، قَالَ، دعا (بُلایا۔)

معتل بہ یک حرف کی تین قسمیں ہیں:

(۱) معتل فا (۲) معتل عین (۳) معتل لام۔

☆معتل فا: وہ ہے جس کا فا کلمہ حرفِ علت ہو، جیسے: وَعَدَ۔ اسے ''مثال'' بھی کہا جاتا ہے۔

☆معتل عین: وہ ہے جس کا عین کلمہ حرفِ علت ہو، جیسے مَالَ۔ اسے ''اجوف'' بھی کہا جاتا ہے۔

☆معتل لام: وہ ہے جس کا لام کلمہ حرفِ علت ہو، جیسے رَمَی۔ اسے ''ناقص'' بھی کہا جاتا ہے۔

(۲) معتل بہ دو حرف: وہ ہے جس کے اصلی حروف میں دو حرف، حرفِ علت ہوں۔ جیسے: وَشَی (چغلی کی)۔ اسے ''لفیف'' بھی کہا جاتا ہے۔

لفیف کی دو قسمیں ہیں:

(۱) لفیف مفروق (۲) لفیفِ مقرون۔

☆لفیف مفروق: وہ معتل ہے جس کا فا کلمہ اور لام کلمہ حرف علت ہو۔ جیسے وَقَی (بچایا، حفاظت کی)، وَفَی (پورا اور مکمل ہوا۔) چونکہ اس کے دونوں حروفِ علت آپس میں ملے ہوئے نہیں ہوتے، بلکہ ایک دوسرے سے جُدا ہوتے ہیں، اس لیے اسے ''مفروق'' کہا جاتا ہے۔

☆ لفیفِ مقرون: وہ معتل ہے جس کا عین کلمہ اور لام کلمہ حرفِ علّت ہو۔ جیسے نَوَی (نیت کی)، لَوَی (لپیٹا)۔ چونکہ اس کے دونوں حروفِ علت آپس میں ملے ہوئے ہوتے ہیں اس لیے اسے ''مقرون'' کہا جاتا ہے۔

4.5.3 صحیح اور معتل کی معرفت کا طریقہ:

فعل مضارع، ثلاثی مزید فیہ اور رباعی مزید فیہ میں اصلی حروف سے کچھ زائد حروف بھی ہوتے ہیں، اور ان میں کچھ حروفِ علت بھی ہوتے ہیں۔ تو ان میں کبھی یہ شبہہ ہو جاتا ہے کہ یہ صحیح ہیں یا معتل۔ علمائے عربیت نے اس شبہہ کو دور کرنے کا یہ طریقہ بتایا ہے کہ اگر وہ فعل، مضارع یا مزید فیہ ہو تو اسے اس کے ماضی مجرد کی طرف پھیر دیں، مثلاً اگر ثلاثی مزید فیہ ہو تو اس کے ثلاثی مجرد کے ماضی کی طرف رجوع کریں اور اگر وہ رباعی مزید فیہ ہو تو رباعی مجرد کے ماضی کی طرف رجوع کر کے دیکھیں کہ وہ صحیح ہے یا معتل۔ اگر وہ صحیح ہو تو اس کو بھی صحیح سمجھیں، اور اگر وہ معتل ہو تو اس مزید فیہ کو بھی معتل مانیں۔

مثال کے طور پر قَاتَلَ، یُقَاتِلُ، یُبَعْثِرُ اور تَعَلّٰی، یَتَعَلّٰی کے بارے میں معلوم کرنا ہے کہ یہ صحیح ہیں یا معتل؟ تو سب سے پہلے قَاتَلَ اور اس کے مضارع یُقَاتِلُ کے بارے میں ذرا سا غور کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ دونوں باب مفاعلت سے ہیں جو ثلاثی مزید فیہ مطلق بے ہمزہ وصل کا باب ہے۔ لہٰذا ضابطے کے مطابق انھیں ان کے ثلاثی مجرد کے ماضی کی طرف پھیرا تو وہ ''قَتَلَ'' ہوا جو کہ صحیح ہے، لہٰذا ثابت ہو گیا کہ قَاتَلَ اور اس کا مضارع یُقَاتِلُ بھی صحیح ہے۔

پھر ''یُبَعْثِرُ'' پر نظر ڈالی تو معلوم ہوا کہ یہ باب ''فَعْلَلَة'' سے مضارع معروف ہے جو رباعی مجرد کا باب ہے، اس کا ماضی مجرد ''فَعْلَلَ'' کے وزن پر ''بَعْثَرَ'' ہے جو کہ صحیح ہے تو ثابت ہو گیا کہ یُبَعْثِرُ بھی صحیح ہے۔

اسی طرح تَعَلّٰی اور اس کے مضارع یَتَعَلّٰی کے بارے میں ذرا سا غور کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ ثلاثی مزید فیہ مطلق بے ہمزہ وصل کے باب تفعّل سے ہے، جس کے مجرد کے ماضی کا صیغہ ''عَلَا'' ہے جو معتل ہے۔ تو اس سے واضح ہو گیا کہ تَعَلّٰی یَتَعَلّٰی بھی معتل ہے۔

معلومات کی جانچ:

۱۔ فعلِ صحیح کی قسمیں اور ان کی تعریف تحریر کیجیے۔

۲۔ معتل کسے کہتے ہیں، اس کی کتنی قسمیں ہیں؟ وضاحت کے ساتھ لکھیے۔

۳۔ اگر کوئی فعل، مضارع یا مزید فیہ ہو تو اس کے صحیح یا معتل ہونے کا پتا کیسے لگایا جائے گا؟

4.6 فعل تعجب

4.6.1 تعجب:

اُس انفعالی کیفیت اور تاثر کا نام ہے جو کسی ایسی چیز کے جاننے سے دل میں پیدا ہو جس کا سبب پوشیدہ اور نامعلوم ہو۔ اسی لیے کہا گیا ہے

کہ سبب کے ظاہر ہوتے ہی تعجب ختم ہوجاتا ہے۔

اور فعلِ تعجب سے مراد وہ فعل ہے جو قلبی کیفیت کے اظہار کے لیے وضع کیا گیا ہو۔

یوں تو تعجب کا معنی ادا کرنے کے لیے عربی زبان میں بہت سے الفاظ اور تعبیرات استعمال ہوتے ہیں، لیکن ان کی وضع اس معنی کی ادائیگی کے لیے نہیں، بلکہ قرینہ اور موقع ومحل کی وجہ سے وہ تعجب کا معنی دیتے ہیں، تعجب کا معنی دینے کے لیے صرف فعل تعجب ہی کی وضع ہوئی ہے۔

4.6.2: فعل تعجب کے صیغے:

عربی زبان میں فعل تعجب کے دو صیغے ہیں:

۱۔ مَاأَفْعَلَهُ: جیسے: مَا أَجْمَلَ المنظرَ (کتنا خوب صورت منظر ہے)، اس میں "ما" أيُ شيء کے معنی میں مبتدا ہے، "أجمل" فعل ہے، اس میں "هو" ضمیر مستتر، اس کا فاعل ہے، اور "المنظر" مفعول بہ منصوب ہے، "أجمل" فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر مبتدا کی خبر ہے، اور مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملۂ اسمیہ انشائیہ ہے۔

۲۔ أَفْعِلْ بِه: جیسے أَحْسِنْ بِمحمُوْدٍ (محمود کتنا اچھا ہے)، اس میں "أَحْسِنْ" صیغہ امر بمعنی "أَحْسَنَ" ماضی ہے، بائے جارہ زائد ہے اور اس کا مدخول "محمود" لفظاً مجرور اور محلاً مرفوع، فاعل ہے، پھر فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہے۔

4.6.3 فعل تعجب کی شرطیں:

کسی مصدر سے مذکورہ بالا اوزان پر تعجب کے صیغے لانے کے لیے آٹھ شرطیں ہیں:

۱۔ اس سے فعل آتا ہو۔ ۲۔ ثلاثی مجرد ہو۔ ۳۔ تام ہو۔ ۴۔ مثبت ہو۔ ۵۔ متصرف ہو کہ اس سے ماضی، مضارع، امر کے صیغے استعمال ہوتے ہوں۔ ۶۔ معروف ہو۔ ۷۔ اس کے اندر فرق وتفاوت ممکن ہو جیسے علم، فضل، حسن، قبح وغیرہ۔ ۸۔ اس سے صفتِ مشبہہ کا صیغہ "أَفْعَلُ" کے وزن پر نہ آتا ہو جس کی مؤنث "فَعْلَاء" کے وزن پر آتی ہے، بلفظِ دیگر اس میں رنگ اور ظاہری عیب کا معنی نہ ہو۔ جیسے مَا أَحْسَنَ الْمَنْظَرَ (منظر کتنا حسین ہے۔ یا۔ کتنا حسین منظر ہے)، أَقْبِحْ بِصورةِ القِردِ (بندر کی شکل کتنی بری ہے۔ یا۔ بندر کتنا بدصورت ہے۔)۔

فائدہ: جو افعال مذکورہ بالا شرائط پر پورے نہ اتریں، ان سے تعجب کے معنی کی ادائیگی کے دو طریقے ہیں:

(۱) اگر شدت اور زیادتی پر تعجب مقصود ہو تو "مَا أَشَدَّ" یا اس کے ہم معنی لفظ کے بعد اس کا مصدرِ منصوب مضاف لے آئیں، اور اگر ضعف اور کمی پر تعجب مقصود ہو تو "مَاأَضْعَفَ" یا اس کے ہم معنی لفظ کے بعد اس فعل کا مصدرِ منصوب مضاف لے آئیں۔ جیسے: "ما أَحْسَنَ انْطِلَاقَهُ (اس کی چال کتنی اچھی ہے!)، مَاأَشَدَّ كَوْنَ الدواءِ مُرّاً (دوا کی تلخی کتنی زیادہ ہے!۔ یا۔ دوا کتنی کڑوی ہے!)، مَا أَحْسَنَ أَنْ لَّا يَكْذِبَ التَّاجِرُ (تاجر کا جھوٹ نہ بولنا کیا خوب ہے!)، مَاأَقْبَحَ أَنْ يُعَاقَبَ البَرِيئُ (بے قصور کو سزا دیا جانا کتنا برا ہے!)، مَاأَشَدَّ حُمْرَةَ وَجْهِه (اس کا چہرہ کتنا سرخ ہے!)

(۲) لفظ "أَشْدِدْ" یا "أَضْعِفْ" یا ان کے ہم معنی اور ہم وزن لفظ کے بعد ان افعال کا مصدر اور اس سے پہلے بائے جارہ زائدہ لے آئیں، جیسے: أَحْسِنْ بِانطِلاقِه، أَشْدِدْ بِكَوْنِ الدواءِ مُرّاً، أَحْسِنْ بِأَنْ لَّايَكْذِبَ التاجرُ، أَقْبِحْ بأَنْ يُعَاقَبَ البريئُ، أَشْدِدْ بِحُمْرَةِ وجهِه.

4.6.4 افعالِ تعجب کے احکام:

ا۔تعجب کے اِن دونوں صیغوں کا متعجب منہ یا تو معرفہ ہوگا، جیسے کہ اوپر کی مثالوں میں گزرا، یا نکرہ مُخصَّصہ، جیسے:"مَا أَحسَنَ کلاماً سمِعتُه"، "أَحْبِبْ بِطالبٍ مُجتَهِدٍ"۔ یہ شرط اس لیے ہے تا کہ اس صیغہ کا مطلوب فائدہ حاصل ہو سکے، کہ وہ کسی خاص شخص یا خاص شے کی حالت پر حیرت واستعجاب کا اظہار ہے، اسی لیے نکرۂ محضہ کو متعجب منہ بنا کر اس طرح کہنا صحیح نہیں:"مَاأَحسَنَ رَجلاً" (کوئی آدمی کتنا اچھا ہے)، کیوں کہ اس سے مطلوب فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

۲۔افعال تعجب، جامد اور غیر متصرف ہوتے ہیں، اسی لیے ان کے معمول (فاعل، یا مفعول) کو ان سے پہلے لانا درست نہیں، لہذا: بَیتَکَ مَاأَجمَلَ، مَابَیتَکَ أَجمَلَ، بِحَسَانٍ أَحسِنْ کہنا جائز نہیں۔

۳۔عام حالات میں فعل تعجب اور اس کے معمول کے درمیان فصل کرنا درست نہیں ہے۔صرف دو چیزوں کے ذریعے فصل کیا جا سکتا ہے۔

اول: ندا کے ذریعہ، جیسے: مَاأَجملَ یا خالدُ کتابَکَ. (اے خالد! تیری کتاب کتنی خوب صورت ہے!)

دوم: ظرف، یا جار مجرور کے ذریعہ جب کہ یہ دونوں فعلِ تعجب سے متعلق ہوں، جیسے: مَا أَجمَلَ لَیلَةَ البدرَ (چودھویں رات کا چاند کتنا خوب صورت ہے!)، مَاأَبعَدَ عَنْ بَیتِي بَیتَکَ. (تیرا گھر میرے گھر سے کتنا دور ہے!)

۴۔یہ افعال ایک ہی صورت میں آتے ہیں، جب کہ ان کا متعجب منہ واحد ہو یا تثنیہ، یا جمع، اسی طرح مذکر ہو، یا مؤنث، جیسے: یا سَمِیرُ أَحْبِبْ بصدِیقِکَ، یا سَمِیرُ أَحْبِبْ بِصدِیقتِکَ، أَحْبِبْ بالصَّدِیقِ، أَحْبِب بِالصَّدِیقَینِ، أَحْبِبْ بالأَصْدِقَاءِ.

۵۔صیغۂ "ما أفعله" میں "ما" اور فعلِ تعجب کے درمیان "کان" زائدہ لایا جا سکتا ہے، جیسے: "ما کانَ أبرَعَ هذا الصَّانِعَ"۔ (یہ کاریگر کتنا ماہر ہے!)

4.6.5 فعلِ تعجب کی تصغیر:

اصل کے اعتبار سے فعل تعجب کی تصغیر لانا درست نہیں ہونا چاہیے کیونکہ تصغیر اسم کا خاصہ ہے اور یہ وزن اصل اور معنی کے اعتبار سے اسم تفضیل کے مشابہ ہے لیکن "ما أفعله" کے صیغہ میں صرف "أملح" اور "أحسن" کی تصغیر عربوں سے سنی گئی ہے۔جیسے ایک شاعر کے قصیدہ کا مطلع ہے:

رَنَّ الحَمَامُ عَلی شُجُوْنِ الْبَانِ

یَا مَا أُمَیلِحَ ذِکْرَ بِیضِ البانِ

نحویوں نے شاذ ہونے کے باوجود دوسرے میں بھی تصغیر کے استعمال کی اجازت دی ہے۔ان کا کہنا ہے کہ اس فعل میں تعجب کے ساتھ محبوبیت کا معنی بھی مطلوب ہو۔جیسے مَاأُحَیلَاهُ! (وہ کس قدر شیریں ہے!) مَا أُدَیناهُ إلی قَلبِي! (وہ میرے دل سے کتنا قریب ہے!) مَاأُطَیرِفَ حَدِیْثَهُ (اس کی بات کتنی دل چسپ ہے!).

4.6.6 تعجب کی دوسری تعبیرات:

یہ تو ان افعالِ تعجب کا بیان تھا جن کی وضع ہی اس معنی کی ادائیگی کے لیے ہوئی ہے، ان کے علاوہ عربی زبان میں بہت سے الفاظ اور

تعبیرات ایسی ہیں جن کی وضع تو اس معنی کے لیے نہیں ہوئی، لیکن وہ قرینہ اور موقع ومحل کے اعتبار سے تعجب کا معنی دیتی ہیں۔

وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ سُبحانَ الخالِقِ المُبدِعِ (وجودِ اولین بخشنے والے خالق کے لیے پاکی ہے)، یہ اس وقت کہتے ہیں جب کسی حسین وجمیل صورت کے دیکھنے پر تعجب کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔

اسی سے ملتی جلتی وہ تعبیر ہے جو حدیث شریف میں آئی ہے: سُبحانَ اللہِ! المؤمِنُ لایَنجَسُ حَیّاً وَ لامَیِّتاً (سبحان اللہ! مومن زندہ اور مردہ کسی حالت میں نجس نہیں ہوتا)

۲۔ کلمۂ استفہام کے ذریعہ تعجب۔

کبھی کلمۂ استفہام کے ذریعہ تعجب کے معنی کا اظہار ہوتا ہے، جیسے: "کَیفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللہِ وَ کُنتُمْ أمْوَاتاً فَأحْیَاکُمْ" [البقرۃ: ۲۸] (بھلا تم کیسے اللہ کے ساتھ کفر کرتے ہو جب کہ تم بے جان تھے تو اس نے تمھیں زندگی دی۔)

اسی طرح یہ آیت کریمہ: أَأَلِدُ وَ أنَا عَجُوْزٌ وَ هٰذَا بَعْلِی شَیْخاً [ہود: ۷۲] (کیا میرے یہاں اولاد ہوگی جب کہ میں بوڑھی ہوں اور یہ میرے شوہر عمر دراز؟)

۳۔ کبھی "أيّ" داخل کر کے تعجب کے معنی ادا کرتے ہیں، جیسے: "مَرَرْتُ بِرَجُلٍ أيِّ رَجُلٍ" (میں کیسے باکمال آدمی کے پاس سے گزرا)، اور جیسے کسی باکمال شخص کو دیکھ کر آپ حیرت وتعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہیں: "أي رجل هو" (کیسا آدمی ہے وہ!)، "رأیتُ شاعراً أيَّ شاعرٍ (میں نے کیسا باکمال شاعر دیکھا!)، "مررت بخالدٍ أيَّ رجلٍ (میں خالد کے پاس سے گزرا جو کیسا باکمال آدمی ہے!) ان مثالوں میں "أي" ایک شے کے کسی وصف میں کامل ہونے اور اس کی حالت پر اظہارِ حیرت کے لیے آیا ہے، یہ "أي" صرف نکرہ کی طرف مضاف ہوتا ہے، اور کسی نکرہ کی صفت، یا معرفہ کا حال بنتا ہے۔

۴۔ قَاتَلَهُ اللہُ مِنْ شَاعِرٍ: اصل کے اعتبار سے تو "قَاتَلَ" باب مفاعلت سے فعل ماضی ہے، اسم جلالت اس کا فاعل اور ضمیر منصوب مبہم اس کا مفعول بہ ہے جس کی تفسیر "مِن شاعِرٍ" سے کی گئی ہے، اس کا لفظی ترجمہ ہے "اللہ اس شاعر سے جنگ کرے" لیکن یہ معنی یہاں مراد نہیں، بلکہ شاعر کے بے پناہ شاعرانہ کمال پر اظہارِ حیرت مقصود ہے، اس لیے اس جملہ کا مطلب ہوگا "وہ کیا بلا/کیا غضب کا شاعر ہے!"

یہی مفہوم اس جملہ کا بھی ہے: قَاتَلَهُ اللہُ، مَا أشْعَرَهُ!

۵۔ لِلّٰہِ دَرُّهُ فَارِساً: دَرٌّ کا معنی دودھ ہے، اور اس میں عربوں کے لیے خیر کثیر اور بڑی بھلائی تھی، کیوں کہ ان کا گزارا بڑی حد تک اسی پر تھا، تو "دَرّ" کے لیے خیر لازم ہوئی، اس طرح ملزوم بول کر مجازاً لازم مراد لیا جاتا ہے، "فَارِساً" فَرَاسَةً سے اسم فاعل ہے، جس کا معنی ہے: "اسپ رانی میں کامل ہونا"۔ جب یہ کمال کسی میں حیرت انگیزی کی حد تک پہنچ جاتا ہے تو تعجب کے طور پر اسے اللہ تعالی کی طرف منسوب کر کے ظاہر کرتے ہیں کہ وہی عجائبات کا خالق ہے، نحوی ترکیب کے لحاظ سے "فَارِساً" دَرُّهُ کی اضافی نسبت سے تمیز ہے، اور لفظی ترجمہ یہ ہے "اسپ رانی میں کامل ہونے کی حیثیت سے اس کی خوبی اللہ ہی کے لیے ہے۔" لیکن اس جملہ سے مقصود صرف تعجب ہوتا ہے، اس لیے مقصود کے پیش نظر اس کا ترجمہ ہوگا وہ "کیسا باکمال شہسوار ہے!"

اسی سے قریب لِلّٰہِ أَنْتَ جیسے جملے بھی ہیں۔

اسی طرح لِلّٰہِ دَرُّہٗ خَطِیْباً اور لِلّٰہِ دَرُّہٗ شَاعِرًا وغیرہ کو بھی سمجھنا چاہیے۔

۶۔یَالَکَ مِنْ فَارِسٍ: اس میں "یا" حرفِ ندا، لام جارہ تعجب کے لیے ہے، اور "مِن" حرف جر ضمیر خطاب مبہم کا بیان ہے، اس کا معنی ہوگا" واہ رے! کتنا باکمال اسپ شناس ہے!"۔یا۔" واہ رے کیسا ماہر شہ سوار ہے!"

اسی طرح "یَالَکَ مِنْ دَاھِیَۃٍ" کا ترجمہ ہوگا" ہائے رے، کیسی مصیبت ہے!"

اسی طرح پانی کی کثرت اور فراوانی دیکھ کر کہتے ہیں: "یَا لَلْمَاء!" (اوہ! کتنا پانی ہے!) اور پریشانیوں کی کثرت پر تعجب کرتے ہوئے کہتے ہیں: یَا لَلدَّوَاھِیْ! (اوہ! کیسی مصیبتیں ہیں!)۔یہی حال "یَالَلْعَجَبْ!"، "یَالَلْھَوْلِ!" وغیرہ کا بھی ہے۔حرفِ ندا کے ذریعہ تعجب کے معنی کا اظہار شائع ذائع ہے۔

۷۔مَارَأَیْتُ کَالْیَوْمِ رَجُلاً (میں نے آج کی طرح کوئی آدمی نہیں دیکھا!)

اسی طرح "لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ" اور "العَظَمَۃُ لِلّٰہِ" کو بھی تعجب کے موقع پر استعمال کرتے ہیں۔

معلومات کی جانچ

۱۔تعجب اور فعلِ تعجب کی تعریف مثال کے ساتھ لکھیے۔

۲۔قیاسی طور پر فعل تعجب کے کتنے صیغے آتے ہیں؟ وضاحت کے ساتھ تحریر کیجیے۔

۳۔فعل تعجب کی شرطیں وضاحت کے ساتھ لکھیے۔

۴۔فعلِ تعجب کے احکام بیان کیجیے۔

4.7 افعال مدح وذم

4.7.1 افعال مدح وذم کی تعریف اور اس کی قسمیں:

افعال مدح وذم: وہ افعال ہیں جن سے کسی چیز، یا کسی شخص کی تعریف یا مذمت کا معنی پیدا ہوتا ہے۔جیسے "نِعْمَ الطالِبُ محمَّدٌ" (محمد اچھا طالب علم ہے)، "بِئْسَ الإِنْسَانُ أبو جھلٍ" (ابوجہل برا انسان ہے۔)

یہ دو طرح کے ہوتے ہیں: ۱۔سماعی ۲۔قیاسی۔

یہ افعال خواہ سماعی ہوں، یا قیاسی، دونوں میں چند باتیں مشترکہ طور پر پائی جاتی ہیں:

۱۔ یہ سب افعال، جامد اور غیر متصرف ہوتے ہیں، ان سے مضارع، امر اور اسمائے مشتقہ کے صیغے نہیں آتے۔

۲۔ یہ اگرچہ ماضی کے صیغے پر استعمال ہوتے ہیں، لیکن کسی زمانے کو نہیں بتاتے۔

۳۔ فعل مدح وذم اور اس کے فاعل سے بننے والا جملہ، انشائیہ ہوتا ہے۔

4.7.2: پہلی قسم: سماعی افعال مدح وذم:

4.7.2.1 سماعی افعال مدح وذم یہ ہیں:

۱۔نِعْمَ ۲۔حَبَّذا ۳۔بِئْسَ ۴۔سَاءَ ۵۔لَا حَبَّذَا .

ان میں پہلے دونوں مدح کے لیے اور باقی تینوں ذم کے لیے آتے ہیں، ان سبھی کے لیے دو چیزیں لازم ہوتی ہیں: ایک: فاعل، دوسرے مخصوص یعنی وہ جس کی مدح یا ذم بیان کی جاتی ہے، جیسے "نِعْمَ الطَّبِيْبُ نَبِيْلٌ" (نبیل اچھا طبیب ہے)، "بِئْسَ الرَّجُلُ اللِّصُّ" (چور برا آدمی ہے)۔ پہلی مثال میں "الطبیبُ" نِعْمَ کا فاعل اور "نبیلٌ" مخصوص بالمدح ہے، جب کہ دوسری مثال میں "الرجلُ" بِئس کا فاعل، اور "اللِصُّ" مخصوص بالذم ہے۔

☆نِعْمَ، بِئْسَ اور ساء کے آخر میں تائے تانیث ساکنہ کالانا درج ذیل تین صورتوں میں جائز ہے:

۱۔جب فاعل، اسم ظاہر مونث ہو، جیسے "نِعْمَتِ الْفَتَاةُ لُبْنَى."

۲۔جب فاعل ایسی ضمیر ہو جس کی تفسیر کسی اسم مونث نکرہ سے کی گئی ہو، جیسے: "نِعْمَتْ فَتَاةً لُبْنَى."

۳۔جب مخصوص بالمدح والذم مؤنّث ہو، اگرچہ ان کا فاعل مذکر ہی ہو۔ جیسے: "نِعْمَتِ الدَّوَاءُ الرِيَاضَةُ البَدَنِيَّةُ، و بِئستِ الحَكَمُ بينَ الإِخْوانِ البُنْدُقِيةُ."

مذکورہ بالا تینوں صورتوں میں تائے تانیث کا نہ لانا بھی جائز و درست ہے۔

4.7.2.2 نِعْمَ، بِئْسَ اور سَاء کا فاعل:

ان افعال کے فاعل کے لیے ضروری ہے کہ درج ذیل چھ صورتوں میں سے کسی ایک میں ہو:

۱۔ اسم معرف باللام ہو، جیسے: نِعْمَ المعلّمُ خَلِيلٌ، بِئْسَ المُهَندِسُ خَالِدٌ.

۲۔ معرف باللام کی طرف مضاف ہو، جیسے: "نِعْمَ طالبُ العِلْمِ عَلِيٌّ، بِئْسَ وَلَدُ الطبيبِ سَمِيرٌ.

۳۔ معرف باللام کے مضاف کی طرف مضاف ہو، جیسے: نِعْمَ مُدِيرُ شَرِكَةِ الطَّيرانِ خالدٌ، ساء حَارِسُ بَابِ الفُنْدُقِ منصورٌ.

۴۔ اسم موصول ہو، جیسے: نِعْمَ الَّذِي يَفْعَلُ الْخَيرَ زُهَيْرٌ، بِئْسَ الَّذِي يَكْذِبُ فُلَانٌ.

۵۔ ضمیر مستتر ہو جس کی تفسیر کوئی اسم نکرہ تمیز کی صورت میں کرتا ہو، جیسے: نِعْمَ وَلداً حَسَنٌ۔ لیکن اس صورت میں یہ ضروری ہے کہ وہ اسم نکرہ فعل کے بعد اور "مخصوص" سے پہلے آئے، اور اِفراد، تثنیہ، جمع، تذکیر اور تانیث میں "مخصوص" کے مطابق ہو۔ جیسے: نِعْمَ وَلَدَيْنِ حَسَنٌ وحُسَيْنٌ، نِعْمَ أَوْلَاداً حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ وَمحمّدٌ، نِعْمَ بِنتاً زَينبُ، نِعْمَ بِنتينِ زينبُ وعائِشَةُ، نِعم بَنَاتٍ زينبُ وعائِشَةُ وحَفْصَةُ.

۶۔ لفظِ "ما" ہو، جیسے نِعْمَ ما قَرأتَ، بِئْسَ ما صنعتْ أمريكا في بِلادِ المسلمين، ساءَ مَا فَعلَ المُعْتَدُوْنَ بفلسطينَ.

یہ "ما" معرفہ اور تامہ ہوتا ہے جو "الشيء" کے معنی میں ہوتا ہے اسے صلہ یا صفت کی ضرورت نہیں ہوتی، اور اس کے بعد میں آنے والا جملہ فعلیہ، "مخصوص" محذوف کی صفت ہے۔ لہذا پہلی مثال کی تقدیری عبارت "نِعْمَ الشيئُ شيئٌ قَرَأْتَ اور دوسری مثال کی اصل عبارت "بِئْسَ الشَّيئُ شَيئٌ صَنعتْ أمريكا في بلادِ المسلمين" ہوگی۔

4.7.2.3 مخصوص بالمدح والذم:

☆ افعالِ مدح وذم کے فاعل کے بعد جو اسم مرفوع آتا ہے وہ "مخصوص بالمدح" یا "مخصوص بالذم" کہلاتا ہے۔

☆ "مخصوص" کے لیے ضروری ہے کہ وہ معرفہ ہو، جیسا کہ آپ نے سابقہ مثالوں میں دیکھا، یا نکرہ مخصصہ ہو، جیسے: نِعمَ الجارُ جَارٌ غیورٌ علی جِیْرَانِه، بِئسَ الذِکْرَی ذِکْرَیٰ مَرَضٍ. اس تفصیل سے ظاہر ہوگیا کہ "مخصوص" نکرہ محضہ نہیں ہوسکتا، لہٰذا "نِعم الجار جارٌ، بِئس الذِکرَی ذِکْرَی" کہنا درست نہیں، اس لیے کہ اس سے مدح وذم کا خاص فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

☆ قرینہ پائے جانے کے وقت مخصوص کا حذف جائز ہے، جیسے قرآن کریم میں ہے: "نِعْمَ الْعَبْدُ إنَّهُ أوَّابٌ" [ص:۳۰] اس کی اصل عبارت ہے: "نِعْمَ الْعَبْدُ أوَّاب" کیوں کہ پہلے سے اُنھیں کا ذکر چل رہا ہے، اسی طرح آیت کریمہ: "وَ الأرْضَ فَرَشْنٰها فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ" [الذاریات:۴۸] کی اصل عبارت ہے: "فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ نَحْنُ".

4.7.2.4 حَبَّذَا اور لَا حَبَّذَا:

"حَبَّذَا" عمل اور معنی دونوں میں نِعْمَ کی طرح ہے، لیکن اس میں ایک چیز "نِعْمَ سے زائد ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس سے جس کی تعریف کی جاتی ہے وہ متکلم کا محبوب ہوتا ہے۔

یہ "حَبَّ" (فعل) اور "ذَا" (اسم اشارہ) سے مرکب ہے، "حَبَّ" اصل میں "حَبُبَ" تھا، دو حرف ایک جنس کے جمع ہوئے، پہلے کو ساکن کر کے دوسرے میں ادغام کر دیا، "حَبَّ" ہوگیا۔

۱۔ یہ فعل، جامد اور غیر متصرف ہے، "ذَا" اسم اشارہ اس کا فاعل ہے، جو ہمیشہ واحد ہی رہتا ہے، اس کا "مخصوص" چاہے تثنیہ ہو، یا جمع۔ اسی طرح وہ مذکر ہی رہتا ہے، "مخصوص" چاہے مذکر ہو یا مؤنث۔ جیسے: حَبَّذَا الْأَسْتَاذُ عَلِيٌّ، حَبَّذَا الْأَسْتَاذَانِ عَلِيٌّ وَ حَسَنٌ، حَبَّذَا الْأَسَاتِذَةُ عَلِيٌّ وَ حَسَنٌ وَ خَالِدٌ، حَبَّذَا الْأَسْتَاذَةُ فَاطِمَةُ، وَ الْأَسْتَاذَتَانِ فَاطِمَةُ وَ زَيْنَبُ، وَ الْأَسْتَاذَاتُ فَاطِمَةُ وَ زَيْنَبُ وَ سَلْمىٰ.

۲۔ اس کا مخصوص اور اس کے فاعل کی تمیز اس فعل سے پہلے نہیں آ سکتی، لہٰذا "خَالِدٌ حَبَّذَا رَجُلاً" اور "رَجُلاً حَبَّذَا خَالِدٌ" کہنا صحیح نہیں ہے۔

۳۔ کبھی اس کے مخصوص بالمدح سے پہلے یا بعد تمیز، یا حال آتا ہے، جیسے حَبَّذَا رَجُلًا نَبِيْلٌ، حَبَّذَا صَدِيْقاً نَبِيْلٌ، حَبَّذَا نَبِيْلٌ رَجُلاً، حَبَّذَا نَبِيْلٌ صَدِيْقاً.

۴۔ اس کے مخصوص پر نواسخِ جملہ کا داخل ہونا جائز نہیں، لہٰذا "حَبَّذَا رَجُلاً كَانَ خَالِدٌ" اور "حَبَّذَا رَجُلاً ظَنَنْتُ سَعِيْداً" کہنا صحیح نہیں۔

۵۔ قرینہ پائے جانے کے وقت اس کے مخصوص کا حذف بھی جائز ہے۔ جیسے آپ سے خالد کے بارے پوچھا جائے کہ وہ کیسا آدمی ہے؟ تو آپ جواب دیں "حَبَّذَا رَجُلاً" اس کی اصل عبارت ہے "حَبَّذَا رَجُلاً هُوَ". یہاں مخصوص بالمدح کے حذف پر سوالِ ملفوظ قرینہ ہے۔

۶۔ ندا کے ذریعہ حَبَّذَا اور اس کے مخصوص کے درمیان فصل جائز ہے، جیسے "حَبَّذَا يَا صَاحِبِيَ اللَّعِبُ."

۷۔ کبھی حَبَّذَا پر لائے نفی داخل ہوتا ہے تو یہ "بِئْسَ" کی طرح ذم کا معنی دیتا ہے، جیسے "لَا حَبَّذَا الأمِيْرُ الْمُتَكَبِّرُ" (متکبر امیر اچھا نہیں۔)

4.7.3: دوسری قسم: قیاسی افعال مدح وذم

4.7.3.1 تعریف:

وہ افعال جو نِعْمَ اور بِئْسَ کی طرح مدح اور ذم کا معنی دیتے ہیں، ان کی تعداد بہت ہے اور جس فعلِ ثلاثی سے فعلِ تعجب بنایا جا سکتا ہو اور اصلاً "فَعُلَ" کے وزن پر ہو، جیسے شَرُفَ، حَسُنَ، لَؤُمَ، قَبُحَ، یا اصل کے اعتبار سے تو کسی اور وزن پر آتا ہو لیکن اسے یہ معنی دینے کے لیے اس وزن پر لے آیا گیا ہو، جیسے فَهُمَ، كَتُبَ، جَهُلَ، حَقُدَ اور اس طرح کے تمام افعال سے تعجب کے ساتھ مدح وذم کا معنی لیا جا سکتا ہے۔ جیسے شَرُفَ سَيِّدُ الشهداءِ حَمزةُ، حَسُنَ الْفَتى زُهَيْرٌ، لَؤُمَ الْخَائنُ فُلَانٌ، قَبُحَ الرَّجُلُ عُتْبَةُ۔

4.7.3.2 قیاسی افعال مدح وذم کے احکام

جب ان افعال سے مدح وذم کا معنی مراد لیا جاتا ہے تو یہ نِعم وبِئس کے قائم مقام سمجھے جاتے ہیں اور ان کے تمام احکام ان افعال پر جاری ہوتے ہیں، اسی لیے یہ سبھی فعل لازم، جامد اور زمانہ سے خالی ہوتے ہیں اور ان سے مضارع، امر اور اسماے مشتقہ کے صیغے نہیں بنتے۔

مگر اس صورت میں نِعم و بِئس اور ان افعال کے درمیان دو فرق پائے جاتے ہیں:

۱۔ نِعم اور بِئس اپنے مادّہ کا لحاظ کیے بغیر مدح وذم کا معنی دیتے ہیں، جب کہ یہ افعال اپنے مادّہ کے لحاظ سے مدح وذم کا معنی دیتے ہیں۔

۲۔ نِعم اور بِئس مدح وذم کے ساتھ تعجب کا معنی نہیں دیتے، جب کہ یہ افعال مدح وذم اور اپنے اصلی معنی کو بتانے کے ساتھ تعجب کا بھی معنی دیتے ہیں۔ لہٰذا "نِعْمَ الرَّجُلُ زُهيرٌ" کا ترجمہ ہوگا "زہیر اچھا آدمی ہے" جب کہ "حَسُنَ الفَتى زُهَيْرٌ" کا ترجمہ ہوگا "زہیر کیا ہی خوب صورت جوان ہے"! اور "بِئسَ الرَّجُلُ أبُو جَهلٍ" کا معنی ہوگا "ابوجہل برا آدمی ہے" جب کہ "لَؤُمَ الرَّجُلُ أبُو جَهْلٍ" کا ترجمہ ہوگا "ابوجہل کتنا کمینہ آدمی ہے"!

معلومات کی جانچ

۱۔ افعال مدح وذم کی تعریف اور ان کی قسمیں لکھیے۔

۲۔ سماعی افعال مدح وذم کتنے اور کون کون ہیں؟ وضاحت کیجیے اور ان کے استعمال کا طریقہ مثالوں کے ساتھ قلم بند کیجیے۔

۳۔ نِعْمَ اور بِئْسَ کے فاعل کے لیے کیا چیزیں ضروری ہیں؟ وضاحت کیجیے۔

۴۔ قیاسی افعالِ مدح وذم کا تعارف کراتے ہوئے ان کے کچھ ضروری احکام تحریر کیجیے۔

4.8 اکتسابی نتائج

فعل وہ کلمہ ہے جو اپنا معنی خود بتائے اور اس کے ساتھ تینوں زمانوں (ماضی، حال اور مستقبل) میں سے کوئی زمانہ بھی پایا جائے۔

مختلف حیثیتوں سے فعل کی کئی تقسیمیں ہیں:

☆ پہلی تقسیم: لزوم وتعدی کے اعتبار سے۔ دوسری تقسیم: اصلی حروف کی نوعیت کے اعتبار سے کہ سب حروف صحیح ہیں یا بعض حرف علت بھی ہے۔

ان کے علاوہ بعض حیثیتوں سے کچھ اور قسمیں بھی نکلتی ہیں:

☆ پہلی تقسیم: فعل لازم اور متعدی ہے۔

فعل لازم وہ فعل ہے جو صرف فاعل سے مل کر اپنا پورا مطلب ظاہر کردے۔اس کو "فعل قاصر" بھی کہا جاتا ہے۔

فعل متعدی وہ فعل ہے جو صرف فاعل سے مل کر اپنا پورا مطلب ظاہر نہ کرے بلکہ مفعول بہ کو بھی چاہے۔اسے "فعلِ مُجاوِز" اور "فعلِ واقع" بھی کہا جاتا ہے۔

فعل متعدی کی علامت یہ ہے کہ وہ ہائے ضمیر کو قبول کرے جس کا مرجع ،ظرف یا مصدر نہ ہو۔

☆ مندرجہ ذیل صورتوں میں فعل لازم ہوتا ہے:

☆ جب وہ رنگ کا معنی دے ☆ یا عیب کا معنی بتائے ☆ یا کسی ہیئت کا معنی دے ☆ یا صفائی ستھرائی ☆ یا گندگی کا معنی بتائے ☆ یا کسی عارضی شے کو بتائے ☆ یا ان ابواب سے آئے جو ہمیشہ لازم ہی ہوتے ہیں، جیسے **باب کرم، باب انفعال، افعلال، افعیلال، افعلال، افعلّال، افعنلال۔**

☆ درج ذیل طریقوں سے فعل لازم کو متعدی بنایا جاتا ہے:

☆ باب افعال، تفعیل، مفاعلت یا استفعال میں لاکر ☆ حرفِ جر کے ذریعے ☆ تضمین نحوی کے ذریعے۔

☆ اور فعل متعدی کو درج ذیل طریقوں سے لازم بنایا جاتا ہے:

☆ تضمین نحوی کے ذریعے ☆ تعجب یا مبالغہ کے معنی کی ادائیگی کے لیے فعل ثلاثی مجرد کو خاص کر بابِ کَرُمَ میں لے جاکر ☆ مطاوعت کا معنی پیدا کرنے کے لیے کسی ایسے باب کی طرف منتقل کر کے جو ہمیشہ لازم ہی ہوتا ہے، جیسے باب انفعال میں لے جاکر۔

☆ فعل متعدی تین طرح کا ہوتا ہے:

۱۔ متعدی بہ یک مفعول: جس میں ایک مفعول سے مفہوم پورا ہو جاتا ہو۔ ۲۔ متعدی بہ دو مفعول: جس میں دو مفعول کی ضرورت ہو۔ ۳۔ متعدی بہ سہ مفعول: جس کے مفہوم کی ادائیگی میں تین مفوعل کی ضرورت ہو۔

پھر متعدی بہ دو مفعول کی دو قسمیں ہیں: اول: وہ فعل متعدی جس کے دونوں مفعول آپس میں مبتدا اور خبر نہ ہوں۔ دوم: وہ فعل متعدی جس کے دونوں مفعول آپس میں مبتدا اور خبر ہوں۔ جیسے افعال قلوب اور افعال تحویل وتصییر۔

☆ دوسری تقسیم: اصلی حروف کی نوعیت کے اعتبار سے فعل کی دو قسمیں ہیں:

(۱) صحیح (۲) معتل۔ اگر اس کے اصلی حروف میں کوئی حرف علّت ہو تو وہ معتل ہے، اور اگر کوئی حرف علّت نہ ہو تو وہ صحیح ہے۔

فعل صحیح کی تین قسمیں ہیں: ۱۔ سالم ۲۔ مہموز ۳۔ مضاعف۔

اگر اس کے اصلی حروف میں کوئی حرف ہمزہ ہو تو وہ مہموز ہے، اور اگر دو حرف ایک ہی طرح کے ہوں تو وہ مضاعف ہے اور اگر ان میں کوئی حرف، حرفِ علت، ہمزہ اور دو حرف ایک طرح کے نہ ہوں تو وہ "سالم" ہے۔

پھر فعل مہموز میں اگر ہمزہ فا کلمہ کی جگہ ہو تو مہموزِ فا ہے اگر اگر عین کلمہ کی جگہ ہو تو مہموز عین ہے اور اگر لام کلمہ کی جگہ ہو تو مہموز لام ہے۔

مضاعف کی بھی دو قسمیں ہیں: ا۔مضاعفِ ثلاثی۔ ۲۔مضاعف رباعی۔تین حروف اصلی والا وہ فعل جس کا عین اور لام کلمہ ایک ہی جنس کا ہو مضاعف ثلاثی کہلاتا ہے اور چار حروفِ اصلی والا وہ فعل جس کا فاکلمہ اور لام اول، اسی طرح عین کلمہ اور لام ثانی ایک جنس کا ہو مضاعف رباعی کہلاتا ہے۔

☆معتل کی بھی دو قسمیں ہیں: اگر اصلی حروف میں ایک حرف، حرفِ علت ہو تو وہ معتل بہ یک حرف ہے اور اگر دو حرف، حرفِ علت ہوں تو وہ معتل بہ دو حرف ہے۔

معتل بہ یک حرف کی تین قسمیں ہیں: اگر حرفِ علت فا کلمہ ہو تو معتل فا کہلاتا ہے، اگر حرفِ علت عین کلمہ ہو تو معتل عین کہلاتا ہے اور اگر حرف علت لام کلمہ ہو تو معتل لام کہلاتا ہے۔

معتل بہ دو حرف کو لفیف بھی کہتے ہیں، اس کی دو قسمیں ہیں: ا۔مفروق۔ ۲۔مقرون۔

لفیف مفروق: وہ معتل بہ دو حرف ہے جس کا فاکلمہ اور لام کلمہ حرف علت ہو۔

لفیف مقرون: وہ معتل بہ دو حرف ہے جس کا عین کلمہ اور لام کلمہ حرف علت ہو۔

اگر فعل مضارع اور مزید فیہ میں صحیح یا معتل پہنچاننا مقصود ہو تو اس کے مجرد کے ماضی کو دیکھیں اگر وہ صحیح ہو تو اسے بھی صحیح قرار دیں، اور اگر وہ معتل ہو تو اسے بھی معتل مانیں۔

☆فعل تعجب:

تعجب: اس انفعالی کیفیت اور تاثر کا نام ہے جو کسی ایسی چیز کے جاننے کے وقت دل میں پیدا ہوتی ہے جس کا سبب پوشیدہ اور نامعلوم ہو۔

اور فعل تعجب سے مراد وہ فعل ہے جو قلبی کیفیت کے اظہار کے لیے وضع کیا گیا ہو۔

تعجب کا معنی دینے کے لیے عربی زبان میں صرف فعل تعجب ہی کی وضع ہوئی ہے، باقی جو دوسرے الفاظ اور تعبیرات تعجب کا معنی دیتے ہیں ان کی وضع اس کے لیے نہیں ہوئی، بلکہ وہ قرینہ اور موقع ومحل کی وجہ سے یہ معنی بتاتے ہیں۔

☆ عربی زبان میں فعل تعجب کے دو صیغے اور دو وزن ہیں:

ا۔مَا أَفْعَلَهُ۔ ۲۔أَفْعِلْ بِهِ۔

☆"مَا أَفْعَلَهُ" میں "ما" "أيُ شيئٍ" کے معنی میں مبتدا ہے، "أَجْمَلَ" فعل ہے، اس میں "هُوَ" ضمیر مستتر اس کا فاعل ہے۔ اور اس کے بعد آنے والا اسم منصوب، مفعول بہ ہے۔

پھر فعل، فاعل اور مفعول بہ کا مجموعہ جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہے اور مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہے۔

دوسرے صیغہ "أَفْعِلْ بِهِ" میں أَفْعِلْ صیغۂ امر، ماضی کے معنی میں ہے، با حرف جر زائد ہے اور اس کا مدخول لفظاً مجرور اور محلاً مرفوع، اس کا فاعل ہے، اور پورا مجموعہ جملہ فعلیہ انشائیہ ہے۔

☆کسی مصدر سے ان دونوں وزنوں پر تعجب کے صیغے لانے کے لیے آٹھ شرطیں ہیں:

ا۔اس سے فعل آتا ہو۔ ۲۔ثلاثی مجرد ہو۔ ۳۔تام ہو۔ ۴۔مثبت ہو۔ ۵۔متصرف ہو۔ ۶۔معروف ہو۔ ۷۔اس کے اندر فرق وتفاوت ممکن ہو۔ ۸۔وہ رنگ اور ظاہری عیب کے معنی نہ دیتا ہو۔

اور جو افعال مذکورہ بالا شرائط پر پورے نہ اتریں تو ان سے تعجب کے معنی کی ادائیگی کے دو طریقے ہیں:

(۱) اگر شدت اور زیادتی پر تعجب مقصود ہو تو "مَا أَشَدَّ" یا اس کے ہم معنی لفظ کے بعد اس کا مصدر منصوب مضاف لے آئیں اور اگر ضعف یا کمی پر تعجب مقصود ہو تو "مَا أَضْعَفَ" یا اس کے ہم معنی لفظ کے بعد اس فعل کا مصدر منصوب مضاف لے آئیں۔

(۲) لفظِ "أَشْدِدْ" یا "أَضْعِفْ" یا ان کے ہم معنی اور ہم وزن لفظ کے بعد ان افعال کا مصدر اور اس سے پہلے با حرف جر زائدہ لے آئیں۔

☆ افعالِ تعجب کے احکام:

۱۔ ان دونوں صیغوں میں متعجب منہ یا تو معرفہ ہوگا یا نکرۂ مخصصہ۔ ۲۔ فعل تعجب سے پہلے اس کے معمول (فاعل یا مفعول بہ) کو لانا درست نہیں۔ ۳۔ فعل تعجب اور اس کے معمول کے درمیان عام حالات میں فصل نہیں کیا جاتا ہے۔ صرف ندا کے ذریعے یا ظرف اور جار و مجرور کے ذریعے فصل کیا جاتا ہے۔ ۴۔ یہ افعال ایک ہی صورت میں آتے ہیں۔ ان کا متعجب منہ واحد ہو، یا تثنیہ یا جمع، مذکر ہو یا مؤنث۔

☆ صیغہ "ما أفعله" میں "ما" اور فعلِ تعجب کے درمیان "کان" زائدہ کبھی لایا جاتا ہے۔

☆ فعل تعجب کی تصغیر:

فعل تعجب کی تصغیر نہیں لائی جاتی ہے، کیوں کہ تصغیر اسم کا خاصہ ہے اور یہ وزن، اصل اور معنی کے اعتبار سے اسم تفضیل کے مشابہ ہے۔ اس لیے صیغہ "مَا أفعله" میں صرف "أُمَیْلِحَ" اور "أُحَیْسِنَ" کی تصغیر عربوں سے سنی گئی ہے۔ لیکن نحویوں نے اس پر قیاس کرتے ہوئے دوسرے الفاظ کی تصغیر کی بھی اجازت دی ہے جب کہ اس فعل میں تعجب کے ساتھ محبوبیت کے معنی بھی مقصود ہوں۔

☆ تعجب کی دوسری تعبیرات:

مذکورہ بالا دو صیغوں اور تعبیروں کے علاوہ عربی زبان میں کچھ اور الفاظ و تعبیرات بھی ہیں جن کی وضع تعجب کا معنی دینے کے لیے نہیں ہوئی ہے، لیکن وہ قرینہ اور موقع و محل کے اعتبار سے تعجب کے معنی دیتی ہیں۔ وہ یہ ہیں:

(۱) سُبحَانَ الخالقِ المُبدِعِ (وجود اولین بخشنے والے خالق کے لیے پاکی ہے۔)

یہ کسی حسین و جمیل صورت کو دیکھنے کے بعد اس پر اظہار تعجب کے لیے بولتے ہیں۔

(۲) کبھی کلمۂ استفہام کے ذریعے معنی تعجب کی ادائیگی ہوتی ہے۔

(۳) کبھی "أيّ" کے ذریعے اس معنی کو ادا کرتے ہیں، جیسے رأیتُ شَاعِراً أيَّ شاعِرٍ۔ (میں نے کیسا باکمال شاعر دیکھا!)

(۴) قَاتَلَهُ اللّٰهُ مِن شَاعِرٍ! (وہ کیا غضب کا شاعر ہے!)

(۵) لِلّٰهِ دَرُّهُ فارِساً! (وہ کیسا باکمال شہ سوار ہے!)

(۶) یَا لَکَ مِن فَارِسٍ! (واہ رے، کیسا ماہر شہ سوار ہے!)

(۷) مَا رَأیتُ کالیومِ رَجُلاً! (میں نے آج کی طرح کوئی آدمی نہیں دیکھا!)

4.9 نمونے کے امتحانی سوالات

مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب پچیس سطروں میں لکھیے:

۱۔ فعل لازم اور فعلِ متعدی کی تعریف مثالوں کے ساتھ کیجیے، پھر فعلِ متعدی کی علامت تحریر کرنے کے بعد وہ صورتیں بھی لکھیے جن میں

فعل لازم ہوتا ہے۔اور مثالوں کے ذریعے انھیں واضح کیجیے۔

۲۔معتل اور اس کی قسموں کی تعریف مثالوں کے ساتھ واضح انداز میں لکھیے اور فعلِ مضارع اور مزید فیہ میں صحیح اور معتل کے پہچاننے کا طریقہ پوری وضاحت کے ساتھ بیان کیجیے۔

۳۔تعجب اور فعل تعجب کی تعریف لکھنے کے بعد فعل تعجب کے صیغے اور اس کی شرطیں وضاحت کے ساتھ تحریر کیجیے۔

۴۔نِعْمَ، بِئْسَ اور ساء کے فاعل سے متعلق ضروری امور قلم بند کرنے کے بعد حَبَّذَا اور لَا حَبَّذَا سے متعلق ضروری معلومات بھی تحریر کیجیے۔

درج ذیل سوالوں کے جواب پندرہ سطروں میں قلم بند کیجیے:

۱۔فعل کی تعریف مثالوں کے ساتھ کیجیے اور اس کی ایسی توضیح کیجیے کہ اس کے تمام ضروری گوشے عیاں ہو جائیں۔

۲۔فعل لازم کو متعدی اور فعل متعدی کو لازم بنانے کی صورتیں مثالوں کے ساتھ تحریر کیجیے۔

۳۔فعل صحیح کی تعریف اور اس کی تمام قسمیں وضاحت کے ساتھ لکھیے۔

۴۔ فعلِ تعجب کی غیر وضعی تعبیرات میں سے کم سے کم تین تعبیریں ترجے اور توضیح کے ساتھ تحریر کیجیے۔

۵۔سماعی افعالِ مدح وذم کتنے اور کون کون ہیں؟ ان کے متعلق ضروری معلومات بیان کرنے کے بعد "مخصوص بالمدح والذم" کی تعریف اور شرائط وضاحت کے ساتھ لکھیے۔

4.10 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

۱۔أوضح المسالک الی ألفیة ابن مالک: للإمام جمال الدین عبد الله بن یوسف المعروف بابن هشام الأنصاري المصري (ت: ۷۶۱ھ)، المکتبة العصریة، صیدا، بیروت، لبنان، ۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴م

۲۔جامع الدروس العربیة: للشیخ مصطفی الغلاییني، دار الکتاب العربي، بیروت، لبنان، ۱۴۲۵ھ-۲۰۰۵م

۳۔نحو اللغة العربیة: للدکتور أسعد النادري، المکتبة العصریة، صیدا، بیروت، لبنان، ۱۴۲۵ھ-۲۰۰۵م

۴۔کافیة النحو: للأستاذ نفیس أحمد المصباحي (مؤلف هذه الوحدة)، مجلس البرکات، الجامعة الأشرفیة، مبارک فور، أعظم جراه، الهند، الطبعة الأولیٰ، ۱۴۳۳ھ-۲۰۱۲م

۵۔القواعد الأساسیة للغة العربیة: للسید أحمد الهاشمي المصري، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان (غیر مؤرخ)

۶۔في النحو العربي (قواعد وتدریبات): للدکتور عبد الحمید مصطفی السید والدکتور لطیفة إبراهیم النجار، دار القلم للنشر والتوزیع، دُبی، الأمارات العربیة المتحدة، الطبعة الأولیٰ، ۱۴۱۷ھ-۱۹۹۶م

۷۔مصباح الإنشاء: للأستاذ نفیس أحمد المصباحي، مجلس البرکات، الجامعة الأشرفیه، مبارک فور، أعظم جره، الهند، الطبعة الأولی: ۱۴۳۶ھ-۲۰۱۵م

۸۔شذا العرف في فن الصرف: للشیخ أحمد الحملاوي، مؤسسة الکتب الثقافیة، (غیر مؤرّخ)

اکائی 5 اسم اور اس کے اقسام

اکائی کے اجزا

5.1 مقصد

5.2 تمہید

5.3 واحد، تثنیہ، جمع

5.3.1 واحد

5.3.2 تثنیہ)اعراب اور حکم(

5.3.3 جمع

(الف) جمع مکسّر (تعریف، اوزان)

(ب) جمع سالم اور اس کی قسمیں

(۱) جمع مذکر سالم (اعراب، بنانے کا طریقہ، شرطیں)

(۲) جمع مؤنث سالم (تعریف، قسمیں)

5.4 مذکر اور مؤنث

5.4.1 اسم کی قسمیں: مذکر و مؤنّث کی تعریف

5.4.2 اسم مذکر کی قسمیں : حقیقی و مجازی

5.4.3 اسم مؤنّث کی قسمیں : حقیقی و مجازی ، اور لفظی و معنوی

5.4.4 تانیث کی علامتیں

5.5 صحیح ، منقوص ، مقصور ، ممدود

5.5.1 اسم صحیح (تعریف اور اعراب)

5.5.2 اسم منقوص (تعریف، کچھ احکام، اعراب)

5.5.3 اسم مقصور:

(۱) تعریف (۲) الف مقصورہ کے لکھنے کا طریقہ (۳) اعراب

5.5.4 اسم ممدود (تعریف)

(۱) الفِ ممدودہ (۲) الفِ ممدودہ کی صورتیں (۳) اسم ممدود کا اعراب

5.6 اسمائے موصولہ

5.6.1 اسم موصول کی قسمیں:

(الف) اسم موصول خاص (تعریف، احکام)

(ب) اسم موصول مشترک (تعریف، احکام)

5.6.2 صلہ، عائد، محلّ اعراب

5.7 اسمائے استفہام

استفہام کا معنی

5.7.1 ادواتِ استفہام

5.7.2 ادواتِ استفہام کا حکم

5.7.3 ادواتِ استفہام کے معانی اور احکام

5.8 اسمائے اشارہ

5.8.1 تعریف، وضاحت،

5.8.2 ذَانِ، ذَیْنِ اور أُولَاءِ، أُولٰى کا طریقۂ استعمال

5.8.3 أُولَاءِ اور أُولٰى کے واو کا حکم

5.8.4 ہائے تنبیہ اور کافِ خطاب کا استعمال

5.8.5 کن صورتوں میں لامِ تبعید نہیں آتا۔

5.8.6 ہائے تنبیہ اور اسمِ اشارہ کے ساتھ ضمیر کا استعمال

5.8.7 اسم اشارہ اور کافِ خطاب کے استعمال کا بنیادی نکتہ

5.8.8 اسمائے اشارہ برائے مکان

5.9 اسمائے کنایہ

5.9.1 اسم کنایہ کی تعریف اور اس کی قسمیں

5.9.2 بات سے کنایہ

5.9.3 عدد سے کنایہ اور ان کے تفصیلی احکام

5.10 اسمائے افعال

5.10.1 اسم فعل کی تعریف اور قسمیں

5.10.2 اسمِ فعلِ ماضی

5.10.3 اسمِ فعلِ مضارع

5.10.4 اسمِ فعلِ امر

5.10.5 اسمائے افعال کے احکام

5.11 اکتسابی نتائج

5.12 نمونے کے امتحانی سوالات

5.13 مطالعے کے لیے مُعاوِن کتابیں

5.1 مقصد

اس اکائی کو پڑھ لینے کے بعد طلبہ عربی زبان میں اسم کی مختلف قسموں: واحد، تثنیہ، جمع، مذکر ومؤنث، مقصور وممدود ومنقوص، اسمائے موصولہ، اسمائے استفہام، اسمائے اشارہ، اسمائے کنایہ، اسمائے افعال کی تعریفیں اور قسمیں جاننے کے ساتھ ان کے احکام اور اعراب وبنا کے بارے میں ضروری معلومات سے بہرہ ور ہوجائیں گے، ساتھ ہی یہ بھی جان لیں گے کہ ان کے معانی کیا ہیں اور ان کا طریقۂ استعمال کیا ہے؟ ان قسموں کی تفصیلات اور احکام جانے بغیر صحیح اور فصیح عربی بولنا اور لکھنا بہت دشوار ہے۔

5.2 تمہید

عربی زبان میں مفرد الفاظ کی تین قسمیں ہیں: (۱) اسم (۲) فعل (۳) حرف۔

مختلف جہتوں اور حیثیتوں سے اسم کی کئی قسمیں بنتی ہیں، مثلاً:

☆ گنتی اور تعداد بتانے کے اعتبار سے اس کی کئی قسمیں ہیں: (۱) واحد (۲) تثنیہ (۳) جمع۔

☆ تذکیر وتانیث کے اعتبار سے اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) مذکر (۲) مونث

☆ آخری حرف کی نوعیت کے اعتبار سے اس کی چار قسمیں ہیں: (۱) اسم مقصور (۲) اسم ممدود (۳) اسم منقوص (۴) اسم صحیح۔

☆ پھر کچھ ایسے اسما ہیں جو جملے کے بغیر اپنا پورا معنی نہیں دیتے، انھیں ''اسمائے موصولہ'' کہا جاتا ہے۔

☆ کچھ ایسے اسما ہیں جن کے معنیٔ مراد مشار الیہ یا اشارہ کے ذریعے متعین ہوتے ہیں، انھیں ''اسمائے اشارہ'' کہا جاتا ہے۔

☆ کچھ ایسے اسما ہیں جن کے ذریعے کسی انسان یا دوسرے جان دار یا غیر جان دار کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے۔ انھیں ''اسمائے استفہام'' کہتے ہیں۔

☆ کچھ ایسے اسما ہیں جو کسی مبہم بات یا مبہم تعداد کو بتاتے ہیں، انھیں ''اسمائے کنایہ'' کہتے ہیں۔

☆ اسی طرح کچھ ایسے اسما بھی ہیں جو اسم ہوتے ہوئے فعل ماضی، مضارع یا امر کا معنی دیتے ہیں، انھیں ''اسمائے افعال'' کہا جاتا ہے۔

☆ اس طرح اس اکائی کے بنیادی اجزا آٹھ ہوتے ہیں۔ آئندہ صفحات میں درجہ بدرجہ انھیں اجزا سے متعلق گفتگو کی جائے گی۔

5.3 الواحد والتثنية والجمع (واحد، تثنیہ، جمع)

اسم کبھی ایک، کبھی دو اور کبھی دو سے زائد کو بتاتا ہے، اس لحاظ سے اس کی تین قسمیں ہیں:

(۱) واحد (۲) تثنیہ (۳) جمع

5.3.1 واحد:

اس اسم کو کہا جاتا ہے جو ایک شئے کو بتائے۔ جیسے: رَجُلٌ (ایک مرد)، اِمْرَأَةٌ (ایک عورت)، قَلَمٌ (کوئی ایک قلم)۔

5.3.2 تثنیہ:

وہ اسم ہے جو ایک طرح کی دو چیزوں کو بتائے، اس وجہ سے کہ اس کے آخر میں نونِ مکسور اور اس سے پہلے الف یا یائے ماقبل مفتوح ہو۔

جیسے:رَجُلَانِ (کوئی دومرد)، اِمْرَأَتَانِ (کوئی دوعورتیں)، قَلَمَانِ (کوئی دوقلم)۔

(الف):تثنیہ کااعراب:

اگر تثنیہ مرفوع ہوتو اس کے آخر میں نونِ مکسور سے پہلے الف آئے گا، جیسے "فَازَ طَالِبَانِ"(دوطالب علم کامیاب ہوئے۔)اوراگر منصوب یا مجرور ہوتو اس کے آخر میں نونِ مکسور سے پہلے یائے ماقبل مفتوح آئے گی۔ جیسے "شَاهَدْتُ رَجُلَيْنِ۔"(میں نے دومرد دیکھے)، "كَتَبْتُ بِالْقَلَمَيْنِ۔" (میں نے دوقلم سے لکھا۔)

(ب) اگر تثنیہ کسی اسم کی طرف مضاف ہوتو اس کے آخر سے نون گرجاتا ہے، اور مضاف الیہ ہوتو وہ لفظ میں باقی رہتا ہے۔ جیسے: "قَائِدَاالسَّيَّارَتَيْنِ"(دوموٹرگاڑیوں کے دوڈرائیور)، "قَاطِرَتَاالْقِطَارَيْنِ"(دو ٹرینوں کے دوانجن)۔

5.3.3 : جمع

جمع: وہ اسم ہے جوتین یا تین سے زیادہ کو بتائے، اس بنا پر کہ اس کے واحد کے وزن میں کوئی تبدیلی کردی گئی ہو۔ جیسے "رِجَالٌ"، جوکہ "رَجُلٌ" کی جمع ہے، اور "كُتُبٌ" جوکہ "كِتَابٌ"کی جمع ہے۔ یا اس کے آخر میں کچھ مخصوص حروف کا اضافہ کردیا گیا ہو۔ جیسے:"كَاتِبٌ"کی جمع "كَاتِبُوْنَ، كَاتِبِيْنَ"اور "كَاتِبَةٌ"کی جمع "كاتباتٌ"۔

جمع کی دوقسمیں ہیں:(۱) جمع مکسَّر (۲) جمع سَالم

(الف) جمع مکسَّر: وہ جمع ہے جس کے واحد میں کوئی تبدیلی کردی گئی ہو۔ جیسے:"فَرَسٌ"کی جمع "أَفْرَاسٌ"، "مَدْرَسَةٌ"کی جمع "مَدَارِسُ"اس کو "جمع تکسیر" بھی کہا جاتا ہے۔

اس تبدیلی کی تین صورتیں ہیں:

(۱) واحد کے حروف میں کچھ اضافہ کرکے۔ جیسے "سَهْمٌ"کی جمع "سِهَامٌ"(کچھ تیر)، "مِصْبَاحٌ"کی جمع "مَصَابِيْحُ"(کچھ چراغ)۔

(۲) واحد کے حروف میں کچھ کمی کرکے۔ جیسے: "كِتَابٌ"کی جمع "كُتُبٌ"اور "رَسُوْلٌ"کی جمع "رُسُلٌ"۔

(۳) واحد کے حروف میں کمی بیشی نہ ہو، صرف حرکات میں تبدیلی ہو۔ جیسے:"أَسَدٌ"کی جمع "أُسْدٌ"(کئی شیر)۔

☆ جمع مکسَّر کے اوزان:

جمع مکسَّر کے کچھ اوزان یہ ہیں:

۱-"أَفْعَالٌ"، جیسے:"طِفْلٌ"کی جمع "أَطْفَالٌ"اور "خَبَرٌ"کی جمع "أَخْبَارٌ"۔ ۲-"أَفْعُلٌ"، جیسے:"نَهْرٌ"کی جمع "أَنْهُرٌ"اور "بَحْرٌ" کی جمع "أَبْحُرٌ"۔ ۳-"أَفْعِلَةٌ"، جیسے "رَغِيْفٌ"کی جمع "أَرْغِفَةٌ"(روٹیاں)۔ ۴-"فِعْلَةٌ"، جیسے "فَتًى"کی جمع "فِتْيَةٌ"(کئی جوان)، اور "صَبِيٌّ"کی جمع "صِبْيَةٌ۔"(کچھ بچّے)۔ یہ چاروں وزن جمع قلت کے ہیں۔ معنی کے اعتبار سے جمع کی دوقسمیں ہیں: ۱-جمع قلّت ۲-جمع کثرت

جمع قلّت: وہ جمع ہے جوتین سے دس تک بولی جائے۔ اور جمع کثرت کی دوتعریفیں کی جاتی ہیں:

۱-وہ جمع ہے جوتین سے شروع ہوکر الی غیرالنهاية کے لیے استعمال ہو۔ ۲-جودس سے لے کر الی غیرالنهاية کے لیے استعمال ہو۔

ان کے علاوہ جمع تکسیر کے مندرجہ ذیل اوزان بھی ہیں، یہ جمع کثرت کے لیے استعمال ہوتے ہیں:

۱-فُعْلٌ۔ جیسے: "حُمْرٌ"۔ واحد: أَحْمَرُ و حَمْرَاءُ-۲-"فُعُلٌ"۔ جیسے: "كُتُبٌ"۔ واحد: كِتَابٌ- ۳-"فُعَلٌ"۔ جیسے: "حُجَجٌ"۔ واحد: "حُجَّةٌ" (دلیل)-۴-"فِعَلٌ"۔ جیسے: "قِطَعٌ"۔ واحد: "قِطْعَةٌ"-۵-"فُعَلَةٌ"۔ جیسے: "هُدَاةٌ"۔ واحد: "هَادٍ" (رہنما)۔ یہ اصل میں "هُدَيَةٌ" تھا، پھر ایک صرفی قاعدے سے "یا" الف سے بدل گئی۔ "هُدَاةٌ" ہوگیا-۶-"فَعَلَةٌ"۔ جیسے "كَفَرَةٌ"۔ واحد: "كَافِرٌ"-۷-"فَعْلىٰ"۔ جیسے: "مَرْضىٰ"۔ واحد: "مَرِيْضٌ"-۸-"فِعَلَةٌ"۔ جیسے "قِرَدَةٌ"۔ واحد "قِرْدٌ" (بندر)-۹-"فُعَّلٌ"۔ جیسے: "رُكَّعٌ"۔ واحد: "رَاكِعٌ"-۱۰۔"فُعَّالٌ"۔ جیسے: "زهادٌ" واحد: "زَاهِدٌ"-۱۱-"فِعَال"۔ جیسے: "جِبَالٌ"۔ واحد: "جَبَلٌ"-۱۲-"فُعُوْلٌ"۔ جیسے: "قُلُوْب"۔ واحد: "قَلْبٌ"-۱۳-"فِعْلَانٌ"۔ جیسے: "غِلْمَانٌ"۔ واحد: "غُلَامٌ"-۱۴-"فُعْلَانٌ"۔ جیسے: "شُبَّانٌ"۔ واحد: "شَابٌّ"-۱۵-"فُعَلَاءُ"۔ جیسے: "فُقَهَاءُ"۔ واحد: "فَقِيْهٌ"-۱۶-"أَفْعِلَاءُ"۔ جیسے: "أَنْبِيَاءُ"۔ واحد: "نَبِيٌّ"۔

ان اوزان کے علاوہ جمع مُنْتَہَی الجموع کے سبھی اوزان جمع تکسیر کے اوزان ہیں جو جمع کثرت کا معنی دیتے ہیں۔

(ب) جمع سالم: وہ جمع ہے جس میں اس کے واحد کا وزن سلامت ہو، اس کی اصل میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی ہو۔ جیسے عَالِمٌ کی جمع عَالِمُوْنَ اور عَالِمَةٌ کی جمع عَالِمَاتٌ-

جمع سالم کی دو قسمیں ہیں: (۱) جمع مذکر سالم (۲) جمع مؤنث سالم۔

(۱) جمع مذکر سالم: وہ جمع ہے جس کے واحد کے آخر میں نونِ مفتوح اور اس سے پہلے واوِ ساکن ماقبل مضموم یا یائے ساکن ماقبل مکسور ہو۔ جیسے: "مُسلِمُوْنَ، مُسْلِمِيْنَ"۔

☆ جمع مذکر سالم کا اعراب: جمع مذکر سالم مرفوع ہو تو اس میں واو ماقبل مضموم آتا ہے۔ جیسے: "جَاءَنِي عَالِمُوْنَ"۔ اور منصوب یا مجرور ہو تو اس میں یاے ماقبل مکسور آتی ہے۔ جیسے: "رَأَيْتُ عَالِمِيْنَ، مَرَرْتُ بِعَالِمِيْنَ"۔

جمع مذکر سالم بنانے کا طریقہ: جمع سالم بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے واحد کے آخر میں واوِ ساکن ماقبل مضموم اور نونِ مفتوح یا یاے ساکن ماقبل مکسور اور نونِ مفتوح لے آئیں۔ جیسا کہ آپ نے گزشتہ مثالوں میں دیکھا۔ لیکن اگر وہ اسم منقوص ہو تو یہ جمع بناتے وقت اس کے آخر سے "یا" حذف کر دیں۔ جیسے: "القَاضِيْ" سے "اَلْقَاضُوْنَ، القَاضِيْنَ" اور اگر وہ واحد اسم مقصور ہو تو جمع بناتے وقت اس کے آخر سے الف گرا دیں اور اس سے پہلے کے فتحہ کو باقی رکھیں۔ جیسے: "مُصْطَفیٰ" سے "مُصْطَفَوْنَ، مُصْطَفَيْنَ"-

جمع مذکر سالم بنانے کی شرطیں:

جمع مذکر سالم صرف مذکّرِ عاقل کے ناموں اور صفات کے لیے آتی ہے۔ مگر اس میں مندرجہ ذیل شرطیں ہیں:

۱-عَلَم کی جمع مذکر سالم کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ تائے تانیث اور ترکیب سے خالی ہو۔ جیسے: "مُحَمَّدٌ" سے "مُحَمَّدُوْنَ" اور "زَيْدٌ" سے "زَيْدُوْنَ"۔ لہذا "رَجُلٌ" کی جمع "رَجُلُوْنَ"، "طَلْحَة" کی جمع "طَلْحُوْنَ" اور "سِيْبَوَيْهِ" کی جمع "سِيْبَوَيْهُوْنَ" نہیں آتی۔ کیوں کہ "رَجُلٌ" علَم نہیں، "طَلْحَة" تائے تانیث سے خالی نہیں۔ اور "سِيْبَوَيْهِ" مرکب صوتی ہے، وہ ترکیب سے خالی نہیں۔

۲-صفت (اسم مشتق) کی جمع مذکر سالم کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ تائے تانیث کی صلاحیت رکھتی ہو مگر اس سے خالی ہو۔ یا۔ اسم تفضیل

ہو۔ جیسے: ”کَاتِبٌ“ کی جمع ”کَاتِبُوْنَ“ اور أَفْضَلُ کی جمع ”أَفْضَلُوْنَ“۔

پہلی مثال ایسے اسم صفت کی ہے جو تائے تانیث کی صلاحیت رکھتا ہے، کیوں کہ اس کی مؤنث ”کَاتِبَۃٌ“ آتی ہے، مگر اس کے باوجود یہ تائے تانیث سے خالی ہے اور آخری مثال اسم تفضیل کی ہے۔

فائدہ: جمع مذکر سالم جب مضاف ہو تو اُس کا نون گر جاتا ہے اور باقی صورتوں میں برقرار رہتا ہے۔ جیسے: ”مُسْلِمُوْ مِصْرَ“ (مصر کے مسلمان)۔

(۲) جمع مؤنث سالم: وہ جمع ہے جس کے واحد کے آخر میں الف اور لمبی تا بڑھادی گئی ہو۔ جیسے ”عَالِمَۃٌ“ سے ”عَالِمَات“ اور ”زَیْنَبُ“ سے ”زَیْنَبَات“۔

الف وتا کے ساتھ مندرجہ ذیل اسما کی جمع آتی ہے:

(۱) وہ اسم جو کسی مؤنث کا نام ہو۔ جیسے زَیْنَبُ کی جمع ”زَیْنَبَات“ اور ”سُعَادُ“ کی جمع ”سُعَادَات۔“

(۲) وہ اسم جس کے آخر میں گول ”تا“ ہو۔ جیسے: ”شَجَرَۃ“ کی جمع ”شَجَرَات“ اور ”طَلْحَۃ“ کی جمع ”طَلْحَات“۔

لیکن ”اِمرأَۃٌ، شَاۃٌ، أَمَۃٌ، أُمَّۃٌ، شَفَۃٌ، مِلَّۃٌ“ اس قاعدے سے مستثنیٰ ہیں، کیوں کہ ان کی جمع علی الترتیب ”نِسَاءٌ، شِیَاہٌ، إِمَاءٌ، أُمَمٌ، شِفَاہٌ اور مِلَلٌ“ ہیں۔

(۳) مؤنث کی صفت جس کے آخر میں گول ”تا“ ہو، یا وہ اسم تفضیل ہو۔ جیسے: ”مُرْضِعَۃ“ سے ”مُرْضِعَاتٌ“، ”فُضْلیٰ“ سے ”فُضْلَیَاتٌ“۔

(۴) وہ اسم جو مذکر غیر عاقل کی صفت ہو۔ جیسے: ”جَبَلٌ شَاھِقٌ“ سے ”جِبَالٌ شَاھِقَاتٌ“۔ اسی طرح مَرْفوع کی جمع ”مَرْفُوْعَاتٌ“، ”مَنْصُوْبٌ“ کی جمع ”مَنْصُوْبَاتٌ“۔

(۵) وہ مصدر جو تین حروف سے زائد ہو، اور فعل کی تاکید کے لیے نہ آیا ہو۔ جیسے: ”إِکْرَامَات، إِنْعَامَات، تَعْرِیْفَات“۔

(۶) وہ مذکر غیر عاقل کی تصغیر ہو۔ جیسے: ”دُرَیْھِمٌ کی جمع ”دُرَیْھِمَات“ اور ”کُتَیِّبٌ“ کی جمع ”کُتَیِّبَات“۔ ”دُرَیْھِمٌ“ دِرْھَم کی اور ”کُتَیِّبٌ“ کِتَاب کی تصغیر ہے۔

(۷) وہ اسم جس کے آخر میں الفِ مقصورہ یا ممدودہ ہو۔ جیسے: ”حُبْلیٰ“ کی جمع ”حُبْلَیَاتٌ“ اور ”صَحْرَاءُ“ کی ”صَحْرَاوَات“۔

(۸) وہ اسم غیر عاقل جس کے شروع میں ”اِبْن“ یا ”ذُوْ“ ہو۔ جیسے ابْنُ اٰویٰ کی جمع ہے ”بَنَاتُ اٰویٰ“ اور ذُوْ الْقَعْدَۃِ کی جمع ”ذَوَاتُ الْقَعْدَۃِ“۔

(۹) ہر وہ اسم عجمی جس کی کوئی جمع معروف نہ ہو۔ جیسے: ”اَلتِّلِغْرَاف“ اور ”اَلتِّلِفُوْن“ کی جمع ”اَلتِّلِغْرَافَات“ اور ”اَلتِّلِفُوْنَات“ آئے گی۔

ان نو قسموں کے علاوہ قیاسی طور پر الف وتا کے ساتھ جمع نہیں آتی۔ ہاں سماعی طور پر کچھ اسما کی جمع ضرور آتی ہے۔

معلومات کی جانچ:

۱- واحد، تثنیہ اور جمع کی تعریف مع مثال ذکر کیجیے اور تثنیہ کا اعراب بھی بتائیے۔

۲-جمع مکسّر کے کتنے اوزان جمع قلّت کے لیے آتے ہیں، مثالوں کے ساتھ وضاحت کیجیے۔

۳-جمع مذکر سالم کے بنانے کا طریقہ اور اس کی شرطیں کیا ہیں؟ بیان کیجیے۔

۴-الف وتا کے ساتھ قیاسی طور پر کن اسموں کی جمع آتی ہے؟ مثالوں کی روشنی میں واضح کیجیے۔

5.4 المذكّر و المؤنّث (مذکّر اور مونّث)

اسم کی دو قسمیں ہیں: (ا) مذکّر (۲) مونّث

5.4.1 مذکّر: وہ اسم ہے جس میں تانیث کی کوئی علامت نہ ہو، اور نہ ہی اہلِ زبان نے اُسے مونّث استعمال کیا ہو۔ جیسے: "الرَّجُلُ" (مرد)، "كِتَابٌ"، "أَسَدٌ"۔

مونّث: وہ اسم ہے جس میں تانیث کی کوئی علامت ہو، یا اہلِ زبان نے اُسے مونّث استعمال کیا ہو۔ جیسے: "إِمْرَأَةٌ"، "حَمْرَاءُ"، "حُبْلىٰ"، "هِنْد"۔

5.4.2 مذکّر کی دو قسمیں ہیں:

(ا) حقیقی (۲) مجازی۔

مذکّر حقیقی: وہ اسم ہے جس کے مقابل میں اسی کی جنس سے کوئی مادہ ہو۔ جیسے: "رَجُلٌ" (مرد)، اس کے مقابل میں "اِمْرَأَةٌ" (عورت) ہے۔ اور "جَمَلٌ" (اونٹ)، کہ اس مقابل میں "نَاقَةٌ" (اونٹنی) ہے۔

مذکّر مجازی: وہ اسم ہے جس کے مقابل میں اُسی کی جنس سے کوئی مادہ نہ ہو۔ جیسے: كِتَابٌ، بَيْتٌ، كُرْسِيٌّ۔

5.4.3 مونّث کی بھی دو قسمیں ہیں:

(ا) حقیقی (۲) مجازی۔

مونّث حقیقی: وہ اسم ہے جو انسانوں یا دوسرے جان داروں میں سے کسی مادہ کو بتائے۔ جیسے: اِمْرَأَةٌ (عورت)، نَاقَةٌ (اونٹنی)، أَتَانٌ (گدھی)۔

مونّث مجازی: وہ اسم ہے جس کے ساتھ انسانوں یا دوسرے جان داروں کی مادہ کے اسما جیسا معاملہ کیا جائے، جب کہ وہ ان میں سے نہ ہو۔ جیسے: شَمْسٌ، دَارٌ، عَيْنٌ۔

مونث کی دو قسمیں اور ہیں: (ا) لفظی (۲) معنوی۔

مونّث لفظی: وہ ہے جس کے ساتھ علامتِ تانیث لگی ہوئی ہو، چاہے وہ کسی مونّث (مادہ) کو بتائے، جیسے: فَاطِمَةُ، خَدِيْجَةُ، یا مذکّر (نر) کو بتائے، جیسے: طَلْحَةُ، زَكَرِيَّاءُ، بُهْمَةٌ (بہادر مرد)۔

مونّث معنوی: وہ اسم ہے جس کے ساتھ کوئی علامتِ تانیث نہ لگی ہو، اور وہ کسی حقیقی یا مجازی مونّث (مادہ) کو بتائے۔ جیسے: هِنْدٌ، زَيْنَبُ، دَارٌ (گھر)۔

5.4.4 تانیث کی علامتیں:

تانیث کی علامتیں تین ہیں: (۱) گول تا (ۃ) جو ٹھہرنے کے وقت ''ہ'' سے بدل جاتی ہے۔ جیسے: ''طَالِبَۃٌ، مَحْمُوْدَۃٌ''۔ (۲) الفِ مقصورہ۔ جیسے: سَلْمیٰ، حُبْلیٰ (۳) الف ممدودہ۔ جیسے: زَھْرَاء، صَحْراء۔

معلومات کی جانچ:

(۱) مذکر ومؤنث کی تعریف کرتے ہوئے مؤنث کی تمام قسموں کی تعریفیں مع مثال بیان کیجیے۔

(۲) علاماتِ تانیث پر روشنی ڈالیے۔

5.5 أنواع الاسم: الصحیح والمنقوص والمقصور والممدود

اسم کی چار قسمیں ہیں:

(۱) صحیح (۲) منقوص (۳) مقصور (۴) ممدود

5.5.1 اسم صحیح:

وہ اسمِ معرب ہے جس کے آخر میں یاے لازمہ ماقبل مکسور، الفِ مقصورہ اور الفِ ممدودہ نہ ہو۔ جیسے: ''کِتَابٌ، خَالِدٌ''۔

اسم معرب کے آخر میں اگر حرف علت اور الف ممدودہ یا مقصورہ نہ ہو تو اس کو ''صحیح'' کہتے ہیں، جیسے: ''قَلَم، کِتَاب''۔ اور اگر اس کے آخر میں واو یا یا ہو اور اس سے پہلے ساکن ہو تو اس کو ''جاری مُجری صحیح''، '' قائم مقام صحیح'' اور ''ملحق بالصحیح'' کہتے ہیں۔ کیوں کہ اس کا اعراب بھی صحیح کی طرح ہوتا ہے۔ جیسے: ''دَلْوٌ، ظَبْيٌ۔

اسم صحیح کا اعراب: اسم صحیح کا اعراب یہ ہے کہ جب وہ مفرد اور منصرف ہو تو اس کے آخر میں رفع کی حالت میں ضمّہ، نصب کی حالت میں فتحہ اور جر کی حالت میں کسرہ آتا ہے۔ جیسے: ''ھٰذا قَلَمٌ، إِشْتَرَیْتُ قَلَمًا، کَتَبْتُ بِالْقَلَمِ''۔

اور اگر مفرد نہ ہو، تثنیہ یا جمع ہو تو تثنیہ وجمع کا اعراب ہوتا ہے، اور اگر یہ منصرف کے بجائے غیر منصرف ہو تو غیر منصرف کا اعراب آتا ہے۔

5.5.2 اسم منقوص:

وہ اسمِ معرب ہے جس کے آخر میں یاے لازمہ ہو اور اس سے پہلے کوئی حرفِ مکسور ہو۔ جیسے: ''اَلدَّاعِيْ، اَلْقَاضِيْ''۔

''یائے لازمہ'' سے مراد وہ ''یا'' ہے جو رفع، نصب اور جر تینوں حالتوں میں برقرار رہے۔

(۱) مذکورہ بالا تعریف میں ''اسم'' کی قید سے فعل اور حرف نکل گئے، لہذا ''رَضِيَ'' اور ''فِيْ'' اسم منقوص نہیں۔ ''معرب'' کی قید سے مبنی نکل گیا۔ لہذا ''اَلَّذِيْ'' اور ''اَلَّتِيْ'' اسم منقوص نہیں۔ ''آخر'' کی قید سے ''عِیْدٌ'' جیسے اسما نکل گئے۔ '' آخر میں یا'' کی قید سے اسم مقصور، اسم ممدود نکل گئے۔ لہذا ''هُدیً'' اور ''سَوْدَاء'' اسم منقوص نہیں۔ ''یائے لازمہ'' کی قید سے اسمائے سِتّہ (''أَخ، أَب، حَم، هَن، فُو، ذُو'' جب کہ جر کی حالت میں ہوں) نکل گئے، کیوں کہ ان میں تینوں حالتوں میں ''یا'' نہیں آتی، بلکہ صرف جر کی حالت میں آتی ہے۔ اور ''اس سے پہلے حرفِ مکسور ہونے'' کی قید سے وہ ''جاری مجری صحیح'' نکل گیا جس کے آخر میں ''یا'' ہوتی ہے۔ کیوں کہ اس میں ''یا'' سے پہلے حرفِ مکسور نہیں، بلکہ حرفِ ساکن ہوتا

ہے۔ جیسے ''ظَبيٌ''۔

(۲) اسم منقوص کے آخر کی ''یا'' کبھی اصلی حروف میں سے ہوتی ہے۔ جیسے: ''الهَادِيْ'' ، اور کبھی واو سے بدلی ہوتی ہے۔ جیسے ''الدَّاعِيْ''۔ کیوں کہ یہ اصل میں ''اَلدَّاعِوْ'' تھا۔

(۳) جب اسم منقوص پر تنوین آجاتی ہے تو رفع اور جر کی حالت میں اس کی ''یا'' تلفّظ اور کتابت دونوں میں گرجاتی ہے۔ جیسے: ''حَكَمَ قَاضٍ عَلىٰ جَانٍ'' (ایک جج نے ایک مجرم کے خلاف فیصلہ کیا)۔ اس مثال میں ''قَاضٍ'' ''حَكَمَ'' کا فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے اور ''جانٍ'' حرفِ جر کا مدخول ہونے کی وجہ سے مجرور ہے۔

(۴) اسم منقوص کا اعراب: اسم منقوص کا اعراب مرفوع ہونے کی صورت میں تقدیری ضمّہ، منصوب ہونے کی حالت میں لفظی فتحہ اور مجرور ہونے کی صورت میں تقدیری کسرہ ہوتا ہے۔ جیسے: قَامَ الـمُنَادِيْ، رَأَيْتُ الـمُنَادِيَ، مَرَرْتُ بِالـمُنَادِيْ۔

رفع اور جر کی حالت میں اسم منقوص کا اعراب لفظ میں ظاہر نہیں ہوتا، بلکہ تقدیری ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ''یا'' پر کسرہ کے بعد ضمہ اور کسرہ ثقیل اور بھاری ہوتے ہیں، اس لیے انھیں لفظ میں نہیں لایا جاتا۔ اور نصب کی حالت میں ''یا'' پر فتحہ آتا ہے، جو سب سے ہلکی حرکت ہے، اس لیے اسے لفظ میں ظاہر کیا جاتا ہے۔

5.5.3 اسم مقصور:

وہ اسم معرب ہے جس کے آخر میں الف مقصورہ لازمہ ہو۔ جیسے العَصَا، الـمُصْطَفىٰ۔

(۱) ''الفِ مقصورہ'' اس آخری الف کو کہتے ہیں جس کے بعد ہمزہ نہ ہو، جیسا کہ گزشتہ مثالوں سے واضح ہے۔ یہ الف کبھی اصلی نہیں ہوتا، بلکہ کسی حرف سے بدلا ہوا ہوتا ہے، یا زائد ہوتا ہے۔ بدلا ہوا ہو تو کبھی واو سے بدلا ہوا ہوتا ہے۔ جیسے ''عَصا'' کہ یہ اصل میں ''عَصَوٌ'' تھا۔ اور کبھی ''یا'' سے بدلا ہوا ہوتا ہے۔ جیسے ''فَتىٰ'' کہ یہ اصل میں ''فَتَيٌ'' تھا۔ اور جب زائد ہوتا ہے تو کبھی یہ تانیث کے لیے زائد کیا جاتا ہے، جیسے: ''صُغْرىٰ، شُبْعىٰ (آسودہ حال عورت)۔ اور کبھی الحاق کے لیے زائد کیا جاتا ہے۔ جیسے ''أَرْطىٰ'' (ایک درخت کا نام)، اس میں ''جَعْفَر'' سے الحاق کے لیے الف کا اضافہ کیا گیا ہے۔

(۲) الفِ مقصورہ کے لکھنے کا طریقہ: اگر الفِ مقصورہ تیسرے حرف کی جگہ ہو اور اس کی اصل واو ہو تو الف کی شکل میں لکھا جائے گا۔ جیسے: ''العَصَا، الرِّبَا''۔ اور اگر وہ چوتھے حرف یا اس سے زائد کی جگہ ہو، یا وہ تیسرے ہی حرف کی جگہ ہو، مگر اس کی اصل ''یا'' ہو تو ''ی'' کی شکل میں لکھا جائے گا۔ جیسے: ''الـمُفْنىٰ، الـمُصْطَفىٰ، الـمُسْتَشْفىٰ، الفَتىٰ۔

(۳) اسم مقصور کا اعراب: اسمِ مقصور کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہوتا ہے، مرفوع ہونے کی حالت میں تقدیری ضمّہ، منصوب ہونے کی حالت میں تقدیری فتحہ اور مجرور ہونے کی حالت میں تقدیری کسرہ ہوتا ہے، اور لفظ میں ہمیشہ یکساں رہتا ہے۔ جیسے: ''خَدَمَني الفَتىٰ'' (جوان نے میری خدمت کی)، ''دَعَوْتُ الفَتىٰ'' (میں نے جوان کو بلایا)، ''سُرِرْتُ بِالفَتىٰ'' (میں جوان سے خوش ہوا)۔ تینوں حالتوں میں تقدیری اعراب کی وجہ یہ ہے کہ اس کا آخری حرف ''الف'' ہوتا ہے جس پر لفظ میں کوئی حرکت نہیں آسکتی۔

5.5.4 اسم ممدود:

وہ اسم معرب ہے جس کے آخر میں ہمزہ اوراس سے پہلے الفِ زائدہ ہو۔ جیسے: "السَّمَاء، الصَّحْرَاء"۔

اس تعریف پر غور کرنے سے واضح ہوجاتا ہے کہ "مَاءٌ" اور "دَاءٌ" جیسے الفاظ اسم ممدود نہیں، کیوں کہ ان میں ہمزہ سے پہلے الفِ زائدہ نہیں، بلکہ واو کی بدلی ہوئی شکل ہے۔ اس لیے کہ ان کی اصل "مَوَهٌ" اور "دَوَءٌ" ہے۔

(۱) الفِ ممدودہ: وہ الف زائدہ ہے جس کے بعد ہمزہ ہو۔

(۲) اسمِ ممدود کا الف تو ہمیشہ زائد ہوتا ہے، اور اس کا ہمزہ کبھی اصلی ہوتا ہے۔ جیسے: "قُرَّاء"۔ اور کبھی کسی حرف سے بدلا ہوا ہوتا ہے، اور کبھی زائد ہوتا ہے۔ بدلا ہوا ہوتو کبھی اصل میں واو ہوتا ہے۔ جیسے: "سَمَاءٌ" جو کہ اصل میں "سَمَاوٌ" تھا۔ اور کبھی اصل میں "یا" ہوتا ہے۔ جیسے "بِنَاءٌ" جو کہ اصل میں "بِنَايٌ" تھا۔ اور زائد ہونے کی صورت میں کبھی تانیث کے لیے زائد ہوتا ہے۔ جیسے: "حَمْرَاءُ"، اور کبھی الحاق کے لیے زائد ہوتا ہے ۔ جیسے: "حِرْبَاءٌ" (گرگٹ)۔

(۳) اسم ممدود کا اعراب: اسمِ ممدود کا ہمزہ اگر تانیث کے لیے زائد ہوتو وہ غیر منصرف ہوتا ہے اوراس کا اعراب مرفوع ہونے کی حالت میں ضمّہ، منصوب اور مجرور ہونے کی حالت میں فتحہ ہوتا ہے۔ جیسے :"هذه الفَتَاةُ بَيْضَاءُ" (یہ جواں سال عورت گوری ہے۔) "حَسِبْتُها سَوْدَاءَ" (میں نے اسے کالی سمجھا)، مَرَرْتُ بصَحْرَاءَ۔ (میں ایک جنگل کے پاس سے گزرا)۔

اور اگر تانیث کے لیے زائد نہ ہوتو وہ منصرف ہوگا اوراس کا اعراب مرفوع ہونے کی صورت میں ضمّہ، منصوب ہونے کی صورت میں فتحہ اور مجرور ہونے کی صورت میں کسرہ ہوتا ہے ۔ جیسے: "أَعْجَبَني رِدَاءٌ" (مجھے ایک چادر پسند آئی)، "اشْتَرَيْتُ رِدَاءً" (میں نے ایک چادر خریدی)، "جَلَسْتُ عَلى رِدَاءٍ" (میں ایک چادر پر بیٹھا)۔

معلومات کی جانچ:

(۱) اسم صحیح اور اسم منقوص کی تعریف کرو اور ان کا اعراب بتاؤ۔

(۲) الفِ مقصورہ کب الف کی صورت میں لکھا جائے گا اور کب "یا" کی صورت میں؟

(۳) اَلَّذِي، ذِيْ اور ظَبْيٌ اسم منقوص کیوں نہیں ہیں؟

(۴) اسم ممدود کا اعراب تفصیل کے ساتھ بتائیے۔

5.6 الأسماء الموصولة (اسم موصول)

اسم موصول: اس اسم مُبہم کو کہتے ہیں جو اپنے بعد آنے والے جملۂ خبریہ یا شبہِ جملہ کے واسطے سے کسی معیّن چیز کو بتائے۔ اس کے بعد آنے والے جملہ یا شبہِ جملہ کو "صِلہ" کہتے ہیں۔ جیسے "اَلَّذِيْ خَطَبَ عَالِمٌ مَعْرُوْفٌ" (جس نے تقریر کی وہ مشہور عالم ہے۔) اس مثال میں "اَلّذِيْ" اسم موصول ہے اور "خَطَبَ" جملۂ خبریہ اس کا صِلَہ ہے۔

5.6.1 اسم موصول کی قسمیں:

اسم موصول کی دو قسمیں ہیں: (۱) اسم موصول خاص (۲) اسم موصول مشترک۔

اسم موصول خاص: وہ اسم ہے جو کلام کے تقاضے کے مطابق واحد، تثنیہ، جمع اور مذکر و مؤنث ہوتا ہے۔ جیسے: اَلّذِيْ، اَلَّتِيْ، اَللّذَانِ، اَللّتَانِ۔

اسم موصول مشترک: وہ ہے جو واحد، تثنیہ، جمع، مذکّر اور مؤنّث سب کے لیے یکساں آتا ہے۔ جیسے: "مَنْ، مَا، ذَا"۔

(الف) اسم موصول خاص: اسمائے موصولہ خاصّہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱-اَلَّذِيْ: واحد مذکر کے لیے، خواہ وہ عاقل ہو یا غیر عاقل- ۲-اَللَّذَانِ وَ اللَّذَيْنِ: تثنیہ مذکر کے لیے۔ اَللَّذَانِ رفع کی حالت میں اور اَللَّذَيْنِ نصب و جر کی حالت میں استعمال کیا جاتا ہے- ۳-اَلَّذِيْنَ: جمع مذکر عاقل کے لیے۔ یہ اعراب کی تینوں حالتوں میں یکساں استعمال کیا جاتا ہے- ۴-اَلَّتِيْ: واحد مؤنّث کے لیے، خواہ عاقل ہو یا غیر عاقل- ۵-اَللَّتَانِ، اللَّتَيْنِ: تثنیہ مؤنّث کے لیے، اَللَّتَانِ حالتِ رفع میں اور اَللَّتَيْنِ حالتِ نصب اور حالتِ جر میں استعمال کیا جاتا ہے- ۶-اَللَّاتِيْ، اَللَّوَاتِيْ، اَللَّائِيْ، اَللَّاءِ: یہ سب جمع مؤنّث کے لیے استعمال ہوتے ہیں، خواہ عاقل ہو یا غیر عاقل- ۷-اَلْأُلٰی: جمع مذکر و مؤنّث، عاقل و غیر عاقل سب کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے: فَازَ التَّلَامِيْذُ الْأُلٰی اجْتَهَدُوْا، فَازَتِ التِلْمِيْذَاتُ الْأُلٰی اجْتَهَدْنَ، اِقْرَءِ الكتب الْأُلٰی تَنْفَعُکَ۔

(ب) اسم موصول مشترک: اسمائے موصولہ مشترکہ درج ذیل ہیں:

مَنْ، مَا، أَيٌّ، ذَا، ذُو، أَلْ۔

۱-مَنْ: یہ عموماً عاقل کے لیے آتا ہے۔ جیسے: 'اِقْبَلْ عُذْرَ مَنِ اعْتَذَرَ إِلَيْکَ"۔ (اس کی معذرت قبول کر جو تجھ سے معذرت کرے۔)

۲-مَا: یہ غیر عاقل کے لیے آتا ہے۔ جیسے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا مَا فَرَطَ مِنَّا۔ (اے اللہ! وہ غلطی بخش دے جو بے سوچے سمجھے ہم سے صادر ہوگئی۔)

فائدہ: مذکورہ بالا حکم اکثری ہے، کُلّی نہیں ہے، کیوں کہ "مَنْ" کبھی غیر عاقل کے لیے اور "ما" عاقل کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے قرآن کریم ہے: "وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ ۭ" [النور: ۴۵] اور ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ" [النساء: ۳]

۳-أَيٌّ: یہ عاقل اور غیر عاقل دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے، اس کی مؤنّث "أَيَّة" ہے۔ یہ دو شرطوں کے ساتھ ضمّہ پر مبنی ہوتا ہے: (۱) معرفہ کی طرف مضاف ہو۔ (۲) اس کے صلہ کی ابتدا میں واقع ہونے والی ضمیر محذوف ہو۔ جیسے آیتِ کریمہ: "ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا" [مریم: ۶۹]، کیوں کہ یہ اصل میں "أَيُّهُمْ هُوَ أَشَدُّ" ہے۔

دراصل اس کے استعمال کی چار صورتیں ہیں:

پہلی صورت یہ ہے کہ یہ مضاف ہو اور صلہ کا پہلا جُز محذوف ہو۔ جیسے مذکورہ بالا آیت کریمہ۔

دوسری صورت یہ ہے کہ یہ مضاف ہو اور صلہ کا پہلا جُز لفظ میں مذکور ہو۔ جیسے: "يَسُرُّنِيْ أَيُّهُمْ هُوَ مُؤَدَّبٌ۔" (مجھے اس سے خوشی ہوتی ہے جو باادب ہے۔)

تیسری صورت یہ ہے کہ یہ مضاف نہ ہو اور صلہ کا پہلا جز مذکور ہو۔ جیسے: "يَسُرُّنِيْ أَيٌّ هُوَ مُؤَدَّبٌ۔"

چوتھی صورت یہ ہے کہ یہ نہ مضاف ہو اور نہ صلہ کا پہلا جز مذکور ہو۔ جیسے "یَسُرُّنِيْ أَيٌّ هُوَ مُؤَدَّبٌ۔"

ان میں سے پہلی صورت میں یہ ضمّہ پر مبنی ہے اور بقیہ تینوں صورتوں میں معرب ہے۔

• "أَيٌّ" میں اصل کے لحاظ سے بہت ابہام ہوتا ہے، اس لیے معرفہ کی طرف اس کی اضافت ضروری ہے، تاکہ اس کا ابہام دور ہو اور یہ معرفہ ہو جائے اس کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کا عامل فعلِ مستقبل ہو جو اس سے پہلے آئے اور اس کا صلہ فعل ماضی نہ ہو۔ اس کے عامل کا پہلے آنا اس لیے ضروری ہے تاکہ اس میں اور "أَيْ" شرطیہ و استفہامیہ میں امتیاز ہو جائے۔ کیوں کہ ان دونوں کے لیے جملے کی ابتدا میں آنا اور عامل کا مؤخّر ہونا لازم ہوتا ہے۔

۴-ذَا: یہ عاقل اور غیر عاقل دونوں کے لیے آتا ہے، یہ اس وقت اسم موصول ہوتا ہے جب "مَنْ" یا "مَا" استفہامیہ کے بعد آئے اور اشارہ کے لیے نہ ہو۔ ( ) اور نہ ہی ان میں سے کسی کے ساتھ مرکب ہے۔ جیسے: مَنْ ذَا لَقِيْتَ؟ (کون ہے جس سے تو نے ملاقات کی؟) و مَاذَا فَعَلْتَ؟ (کیا ہے وہ جو تو نے کیا؟)

۵-ذُو: یہ صرف قبیلۂ بنی طے کی زبان میں "اَلَّذِيْ" کے معنی میں اسم موصول ہوتا ہے۔ عاقل اور غیر عاقل دونوں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ ہر حالت میں واوِ ساکن پر مبنی ہوتا ہے۔ اور واحد، تثنیہ، جمع سب کے لیے یکساں استعمال ہوتا ہے، جیسے عربی شاعر "سنان طائی" کا درج ذیل شعر:

فَإِنَّ الْمَاءَ مَاءُ أَبِيْ وَجَدِّيْ

وَبِئْرِيْ ذُوْ حَفَرْتُ وَ ذُوْ طَوَيْتُ

۶-أَلْ: یہ عاقل اور غیر عاقل دونوں کے لیے آتا ہے۔ اور اس شرط کے ساتھ اسم موصول ہوتا ہے کہ یہ کسی صریح اسم صفت (یعنی اسم فاعل، اسم مفعول یا اسم مبالغہ) پر داخل ہو، جیسے "أَقْبَلَ الشَّاكِرُ وَالْمَشْكُوْرُ وَالشَّكُوْرُ۔" اس کے بعد آنے والے صفت کے صیغے جملے کے درجے میں ہوتے ہیں۔ لہٰذا الشَّاكِرُ کا معنی ہے: أَلَّذِى شَكَرَ۔ "اَلْمَشْكُوْرُ کا معنی ہے: "أَلَّذِى شُكِرَ۔" اور الشَّكُوْرُ کا معنی ہے: "أَلَّذِى يَشْكُرُ كَثِيْراً۔"

5.6.2 صِلَہ، عائد، محلِّ اعراب:

(الف) صِلہ: وہ جملہ خبریہ ہے جو اسم موصول کے بعد آئے اور اس کے بغیر اسم موصول کا معنیٰ مکمل نہ ہو۔ اس جملے کے لیے کوئی محل اعراب نہیں۔

(ب) عائد: صلہ میں اسم موصول کی طرف لوٹنے والی ضمیر ہوتی ہے، اسی کو "عائد" کہا جاتا ہے۔ اسمِ موصولِ خاص کی طرف لوٹنے والی ضمیر کے لیے ضروری ہے کہ واحد، تثنیہ، جمع، مذکر اور مؤنث ہونے میں اسمِ موصول کے مطابق ہو۔ جیسے: أَكْرِمِ الَّذِيْ كَتَبَ، أَكْرِمِ اللَّذَيْنِ كَتَبَا، أَكْرِمِ الَّذِيْنَ كَتَبُوْا، أَكْرِمِ الَّتِيْ كَتَبَتْ، أَكْرِمِ اللَّتَيْنِ كَتَبَتَا، أَكْرِمِ اللَّاتِيْ كَتَبْنَ۔"

اور اسم موصول مشترک کی طرف لوٹنے والی ضمیر میں دو صورتیں جائز ہیں:

(ا) اسم موصول کے لفظ کی رعایت کرتے ہوئے ہر صورت میں واحد مذکر کی ضمیر لائی جائے اور زیادہ تر یہی صورت استعمال میں آتی

ہے۔ جیسے أَکْرِمْ مَنْ هَذَّبَکَ۔

(۲) اسم موصول کے معنی کی رعایت کرتے ہوئے واحد، تثنیہ، جمع، مذکّر اور مؤنّث ہونے میں ضمیر اس کے مطابق لائی جائے۔

لیکن اگر لفظ کی رعایت کرنے میں معنیٰ کے اعتبار سے التباس واشتباہ ہوتا ہو تو معنی کی رعایت واجب ہوگی۔ جیسے ''تَصَدَّقْ عَلٰی مَنْ سَأَلَتْکَ۔'' (اس خاتون کو صدقہ دے جس نے تجھ سے صدقہ مانگا ہو)، ''أَکْرِمْ مَنْ زَارَکَ، لا مَنْ زَارَتْکَ۔'' (اس شخص کی عزت کر جس نے تجھ سے ملاقات کی، اس خاتون کی نہیں جس نے تجھ سے ملاقات کی ہے۔)

(ج) اسم موصول کا محلّ اعراب، مواقعِ استعمال کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے، کبھی وہ محلّ رفع میں ہوتا ہے۔ جیسے: ''قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی'' [الاٰعلیٰ: ۱۴] کبھی محلّ نصب میں ہوتا ہے۔ ''أَحِبَّ مَنْ یُحِبُّ الْخَیْرَ'' اور کبھی محلّ جر میں ہوتا ہے۔ جیسے: ''جُدْ بِمَاتَجِدُ۔''

(د) صلہ کا اسم موصول کے بعد آنا واجب ہے، نہ تو پورے صلہ کو اسم موصول سے پہلے لایا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس کے کسی جُز کو۔

(ہ) اسم موصول کی طرف لوٹنے والی ضمیر کو صلہ سے حذف کرنا جائز ہے، جب کہ التباس کا اندیشہ نہ ہو۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ: ''وَیَعْلَمُ مَاتُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ۔'' [التغابن: ۴] یہ اصل میں ''مَاتُسِرُّوْنَهُ وَمَاتُعْلِنُوْنَ'' ہے۔

معلومات کی جانچ:

(۱) اسم موصول اور صلہ کی تعریف کرتے ہوئے اسم موصول کی قسمیں بتائیے۔

(۲) اسم موصول مشترک کسے کہتے ہیں، اور کون کون سے ہیں؟

(۳) ''أَيّ'' کے معرب اور مبنی ہونے کی صورتیں مثالوں کے ساتھ بیان کیجیے۔

(۴) ''عائد'' کسے کہتے ہیں؟ اور اس کے احکام کیا ہیں؟

5.7 أسماء الاستفهام (اسمائے استفہام)

''اِسْتِفْهام''، باب استفعال کا مصدر ہے جس کا لغوی معنی ہے: کسی سے کوئی چیز دریافت کرنا، کسی چیز کے بارے میں معلومات دینے کی درخواست کرنا۔ اور ''جن کلمات کے ذریعے کسی سے کوئی شۓ دریافت کی جاتی ہے انھیں ''کلمات استفہام'' یا ''ادواتِ استفہام'' کہا جاتا ہے۔

5.7.1 ادواتِ استفہام تیرہ ہیں:

۱- ہمزۂ مفتوحہ یعنی: ۱۔ أَ -۲- هَلْ -۳- مَنْ -۴- مَنْ ذَا -۵- مَا -۶- مَاذَا -۷- مَتٰی -۸- أَیَّانَ -۹- أَیْنَ -۱۰- کَیْفَ -۱۱- أَنّٰی -۱۲- کَمْ -۱۳- أَيّ۔

ان میں پہلے دو حرف ہیں، اور باقی گیارہ اسم ہیں۔ ہمیں یہاں انہیں گیارہ اسمائے استفہام کے بارے میں جاننا ہے۔

5.7.2 تمام کلماتِ استفہام کا کلام کی ابتدا میں آنا ضروری ہے، اور جس جملے پر یہ داخل ہوتے ہیں اس کے کسی جُز کا ان سے پہلے لانا صحیح نہیں۔

5.7.3 اسمائے استفہام کے معانی اور احکام:

مذکورہ بالا گیارہ اسمائے استفہام کے معانی اور کچھ احکام مندرجہ ذیل ہیں:

(۱-۲) مَنْ ، مَنْ ذَا : (کون، کس)، ان دونوں کے ذریعے ذوی العقول کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے، جیسے: "مَنْ اکْتَشَفَ أَمِيْرِكَا؟" (امریکا کا سراغ کس نے لگایا؟)، "مَنْ ذَا قَادِمٌ؟" (کون آنے والا ہے؟)

(۳-۴) مَا ، مَاذَا: (کیا چیز، کس چیز، کیا)، اِن کے ذریعے غیر ذوی العقول کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے، جیسے: "مَا اسْمُکَ؟" (تیرا نام کیا ہے؟)، "مَا أَكَلْتَ؟" (تونے کیا چیز کھائی؟ تونے کیا کھایا؟)، "مَاذَا أَقْلَقَکَ؟" (کس چیز نے تجھے پریشان کیا؟)

فائدہ: کبھی مَنْ، مَا، مَنْ ذَا اور مَاذَا پر لام حرف جر داخل کر دیا جاتا ہے؟ جیسے ارشادِ باری تعالیٰ: "لِمَنِ الْمُلْکُ الْيَوْمَ؟" (آج کس کی بادشاہی ہے؟)، "يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَ قَدْ تَعْلَمُوْنَ أَنِّيْ رَسُوْلُ اللهِ إِلَيْكُمْ." [الصّف:۵] (اے میری قوم! مجھے کیوں ستاتے ہو، حالاں کہ تم جانتے ہو کہ میں تمھاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔)، "لِمَاذَا تَأَخَّرَ هٰؤُلاءِ الْمُسَافِرُوْنَ عَنْ مَوْعِدِ الْقِطَارِ؟" (یہ مسافر، ٹرین کے وقت سے لیٹ کیوں ہوئے؟)

مَا اور مَنْ پر لام کے علاوہ عَنْ، مِنْ، ب، فِي وغیرہ حروفِ جارّہ بھی حسب موقع داخل ہوتے ہیں۔ اور "مَا" پر جب کوئی حرف جر آتا ہے تو "مَا" کا الف گر جاتا ہے، جیسے "عَمَّ يَتَسَاءَلُوْنَ" [النبا:۱] (یہ آپس میں کس چیز کے بارے میں پوچھ گچھ کر رہے ہیں؟)

(۵) مَتیٰ : (کب، کس وقت)، اس کے ذریعہ زمانۂ ماضی اور زمانۂ مستقبل کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے، جیسے: "مَتیٰ لَقِيْتَ عَاصِمًا؟" (تونے عاصم سے کب ملاقات کی؟) "مَتیٰ تَذْهَبُ إِلیٰ مَكَّةَ؟" (تو مکّہ کب جائے گا؟) اس پر کبھی "إِلیٰ" یا "حَتّٰی" جارّہ بھی آتا ہے۔ جیسے: "إِلیٰ مَتیٰ تَنْتَظِرُ الْقِطَارَ؟" (تو کب تک ٹرین کا انتظار کرے گا؟)، "حَتّٰی مَتیٰ يَبْقَی الضَّالُّ فِيْ ضَلالَتِهِ؟" (گمراہ اپنی گمراہی میں کب تک رہے گا؟)

(۶) أَيَّانَ : (کب، کس وقت) اس کے ذریعہ زمانۂ مستقبل کے بارے میں دریافت کیا جاتا ہے، جیسے: "أَيَّانَ يَبْدَأُ الْإِمْتِحَانُ؟" (امتحان کب شروع ہوگا؟)

(7) أَيْنَ : (کہاں، کس جگہ) اس کے ذریعہ کسی شے کی موجودگی کی جگہ معلوم کی جاتی ہے، جیسے: "أَيْنَ أَخُوْکَ؟" (تیرا بھائی کہاں ہے؟)، "أَيْنَ تَتَعَلَّمُوْنَ؟" (تم لوگ کہاں تعلیم حاصل کرتے ہو؟)

(8) كَيْفَ : (کیسا، کیسے، کس طرح، کس حال میں، کیا) یہ کسی شے کی حالت اور کیفیت کے متعلّق سوال کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: "كَيْفَ أَبُوْکَ؟" (تیرے والد کیسے ہیں؟)، "كَيْفَ أَنْتُمْ؟" (تم لوگ کس حال میں ہو؟)

(9) أَنّٰی : (کہاں سے، کیسے، کب) اس کے ذریعہ کسی جگہ کے بارے میں دریافت کیا جاتا ہے، جیسے: "قَالَ يٰمَرْيَمُ أَنّٰی لَکِ هٰذَا" [آل عمران:۳۷] (کہا اے مریم! یہ تیرے پاس کہاں سے آیا؟) اور کبھی یہ كَيْفَ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، جیسے "أَنّٰی يَنْتَصِرُ الْعَرَبُ وَ هُمْ أَشْتَاتٌ؟" (عرب کیسے کامیاب ہوں گے جب کہ وہ منتشر ہیں؟) اور کبھی مَتیٰ کے معنی میں بھی آتا ہے، جیسے: "أَنّٰی اسْتَيْقَظْتَ؟" (تو کب بیدار ہوا؟)

(10) كَمْ : (کتنا، کتنے، کئے) اس کے ذریعہ کسی مبہم شے کی گنتی جاننے کے لیے سوال کیا جاتا ہے۔ جیسے: "كَمْ رَجُلًا سَافَرَ؟" (کتنے آدمیوں نے سفر کیا؟)، اس کی تمیز مفرد منصوب ہوتی ہے، جیسے کہ مذکورہ مثال میں آپ نے دیکھا۔ اس سے پہلے حرفِ جر اور مضاف کے علاوہ کوئی چیز نہیں آسکتی۔ جیسے: "بِكَمْ دِرْهَمًا اشْتَرَيْتَ هٰذَا الْكِتَابَ؟" (یہ کتاب تونے کتنے درہم میں خریدی؟)، "مُمَثِّلُوْ كَمْ دَوْلَةً فِي الْمُؤْتَمَرِ

الْعَالَمِيْ؟" (کتنے ملکوں کے نمائندے عالمی کانفرنس میں شریک ہوئے؟)

(11) أَيّ: (کون، کس، کیا چیز) اس کے ذریعے کسی شے کی تعیین مطلوب ہوتی ہے۔ جیسے: "أَيُّ رَجُلٍ جَاءَ؟" (کون آدمی آیا؟) یہ جب استفہام کے لیے آتا ہے تو بہرحال معرب ہوتا ہے، اسمائے استفہام میں اس کے علاوہ کوئی معرب نہیں۔

یہ کبھی مبتدا بنتا ہے تو مرفوع ہوتا ہے جیسے سابقہ مثال میں۔ کبھی مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہوتا ہے جیسے: "أَيَّ كِتَابٍ اشْتَرَيْتُمْ؟" (تم لوگوں نے کون سی کتاب خریدی؟) اور کبھی اس پر حرفِ جر داخل ہوتا ہے یا مضاف الیہ بنتا ہے تو مجرور ہوتا ہے، جیسے: "مِنْ أَيِّ بَلَدٍ أَنْتَ؟" (تو کس ملک کا ہے؟)، "رَئِيسُ أَيِّ بَلَدٍ يَزُوْرُ الهندَ؟" (کس ملک کا صدر ہندوستان کا دورہ کرے گا؟)۔

معلومات کی جانچ:

(۱) استفہام اور اسمائے استفہام سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

(۲) اسمائے استفہام کتنے اور کون کون ہیں؟

(۳) "مَنْ" اور "مَا" استفہامیہ کے معانی اور استعمال کے طریقے بیان کیجیے۔

(۴) "كَمْ" استفہامیہ کے بارے میں اپنی معلومات بیان کیجیے۔

(۵) "أَيّ" استفہامیہ کا معنی اور اعراب مثالوں کے ساتھ بیان کیجیے۔

5.8 أسماءالإشارة (اسمائے اشارہ)

5.8.1 گفتگو کے دوران جب کسی مخصوص اور معیّن شے کی طرف اشارہ کرنا ہوتا ہے تو اس کے لیے مخصوص الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔ جیسے "وہ بکری بیٹھی ہے۔ یہ آدمی کھڑا ہے۔ اُس طالب علم نے سبق یاد کرلیا۔ اِس بچّی نے دودھ پیا۔" ان جملوں میں "وہ، یہ، اُس، اِس" اردو میں اسمِ اشارہ ہیں۔ اور "بکری، آدمی، طالب علم اور بچّی" مُشار الیہ ہیں۔

اِسی طرح عربی زبان میں بھی اشارے کے لیے کچھ مخصوص الفاظ آتے ہیں جنھیں "اسمائے اشارہ" کہا جاتا ہے۔ اور ان سے جن چیزوں کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے انھیں "مُشَارٌ إلَيْهِ" کہا جاتا ہے۔ جیسے: "هٰذَا التِّلْمِيْذُ" (یہ طالب علم)، "ذٰلِکَ الْكِتَابُ" (وہ کتاب)، "هٰذِهِ الْمَحَطَّةُ" (یہ اسٹیشن)، "تِلْکَ الْبَرَّادَةُ" (وہ واٹر کولر)۔ ان مثالوں میں هذا، ذٰلِکَ، هٰذِهِ اور تِلْکَ اسمِ اشارہ ہیں، اور اَلتِّلْمِيْذُ، اَلْكِتَابُ، اَلْمَحَطَّةُ، اَلْبَرَّادَةُ مشار الیہ ہیں۔ عربی زبان میں اسمائے اشارہ کی تفصیل درج ذیل نقشے سے واضح ہوتی ہے:

	واحد	تثنیہ	جمع
مذکر	ذَا	ذَانِ، ذَيْنِ	أُولَاءِ، أُولىٰ
مؤنّث	تَا، تِيْ، تِهْ، تِهِ، تِهِ، ذِهْ، ذِهِ، ذِهِ	تَانِ، تَيْنِ	أُولَاءِ، أُولىٰ

5.8.2 ان میں ذَانِ اور تَانِ حالتِ رفع میں استعمال ہوتے ہیں اور ذَيْنِ، تَيْنِ حالتِ نصب و جر میں استعمال کیے جاتے ہیں- أُولَاءِ اور أُولىٰ جمع کے لیے آتے ہیں، خواہ مذکر ہو یا مؤنّث، یوں ہی وہ عاقل کی جمع ہو۔ جیسے: "أُولٰئِکَ عَلىٰ هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَأُولٰئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔"

[البقرۃ:۵] یا غیر عاقل کی۔ جیسے: "إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالفُؤَادَ كُلُّ أُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلاً۔" [الإسراء:۳۶] لیکن زیادہ تر اس سے عُقَلا کی طرف اشارہ ہوتا ہے، اور غیر عُقَلا کے لیے "تِلْکَ" استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے: "وَتِلْکَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ۔" [آل عمران: ۱۴۰]

5.8.3 أُولَاءِ اور أُولِیٰ کا واو، صرف لکھنے میں آتا ہے، پڑھنے بولنے میں نہیں آتا۔ جیسے فارسی میں خُورْ د اور خواجہ کا واو۔

5.8.4 اوپر کے نقشے میں جو اسما ذکر کیے گئے ہیں وہ اصل میں اسمائے اشارہ ہیں۔ ان کے ساتھ تین حروف استعمال کیے جاتے ہیں:

(۱) "ھا": اس کو ہائے تنبیہ کہتے ہیں۔ (۲) "کاف": اسے کافِ خطاب کہا جاتا ہے۔ (۳) "لام": اس کو لامِ تبعید کہتے ہیں۔

(الف) جو اسمائے اشارہ کافِ خطاب اور لامِ تبعید سے خالی ہوتے ہیں وہ قریب کی کسی چیز کی طرف اشارہ کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں، خواہ ان کے ساتھ ہائے تنبیہ لگی ہوئی ہو، یا نہ لگی ہوئی ہو۔ جیسے: ذَا، هٰذَا، ذَانِ، هٰذانِ، تَانِ، هَاتَانِ، أُولَاءِ، هٰؤُلَاءِ۔

(ب) جن اسمائے اشارہ کے ساتھ کافِ خطاب لگا ہوتا ہے وہ درمیان کی کسی چیز کی طرف اشارہ کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ خواہ وہ ہائے تنبیہ کے ساتھ ہوں۔ جیسے: هٰذاک، هَاتِيکَ الخ، یا ہائے تنبیہ کے بغیر ہوں۔ جیسے: ذَاکَ، تِيکَ، ذَانِکَ، تَانِکَ، أُولَاکَ۔

(ج) اور جن اسمائے اشارہ کے آخر میں لامِ تبعید اور کافِ خطاب دونوں آتے ہیں وہ دور کی کسی چیز کی طرف اشارہ کے لیے آتے ہیں۔ جیسے: ذٰلِکَ، تِلْکَ اور اسم اشارہ تثنیہ نونِ مشدّد کے ساتھ صرف بعید کے لیے آتا ہے۔ جیسے: ذَانِّکَ، تَانِّکَ۔ اسی طرح "أُولئک" بھی مشار الیہ بعید کے لیے آتا ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہو گیا کہ مشار الیہ کی نزدیکی اور دوری کے اعتبار سے اسمائے اشارہ کے تین مراتب ہیں: (۱) اسم اشارہ قریب (۲) اسم اشارہ متوسّط (۳) اسم اشارہ بعید۔

5.8.5 اوپر بتایا گیا کہ مشار الیہ کے بعید ہونے کو بتانے کے لیے اسم اشارہ میں لامِ تبعید آتا ہے۔ لیکن یہ لام درج ذیل صورتوں میں نہیں آتا ہے:

(۱) تثنیہ والے اسم اشارہ کے ساتھ۔ (۲) أُولَاءِ کے ساتھ جو جمع کے لیے آتا ہے۔ لیکن "أُولیٰ" الف مقصورہ کے ساتھ ہو تو لام کا لانا اور نہ لانا دونوں جائز ہے۔ مثلاً: "أُولَاکَ أَصْدِقَائِيْ۔" اور "أُولَالِکَ أَصْدِقَائِيْ۔" دونوں طرح صحیح ہے۔ (۳) واحد مؤنّث کے ان اسمائے اشارہ میں جن میں کافِ خطاب نہیں آتا۔ وہ یہ ہیں: ذِهْ، ذِهِ، ذِهٖ، تِهْ، تِهِ، تِهٖ۔ (۴) ہر وہ اسم اشارہ جس کے ساتھ ہائے تنبیہ لگی ہوئی ہو۔

5.8.6 ہائے تنبیہ اور اسم اشارہ کے درمیان مشار الیہ کی ضمیر لانا جائز ہے۔ جیسے: هَا أَنَا ذَا، هَا أَنْتِ ذِيْ، هَا أَنْتُما ذَانِ، هَا نَحْنُ تَانِ، هَا نَحْنُ أُولَاءِ۔ یہی بہتر اور زیادہ فصیح ہے، اور قرآن کریم میں بھی وارد ہے۔ جیسے: "هَا أَنْتُمْ أُولَاءِ تُحِبُّوْنَكُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ" [آل عمران:۱۱۹] اور کافِ تشبیہ کا بھی دونوں کے درمیان آنا شائع و ذائع ہے۔ جیسے: هٰكَذَا۔

5.8.7 اسم اشارہ مشار الیہ کی حالت بتاتا ہے، اس لیے واحد، تثنیہ، جمع، مذکّر اور مؤنّث ہونے میں وہ مشار الیہ کے مطابق ہوتا ہے۔ اور کافِ خطاب مُخاطَب کی حالت بتاتا ہے، اس لیے وہ مخاطب کی حالت کے مطابق واحد، تثنیہ، جمع اور مذکر و مؤنّث ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر درج ذیل

قرآنی آیات میں اس کا استعمال غور سے دیکھیے:

- ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْہِ۔ اس میں مشار الیہ اور مخاطب دونوں واحد مذکر ہیں۔
- ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ۔ اس میں مشار الیہ واحد مذکر اور مخاطب جمع مذکر ہے۔
- فَذٰلِکُنَّ الَّذِیْ لُمْتُنَّنِیْ فِیْہِ۔ اس میں مشار الیہ واحد مذکر اور مخاطب جمع مؤنث ہے۔
- فَذٰنِکَ بُرْھَانَانِ مِنْ رَّبِّکَ۔ اس میں مشار الیہ تثنیہ مذکر اور مخاطب واحد مذکر ہے۔

قرآن کریم میں اس طرح کی اور بہت سی مثالیں ہیں۔

5.8.8 کسی جگہ کی طرف اشارہ کرنے کے لیے دو اسم اشارہ آتے ہیں: (۱) ھُنا (۲) ثَمَّ۔

"ھُنَا" کی ابتدا میں کبھی ہائے تنبیہ لگاتے ہیں تو یہ "ھٰھُنا" ہوجاتا ہے۔ یہ دونوں حالتوں میں قریب کی جگہ کی طرف اشارہ کے لیے آتا ہے۔ کبھی اس کے آخر میں کافِ خطاب لگا دیتے ہیں تو یہ "ھُنَاکَ" ہوجاتا ہے اور درمیانی جگہ کی طرف اشارے کے لیے آتا ہے جو نہ دور ہو، نہ نزدیک۔

اور کبھی اس کے آخر میں لامِ تبعید اور کافِ خطاب لگا دیتے ہیں تو "ھُنَالِکَ" بن جاتا ہے اور دور کی جگہ کی طرف اشارے کے لیے آتا ہے۔ اسی طرح "ثَمَّ" اور "ثَمَّةَ" بھی دور کی جگہ کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

معلومات کی جانچ:

(۱) اسمائے اشارہ کتنے اور کون کون ہیں؟

(۲) اسمِ اشارہ کے ساتھ ہائے تنبیہ، یا کافِ خطاب یا کاف اور لام دونوں لگے ہوں تو وہ کس کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں؟

(۳) کن صورتوں میں اسمائے اشارہ کے ساتھ لامِ تبعید نہیں آتا؟

(۴) ذٰلِکَ، ذٰلِکِ، ذٰلِکُمْ اور ذٰلِکُنَّ کے درمیان کیا فرق ہے؟

(۵) اسمائے اشارہ برائے مکان کون کون ہیں؟ وضاحت کے ساتھ بتائیے۔

5.9 أسماء الکنایة (اسمائے کنایہ)

5.9.1 اسمِ کنایہ:

وہ اسم ہے جس کے ذریعے مبہم عدد، یا مبہم بات اور کام بیان کیا جائے۔ جیسے: کَمْ، کَذَا، کَیْتَ، ذَیْتَ اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) عدد سے کنایہ (۲) بات اور کام سے کنایہ۔

5.91 بات سے کنایہ:

مبہم بات کو بتانے اور بیان کرنے کے لیے دو اسم آتے ہیں: ۱- کَیْتَ -۲- ذَیْتَ۔ لیکن ذَیْتَ کبھی مبہم کام کو بتانے کے لیے بھی آتا ہے۔ یہ دونوں تنہا تنہا استعمال نہیں ہوتے، بلکہ مکرّر رہو کر استعمال ہوتے ہیں، زیادہ تر عطف کے طور پر اور کبھی بغیر عطف کے۔ جیسے: قُلْتُ کَیْتَ

وَ کَیتَ (میں نے ایسا ایسا کہا)-• قُلتُ ذَیتَ و ذَیتَ •قُلتُ کَیتَ کَیتَ•قُلتُ ذَیتَ ذَیتَ۔ سب کا ترجمہ وہی ہوگا جو گزر چکا۔• فَعَلتُ ذَیتَ وَ ذَیتَ•فَعَلتُ ذَیتَ ذَیتَ ۔(میں نے ایسا ایسا کیا۔)

5.9.3 عدد سے کنایہ: عددِ مبہم کو بتانے کے لیے تین اسم آتے ہیں:

ا-کَمْ -۲-کَأَیِّنْ-۳-کَذَا۔ ان کے بارے میں کچھ تفصیل درج ذیل ہے:

(الف) کَمْ: اس کی دو قسمیں ہیں: استفہامیہ۔خبریہ۔

ا-کم استفہامیہ: اس کے ذریعے کسی معدودِ مبہم کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے، اور سوال کا مقصد اس کی تعداد کی جان کاری لینا ہوتا ہے۔ جیسے: "کَمْ رَجلاً سَافَرَ؟" (کتنے آدمیوں نے سفر کیا؟)

- اس کی تمیز عموماً مفرد اور منصوب ہوتی ہے۔لیکن جب "کَمْ" پر کوئی حرف جر داخل ہو تو تمیز سے پہلے "مِنْ" جارّہ کے مقدّر ہونے کی وجہ سے اس کو مجرور کرنا بھی جائز ہے۔جیسے: "بِکَمْ رُوْبِیَۃٍ اِشْتَرَیْتَ ھٰذِہِ الدَّارَ؟" (یہ گھر تم نے کتنے روپے میں خریدا؟)، اس صورت میں تمیز سے پہلے "مِنْ" کو لفظ میں لانا بھی جائز ہے۔جیسے: "بِکَمْ مِنْ رُوْبِیَۃٍ اِشْتَرَیْتَ ھٰذِہِ الدَّارَ؟" مگر تمیز کو منصوب لانا بہتر ہے۔
- کم استفہامیہ اور اس کی تمیز کے درمیان کسی اور لفظ کو لانا بھی جائز ہے، اور یہ لفظ عموماً شبہِ جملہ (ظرف یا جار و مجرور) ہوتا ہے۔جیسے: "کَمْ عِنْدَکَ کِتَاباً؟" (تمھارے پاس کتنی کتابیں ہیں؟)، "کَمْ فِيْ الدَّارِ رَجلاً؟" (گھر میں کتنے آدمی ہیں؟)۔ کَمْ کی خبر یا کَمْ کا عامل درمیان میں کم ہی آتا ہے۔جیسے: "کَمْ جَاءَکَ رَجلاً؟" (کتنے مرد تمھارے پاس آئے؟)، "کَمْ اشْتَرَیْتَ کِتَاباً" (تم نے کتنی کتابیں خریدیں؟)
- جب قرینہ پایا جائے اور اشتباہ کی صورت نہ ہو تو اس کی تمیز کا حذف کرنا بھی جائز ہے۔جیسے "کَمْ مَالُکَ؟" یعنی "کَمْ رُوْبِیَۃً مَالُکَ؟" یا۔ "کَمْ دِرْھَماً/دِیْنَاراً مَالُکَ؟"

۲-کَمْ خبریہ: یہ ابہام کے ساتھ کسی شے کی تعداد کی کثرت کو بتاتا ہے۔جیسے: "کَمْ کِتَابٍ دَرَسْتُ۔" (میں نے کتنی ہی/ بہت سی کتابیں پڑھیں)

- اس کی تمیز مفرد اور نکرہ ہوتی ہے جو اس کا مضاف الیہ ہونے یا "مِنْ" حرفِ جر کے اس پر داخل ہونے کی وجہ سے مجرور ہوتی ہے، جیسے: کَمْ مَدِیْنَۃٍ زُرْتُ، کَمْ مِنْ مَدِیْنَۃٍ زُرْتُ۔(میں نے کتنے ہی/ بہت سے شہروں کا دورہ کیا)۔اور کبھی اس کی تمیز جمع اور نکرہ ہوتی ہے اور اس صورت میں بھی مجرور ہوتی ہے۔جیسے "کَمْ عُلُوْمٍ أَعْرِفُ۔" (میں کتنے ہی/ بہت سے علوم جانتا ہوں)۔
- کَمْ استفہامیہ ہی کی طرح کَمْ خبریہ اور اس کی تمیز کے درمیان کسی اور لفظ کو لانا بھی جائز ہے جو عموماً ظرف یا جار و مجرور ہوتا ہے۔اور اس صورت میں اس کی تمیز کو منصوب کرنا، یا اس پر "مِنْ" داخل کرنا واجب ہوتا ہے۔جیسے: "کَمْ عِنْدِيْ دِرْھَماً۔" (میرے پاس بہت سے/ کتنے ہی درہم ہیں)، "کَمْ فِيْ الْھِنْدِ حِزْباً سِیَاسِیّاً۔" (ہندوستان میں کتنی ہی / بہت سی سیاسی پارٹیاں ہیں)۔یا۔ "کَمْ عِنْدَکَ مِنْ دِرْھَمٍ"۔ "کَمْ فِيْ الْھِنْدِ مِنْ حِزْبٍ سَیَاسِيٍّ۔"
- کَمْ استفہامیہ ہی کی طرح کَمْ خبریہ بھی جملے کے شروع میں آتا ہے اور حرفِ جر اور مضاف کے علاوہ کسی اور لفظ کو اس سے پہلے لانا جائز نہیں۔ جیسے: "إِلیٰ کَمْ مَدِیْنَۃٍ سَافَرْتُ!" (میں نے کتنے شہروں کا سفر کیا) "خُطْبَۃَ کَمْ خَطِیْبٍ سَمِعْتُ۔" (کتنے مقرّروں کی تقریر میں نے سنی)۔

(ب) كَأَيِّنْ: یہ کم خبریہ ہی کی طرح ابہام کے ساتھ کثرت کا معنی دیتا ہے، جملے کے شروع میں آتا ہے۔لیکن یہ ماضی کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ مضارع کے ساتھ بھی آتا ہے۔جیسے: "كَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ أَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِه۔"[الطلاق:۸] (کتنی ہی بستیوں نے اپنے رب اور اس کے رسولوں کے حکم سے سرتابی کی)۔"كَأَيِّنْ مِنْ دَابَّةٍ لاتَحْمِلُ رِزْقَهَا۔"[العنکبوت:۶۰] (اور بہت سے جانور ہیں جو اپنی روزی اٹھائے نہیں رکھتے۔) اس کی تمیز ہمیشہ "مِنْ"حرفِ جر کے ذریعے مجرور ہوتی ہے۔ كَأَيِّنْ پر کوئی حرفِ جر داخل نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی اسم اس کا مضاف بنتا ہے۔

(ج) كَذَا: یہ عددِ مبہم سے کنایہ کے لیے آتا ہے،خواہ وہ عدد قلیل ہو یا کثیر۔یہ تنہا بھی استعمال ہوتا ہے اور مکرّر ہو کر بھی۔مگر مکرّر ہو کر زیادہ استعمال ہوتا ہے،اور اس کی تمیز لازمی طور پر نکرہ اور منصوب ہوتی ہے۔مثالیں درج ذیل ہیں:

"اِشْتَرَيْتُ كَذَا كِتَاباً وَ كَذَا قَلَماً۔"(میں نے کتنی کتابیں اور اتنے اتنے قلم خریدے)،"كَتَبْتُ كَذَا وَ كَذَا مَقَالَةً۔"(میں نے اتنے اتنے مضامین لکھے)۔اور کبھی یہ غیر عدد سے کنایہ کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔جیسے:"قُلْتُ لَهُ كَذَا وَ كَذَا حَدِيْثاً۔"(میں نے اس سے یہ یہ۔یا۔ایسی ایسی باتیں کہیں)۔

معلومات کی جانچ:

(۱) اسم کنایہ کسے کہتے ہیں؟ اور اس کی کتنی قسمیں ہیں؟

(۲) "كَيْتَ" اور "ذَيْتَ" کا معنی اور طریقۂ استعمال کیا ہے؟

(۳) "كَمْ" استفہامیہ کسے کہتے ہیں اور اس کی تمیز کیسی ہوتی ہے؟

(۴) "كَأَيِّنْ" کے بارے میں اپنی معلومات بیان کیجیے۔

(۵) "كَذَا" کس معنی کے لیے آتا ہے اور کس طرح استعمال کیا جاتا ہے؟

5.10 أسماء الأفعال (اسمائے افعال)

5.10.1 اسمِ فعل:

وہ اسم ہے جو فعل کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور اُسی جیسا عمل کرتا ہے۔لیکن اُس کی علامتوں سے خالی ہوتا ہے۔بی اس کی تین قسمیں ہیں:

۱-اسمِ فعلِ ماضی۔ ۲-اسمِ فعلِ مضارع۔ ۳-اسمِ فعلِ امر۔

5.10.2 اسمِ فعلِ ماضی:

وہ اسم ہے جو فعلِ ماضی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ مندرجہ ذیل ہیں: ۱-هَيْهَاتَ (دور ہوا) -۲-شَتَّانَ (جدا ہوا) -۳-۴-وَشْكَانَ ،سَرْعَان (جلدی کی)-۵بِطْآنَ (دیر کی)۔

اِس قسم کے اسمائے افعال کے بعد ایک اسم آتا ہے جو فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوتا ہے۔جیسے: هَيْهَاتَ الشَّبَابُ (جوانی دور ہوئی) شَتَّانَ مَابَيْنَ العِلْمِ والجَهْلِ۔(علم اور جہالت میں بڑا فرق ہے۔)

5.10.3 اسمِ فعلِ مضارع:

وہ اسم ہے جو فعل مضارع کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ درج ذیل ہیں:

۱-أَوَّهْ (مجھے تکلیف ہے)-۲-أُفٍّ (میں ناپسند کرتا ہوں/ مجھے ناپسند ہے/ میں بے قرار ہوں۔)-۳-۴-۵-وَا، وَاهاً، وَيْ (مجھے حیرت ہے۔/ مجھے افسوس ہے۔)-۶-بَخٍ (میں آفریں کہتا ہوں/ میں شاباشی دیتا ہوں/ آفریں/ شاباش)-۷-۸-۹-بَجَلْ، قَدْ۔ قَطْ (کافی ہے/ بس)۔

5.10.4 اسمِ فعلِ امر:

وہ اسم ہے جو فعلِ امر کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

افعال کی قسموں میں اس قسم کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ ان میں سے کچھ یہ ہیں:

۱-صَهْ (ابھی چپ رہ)، هَلُمَّ (آؤ، لاؤ) -۲-مَهْ (رُک، ٹھہر)-۳-رُوَيْدَ (چھوڑ، مہلت دے) -۴-بَلْهَ (چھوڑ)-۵-هَا-۶-عِنْدَكَ-۷-لَدَيْكَ-۸-دُوْنَكَ-۹-إِلَيْكَ (لو، پکڑو) -۱۰-عَلَيْكَ (لازم پکڑو، لازم رہو)-۱۱-حَيَّ و حَيَّ هَلَا و حَيَّهَلْ (جلدی آؤ، جلدی کرو، متوجہ ہو)-۱۲-هَيَا هَيَا (آؤ آؤ، جلدی کرو، چلو چلیں۔)-۱۳- هَيْتَ لَكَ (آؤ، یہاں آؤ)-۱۴۔آمین (قبول کر، ایسا ہی ہو)-۱۵-نَزَالِ (اُتر)۔

5.10.5 اسمائے افعال کے احکام:

(۱) تمام اسمائے افعال مبنی ہیں، خواہ قیاسی ہوں یا سماعی۔ جو اسمائے افعال "فَعَالِ" کے وزن پر امر کے معنی میں آتے ہیں وہ کسرہ پر مبنی ہیں، باقی سماعی ہیں وہ مذکورہ بالا تصریح کے مطابق فتحہ، کسرہ یا سکون پر مبنی ہیں۔

(۲) یہ فعل ہی کی طرح متعدی اور لازم ہوتے ہیں۔ تو ان میں سے جو فعلِ متعدی کے معنی میں ہیں وہ متعدی ہیں اور جو فعلِ لازم کے معنی میں ہیں، وہ لازم ہیں۔ جو لازم ہیں ان کا فاعل حسبِ موقع اسمِ ظاہر یا ضمیر ہوتا ہے جو مرفوع ہوتا ہے جیسے: "هَيْهَاتَ يَوْمُ النَّجَاحِ۔" (کامیابی کا دن دور ہوا۔) اور جو متعدی ہیں ان کے اندر فاعل کی ضمیر مستتر ہوتی ہے، اور ان کے بعد والا اسم ظاہر مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہوتا ہے۔ جیسے "هَلُمَّ شُهَدَاءَ كُمْ" (اپنے گواہ لاؤ) "رُوَيْدَ سَعِيْداً" (سعید کو چھوڑ دو)۔

(۳) یہ عمل میں ضعیف ہوتے ہیں اس لیے ان کے مفعول سے پہلے عموماً باء جارّہ لائی جاتی ہے۔ جیسے: "عَلَيْكَ بِزَيْدٍ" (تم زید کا ساتھ لازم کرلو)۔ "حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ وَعَلَى الْخَيْرِ" (نماز اور نیکی کی طرف آؤ۔)

(۴) یہ عامل ضعیف ہیں اس لیے ان کے معمول کو ان سے پہلے لانا جائز نہیں۔ لہذا: "رُوَيْدَ سَعِيْداً" کی جگہ "سَعِيْداً رُوَيْدَ" کہنا درست نہیں۔

معلومات کی جانچ:

(۱) اسمِ فعل کی تعریف اور اس کی قسمیں بیان کرو۔

(۲) پانچ ایسے اسمائے افعال بتاؤ جو امر کے معنی میں ہوں۔

(۳) اسمائے افعال کے احکام میں سے کوئی بھی دو حکم بیان کرو۔

5.11 اکتسابی نتائج

اس اکائی کے آٹھوں مباحث کا خلاصہ درج ذیل ہے:

(ا) واحد، تثنیہ، جمع:

اسم کی تین قسمیں ہیں: (ا) واحد (۲) تثنیہ (۳) جمع۔

واحد: اس اسم کو کہتے ہیں جو ایک شے کو بتائے۔ تثنیہ: وہ اسم ہے جو ایک طرح کی دو چیزوں کو بتائے، اس وجہ سے کہ اس کے آخر میں الف یا یاے ماقبل مفتوح اور نونِ مکسور لگا ہو۔ اور جمع: وہ اسم ہے جو تین یا تین سے زیادہ کو بتائے اس بنا پر کہ اس کے واحد کے وزن میں کوئی تبدیلی کر دی گئی ہو۔

تثنیہ اگر مرفوع ہو تو اس کے آخر میں نونِ مکسور سے پہلے الف آتا ہے، اور منصوب یا مجرور ہو تو نون مکسور سے پہلے یا ماقبل مفتوح آتی ہے۔ اور مضاف ہونے کی صورت میں یہ نون گر جاتا ہے۔

جمع کی دو قسمیں ہیں: (ا) مکسّر (۲) سالم

جمع مکسّر: وہ جمع ہے کہ جس کے واحد کا وزن سلامت نہ ہو، خواہ واحد کے حروف میں کچھ کمی بیشی کرنے کی وجہ سے یا صرف حرکات و سکنات کی تبدیلی سے۔

جمع مکسّر کے درج ذیل چار اوزان ایسے ہیں جو جمع قلت کے لیے آتے ہیں:

ا-أَفْعَالٌ -۲-أَفْعُلٌ -۳-أَفْعِلَةٌ -۴-فِعْلَةٌ ان کے علاوہ اور بہت سے اوزان ہیں جو جمع کثرت کے لیے آتے ہیں۔ جمع منتہی الجموع کے سارے اوزان، جمع تکسیر ہی کے اوزان ہیں۔

جمع سالم: وہ ہے جس میں واحد کا وزن سلامت ہو۔

اس کی دو قسمیں ہیں: ا-جمع مذکر سالم -۲-جمع مؤنّث سالم۔

جمع مذکر سالم: وہ جمع ہے جس کے واحد کے آخر میں نونِ مفتوح اور اس سے پہلے واو ماقبل مضموم، یا یا ماقبل مکسور ہو۔

یہ حالت رفع میں ہو تو نونِ مفتوح کے ساتھ واو ماقبل مضموم آتا ہے، اور حالت نصب و جر میں نونِ مفتوح کے ساتھ یا ماقبل مکسور آتی ہے۔ جمع مذکر سالم جب مضاف ہو تو اس کا نون گر جاتا ہے۔

جمع مؤنّث سالم: وہ جمع ہے جس کے آخر میں الف اور لمبی تا آئے۔

درج ذیل اسما کی جمع الف وتا کے ساتھ آتی ہے:

ا-وہ اسم جو کسی مؤنث کا علم ہو- ۲-وہ اسم جس کے آخر میں گول تا ہو- ۳-مؤنث کی صفت جس کے آخر میں گول تا ہو یا وہ اسم تفضیل ہو۔

۴-وہ اسم جو مذکر غیر عاقل کی صفت ہو۔ ۵-وہ مصدر جو تین حرفی سے زائد ہو اور تاکیدِ فعل کے لیے نہ آیا ہو۔ ٦-مذکر غیر عاقل کی تصغیر-۵-وہ مؤنّث جس کے آخر میں الف مقصورہ یا ممدودہ ہو۔ ۸-وہ اسم غیر عاقل جس کے شروع میں ''ابن'' یا ''ذو'' ہو۔ ۹-وہ اسم عجمی جس کی کوئی جمع مشہور نہ ہو۔ قیاسی اور سماعی طور پر ان کے علاوہ بھی کچھ اسما کی جمع مؤنث سالم آتی ہے۔

(۲) مذکر و مؤنّث: اسم کی دو قسمیں ہیں: مذکر، مؤنّث۔ مذکر کی دو قسمیں ہیں: ۱-حقیقی-۲-مجازی۔ وہ اسم جس کے مقابل میں اسی کی جنس سے کوئی مادہ ہو وہ مذکر حقیقی ہے، ورنہ مذکر مجازی۔

اسی طرح مؤنث کی بھی دو قسمیں ہیں: ۱-مؤنث حقیقی-۲-مؤنث مجازی۔ اور ان کی تعریفیں بھی مذکر کی مذکورہ بالا قسموں کی تعریفات کے طرز پر ہوں گی۔

پھر ایک دوسرے اعتبار سے بھی مؤنث کی دو قسمیں ہیں: ۱-مؤنث لفظی -۲-مؤنّث معنوی۔

مؤنث لفظی: وہ ہے جس کے آخر میں علامت تانیث لگی ہوئی ہو اور مؤنث معنوی وہ ہے جس کے آخر میں کوئی علامت تانیث نہ ہو اور وہ کسی مؤنث کو بتائے۔

تانیث کی علامتیں تین ہیں: ۱-گول تا-۲-الفِ مقصورہ ۳-الف ممدودہ۔

قیاسی طور پر تائے تانیث صرف اسم صفت کے ساتھ آتی ہے اور مذکر و مؤنّث کے درمیان فرق کرتی ہے۔ اور اسم ذات کے ساتھ اس کا آنا سماعی ہے لہذا یہ انہیں اسمائے ذات کے ساتھ آتی ہے جن کے ساتھ عربوں نے اسے لگا کر استعمال کیا ہے۔

(۳) اسم صحیح، منقوص، مقصور، ممدود:

جس اسم کے آخر میں الف ممدودہ ہو وہ اسم ممدود ہے، جس اسم معرب کے آخر میں الف مقصورہ لازمہ ہو وہ اسم مقصور ہے، جس اسم معرب کے آخر میں یاے لازمہ اور اس سے پہلے کسرہ ہو وہ اسم منقوص ہے، اور جس اسم معرب کے آخر میں ان میں سے کچھ نہ ہو وہ اسم صحیح ہے۔

اسم صحیح، مفرد اور منصرف ہو تو اس کا اعراب رفع کی حالت میں ضمہ، نصب کی حالت میں فتحہ اور جر کی حالت میں کسرہ ہوتا ہے، تثنیہ اور جمع کی صورت میں تثنیہ اور جمع کا اعراب ہوتا ہے، یوں ہی غیر منصرف ہونے کی صورت میں غیر منصرف کا اعراب آتا ہے۔

اسم منقوص کے آخر کی یا کبھی اصلی ہوتی ہے اور کبھی واو سے بدلی ہوئی۔ اس کا اعراب رفع و جر کی حالت میں تقدیری اور نصب کی حالت میں لفظی فتحہ ہے۔

اسم مقصور کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہوتا ہے، اور وہ لفظ میں ہمیشہ یکساں رہتا ہے۔

اسم مقصور میں الف مقصورہ اگر تیسرے حرف کی جگہ ہو اور اس کی اصل واو ہو تو وہ الف کی صورت میں لکھا جاتا ہے ورنہ ''ی'' کی صورت میں لکھا جاتا ہے۔

اسم ممدود کا الف تو ہمیشہ زائد ہوتا ہے اور اس کا ہمزہ کبھی اصلی ہوتا ہے، کبھی کسی حرف سے بدلا ہوا اور کبھی زائد ہوتا ہے۔ اور زائد ہونے کی صورت میں کبھی تانیث کے لیے ہوتا ہے اور کبھی الحاق کے لیے۔ اس کا ہمزہ اگر تانیث کے لیے ہو تو وہ غیر منصرف ہوتا ہے۔ ورنہ منصرف ہوتا ہے۔

(۴) اسمائے موصولہ: وہ اسما ہیں جو اپنے بعد آنے والے جملۂ خبریہ یا شبہ جملہ کے واسطے کسی معین شَے کو بتائیں۔ ان کی دو قسمیں ہیں:

۱-اسم موصول خاص-۲-اسم موصول مشترک۔

اسم موصول خاص: وہ ہے جو کلام کے تقاضے کے مطابق واحد، تثنیہ، جمع، مذکر اور مؤنّث ہوتا ہے۔ جیسے: الَّذي, اللّذانِ وغیرہ۔

اسم موصول مشترک: وہ اسم ہے جو ہر حال میں یکساں آتا ہے۔ جیسے: "مَنْ, مَا" وغیرہ۔

اسم موصول مشترک میں "مَنْ" عموماً عاقل کے لیے آتا ہے "ما" غیر عاقل کے لیے اور "أيّ" عاقل، غیر عاقل دونوں کے لیے۔ "أيّ" جب مضاف ہو اور صلہ کا پہلا جز محذوف ہو تو یہ ضمہ پر مبنی ہوتا ہے، ورنہ یہ معرب ہوتا ہے۔ "أيّ" کی معرفہ کی طرف اضافت ضروری ہے۔

"ذا" عاقل وغیر عاقل دونوں کے لیے آتا ہے۔ یہ اس وقت اسم موصول ہوتا ہے جب "من" یا "ما" استفہامیہ کے بعد آئے اور اشارہ کے لیے نہ ہو، نہ ہی ان میں سے کسی کے ساتھ مرکب ہو۔

"ذُو" : صرف قبیلۂ بنی طے کی زبان میں "الذيّ" کے معنی میں اسم موصول ہوتا ہے، اور یہ عاقل وغیر عاقل دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے، یہ ہر حالت میں واو ساکن پر مبنی ہوتا ہے اور واحد، تثنیہ، جمع سب کے لیے آتا ہے، اور اس وقت اسم موصول ہوتا ہے جب یہ اسم فاعل، اسم مفعول یا اسم مبالغہ پر داخل ہو۔

صلہ میں اسم موصول کی طرف لوٹنے والی ضمیر کا ہونا ضروری ہے۔ اس کو 'عائد' کہتے ہیں۔ اسم موصول خاص کی طرف لوٹنے والی ضمیر لازمی طور پر اس کے مطابق ہوتی ہے۔ اور اسم موصول مشترک کی طرف لوٹنے والی ضمیر کبھی اس کے لفظ کی رعایت کرتے ہوئے واحد مذکر آتی ہے۔ اور کبھی معنی کا لحاظ کرتے ہوئے حسب موقع واحد، تثنیہ، جمع، مذکر اور مؤنّث لائی جاتی ہے۔

اسم موصول پر اس کے صلہ کو نہ کلّی طور مقدّم کرنا جائز ہے نہ جزئی طور پر۔ التباس واشتباہ کا اندیشہ نہ ہو تو اسم موصول کی طرف لوٹنے والی ضمیر کو حذف کرنا جائز ہے۔

(۵) اسمائے استفہام: ادوات استفہام تیرہ ہیں: ان میں "هَلْ" اور ہمزۂ مفتوحہ حرف ہیں، باقی گیارہ اسم ہیں۔ تمام کلمات استفہام کا جملے کے شروع میں ہونا ضروری ہے۔ مَنْ, مَنْ ذَا کے ذریعے ذوی العقول کے بارے میں اور "ما و ماذا" کے ذریعے غیر ذوی العقول کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے۔ مَا اور مَنْ پر کچھ حروف جارّہ بھی داخل ہوتے ہیں، اس صورت میں "ما" کا الف گر جاتا ہے۔ "متی" کے ذریعے زمانۂ ماضی و مستقبل دونوں کے بارے میں، اور "أيّان" کے ذریعے کسی جگہ کے بارے میں پوچھا جاتا ہے جب کہ "کیف" کے ذریعے کسی شے کی حالت و کیفیت کے متعلق سوال ہوتا ہے۔ "کَمْ" کے ذریعے کسی مبہم شے کی گنتی کے بارے میں معلوم کیا جاتا ہے اور "أيّ" کے ذریعے کسی شے کی تعیین مطلوب ہوتی ہے۔

(۶) اسمائے اشارہ: عربی زبان میں اسمائے اشارہ پانچ قسم کے ہیں:

پہلی قسم "ذا" ہے جو واحد مذکر کے لیے آتا ہے۔ دوسری قسم "ذان و ذَيْنِ" ہے۔ یہ تثنیہ مذکر کے لیے آتے ہیں۔ "ذان" حالت رفع میں اور "ذَيْنِ" حالتِ نصب وجر میں آتا ہے۔ تیسری قسم میں آٹھ اسمائے اشارہ ہیں: تَا, تي تِهْ, تِهِ, تِهِ, ذِهْ, ذِهِ, ذِهِ۔ یہ سب واحد مؤنّث کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔

5.12 نمونے کے امتحانی سوالات

1. مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب پچیس سطروں میں لکھیے:

۱-اسم مقصور وممدود اور الفِ مقصورہ وممدودہ کی تعریف کیجیے، ساتھ ہی اسم مقصور اور ممدود کا اعراب بھی وضاحت کے ساتھ لکھیے۔

۲-اسم موصول، صلہ اور ضمیر عائد کے بارے میں اپنی معلومات قلم بند کیجیے، ساتھ ہی اسم موصول کا محلِّ اعراب بھی دیگر ضروری احکام کے ساتھ تحریر کیجیے۔

۳-جمع مذکر سالم اور جمع مؤنث سالم کی تعریف مثالوں کے ساتھ تحریر کیجیے، ساتھ ہی جمع مذکر سالم بنانے کا طریقہ اور اس کی شرطیں مثالوں کے ساتھ تفصیل سے لکھیے۔

۴-اسم صحیح اور اسم منقوص کی تعریف مثالوں کے ساتھ واضح انداز میں لکھیے، اور دونوں کا اعراب پوری تفصیل کے ساتھ بیان کیجیے۔

۵-اسم کنایہ کی تعریف اور اس کی قسمیں تحریر کرتے ہوئے کم استفہامیہ اور خبریہ کے معانی، طریقۂ استعمال اور احکام وضاحت کے ساتھ قلم بند کیجیے۔

۶-اسمائے استفہام کتنے اور کون کون ہیں؟ ان میں سے سات کے معانی اور احکام مفصّل تحریر کیجیے۔

2. مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب بارہ سطروں میں تحریر لکھیے:

۱-جمع مکسّر اور جمع سالم کی تعریف کرتے ہوئے جمع مکسّر کے اوزان مثالوں کے ساتھ لکھیے۔

۲-جمع مؤنّث سالم کسے کہتے ہیں؟ مثالوں کے ساتھ تحریر کیجیے، ساتھ ہی یہ بھی بتائیے کہ الف وتا کے ساتھ کن اسما کی جمع آتی ہے؟

۳-اسمائے موصولہ میں سے "أيّ" کا معنی، اس کے استعمال کے طریقے، اور اعراب وبنا کے اعتبار سے اس کا حکم مثالوں کی روشنی میں وضاحت کے ساتھ لکھیے۔

۴-اسمائے اشارہ کتنے اور کون کون ہیں؟ تحریر کیجیے، ساتھ ہی یہ بھی لکھیے کہ اس کے ساتھ ہائے تنبیہ، کافِ خطاب اور لام کا استعمال کب اور کیسے ہوتا ہے؟

۵-اسمائے افعال کی تعریف، قسمیں اور احکام مثالوں کی روشنی میں وضاحت کے ساتھ تحریر کیجیے۔

5.13 مطالعے کے لیے مُعاوِن کتابیں

۱-أوضح المسالک إلی ألفية ابن مالک: للإمام جمال الدين عبدالله بن يوسف المعروف بابن هشام الأنصاري المصري (ت: ۷۶۱ھ)، المکتبة العصرية، صيدا، بيروت، لبنان، ۱۴۲۵ھ — ۲۰۰۴م۔

۲-شرح الجامي علی کافية ابن الحاجب: للعلامة عبدالرحمٰن بن أحمد الجامي (۸۱۷ھ — ۸۹۸ھ)، مجلس البرکات، الجامعة الأشرفية، مبارک فور، أترابرديش، ۱۴۲۲ھ — ۲۰۰۱م۔

۳-جامع الدروس العربية: للشيخ مصطفی الغلاييني، دار الکتاب العربي، بيروت، لبنان، ۱۴۲۵ھ — ۲۰۰۵م۔

٤-نحو اللغة العربية: للدكتور أسعد النادري، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت، لبنان، ١٤٢٥هـ—٢٠٠٥م.
٥-كافية النحو : للأستاذ نفيس أحمد المصباحي (مؤلّف هذه الوحدة) مجلس البركات، الجامعة الأشرفية، مبارك فور، أعظم جره، الهند، ١٤٣٣هـ—٢٠١٢م.
٦-القواعد الأساسية للغة العربية: للسيّد أحمد الهاشمي المصري، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان (غير مؤرّخ)
٧-في النحو العربي : تاليف د. عبدالحميد مصطفى السيّد و د. لطيفة إبراهيم النجّار، دار القلم، دبي، الأمارات العربية المتحدّة، الطبعة الأولى، ١٤٢٤هـ—٢٠٠٣م.

اکائی 6 (اسم وفعل کے اوزان)

اکائی کے اجزا

6.1 مقصد

6.2 تمہید

6.3 وزن اور میزان

6.4 أوزان الأسماء (اسم کے اوزان)

6.5 اسم جامد ثلاثی مجرّد کے اوزان

6.6 اوزانِ اسمِ جامد رُباعی مجرّد

6.7 اوزانِ اسمِ جامد خُماسی مجرّد

6.8 اوزان اسم جامد مزید فیہ

6.9 اوزان مصادر (ثلاثی مجرّد)

6.10 ثلاثی مزید فیہ مصادر کی قسمیں

6.10.1 الحاق کا مطلب

6.10.2 غیر ملحق بہ رُباعی کے مصادر کے اوزان

6.10.3 رُباعی مجرّد کے مصدر کا وزن

6.10.4 ملحق بہ رُباعی مجرّد کے مصادر کے اوزان

6.10.5 ملحق بہ " تفعلل " کے مصادر کے اوزان

6.10.6 ملحق بہ " احرنجام " کے مصادر کے اوزان

6.11 أوزان الأفعال (افعال کے اوزان)

6.12 فعل ثلاثی مجرّد کے اوزان وابواب

6.13 فعل ثلاثی مزید مطلق کے اوزان وابواب

6.13.1 فعل ثلاثی مزید مطلق باہمزۂ وصل کے اوزان وابواب

6.13.2 مذکورہ بالا ابواب کی خصوصیات

6.13.3 فعل ثلاثی مزید مطلق بےہمزۂ وصل کے اوزان وابواب

6.13.4 مذکورہ بالا ابواب کی خصوصیات

6.14 فعلِ رباعی کے اوزان وابواب:

6.15 فعل ثلاثی مزید ملحق بہ رُباعی کے اوزان وابواب:

6.15.1 فعل ثلاثی مزید ملحق بہ رُباعی مجرّد کے اوزان وابواب

6.15.2 فعل ثلاثی مزید ملحق بہ ''تفعلل'' کے اوزان وابواب

6.15.3 فعلِ ثلاثی مزید ملحق بہ ''افعنلال'' کے اوزان وابواب

6.16 اکتسابی نتائج

6.17 نمونے کے امتحانی سوالات

6.18 مطالعے کے لیے مُعاوِن کتابیں

6.1 مقصد

اس اکائی کو پڑھ لینے کے بعد طلبہ کو عربی زبان میں وزن اور میزان کے اصطلاحی اور لغوی معنی کی جان کاری کے ساتھ یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ عربی اسما و افعال کے اوزان کتنے اور کون کون سے ہیں۔ اور ان کی تبدیلی سے کیا معنوی اثرات رونما ہوتے ہیں۔

6.2 تمہید

عربی زبان میں کلمہ کی بنیادی قسمیں تین ہیں:

۱-اسم ۲-فعل ۳-حرف۔

حرف میں کسی طرح کی قانونی تبدیلی اور اصطلاحی تغیّر نہیں ہوتا، اور نہ ہی اس کی کسی طرح کی کوئی گردان آتی ہے۔ اس طرح اس کے مختلف اوزان بھی نہیں آتے۔ اسی بنا پر وہ اوزان کے حوالے سے کبھی بحث کی میز پر نہیں آتا۔

اور اسم کی دو قسمیں ہیں: (۱) اسم متمکن یعنی اسم معرب (۲) اسم غیر متمکن یعنی اسم مبنی۔

اور فعل بھی دو طرح کے ہوتے ہیں: (۱) فعلِ متصرف (۲) فعلِ جامد یعنی غیر متصرّف

اسم غیر متمکن اور فعلِ جامد بھی غیر متصرف ہونے کی وجہ سے گفتگو کے دائرے میں نہیں آتے۔ کیوں کہ ان میں بھی تبدیلیاں نہیں ہوتیں اور ان کے مختلف اوزان نہیں آتے۔

اس لیے اِس اکائی میں صرف اسم متمکن و فعل متصرف اور ان کی مختلف قسموں کے اوزان ہی سے بحث کی جائے گی۔

6.3 وزن اور میزان

6.3.1 وَزْن کے لغوی معنی ہیں تولنا اور کسی شَے کی مقدار کا اندازہ کرنا۔ اور ''میزان'' کے معنی ہیں ترازو، تولنے کا کانٹا اور آلہ۔ اور لوہے یا پتھر کے اس باٹ کو بھی کہا جاتا ہے جسے ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ کر کوئی چیز اس کے برابر کی جاتی اور تولی جاتی ہے۔ اور اصطلاح میں ''میزان'' سے حروف کا وہ خاص مجموعہ مراد ہے جن کے بالمقابل لا کر کسی کلمے کے اصلی اور زائد حروف کا پتا لگایا جاتا ہے، جیسے فا، عین، لام۔ میزان کو ''وزن'' اور ''**موزون به**'' بھی کہا جاتا ہے۔

6.3.2 اس اجمال کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ عربی زبان میں استعمال ہونے والے زیادہ تر کلمات ''ثلاثی'' ہوتے ہیں، اور کسی بھی فعلِ متصرّف یا اسمِ متمکن میں تین سے کم حرف نہیں ہوتے۔ اسی لیے علماے عربیت نے اصولِ کلمات تین مقرر کیے ہیں: (۱) فا (۲) عین (۳) لام۔ اور انھیں حروف کے ذریعہ کسی بھی کلمہ کے اصلی اور زائد حروف میں امتیاز کرتے ہیں۔ ساتھ ہی کسی بھی کلمے کی ہیئت اور وزن بتانے کے لیے ان حروف کو میزان و معیار بناتے ہیں۔ اس لیے انھیں ''حروفِ میزان'' اور ان کے مجموعے کو میزان، موزون بہ اور وزن کہا جاتا ہے۔ لہٰذا **شَجَرٌ ''فَعَلٌ''** کے وزن پر، **بَذْرٌ ''فَعْلٌ''** کے وزن پر، **ذِكْرٌ ''فِعْلٌ''** کے وزن پر اور **كَرُمَ ''فَعُلَ''** کے وزن پر ہے۔

6.3.3 اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ جس کلمے کا وزن معلوم کرنا ہوتا ہے اُسے فا، عین اور لام کے مقابل لایا جاتا ہے جو حرف، فا کے مقابل آتا ہے

اُسے فاکلمہ، جو عین کے مقابل آتا ہے اُسے عین کلمہ اور جو لام کے مقابل آتا ہے اسے لام کلمہ کہا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر مذکورہ بالا مثالوں میں شَجَرٌ کا وزن معلوم کرنے کے لیے جب یہی طریقہ اپنایا گیا تو پتا چلا کہ شَجَرٌ "فَعَلٌ" کے وزن پر ہے۔ اس میں "ش" فاکلمہ، "ج" عین کلمہ اور "ر" لام کلمہ ہے۔ یوں ہی بَذْرٌ میں "ب" فاکلمہ، "ذ" عین کلمہ اور "ر" لام کلمہ ہے۔

یہ سب اس صورت میں ہے جب کہ کلمہ میں صرف تین حرف ہوں اور اگر تین سے زائد ہوں اور سب اصلی ہوں تو اس کا وزن بتانے میں تفصیل ہے جو درج ذیل ہے:

- اگر کسی کلمے میں صرف چار اصلی حروف ہوں تو میزان میں چوتھے حرف کے لیے لام ثانی بڑھاتے ہیں۔ اس طرح رُباعی کلمہ میں دو لام ہوتے ہیں: لامِ اوّل اور لامِ ثانی۔ جیسے زَلْزَلَ "فَعْلَلَ" کے وزن پر اور جَعْفَرٌ "فَعْلَلٌ" کے وزن پر ہے۔ پہلی مثال میں "ز" لامِ اوّل اور "ل" لامِ ثانی ہے۔ جب کہ دوسری مثال میں "ج" فاکلمہ، "ع" عین کلمہ، "ف" لامِ اوّل اور "ر" لامِ ثانی ہے۔
- اگر کسی کلمہ میں صرف پانچ اصلی حروف ہوں تو میزان میں چوتھے حرف کے لیے لامِ ثانی اور پانچویں حرف کے لیے لامِ ثالث زیادہ کرتے ہیں۔ جیسے: جَحْمَرِشٌ "فَعْلَلِلٌ" کے وزن پر اور سَفَرْجَلٌ "فَعَلّلٌ" کے وزن پر ہے۔ پہلی مثال میں "ج" فاکلمہ، "ح" عین کلمہ، "م" لامِ اول، "ر" لامِ ثانی اور "ش" لامِ ثالث ہے، جب کہ دوسری مثال میں "س" فاکلمہ، "ف" عین کلمہ، "ر" لامِ اوّل، "ج" لامِ ثانی اور "ل" لامِ ثالث ہے۔
- اور اگر کسی کلمے میں تین سے زیادہ حروف ہوں اور ان میں کچھ اصلی حروف ہوں اور کچھ زائد۔ تو درج ذیل تفصیل کے مطابق وزن ظاہر کرتے ہیں:

(۱) اگر کلمے میں "سَأَلْتُمُوْنِيْهَا" کے حروف میں سے ایک یا چند حروف زائد ہوں تو وزن بتانے کے لیے اصلی حروف کے مقابل اوپر بیان کی ہوئی تفصیل کے مطابق فا، عین اور لام لاتے ہیں اور زائد حروف کو اُنھی کے مثل حروف سے بیان کرتے ہیں۔ جیسے: قَاتَلَ "فَاعَلَ" کے وزن پر، تَقَدَّمَ "تَفَعَّلَ" کے وزن پر، اِسْتَنْصَرَ "اِسْتَفْعَلَ" کے وزن پر، مُجْتَنِبٌ "مُفْتَعِلٌ" کے وزن پر، سَجَنْجَلٌ (بمعنی شیشہ) فَعَنْلَلٌ کے وزن پر ہے۔

ان میں سے قَاتَلَ میں "ق" فاکلمہ، "ت" عین کلمہ "ل" لام کلمہ اصلی حروف ہیں اور دوسرا حرف الف، زائد ہے۔ بقیہ مثالوں کو اسی طرز پر سمجھ لینا چاہیے۔

(۲) لیکن اگر کلمے میں اصلی حرف مکرّر ہو تو اس کے مقابل اصلی حرف (عین یا لام) کو مکرّر لاتے ہیں، اور اس صورت میں زائد حرف کی تعبیر اس کے مثل سے نہیں کرتے۔ جیسے: قَدَّمَ کو "فَعَّلَ" کے وزن قرار دیتے ہیں، "فَعْدَلَ" کے وزن پر نہیں۔ یوں ہی جَلْبَبَ کو "فَعْلَلَ" کے وزن پر مانتے ہیں، "فَعْلَبَ" کے وزن پر نہیں۔

6.4 أوزان الأسماء (اسم کے اوزان):

6.4.1 اسم متمکن (اسم معرب) کی تین قسمیں ہیں: ۱- مصدر- ۲- مشتق - ۳- جامد۔

مصدر: وہ اسم ہے جو کسی کام کے ہونے یا کرنے کو بتائے اور زمانہ سے خالی ہو۔ اور اس سے دوسرے کلمے بنتے ہوں۔ جیسے: صِغَرٌ (چھوٹا

ہونا)، نَصْرٌ (مدد کرنا)۔

مشتق: وہ اسم ہے جو مصدر سے بنے اور اُس سے دوسرے کلمے نہ بنتے ہوں۔ جیسے: عَالِمٌ (جاننے والا)، مَقْتُوْلٌ (قتل کیا ہوا)۔

جَامِد: وہ اسم ہے جو نہ کسی لفظ سے بنتا ہو، اور نہ کوئی لفظ اس سے بنتا ہو۔ جیسے رَجُلٌ (کوئی مرد)، عَسْجَدٌ (کچھ سونا)۔

6.4.2 مصدر اور مشتق اپنے فعل کی طرح صرف ثلاثی و رباعی، مجرّد اور مزید فیہ ہوتے ہیں۔ مگر اسم جامد کے ساتھ خُماسی مجرّد اور مزید فیہ بھی ہوتا ہے۔ اس طرح اس کی کل چھ قسمیں ہوتی ہیں:

۱-ثُلاثی مجرّد-۲-ثُلاثی مزید فیہ-۳-رُباعی مجرّد-۴-رُباعی مزید فیہ-۵-خُماسی مجرّد-۶-خُماسی مزید فیہ۔

6.5 اسم جامد ثلاثی مجرّد کے اوزان:

6.5.1 اسمِ جامد ثلاثی مجرّد کے عقلی اوزان تو بارہ ہوتے ہیں۔ کیوں کہ اسم ثلاثی مجرّد کا پہلا حرف لازمی طور پر متحرّک ہوتا ہے، اس پر ضمّہ، فتحہ اور کسرہ میں سے کوئی نہ کوئی حرکت ضرور ہوتی ہے۔ اور اس کے دوسرے حرف پر یا تو تینوں حرکتوں میں سے کوئی حرکت ہوگی یا وہ ساکن ہوگا۔ اس طرح اس کی چار صورتیں ہو سکتی ہیں اور تین کو چار میں ضرب دینے سے بارہ صورتیں بنتی ہیں۔ مگر ان میں سے متفق علیہ اوزان صرف دس ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱-فَعْلٌ، جیسے شَمْسٌ (سورج)	-۲-فَعَلٌ، جیسے قَمَرٌ (چاند)
۳-فَعِلٌ، جیسے کَبِدٌ (جگر)	-۴-فَعُلٌ، جیسے رَجُلٌ (مرد)
۵-فِعْلٌ، جیسے دِرْعٌ (زرہ)	-۶-فِعَلٌ، جیسے عِنَبٌ (انگور)
۷-فِعِلٌ، جیسے إِبِلٌ (اونٹ)	-۸-فُعْلٌ، جیسے قُفْلٌ (تالا)
۹-فُعَلٌ، جیسے هُبَل (ایک بُت کا نام)	-۱۰-فُعُلٌ، جیسے عُنُقٌ (گردن)

6.5.2 اِن میں سے کچھ وزنوں میں تخفیف بھی ہوتی ہے، مثلاً "فَعِلٌ" میں دو طرح سے تخفیف ہوتی ہے:

۱-بیچ والے حرف کو ساکن کرکے۔ جیسے "کَتِفٌ" سے "کَتْفٌ"۔

۲-بیچ والے حرف کا کسرہ پہلے حرف کو دے کر۔ جیسے: "کَتِفٌ" سے "کِتْفٌ"۔

اور اگر اس وزن میں دوسرا حرف، حرفِ حلقی ہو تو پہلے حرف کو دوسرے حرف کا تابع بنا کر اسے کسرہ دینا بھی جائز ہے۔ جیسے: "فَخِذٌ" (ران) سے "فِخِذٌ"۔

اسی طرح "عَضُدٌ" (بازو) میں "عَضْدٌ"، "عُنُقٌ" میں "عُنْقٌ" اور "إِبِلٌ" میں إِبْلٌ کہنا بھی صحیح ہے۔

6.5.3 فائدہ:

کسی بھی اسم متمکن کے اصلی حروف تین سے کم نہیں ہوتے۔ لیکن کچھ اسمائے متمکنہ میں آخر سے ایک حرف حذف ہو جانے کی وجہ سے ان میں دو ہی حروف باقی رہتے ہیں۔ جیسے: "دَمٌ" (خون)، اس کی اصل "دَمْوٌ" ہے اور "یَدٌ" (ہاتھ)، اس کی اصل "یَدْوٌ" ہے۔

6.6 اوزانِ اسم رُباعی مجرّد

اسم جامد رُباعی مجرّد کے اوزان چھ ہیں:

۱-فَعْلَلٌ، جیسے جَعْفَرٌ (چھوٹی نہر) -۲-فِعْلِلٌ، جیسے زِبْرِجٌ (سونا)

۳-فِعْلَلٌ، جیسے دِرْهَمٌ (چاندی کا سکّہ) -۴-فُعْلُلٌ، جیسے بُرثُنٌ (پنجہ، چنگل)

۵-فِعَلٌّ، جیسے هِزَبْرٌ (شیر ببر) -۶-فُعْلَلٌ، جیسے جُخْدَبٌ (بھاری بھرکم مرد یا اونٹ)

6.7 اوزان اسم خُماسی مجرّد:

اسمِ جامد خُماسی مجرّد کے اوزان چار ہیں:

۱-فعلل جیسے شَمَرْدَلٌ (تیز رفتار، جواں سال، خوب صورت اونٹ)، سَفَرْجَلٌ (بِہی، ناسپاتی اور سیب کی طرح کا ایک پھل جو کابل اور کشمیر میں پیدا ہوتا ہے۔)

۲-فَعْلَلِلٌ جیسے جَحْمَرِشٌ (بھاری بھرکم بدشکل عورت، بڑی عمر کا اونٹ)

۳-فُعَلِّلٌ، جیسے خُزَعْبِلٌ (بے حقیقت بات، داستان)، قُذَعْمِلٌ (موٹا اونٹ)

۴-فِعْلَلٌّ، جیسے قِرْطَعْبٌ (معمولی چیز)، جِرْدَحْلٌ (بھاری اونٹ)

6.8 اوزانِ اسمِ مزید فیہ:

اسم مزید فیہ کے اوزان بہت ہیں، سیبویہ نے اسم مزید فیہ کے تین سو آٹھ وزن ذکر کیے ہیں، اور زبیدی نے ان میں اَسّی سے زائد وزن کا اضافہ کیا ہے۔لیکن اتنا ضرور ہے کہ کسی اسم مزید فیہ میں خواہ ثلاثی ہو، یا رُباعی یا خُماسی- سات سے زیادہ حروف نہیں ہوتے، جس طرح کسی فعل میں چھ سے زائد حروف نہیں ہوتے۔

فائدہ: زیادتی کے حروف کُل دس ہیں، ان کا مجموعہ "سَأَلْتُمُوْنِيْهَا" یا "اَلْيَوْمَ تَنْسَاهُ" ہے۔کسی بھی کلمے میں جو حروف زائد ہوتے ہیں وہ انھیں دس حروف میں سے ہوتے ہیں۔مگر جب الحاق یا اور کسی وجہ سے کسی اصلی حرف کی تکرار کی صورت میں زیادتی ہوتی ہے تو ان دس حروف سے ہونا ضروری نہیں ہوتا۔جیسے: "جَرَّبَ" اور "جَلْبَبَ" پہلی مثال میں دوسری ''را'' زائد ہے اور دوسری مثال میں دوسری ''با'' کی زیادتی کی گئی ہے۔

معلومات کی جانچ

(۱) وزن اور میزان کا لغوی اور اصطلاحی معنی بتائیے۔

(۲) اصلی اور زائد حروف پہچاننے کا طریقہ کیا ہے؟ مثالوں کے ذریعے واضح کیجیے۔

(۳) اسمِ جامد ثلاثی مجرّد کے اوزان شمار کرائیے۔

(۴) اسمِ مزید فیہ کے بارے میں جو کچھ جانتے ہوں، بیان کیجیے۔

6.9 اوزانِ مصادر

ثلاثی مجرّد کے مصادر کے اوزان سماعی ہیں، ان کے لیے کوئی خاص ضابطہ مقرر نہیں ہے، اہلِ زبان (عربوں) سے جس طرح سنے گئے

ہیں اسی طرح استعمال ہوتے ہیں۔لیکن ثُلاثی مزید فیہ،رُباعی مجرّد اوررُباعی مزید فیہ کے اوزان قیاسی ہیں اورمخصوص ومتعین صورت میں آتے ہیں۔
کچھ علمائے صرف نے بڑی محنت اورکوشش سے ثلاثی مجرد کے مصادر کے اوزان جمع کیے ہیں جومندرجہ ذیل ہیں:

نمبرشمار	وزن	مثال	باب	معنی	نمبرشمار	وزن	مثال	باب	معنی
(۱)	فَعْلٌ	قَتْلٌ	(ن)	قتل کرنا	(۲۳)	فَعَالَةٌ	زَهادَةٌ	(س)	بے رغبتی کرنا
(۲)	فِعْلٌ	فِسْقٌ	(ن)	نافرمانی کرنا	(۲۴)	فِعَالَةٌ	دِرَايَةٌ	(ض)	جاننا
(۳)	فُعْلٌ	شُغْلٌ	(ف)	مشغول ہونا	(۲۵)	فُعَالَةٌ	بُغَايَةٌ	(ض)	تلاش کرنا
(۴)	فَعْلَةٌ	رَحْمَةٌ	(س)	مہربان کرنا	(۲۶)	فُعُوْلٌ	دُخُوْلٌ	(ن)	داخل ہونا
۵)	فِعْلَةٌ	نِشْدَةٌ	(ن)	گم شدہ کو تلاش کرنا	(۲۷)	فَعُوْلٌ	قَبُوْلٌ	(س)	قبول کرنا
(6)	فُعْلَةٌ	كُدْرَةٌ	(س)	گدلا ہونا	(۲۸)	فَعِيْلٌ	وَمِيْضٌ	(ض)	چمکنا
(۷)	فَعْلى	دَعْوى	(ن)	دعوی کرنا	(۲۹)	فُعُوْلَةٌ	صُهُوْبَةٌ	(س)	بالوں کا سرخ ہونا
(۸)	فِعْلى	ذِكْرى	(ن)	یاد کرنا	(۳۰)	مَفْعَلٌ	مَدْخَلٌ	(ن)	داخل ہونا
(۹)	فُعْلى	بُشْرى	(ن)	خوش خبری دینا	(۳۱)	مَفْعِلٌ	مَرْجِعٌ	(ف)	لوٹنا
(۱۰)	فَعَلانٌ	لَيَانٌ	(ض)	نرم ہونا	(۳۲)	مَفْعَلَة	مَنْقَبَةٌ	(ک)	صاحب شرافت ہونا
(۱۱)	فِعْلَانٌ	حِرْمَان	(ض)	محروم ہونا	(۳۳)	مَفْعِلَةٌ	مَحْمِدَةٌ	(س)	تعریف کرنا
(۱۲)	فُعْلانٌ	غُفْرانٌ	(ض)	بخش دینا	(۳۴)	مَفْعُلَةٌ	مَكْذُبَةٌ	(ض)	جھوٹ بولنا
(۱۳)	فَعَلانٌ	نَزَوانٌ	(ن)	کودنا	(۳۵)	فَعِيْلَةٌ	قَطِيْعَةٌ	(ف)	کاٹنا
(۱۴)	فَعَلٌ	طَلَبٌ	(ن)	مانگنا	(۳۶)	فَاعِلَةٌ	كَاذِبَةٌ	(ض)	جھوٹ بولنا
(۱۵)	فَعِلٌ	خَنِقٌ	(ن)	گلا گھونٹنا	(۳۷)	فَعَالِيَةٌ	كَرَاهِيَةٌ	(س)	ناپسند کرنا
(۱۶)	فِعَلٌ	صِغَرٌ	(ک)	چھوٹا ہونا	(۳۸)	مَفْعُولٌ	مَكْذُوْبٌ	(ض)	جھوٹ بولنا
(۱۷)	فُعَلٌ	هُدًى	(ض)	رہنمائی کرنا	(۳۹)	مَفْعُوْلَةٌ	مَكْذُوْبَةٌ	(ض)	جھوٹ بولنا
(۱۸)	فَعَلَةٌ	غَلَبَةٌ	(ض)	غالب آنا	(۴۰)	فَعَلُوَةٌ	جَبَرُوَةٌ	(ن)	قدرت والا ہونا
(۱۹)	فَعِلَةٌ	سَرِقَةٌ	(ض)	چوری کرنا	(۴۱)	فَيْعَلُوْلَة	كَيْنُوْنَة	(ن)	ہونا
(۲۰)	فَعَالٌ	ذَهَاب		جانا	(۴۲)	فَعْلاَء	رَغْبَاء	(س)	رغبت کرنا
۲۱)	فِعَالٌ	فِصالٌ	(ض)	بچے کا دودھ چھڑانا	(۴۳)	فَعُّوْلَةٌ	جَبُّوْرَة	(ن)	قدرت والا ہونا
(۲۲)	فُعَالٌ	سُؤَالٌ	(ف)	پوچھنا، مانگنا	(۴۴)	فَعْلُوْلَة	قَيْلُوْلَة	(ض)	دوپہر میں آرام کرنا

نوٹ: کَیْنُوْنَۃٌ کی اصل کَیْوَنُوْنَۃٌ ہے۔

6.10 ثلاثی مزید فیہ کے مصادر کی قسمیں

ثلاثی مزید فیہ کے مصادر دو طرح کے ہوتے ہیں:

(۱) مُلحق بہ رُباعی (۲) غیر مُلحق بہ رباعی۔

مُلحق بہ رُباعی: وہ ہے جس کا رُباعی کے ساتھ الحاق کر دیا گیا ہو۔

غیر ملحق بہ رُباعی: وہ ہے جس کا رُباعی کے ساتھ الحاق نہ کیا گیا ہو۔

6.101 الحاق کا مطلب

لغت میں اِلحاق کے معنی ہیں: ایک شَے کا دوسری شَے سے ملنا یا ملانا اور علماے صرف کی اصطلاح میں الحاق کا مطلب یہ ہے کہ ثلاثی اسم یا فعل میں ایک یا ایک سے زائد حروف صِرف اس مقصد سے بڑھا دیے جائیں کہ وہ تمام تصرفات میں صورۃً رُباعی کے وزن پر ہو جائیں، اور اس اضافہ سے کسی نئے معنی کا فائدہ حاصل نہ ہو۔

اس صورت میں ثلاثی کو ''مُلحَق'' اور رباعی کو ''مُلحَق بہ'' کہا جاتا ہے۔ اگر الحاق کا عمل، اَفعال میں ہو تو یہ بھی ضروری ہے کہ مُلحَق اور مُلحَق بہ دونوں فعلوں کے مصدر بھی ہم وزن ہو جائیں۔ مثال کے طور پر ''جَلْبَبَ'' ثلاثی مزید فیہ ہے جو رُباعی ''بَعْثَرَ'' سے ملحق ہے۔ ''جَلْبَبَ'' کے اصلی حروف ج، ل، ب ہیں، ان حروف کے بعد آخر میں الحاق کے لیے ایک ''ب'' کا اضافہ کر دیا گیا تو یہ ''جَلْبَبَ'' ہو گیا جو ''بَعْثَرَ'' کے وزن پر ہے۔ پہلے کا مصدر ''جَلْبَبَۃٌ'' اور دوسرے کا مصدر ''بَعْثَرَۃٌ'' ہے اور یہ دونوں ''فَعْلَلَۃٌ'' کے وزن پر ہیں۔ اور ''جَلْبَبَ'' تمام تصرّفات یعنی ماضی، مضارع اور امر کے صیغوں میں، اسی طرح تمام اسماے مشتقہ (اسم فاعل، اسم مفعول، اسم ظرف) میں ''بَعْثَرَ'' کی طرح ہے۔ مزید وضاحت کے لیے نیچے دیا ہوا نقشہ دیکھیں:

	ماضی	مضارع	امر	مصدر	اسم فاعل	اسم مفعول	اسم ظرف
مُلحق بہ	بَعْثَرَ	يُبَعْثِرُ	بَعْثِرْ	بَعْثَرَةٌ	مُبَعْثِرٌ	مُبَعْثَرٌ	مُبَعْثَرٌ
مُلحَق	جَلْبَبَ	يُجَلْبِبُ	جَلْبِبْ	جَلْبَبَةٌ	مُجَلْبِبٌ	مُجَلْبَبٌ	مُجَلْبَبٌ

اور اگر اسم جامد ثلاثی کو اسم جامد رباعی سے ملحق کیا گیا ہو تو اسم ثلاثی کی تصغیر اور جمع تکسیر، اسم رباعی کی تصغیر اور جمع تکسیر کے وزن پر آتی ہے۔ جیسے ''قَرْدَدٌ'' بمعنی سخت زمین، ثلاثی ہے۔ یہ ''جَعْفَرٌ'' کے ساتھ مُلحق ہے جو کہ رُباعی ہے۔ تو قَرْدَدٌ کی تصغیر قُرَیْدِدٌ اور اس کی جمع تکسیر ''قَرَادِدُ'' آتی ہے جو کہ جَعْفَرٌ کی تصغیر جُعَیْفِرٌ اور اس کی جمع تکسیر جَعَافِر کے وزن پر ہے۔

6.10.2 غیر ملحق بہ رباعی کے مصادر کے اوزان:

ثلاثی مزید فیہ غیر ملحق بہ رُباعی کے مصادر دو طرح کے ہیں:

(۱) باہمزۂ وصل (۲) بے ہمزۂ وصل

(الف) ثلاثی مزید فیہ با ہمزۂ وصل کے مصادر مندرجہ ذیل سات اوزان پر آتے ہیں:

۱-اِفْتِعَالٌ، جیسے اِجْتِنَابٌ (پرہیز کرنا)

۲-استفعال، جیسے اِسْتِنْصَارٌ (مدد طلب کرنا)

۳-اِنْفِعَالٌ، جیسے اِنْفِطَارٌ (پھٹنا)

۴-اِفْعِلَالٌ، جیسے اِحْمِرَارٌ (سرخ ہونا)

۵-اِفْعِیْلَالٌ، جیسے اِدْهِیْمَامٌ (سیاہ ہونا)

۶-اِفْعِیْعَالٌ، جیسے اِخْشِیْشَانٌ (سخت کھردار ہونا)

۷-اِفْعِوَّالٌ، جیسے اِجْلِوَّاذٌ (دوڑنا)

(ب) ثلاثی مزید فیہ بے ہمزۂ وصل کے مصادر درج ذیل پانچ اوازن پر آتے ہیں:

۱-إِفْعَالٌ، جیسے إِكْرَامٌ (عزّت کرنا)

۲-تَفْعِيْلٌ، جیسے تَدْرِيْسٌ (پڑھانا)

۳-تَفَعُّلٌ، جیسے تَقَبُّلٌ (قبول کرنا)

۴-مُفَاعَلَةٌ جیسے مُقَاتَلَةٌ (لڑائی کرنا)

۵-تَفَاعُلٌ، جیسے تَفَاضُلٌ (فضل وکمال میں باہم مقابلہ کرنا)

6.10.3 رُباعی مجرّد کے مصدر کا وزن:

- رباعی مجرّد کا مصدر صرف "فَعْلَلَةٌ" کے وزن پر آتا ہے، جیسے بَعْثَرَةٌ (بکھیرنا، منتشر کرنا)
- رباعی مزید فیہ کے مصادر تین اوزان پر آتے ہیں، وہ یہ ہیں:

۱-تَفَعْلُلٌ، جیسے تَدَحْرُجٌ (لڑھکنا)

۲-اِفْعِنْلَالٌ، جیسے اِحْرِنْجَامٌ (جمع ہونا)

۳-اِفْعِلَّالٌ، جیسے اِقْشِعْرَارٌ (رونگٹے کھڑے ہونا)

6.10.4 ملحق بہ رباعی مجرّد کے مصادر کے اوزان:

ملحق بہ رُباعی مجرّد کے مصادر کے اوزان سات ہیں:

۱-فَعْلَلَةٌ جیسے جَلْبَبَةٌ (چادر پہنانا)، اس میں دوسری 'ب' زائد ہے۔

۲-فَعْنَلَةٌ جیسے قَلْنَسَةٌ (ٹوپی پہنانا)، اس میں عین کلمہ کے بعد نون کی زیادتی ہے۔

۳-فَوْعَلَةٌ جیسے جَوْرَبَةٌ (پائے تابہ پہنانا)، اس میں فاکلمہ کے بعد واو زائد ہے۔

۴-فَعْوَلَةٌ جیسے سَرْوَلَةٌ (پاجامہ پہنانا) اس میں عین کلمہ کے بعد واو کی زیادتی ہے۔

۵-فَيْعَلَةٌ جیسے صَيْطَرَةٌ(نگہبان ہونا، داروغہ ہونا)، اس میں فاکلمہ کے بعد یا کی زیادتی ہے۔

۶-فَعْيَلَة" جیسے شَرْيَفَةٌ(کھیتی کے بڑھے ہوئے پتے کاٹنا) ،اس میں عین کلمہ کے بعد یا زائد ہے۔

6.10.5 ملحق بہ "تَفَعْلُل" کے مصادر کے اوزان:

ثلاثی مزید فیہ ملحق بہ "تَفَعْلُل" کے مصادر نیچے لکھے ہوئے آٹھ اوزان آتے ہیں:

۱-تَفَعْلُلٌ، جیسے تَجَلْبُبٌ(چادر پہننا)، اس میں فاکلمہ سے پہلے تا زائد ہے اور دوسرا لام بھی۔

۲-تَفَعْنُلٌ جیسے تَقَلْنُسٌ (ٹوپی پہننا)، اس میں فاکلمہ سے پہلے تا اور عین کلمہ کے بعد نون زیادہ ہے۔

۳-تَمَفْعُل" جیسے تَمَسْكُنٌ(مسکین ہونا)، اس میں فاکلمہ سے پہلے تا اور میم زائد ہے۔

۴-تَفَعْلُتٌ جیسے تَعَفْرُتٌ(مکار اور خبیث ہونا)، اس میں فاکلمہ سے پہلے اور لام کلمہ کے بعد تا زیادہ ہے۔

۵-تفوعلٌ جیسے تَجَوْرُبٌ(پائے تابہ پہننا)، اس میں فاکلمہ سے پہلے تا اور فا کے بعد واو زائد ہے۔

۶-تَفَعْوُلٌ جیسے تَسَرْوُلٌ (پاجامہ پہننا)، اس میں فاکلمہ سے پہلے تا اور عین کلمہ کے بعد واو زائد ہے۔

۷-تَفَيْعُلٌ، جیسے تَشَيْطُنٌ (شرارت کرنا، نافرمان ہونا)، اس میں فاکلمہ سے پہلے تا اور اس کے بعد یا زائد ہے۔

۸-تَفَعْلٍ، جیسے تَقَلْسٍ(ٹوپی پہننا)، اس میں فاکلمہ سے پہلے تا اور لام کلمہ کے بعد یا زائد ہے۔

6.10.6 ملحق بہ "اِحْرِنْجَام" کے مصادر کے اوزان:

ثلاثی مزید فیہ ملحق بہ "اِحْرِنْجَام" کے مصادر دو وزن پر آتے ہیں:

۱-اِفْعِنْلَالٌ، جیسے اِقْعِنْسَاسٌ(پیچھے ہٹنا)، اس میں فاکلمہ سے پہلے ہمزہ اور عین کلمے کے بعد نون زائد ہے۔

۲-اِفْعِنْلَاءٌ، جیسے اِسْلِنْقَاءٌ(چت لیٹنا)، اس میں فاکلمہ سے پہلے ہمزہ اور عین کلمہ کے بعد نون اور لام کلمہ کے بعد ہمزہ زائد ہے۔

معلومات کی جانچ

(۱) ثلاثی مجرّد کے مصادر کے کم از کم پندرہ اوزان مع مثال شمار کرائیے۔

(۲) الحاق کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ کیا ہے؟ وضاحت کے ساتھ بیان کیجیے۔

(۳) ثلاثی مزید فیہ غیر ملحق بہ رُباعی باہمزۂ وصل کے مصادر کے اوزان مثالوں کے ساتھ قلم بند کیجیے۔

(۴) ملحق بہ رُباعی مجرّد کے مصادر کے اوزان مثالوں کے ساتھ لکھیے۔

6.11 أوزان الأفعال (افعال کے اوزان)

اوپر گزر چکا ہے کہ مصدر ہی کی طرح فعل کے اصلی حروف تین یا چار ہوتے ہیں، اس سے زیادہ نہیں۔ اس طرح فعل، ثُلاثی ہوتا ہے یا رُباعی۔ خُماسی نہیں ہوتا۔

پھر فعل ثلاثی اور فعل رُباعی میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں:

۱-مجرّد -۲-مزیدفیہ

اس طرح فعل کی کل چار قسمیں ہیں:

۱-ثُلاثی مجرّد-۲-ثُلاثی مزیدفیہ-۳-رُباعی مجرّد-۴-رُباعی مزیدفیہ

پھر ثُلاثی مزیدفیہ کی دو قسمیں ہیں:

۱-ملحق بہ رُباعی -۲-غیر ملحق بہ رُباعی

6.12 فعل ثلاثی مجرّد کے اوزان وابواب

6.12.1 ثلاثی مجرّد سے فعلِ ماضی تین وزن پر آتا ہے:

۱-فَعَلَ-۲-فَعِلَ-۳-فَعُلَ

اور اسی طرح اس سے مضارع بھی تین وزن پر آتا ہے:

۱-یَفْعَلُ-۲-یَفْعِلُ-۳-یَفْعُلُ

اس طرح ماضی کے تین اوزان کو مضارع کے تین اوزان میں ملانے سے عقلی اعتبار سے کل نو صورتیں بنتی ہیں، ان کو نو باب بھی کہتے ہیں؛ کیوں کہ ''ماضی اور مضارع کے مجموعے'' کو باب کہا جاتا ہے۔ جو درج ذیل ہیں:

یَفْعُلُ	یَفْعِلُ	یَفْعَلُ	ماضی مضارع	شمار نمبر
فَعَلَ یَفْعُلُ	فَعَلَ یَفْعِلُ	فَعَلَ یَفْعَلُ	فَعَلَ یَفْعَلُ	1
فَعِلَ یَفْعُلُ	فَعِلَ یَفْعِلُ	فَعِلَ یَفْعَلُ	فَعِلَ یَفْعَلُ	2
فَعُلَ یَفْعُلُ	فَعُلَ یَفْعِلُ	فَعُلَ یَفْعَلُ	فَعُلَ یَفْعَلُ	3

مگر یہ سارے ابواب استعمال نہیں ہوتے۔ ان میں سے استعمال ہونے والے ابواب صرف چھ ہیں جو یہ ہیں:

پہلا باب: فَعَلَ یَفْعُلُ، جیسے: نَصَرَ یَنْصُرُ۔ اس کو بابِ نَصَرَ کہتے ہیں۔

دوسرا باب: فَعَلَ یَفْعِلُ، جیسے: ضَرَبَ یَضْرِبُ۔ اس کو بابِ ضَرَبَ کہتے ہیں۔

تیسرا باب: فَعِلَ یَفْعَلُ، جیسے: سَمِعَ یَسْمَعُ۔ اس کو بابِ سَمِعَ کہتے ہیں۔

چوتھا باب: فَعَلَ یَفْعَلُ، جیسے: فَتَحَ یَفْتَحُ۔ اس کو بابِ فَتَحَ کہتے ہیں۔

پانچواں باب: فَعُلَ یَفْعُلُ، جیسے: کَرُمَ یَکْرُمُ۔ اس کو بابِ کَرُمَ کہتے ہیں۔

چھٹا باب: فَعِلَ یَفْعِلُ، جیسے: حَسِبَ یَحْسِبُ۔ اس کو بابِ حَسِبَ کہتے ہیں۔

6.12.2 ان میں پہلے تین ابواب کو ''اصول'' کہتے ہیں؛ کیوں کہ ان کے ماضی اور مضارع کے عین کلمہ کی حرکتوں میں فرق ہے اور ابواب میں اصل یہی ہے کہ ان کے ماضی اور مضارع کے عین کلمے کی حرکتوں میں فرق ہو۔ اور اخیر کے تین ابواب کو ''فروع'' کہا جاتا ہے۔ کیوں کہ ان کے

ماضی اور مضارع کے عین کلمے کی حرکتوں میں یکسانیت ہے جو اصل کے خلاف ہے۔

6.12.3 اِن چھ ابواب میں سے "فَعِلَ یَفْعِلُ" کے وزن پر بہت کم افعال آتے ہیں۔ باقی پانچ ابواب سے بکثرت افعال آتے ہیں۔ ان میں بھی جو باب "اصول" ہیں ان سے فروعِ ابواب کی بہ نسبت زیادہ افعال آتے ہیں۔

6.13 فعل ثلاثی مزید مطلق کے اوزان و ابواب:

ثلاثی مزید فیہ غیر ملحق کو "ثلاثی مزید فیہ مطلق" بھی کہتے ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں:

۱- باہمزۂ وصل: وہ ہے جس کے شروع میں ہمزۂ وصلی ہو۔

۲- بےہمزۂ وصل: وہ ہے جس کے شروع میں ہمزۂ وصلی نہ ہو۔

ہمزۂ وصلی اس ہمزہ کو کہتے ہیں جو کلام کے شروع میں ہو تو بولنے میں برقرار رہے، جیسے اِسْتَنْصَرَ، اور اگر اس سے پہلے کوئی لفظ آجائے تو یہ ساقط ہو جائے۔ جیسے قَدِاسْتَنْصَرَ۔

6.13.1 فعل ثلاثی مزید مطلق باہمزۂ وصل کے اوزان و ابواب:

ثلاثی مزید غیر ملحق باہمزۂ وصل کے سات ابواب ہیں:

شمار نمبر	باب	ماضی مضارع	مثال	معنی	علامت
1	اِفْتِعَال	اِفْتَعَلَ یَفْتَعِلُ	اِجْتَنَبَ یَجْتَنِبُ اِجْتِنَاباً	پرہیز کرنا	فاکلمہ کے بعد تا کی زیادتی
2	اِسْتِفْعَال	اِسْتَفْعَلَ یَسْتَفْعِلُ	اِسْتَنْصَرَ یَسْتَنْصِرُ اِسْتِنْصَاراً	مدد مانگنا	فاکلمہ سے پہلے سین اور تا کی زیادتی
3	اِنْفِعَال	اِنْفَعَلَ یَنْفَعِلُ	اِنْفَطَرَ یَنْفَطِرُ اِنْفِطَاراً	پھٹنا	فاکلمہ سے پہلے نون کی زیادتی
4	اِفْعِلَال	اِفْعَلَّ یَفْعَلُّ	اِحمَرَّ یَحمَرُّ اِحْمِرَاراً	سرخ ہونا	دوسرے لام کی زیادتی
5	اِفْعِیلَال	اِفْعَالَّ یَفْعَالُّ	اِدْھَامَّ یَدْھَامُّ اِدْھِیْمَاماً	سیاہ ہونا	عین اور لام کے درمیان الف اور دوسرے لام کی زیادتی
6	اِفْعِیْعَال	اِفْعَوْعَلَ یَفْعَوْعِلُ	اِخْشَوْشَنَ یَخْشَوْشِنُ اِخْشِیْشَاناً	نہایت کھردرا ہونا	تکرار عین اور دونوں عینوں کے درمیان واو کی زیادتی
7	اِفْعِوَّال	اِفْعَوَّلَ یَفْعَوِّلُ	اِجْلَوَّذَ یَجْلَوِّذُ اِجْلِوَّاذاً	دوڑنا	عین اور لام کے درمیان واوِ مشدّد کی زیادتی

6.13.2 بابِ افتعال زیادہ تر "اتخاذ" یا "مطاوعتِ فَعَلَ" کے لیے آتا ہے۔

اتّخاذ کا مطلب ہے: ماخذ بنانا، یا ماخذ پکڑنا، یا کسی چیز کو ماخذ بنانا، یا ماخذ میں پکڑنا۔ مثالیں ترتیب وار یہ ہیں: اِجْتَحَرَ (جُحْر یعنی سوراخ بنایا)، اِحْتَرَزَ (حِرز یعنی پناہ لی)، اِغْتَذَی الشَّاۃَ (بکری کو غذا بنایا)، اِعْتَضَدَ الشَّیْءَ (کسی شے کو "عَضُد" یعنی بازو میں لیا۔)

اور مطاوعت کا مطلب یہ ہے کہ کسی فعلِ متعدی کے فاعل کے بعد دوسرے فعل کا یہ بتانے کے لیے آنا کہ پہلے فعل کے مفعول نے اس کے فاعل کا اثر قبول کرلیا ہے، جیسے جَمَعْتُهُ فَاجْتَمَعَ (میں نے اس کو جمع کیا تو وہ جمع ہوگیا۔)

- باب استفعال عموماً طلبِ ماخذ کے لیے آتا ہے، جیسے اِسْتَغْفَرَ (مغفرت طلب کی)، اِسْتَنْصَرَ (مدد مانگی۔)
- بابِ انفعال یہ زیادہ تر مطاوعت کے لیے آتا ہے جیسے: قَطَعْتُهُ فَانْقَطَعَ (میں نے اس کو کاٹا تو وہ کٹ گیا۔) أَزْعَجْتُهُ فَانْزَعَجَ (میں نے اسے پریشان کیا تو وہ پریشان ہوگیا۔)

اس باب سے ہمیشہ فعلِ لازم ہی آتا ہے۔ اور اس باب سے آنے والے افعال کا فاکلمہ لام، را، نون اور حرفِ لین نہیں ہوتا۔ اور ایسے افعال کا جن کا فاکلمہ ان حروف میں سے کوئی ایک ہو وہ انفعال کے بجائے افتعال کے باب سے آتے ہیں۔

- بابِ افعلال اور افعیلال سے وہی افعال آتے ہیں جن میں عیب یا زور دار رنگ کا معنی پایا جاتا ہو۔ جیسے اِحْمَرَّ (خوب سرخ ہوا)، اِصْفَرَّ (خوب زرد ہوا)، اِسْوَدَّ (خوب سیاہ ہوا)، اِبْيَضَّ (خوب سفید ہوا)، اِحْوَلَّ (بھینگا ہوا)، اِعْوَرَّ و اِعْوَارَّ (کانا ہوا)۔ یہ دونوں باب بھی ہمیشہ لازم ہوتے ہیں، جیسا کہ اوپر کی مثالوں سے واضح ہے۔
- بابِ افعیعال سے جو افعال آتے ہیں ان میں عموماً مبالغہ کے ساتھ صیرورت کا مفہوم پایا جاتا ہے ''صیرورت'' کا مطلب ہے کسی شَے کا صاحبِ ماخذ ہونا۔ جیسے اِخْلَوْلَى (خوب میٹھا ہوا)، اِخْشَوْشَنَ (خوب کھردرا ہوا)۔ اس باب سے زیادہ تر فعلِ لازم آتے ہیں۔
- بابِ اِفْعِوَّال سے آنے والے افعال میں بھی مبالغہ کا وصف پایا جاتا ہے، جیسے اِجْلَوَّذَ الْبَعِيْرُ (اونٹ بہت تیز دوڑا)

6.13.3 فعل ثلاثی مزید مطلق بے ہمزۂ وصل کے اوزان وابواب:

ثلاثی مزید مطلق (غیر ملحق) بے ہمزۂ وصل کے پانچ ابواب ہیں:

شمار نمبر	ابواب	ماضی اور مضارع	مثال	معنی	علامت
1	اِفعال	أَفْعَلَ يُفْعِلُ	اَكْرَمَ يُكْرِمُ اِكْرَاماً	عزت کرنا	فاکلمہ سے پہلے ہمزۂ قطعی کا زیادہ ہونا
2	تفعیل	فَعَّلَ يُفَعِّلُ	قَدَّمَ يُقَدِّمُ تَقْدِيْماً	آگے کرنا	عین کلمہ کا مشدّد ہونا
3	تفعّل	تَفَعَّلَ يَتَفَعَّلُ	تَجَنَّبَ يَتَجَنَّبُ تَجَنُّباً	بچنا، پرہیز کرنا	شروع میں تا کی زیادتی اور عین کا مشدّد ہونا
4	مُفَاعَلَة	فَاعَلَ يُفَاعِلُ	قَاتَلَ يُقَاتِلُ مُقَاتَلَةً	لڑائی کرنا	فاکلمہ کے بعد الف کا زیادہ ہونا
5	تَفَاعُل	تَفَاعَلَ يَتَفَاعَلُ	تَمَادَحَ يَتَمَادَحُ تَمَادُحاً	ایک دوسرے کی تعریف کرنا	شروع میں تا اور فاکلمہ کے بعد الف کا زیادہ ہونا

6.13.4 بابِ اِفعال سے آنے والے افعال میں زیادہ تر تعدیہ کا مفہوم پایا جاتا ہے۔

اور ''تعدیہ'' کا مطلب ہے فعل لازم کو متعدی بنانا اور اگر متعدی ہے تو ایک اور مفعول کا اضافہ کرنا۔ جیسے: أَخْرَجْتُهُ (میں نے اس کو

نکالا)،أَسمَعتُ محمُوْدَ ا الخَبرَ (میں نے محمود کو خبر سنائی)،أَعلَمتُ طَلْحَةَ الخبر کَاذِباً (میں نے طلحہ کو بتایا کہ خبر جھوٹی ہے۔)

بابِ تفعیل سے آنے والے افعال میں تعدیہ اور مبالغہ وتکثیر کی خاصیت پائی جاتی ہے۔''مبالغہ'' کا معنی ہے کسی شے کی مقدار یا کیفیت کی زیادتی کو بتانا۔اور''تکثیر'' کا مطلب ہے کسی شے کی مقدار کی زیادتی بتانا۔جیسے جَوَّلَ (خوب گشت کیا)، طَوَّفَ (خوب چکر لگایا)، قَطَّعَ الثوب (کپڑے کو خوب کاٹا۔) یہ تینوں مبالغہ اور تکثیر دونوں کی مثالیں ہیں۔اور صرف مبالغہ کی مثالیں یہ ہیں:صَرَّحَ الأَمْرُ ۔(معاملہ خوب واضح ہوا)، صَرَّحَ المَسئَلَةَ ۔(مسئلے کو خوب واضح کیا۔)

بابِ تفعُّل سے آنے والے افعال میں عموماً تکلّف کی خاصیت پائی جاتی ہے یعنی اس میں فاعل یہ ظاہر کرتا اور دکھاتا ہے کہ اصلِ فعل کا وجود اس کی ذات سے ہوا، یا اس کی ذات اس سے متّصف ہے۔جیسے مندرجہ ذیل مثالیں:

تَشَجَّعَ (وہ بہادر بنا،اس نے ظاہر کیا کہ وہ بہادر ہے۔)تَکَبَّرَ (وہ بڑا بنا،اس نے بڑائی کا اظہار کیا۔)تَصَبَّرَ (اس نے بتکلّف صبر ظاہر کیا، صبر کا اظہار کیا،صابر بنا)،تَحَلَّمَ (وہ بردبار بنا،اس نے بتکلّف بردباری کا اظہار کیا۔)،تَشَبَّعَ (اس نے شکم سیر ہونے کا اظہار کیا،شکم سیر بنا۔)

بابِ تفاعُل سے آنے والے افعال میں عموماً''تشارُک'' کی خاصیت پائی جاتی ہے،اور''تشارُک'' کا مطلب یہ ہے کہ دو یا دو سے زیادہ چیزیں فعل کے صدور میں شریک ہیں۔جیسے تَشَاتَمَ النَّاسُ (لوگوں نے آپس میں گالی گلوچ کیا)

بابِ مُفاعلت سے آنے والے افعال میں زیادہ تر''مُشارکت'' کی خاصیت پائی جاتی ہے۔اور''مُشارَکت'' کا مطلب یہ ہے کہ دو یا دو سے زیادہ افراد کسی کام میں اس طرح شریک ہوں کہ ہر ایک فاعل اور مفعول دونوں کی حیثیت رکھتا ہو،اگرچہ لفظ میں ایک فاعل اور دوسرا مفعول ہو۔جیسے رَامَیتُهُ (میں نے اُسے اور اس نے مجھے تیر مارا)، خَاصَمْتُهُ (میں نے اس سے اور اس نے مجھ سے جھگڑا کیا۔)

فائدہ: بابِ تفاعُل کی خاصیت''تشارُک''اور بابِ مفاعلت کی خاصیت''مشارکت'' ہے۔دونوں میں مشترکہ طور پر یہ بات پائی جاتی ہے کہ دو یا دو سے زیادہ افراد کسی فعل یا وصف میں شریک ہوتے ہیں۔مگر دونوں میں استعمال کے اعتبار سے یہ فرق ہے کہ مُفاعلت میں دو شریکوں میں سے ایک،لفظ میں فاعل اور دوسرا مفعول ہوتا ہے جیسے قَاتَلَ زیدٌ محمُوداً (زید نے محمود سے جنگ کی)اور بابِ تفاعُل میں دونوں لفظ کے اعتبار سے فاعل ہوتے ہیں۔جیسے تَقَاتَلَ زَیدٌ و محمودٌ (زید اور محمود نے آپس میں جنگ کی۔)

معلومات کی جانچ

(۱)فعلِ ثلاثی مجرّد کے اوزان اور ابواب مثالوں کے ساتھ لکھیے۔

(۲)ثُلاثی مزید مطلق کسے کہتے ہیں؟اس کی کتنی قسمیں ہیں؟ پہلی قسم کے اوزان وابواب وضاحت کے ساتھ تحریر کیجیے۔

(۳)بابِ تفعیل سے آنے والے فعلوں میں زیادہ تر کون کون سی خاصیتیں پائی جاتی ہیں؟ مع مثال لکھیے۔

(۴)بابِ تفاعل اور مفاعلت کی اصل خاصیت کیا ہے؟اور دونوں میں استعمال کے اعتبار سے کیا فرق ہے؟

6.14 فعلِ رُباعی کے اوزان وابواب

6.14.1 اوپر بتایا جاچکا ہے کہ فعل رُباعی کی دو قسمیں ہیں:۱-مجرّد-۲-مزید فیہ۔

اور رُباعی مزید فیہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) بے ہمزۂ وصل (۲) باہمزۂ وصل۔

6.14.2 رُباعی مجرّد کا صرف ایک باب "فَعْلَلَة" ہے، اس کا ماضی "فَعْلَلَ"، مضارع "یُفَعْلِلُ" اور مصدر "فَعْلَلَةٌ" کے وزن پر آتا ہے۔ جیسے بَعْثَرَ یُبَعْثِرُ بَعْثَرَةً (برانگیختہ کرنا، ابھارنا)۔ اور اس باب کی علامت ماضی میں چار حروفِ اصلی کا ہونا ہے۔

اس باب سے زیادہ ترصحیح یا مضاعف مادّے کے فعل آتے ہیں جو عموماً متعدی ہوتے ہیں۔ اس باب کی خصوصیات تو بہت ہیں، مگر ان میں سے ایک مشہور خاصیت "قصر" ہے۔

"قصر" کا مطلب یہ ہے کہ کسی مرکب یا جملے کی تعبیر کے لیے اس سے کوئی مختصر لفظ بنالیا جائے۔ جیسے هَلَّلَ (لا الٰہ الا اللہ کہا)، بَسْمَلَ (بسم اللہ الرحمن الرحیم کہا)، حَوْقَلَ (لا حول ولا قوۃ پڑھا)۔ قصر کو "حکایتِ مرکّب" بھی کہتے ہیں۔

6.14.3 فعل رباعی مزید فیہ بے ہمزۂ وصل: کا صرف ایک باب "تَفَعْلُلٌ" ہے، جس کا ماضی "تَفَعْلَلَ" مضارع "یَتَفَعْلَلُ" اور مصدر "تَفَعْلُلٌ" کے وزن پر آتا ہے، جیسے: تَدَحْرَجَ، یَتَدَحْرَجُ، تَدَحْرُجاً (لڑھکنا)۔ اس باب کی علامت چار حرفِ اصلی سے پہلے تا کا زائد ہونا ہے۔

اس باب سے آنے والے فعل کی خاصیت "مُطاوعتِ فَعْلَلَة" ہے، جیسے دَحْرَجْتُهُ فَتَدَحْرَجَ (میں نے اس کو لڑھکایا تو وہ لڑھک گیا۔)

6.14.4 فعل رباعی مزید فیہ باہمزۂ وصل کے اوزان وابواب:

رُباعی مزید فیہ باہمزۂ وصل کے دو باب ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	ابواب	ماضی اور مضارع	مثال	معنی	علامت
1	اِفْعِنْلَال	اِفْعَنْلَلَ یَفْعَنْلِلُ	اِحْرَنْجَمَ یَحْرَنْجِمُ اِحْرِنْجاماً	جمع ہونا	شروع میں ہمزۂ وصل اور عین کلمہ ولامِ اول کے درمیان نون کی زیادتی
2	اِفْعِلَّال	اِفْعَلَلَّ یَفْعَلِلُّ	اِقْشَعَرَّ یَقْشَعِرُّ اِقْشِعْرَاراً	رونگٹے کھڑے ہونا	شروع میں ہمزۂ وصل اور تیسرے لام کا زیادہ ہونا اور دوسرے لام کا مشدّد ہونا

ان دونوں ابواب میں عموماً "مطاوعتِ فَعْلَلَة" کی خاصیت پائی جاتی ہے۔

پہلے باب کی مثال: طَمْأَنْتُهُ فَاطْمَأَنَّ (میں نے اسے مطمئن کیا تو وہ مطمئن ہو گیا۔)

دوسرے باب کی مثال: ثَعْجَرَ الْمَاءَ فَاثْعَنْجَرَ (اس نے پانی بہایا تو وہ بہہ گیا۔)

6.15 فعل ثلاثی مزید فیہ ملحق بہ رباعی کے اوزان وابواب

ثلاثی مزید فیہ ملحق بہ رُباعی کی تین قسمیں ہیں:

۱- ملحق بہ رباعی مجرّد (فَعْلَلَة) -۲- ملحق بہ "تَفَعْلُلٌ" -۳- ملحق بہ "اِفْعِنْلَال"۔

6.15.1 ملحق بر باعی مجرّد کے اوزان وابواب:

ملحق برباعی مجرّد (فَعْلَلَة) کے سات ابواب ہیں جن کی تفصیل یہ ہے:

نمبر شمار	ابواب	ماضی اور مضارع	مثال	معنی	علامت
1	فَعْلَلَة	فَعْلَلَ يُفَعْلِلُ	جَلْبَبَ يُجَلْبِبُ جَلْبَبَةً	چادر پہنانا	تکرارِ لام
2	فَعْنَلَة	فَعْنَلَ يُفَعْنِلُ	قَلْنَسَ يُقَلْنِسُ قَلْنَسَةً	ٹوپی پہنانا	کلمے کے بعد نون کی زیادتی
3	فَوْعَلَة	فَوْعَلَ يُفَوْعِلُ	جَوْرَبَ يُجَوْرِبُ جَوْرَبَةً	پائے تابہ پہنانا	فاکلمہ کے بعد واو کی زیادتی
4	فَعْوَلَة	فَعْوَلَ يُفَعْوِلُ	سَرْوَلَ يُسَرْوِلُ سَرْوَلَة	پاجامہ پہنانا	عین کلمے کے بعد واو کی زیادتی
5	فَيْعَلَة	فَيْعَلَ يُفَيْعِلُ	صَيْطَرَ يُصَيْطِرُ صَيْطَرَةً	نگہبان ہونا/ داروغہ ہونا	فاکلمہ کے بعد یا کی زیادتی
6	فَعْيَلَة	فَعْيَلَ يُفَعْيِلُ	شَرْيَفَ يُشَرْيِفُ شَرْيَفَة	کھیتی کی بڑھی ہوئی پتیاں کاٹنا	عین کلمہ کے بعد یا کی زیادتی
7	فَعْلَاة	فَعْلیٰ يُفَعْلِي	قَلْسیٰ يُقَلْسِي قَلْسَاة	ٹوپی پہنانا	لام کلمہ کے بعد یا کی زیادتی

6.15.2 ملحق بہ "تفعلل" کے اوزان وابواب:

ثلاثی مزید فیہ ملحق بہ "تَفَعلل" کے آٹھ ابواب ہیں:

نمبر شمار	ابواب	ماضی اور مضارع	مثال	معنی	علامت
1	تَفَعْلُل	تَفَعْلَلَ يَتَفَعْلَلُ	تَجَلْبَبَ يَتَجَلْبَبُ تَجَلْبُباً	چادر پہننا	فاکلمہ سے پہلے تا کی زیادتی اور تکرارِ لام
2	تَفَعْنُل	تَفَعْنَلَ يَتَفَعْنَلُ	تَقَلْنَسَ يَتَقَلْنَسُ تَقَلْنُساً	ٹوپی پہننا	فاکلمہ سے پہلے تا اور عین کلمہ کے بعد نون کی زیادتی
3	تَمَفْعُل	تَمَفْعَلَ يَتَمَفْعَلُ	تَمَسْكَنَ يَتَمَسْكَنُ تَمَسْكُناً	مسکین ہونا	فاکلمہ سے پہلے تا اور میم کی زیادتی
4	تَفَعْلُت	تَفَعْلَتَ يَتَفَعْلَتُ	تَعَفْرَتَ يَتَعَفْرَتُ تَعَفْرُتاً	مکّار اور خبیث ہونا	فاکلمہ سے پہلے تا اور لام کلمہ کے بعد تا کی زیادتی
5	تَفَوْعُل	تَفَوْعَلَ يَتَفَوْعَلُ	تَجَوْرَبَ يَتَجَوْرَبُ تَجَوْرُباً	پاتابہ پہننا	فاکلمہ سے پہلے تا اور فاکلمہ کے بعد واو کی زیادتی
6	تَفَعْوُل	تَفَعْوَلَ يَتَفَعْوَلُ	تَسَرْوَلَ يَتَسَرْوَلُ تَسَرْوُلاً	پاجامہ پہننا	فاکلمہ سے پہلے تا اور عین کلمہ کے بعد واو کی زیادتی
7	تَفَيْعُل	تَفَيْعَلَ يَتَفَيْعَلُ	تَشَيْطَنَ يَتَشَيْطَنُ تَشَيْطُناً	نافرمان ہونا	فاکلمہ سے پہلے تا اور فاکلمہ کے بعد یا کی زیادتی
8	تَفَعْلٍ	تَفَعْلیٰ يَتَفَعْلیٰ	تَقَلْسیٰ يَتَقَلْسیٰ تَقَلْسِياً	ٹوپی پہننا	فاکلمہ سے پہلے تا اور لام کلمہ کے بعد یا کی زیادتی

6.15.3 ملحق بہ "اِفْعِنْلَال" کے اوزان وابواب:

ثلاثی مزید فیہ ملحق بہ "اِفْعِنْلَال" کے دو باب ہیں:

نمبر شمار	ابواب	ماضی اور مضارع	مثال	معنی	علامت
1	اِفْعِنْلَال	اِفْعَنْلَلَ یَفْعَنْلِلُ	اِقْعَنْسَسَ یَقْعَنْسِسُ اِقْعِنْسَاساً	پیچھے ہٹنا	فاکلمہ سے پہلے ہمزہ، اور عین کلمہ کے بعد نون کی زیادتی اور تکرار لام
2	اِفْعِنْلَاءٌ	اِفْعَنْلٰی یَفْعَنْلِیْ	اِسْلَنْقٰی یَسْلَنْقِیْ اِسْلِنْقَاءً	چت لیٹنا	فاکلمہ سے پہلے ہمزہ، عین کلمہ کے بعد نون اور لام کلمہ کے بعد یا کی زیادتی

معلومات کی جانچ

(۱) رُباعی مجرّد کے کتنے باب ہیں؟ ان کی علامت اور خاصیت مثالوں کے ساتھ واضح انداز میں بیان کیجیے۔

(۲) رُباعی مزید فیہ کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور ان کے کل کتنے ابواب ہیں؟ وضاحت کے ساتھ تحریر کیجیے۔

(۳) ثلاثی مزید فیہ ملحق بہ رُباعی مجرّد کے کل اوزان وابواب کتنے ہیں؟ علامتوں اور مثالوں کے ساتھ لکھیے۔

(۴) مندرجہ ذیل افعال کس باب سے آتے ہیں؟ ان کے ماضی، مضارع اور مصدر کیا ہیں؟

۱-تَجَلْبَبَ   -۲-تَقَلْنَسَ   -۳-تَسَرْوَلَ   -۴-تَمَسْکَنَ۔

6.16 اکتسابی نتائج

عربی زبان میں کلمہ کی بنیادی قسمیں تین ہیں: ۱-اسم-۲-فعل-۳-حرف۔

ان میں سے حرف میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ اس لیے اس کے مختلف اوزان نہیں آتے ہیں۔ اسم کی دو قسمیں ہیں:

۱-اسم متمکن (یعنی اسم معرب)-۲-اسم غیر متمکن (یعنی اسم مبنی)

اور فعل بھی دو طرح کے ہوتے ہیں: ۱-فعلِ متصرّف-۲-فعلِ جامد (یعنی غیر متصرّف)

ان میں سے اسم غیر متمکن اور فعلِ جامد میں مختلف انداز کی تبدیلیاں نہیں ہوتی ہیں، نہ ہی ان کے مختلف اوزان ہوتے ہیں۔

صرف اسم متمکن اور فعلِ متصرّف میں مختلف قسم کے تغیرات ہوتے ہیں۔ اور ان سے مختلف صیغے آتے ہیں، اس لیے ان کے اوزان بھی مختلف ہوتے ہیں۔

اس سلسلے میں یہ ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ "وزن" کے لغوی معنی تولنا ہیں اور "میزان" کے معنی ترازو، تولنے کا کانٹا اور لوہے یا پتھر کا وہ باٹ جسے ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ کر کوئی چیز تولی جاتی ہے۔ اور اصطلاح میں میزان سے مراد ان خاص حروف کا مجموعہ ہے جن کے مقابلے میں کسی کلمے کو لاکر اس کے اصلی اور زائد حروف کا پتا لگایا جاتا ہے۔ جیسے فا، عین، لام۔ میزان کو وزن اور موزون بہ بھی کہتے ہیں۔

اب جس کلمے کا وزن معلوم کرنا ہوتا ہے اسے فا، عین اور لام کے مقابل لایا جاتا ہے، جو حرف فا کے مقابل ہوتا ہے اسے فاکلمہ، جو عین کے

مقابل ہوتا ہے اُسے عین کلمہ اور جو لام کے مقابل ہوتا ہے اُسے لام کلمہ کہا جاتا ہے۔

یہ سب اس صورت میں ہوتا ہے جب کلمے میں صرف تین حروف ہوں۔ اور اگر کسی کلمے میں تین سے زائد حروف ہوں اور سب اصلی ہوں تو اس کا وزن بتانے میں یہ تفصیل ہے:

اگر وہ چار حرفی ہو تو میزان میں چوتھے حرف کے لیے لام ثانی بڑھاتے ہیں، اور اگر وہ پانچ حرفی ہو تو میزان میں لامِ ثانی اور لامِ ثالث کا اضافہ کرتے ہیں۔

اور اگر کسی کلمے میں تین سے زیادہ حروف ہوں اور ان میں کچھ اصلی ہوں اور کچھ زائد، تو دیکھا جائے اگر اس میں ''سأَلْتُمُوْنِیْھَا'' کے حروف میں سے ایک یا چند حروف زائد ہوں تو وزن بتانے کے لیے اصلی حروف کو فا، عین، لام کے مقابل لے آتے ہیں اور زائد حروف کو اُنھیں کے مثل حروف سے بیان کرتے ہیں۔

لیکن اگر کلمے میں اصلی حرف مکرّر ہو تو اس کے مقابل اصلی حرف (عین، لام) کو مکرّر لاتے ہیں۔ اور اس صورت میں زائد حرف کی تعبیر اس کے مثل حرف سے نہیں کرتے۔

o اسم متمکن (اسم معرب) کی تین قسمیں ہیں: ۱-مصدر-۲ مشتق-۳-جامد۔

مصدر اور مشتق اپنے فعل ہی کی طرح صرف ثلاثی و رباعی، مجرد اور مزید فیہ ہوتے ہیں۔ مگر اسم جامد اس کے ساتھ خُماسی مجرّد اور مزید فیہ بھی ہوتا ہے۔ اس طرح اس کی کل چھ قسمیں ہوتی ہیں:

۱-ثلاثی مجرّد-۲-ثلاثی مزید فیہ-۳-رُباعی مجرّد-۴-رباعی مزید فیہ-۵-خُماسی مجرّد-۶-خُماسی مزید فیہ

o اسم جامد ثلاثی مجرّد کے عقلی اوزان تو بارہ بنتے ہیں مگر ان میں سے صرف دس وزن متفقہ طور پر استعمال ہوتے ہیں:

۱-فَعْلٌ-۲-فَعَلٌ-۳-فَعِلٌ-۴-فَعُلٌ-۵-فِعْلٌ-۶-فِعَلٌ-۷-فِعِلٌ-۸-فُعْلٌ-۹-فُعَلٌ-۱۰-فُعُلٌ۔

o کسی بھی اسم متمکن کے اصلی حروف تین سے کم نہیں ہوتے۔ لیکن کچھ اسمِ متمکن ایسے ہوتے ہیں جن کے آخر سے ایک حرف حذف ہو جاتا ہے اور وہ بظاہر دو حرفی ہو جاتے ہیں، جیسے دَمٌ، یَدٌ۔

o اسم رباعی مجرد کے اوزان چھ ہیں:

۱-فَعْلَلٌ-۲-فِعْلِلٌ-۳-فِعْلَلٌ-۴-فُعْلُلٌ-۵-فِعَلٌّ-۶-فُعْلَلٌ۔

o اسم خماسی مجرد کے اوزان چار ہیں:

۱-فَعَلَّلٌ-۲-فَعْلَلِلٌ-۳-فُعَلِّلٌ-۴-فِعْلَلٌّ۔

o اسم مزید فیہ کے اوزان بہت ہیں۔ سیبویہ نے تین سو آٹھ وزن ذکر کیے ہیں، اور زبیدی نے ان میں اسّی سے زائد اوزان کا اضافہ کیا ہے۔ لیکن کسی بھی اسم مزید فیہ میں زیادتی کے بعد سات سے زیادہ حروف نہیں ہوتے، جس طرح کسی بھی فعل میں زائد حروف کے بعد چھ سے زیادہ حروف نہیں ہوتے۔

حروفِ زیادت کل دس ہیں جن کا مجموعہ ''سأَلْتُمُوْنِیْھَا'' ہے۔ کسی بھی کلمے میں جو حروف زیادہ کیے جاتے ہیں وہ انھی دس حروف میں سے ہوتے ہیں،

مگر جب الحاق یا کسی اور وجہ سے حرف اصلی کی تکرار کی صورت میں زیادتی ہوتی ہے تو ان دس حروف میں سے ہونا ضروری نہیں ہوتا۔

o ثلاثی مجرد کے مصادر کے اوزان سماعی ہیں، ان کے لیے کوئی خاص ضابطہ مقرر نہیں لیکن ثلاثی مزید فیہ، رباعی مجرّد و مزید فیہ کے مصادر کے اوزان قیاسی ہیں، وہ مخصوص اور متعیّن صورت میں آتے ہیں۔ کچھ علما نے ثلاثی مجرّد کے مصادر کے اوزان جمع کیے ہیں جو چوالیس تک پہنچے ہیں۔ ثلاثی مزید فیہ اور رباعی مجرّد و مزید فیہ کے مصادر کے اوزان اَفعال ثلاثی مزید فیہ اور رباعی مجرّد و مزید کے اوزان و ابواب کے ضمن میں آگے آرہے ہیں۔اس لیے یہاں ان کے ذکر کی ضرورت نہیں۔

o اصلی حروف کی تعداد کے لحاظ سے فعل کی دو قسمیں ہیں: ثلاثی، رُباعی۔ پھر ان میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں: مجرّد، مزید فیہ۔

o فعلِ ثلاثی مجرّد کے اوزان و ابواب چھ ہیں:

۱-فَعَلَ یَفْعُلُ-۲-فَعَلَ یَفْعِلُ-۳-فَعِلَ یَفْعَلُ-۴-فَعَلَ یَفْعَلُ ۵-فَعُلَ یَفْعُلُ-۶-فَعِلَ یَفْعِلُ۔

ان میں پہلے کے تین ابواب کو"اصول" اور اخیر کے تین ابواب کو"فروع" کہا جاتا ہے۔ان میں سے آخری باب (فَعِلَ یَفْعِلُ) کے وزن پر بہت کم افعال آتے ہیں اور باقی پانچ ابواب سے بکثرت افعال آتے ہیں۔

o فعلِ ثلاثی مزید فیہ کی دو قسمیں ہیں: ۱-ملحق بہ رُباعی-۲-مُطلق یعنی غیر ملحق بہ رُباعی

ملحق بر باعی وہ ہے جس کا رُباعی کے ساتھ الحاق کر دیا گیا ہو۔اور مُطلق اُسے کہتے ہیں جس کا رُباعی کے ساتھ الحاق نہ کیا گیا ہو۔

o لُغت میں الحاق کے معنی ہیں ایک شَے کا دوسری شَے سے ملنا یا ملانا اور اصطلاح میں الحاق کا مفہوم یہ ہے کہ کسی ثلاثی اسم یا فعل میں ایک یا ایک سے زائد حرف اس لیے بڑھا دینا کہ وہ تمام تصرّفات میں صورۃً رُباعی کے وزن پر ہو جائے اور اس اضافے سے کسی نئے معنی کا فائدہ حاصل نہ ہو۔اس صورت میں ثلاثی کو"مُلحَق" اور رُباعی کو"ملحق بہٖ" کہا جاتا ہے۔اگر الحاق افعال میں ہو تو ملحق اور ملحق بہ دونوں فعلوں کے مصدر کا بھی ہم وزن ہونا ضروری ہے۔

o ثلاثی مزید فیہ غیر ملحق کی دو قسمیں ہیں:

۱-باہمزۂ وصل -۲-بے ہمزۂ وصل

ثلاثی مزید غیر ملحق باہمزۂ وصل کے سات اوزان و ابواب ہیں:

۱-اِفْتِعَال-۲-اِسْتِفْعَال-۳-اِنْفِعَال-۴-اِفْعِلَال-۵-اِفْعِیْلَال-۶-اِفْعِیْعَال-۷-اِفْعِوَّال۔

باب افتعال زیادت تر اتخاذ یا مطاوعت فَعَلَ کے لیے آتا ہے۔ باب استفعال عموماً طلبِ ماخذ کے لیے آتا ہے۔ باب انفعال زیادہ تر مطاوعت کے لیے آتا ہے، اور اس باب سے ہمیشہ فعلِ لازم ہی آتا ہے۔اور اس باب سے آنے والے افعال کا فاکلمہ لام، را، نون اور حرفِ لین نہیں ہوتا۔ بابِ افعلال اور افعیلال سے وہی افعال آتے ہیں جن میں عیب یا زوردار رنگ کا معنی پایا جاتا ہو۔ باب افعیعال سے جو افعال آتے ہیں ان میں عموماً مبالغہ کے ساتھ صیرورت کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ یہ تینوں باب عموماً لازم ہوتے ہیں۔ بابِ افعوّال سے آنے والے افعال میں مبالغہ کا وصف پایا جاتا ہے۔

o ثلاثی مزید غیر ملحق بے ہمزۂ وصل کے پانچ باب ہیں:

۱-اِفْعَال-۲-تفعیل -۳-تفعُّل-۴-مفاعلة -۵-تَفَاعُل۔

باب افعال سے آنے والے افعال میں زیادہ تر تعدیہ کی خاصیت پائی جاتی ہے۔ بابِ تفعیل سے آنے والے افعال میں تعدیہ اور مبالغہ وتکثیر کی خاصیت پائی جاتی ہے۔ بابِ تفعّل سے آنے والے افعال میں عموماً تکلّف کی، باب تفاعل میں تشارک کی اور بابِ مفاعلت میں مشارکت کی خاصیت پائی جاتی ہے۔

تشارک اور مشارکت میں فرق یہ ہے کہ پہلے میں دونوں شریک، لفظ میں فاعل ہوتے ہیں، جب کہ دوسرے میں ایک فاعل اور دوسرا مفعول ہوتا ہے۔

o رُباعی کی دو قسمیں ہیں: ۱-رُباعی مجرّد-۲-رُباعی مزید فیہ۔

رُباعی مزید فیہ کی دو قسمیں ہیں: ۱-بے ہمزۂ وصل-۲-باہمزہ وصل

رباعی مجرّد کا صرف ایک باب ”فَعْلَلَة“ ہے، اس کا ماضی فَعْلَلَ، مضارع یُفَعْلِلُ اور مصدر ”فَعْلَلَة“ کے وزن پر آتا ہے۔ اس باب سے زیادہ تر صحیح یا مضاعف مادّے کے فعل آتے ہیں جو متعدی ہوتے ہیں، اس کی مشہور خاصیت ”قصر“ ہے۔

رُباعی مزید فیہ بے ہمزۂ وصل کا بھی صرف ایک باب ”تفَعْلُل“ ہے، اس کا ماضی تَفَعْلَلَ، مضارع یَتَفَعْلَلُ اور مصدر تَفَعْلُل کے وزن پر آتا ہے۔

o رُباعی مزید فیہ باہمزۂ وصل کے اوزان وابواب دو ہیں:

۱-اِفْعَنْلَلَ یَفْعَنْلِلُ اِفْعِنْلَالاً-۲-اِفْعَلَّلَ یَفْعَلِّلُ اِفْعِلَّالًا۔

o ثلاثی مزید فیہ ملحق بہ رُباعی کی تین قسمیں ہیں:

۱-ملحق برباعی مجرّد (فَعْلَلَة)-۲-ملحق بہ ”تَفَعْلُل“-۳-ملحق بہ ”اِفْعِنْلَال“۔

الف: ملحق برباعی مجرّد کے اوزان وابواب سات ہیں:

۱-فَعْلَلَ یُفَعْلِلُ فَعْلَلَة-۲-فَعْنَلَ یُفَعْنِلُ فَعْنَلَةً-۳-فَوْعَلَ یُفَوْعِلُ فَوْعَلَةً-۴-فَعْوَلَ یُفَعْوِلُ فَعْوَلَةً

-۵-فَیْعَلَ یُفَیْعِلُ فَیْعَلَةً-۶-فَعْیَلَ یُفَعْیِلُ فَعْیَلَةً-۷-فَعْلیٰ یُفَعْلِي فَعْلَاةً۔

ب: ملحق بہ ”تفعلل“ کے آٹھ باب ہیں:

۱-تَفَعْلَلَ یَتَفَعْلَلُ تَفَعْلُلاً-۲-تَفَعْنَلَ یَتَفَعْنَلُ تَفَعْنُلاً-۳-تَمَفْعَلَ یَتَمَفْعَلُ تَمَفْعُلاً-۴-تَفَعْلَتَ یَتَفَعْلَتُ تَفَعْلُتاً -۵-تَفَوْعَلَ یَتَفَوْعَلُ تَفَوْعُلاً-۶-تَفَعْوَلَ یَتَفَعْوَلُ تَفَعْوُلاً-۷-تَفَیْعَلَ یَتَفَیْعَلُ تَفَیْعُلاً-۸-تَفَعْلیٰ یَتَفَعْلیٰ تَفَعْلِیاً۔

ج: ملحق بہ ”اِفعنلال“ کے دو باب ہیں:

۱-اِفْعَنْلَلَ یَفْعَنْلِلُ اِفْعِنْلَالاً-۲-اِفْعَنْلیٰ یَفْعَنْلِي اِفْعِنْلَاءً۔

6.17 نمونے کے امتحانی سوالات

مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب پچیس سطروں میں لکھیے:

۱-وزن اور میزان کا لغوی اور اصطلاحی معنی بتاتے ہوئے مثالوں سے واضح کیجیے، اور کلمات کے وزن معلوم کرنے کا طریقہ پوری وضاحت کے ساتھ تحریر کیجیے۔

۲-اسمِ جامد ثُلاثی مجرّد، رُباعی مجرّد اور خُماسی مجرّد کے اوزان مثالوں کے ساتھ واضح انداز میں بیان کیجیے۔

۳-ثُلاثی مجرّد کے مصادر کے اوزان مثالوں کے ساتھ لکھیے اور ان کے معانی بھی بتائیے۔

۴-الحاق کے لغوی اور اصطلاحی معنی تفصیل کے ساتھ لکھتے ہوئے یہ بھی بتائیے کہ ثلاثی مزید ملحق بہ رُباعی مجرّد کے کتنے ابواب ہیں اور کون کون سے ہیں؟ ہر ایک کی علامت بھی تحریر کیجیے۔

۵-ثُلاثی مزید غیر ملحق بہ رُباعی کی قسمیں بیان کیجیے، ساتھ ہی ان کے اوزان و ابواب مثالوں کی روشنی میں وضاحت کے ساتھ لکھیے۔

مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب پندرہ سطروں میں تحریر کیجیے:

۱-اسمِ جامد رُباعی مجرّد اور خُماسی مجرّد کے اوزان مثالوں کی روشنی میں وضاحت کے ساتھ لکھیے۔

۲-فعلِ رُباعی مجرّد اور مزید فیہ کے اوزان و ابواب مثالوں کے ساتھ قلم بند کیجیے۔

۳-فعلِ ثلاثی مجرّد کے ابواب کتنے اور کون کون ہیں؟ تحریر کیجیے، اور ان میں اصول و فروع کی بھی تعیین کیجیے۔

۴-ثلاثی مزید فیہ مطلق بے ہمزۂ وصل کے ابواب اور ہر ایک کی خاصیت مثالوں کے ساتھ پیش کیجیے۔

۵-بابِ تفاعل اور مفاعلت کی خاصیت اور دونوں کا استعمالی فرق مثالوں کی روشنی میں واضح کیجیے۔

6.18 مطالعے کے لیے مُعاوِن کتابیں

۱-جامع الدروس العربية: للشيخ مصطفى الغلاييني، دار الكتاب العربي، بيروت، لبنان، ۱۴۲۵ھ—۲۰۰۵م۔

۲-نحو اللغة العربية: للدكتور أسعد النادري، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت، لبنان، ۱۴۲۵ھ—۲۰۰۵م۔

۳-شذا العرف في فن الصرف: للشيخ أحمد الحملاوي، مؤسسة الكتب الثقافية، بدون تاريخ۔

۴-مراح الأرواح: للشيخ أحمد بن علي بن مسعود، مطبوعه كلكتا، ۱۸۵۵ء۔

۵-الشافية: للشيخ جمال الدين أبي عمر و عثمان بن أبي بكر المعروف بابن الحاجب المالكي المصري، مكتبة الآداب، ميدان الأوبرا، القاهرة، مصر۔

۶-علم الصیغہ: از مفتی عنایت احمد کاکوروی لکھنوی، ناشر: مجلس البرکات، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ۔

۷-قواعد الصرف (اوّل و دوم): از مولانا محمد نظام الدین علیمی مصباحی، مطبوعہ: مجلس البرکات، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ، ۱۴۳۲ھ-۲۰۱۱ء۔

اکائی 7 فعل مضارع کونصب اور جزم دینے والے حروف

اکائی کے اجزا

7.1 مقصد

7.2 تمہید

7.3 نواصبِ فعل کا لغوی اور اصطلاحی معنی

7.4 فعل مضارع کو نصب دینے والے حروف اور ان کا عمل

7.5 نواصب کے معانی اور مواقع استعمال

7.6 ''أَن'' کہاں کہاں مقدّر ہو کر عمل کرتا ہے؟

7.7 جوازم فعل کا لغوی اور اصطلاحی معنی

7.8 جوازم کا عمل

7.9 ایک فعل کو جزم دینے والے حروف

7.10 دو فعل کو جزم دینے والے الفاظ

7.11 ادواتِ شرط جازمہ کے معانی اور احکام

7.12 شرط و جزا کے کچھ احکام و شرائط

7.13 فائے جزائیہ کے مقامات

7.14 شرط و جزا کے احوال و احکام

7.15 جزم بالطلب کا مطلب اور صورتیں

7.16 اکتسابی نتائج

7.17 نمونے کے امتحانی سوالات

7.18 مطالعے کے لیے معاوِن کتابیں

7.1 مقصد

اس اکائی کو پڑھ لینے کے بعد طلبہ نصب و جزم کا معنی جاننے کے ساتھ فعل مضارع کو نصب اور جزم دینے والے کلمات کے بارے میں اچھی طرح واقف ہو جائیں گے، ان کے عمل کی ضروری تفصیل سے آگاہ ہو جائیں گے، اور یہ بھی جان لیں گے کہ ان کی تبدیلی سے الفاظ اور جملوں پر کیا معنوی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

7.2 تمہید

عربی زبان میں استعمال ہونے والے مفرد الفاظ تین طرح کے ہوتے ہیں:

(۱) اسم، (۲) فعل اور (۳) حرف۔ فعل کی تین قسمیں ہیں: (۱) ماضی (۲) مضارع (۳) امر۔ فعل ماضی اور امر تو مبنی ہوتے ہیں، وہ ایک ہی حالت پر رہتے ہیں اور ان میں کسی عامل کی وجہ سے کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ صرف فعل مضارع معرب ہے جو عامل کے اثر کو قبول کرتا ہے تو کبھی اس پر رفع آتا ہے، کبھی نصب اور کبھی جزم۔

جن لوگوں کو عربی زبان سے واسطہ پڑتا ہے وہ نصب و جزم اور نواصب و جوازم کے الفاظ بکثرت سنتے ہیں، جن کا سطحی اور دھندلا سا تصور تو ان میں بہت سے لوگوں کے ذہن و دماغ میں ہوتا ہے، لیکن ان کی معنوی گہرائی و گیرائی اور عملی تاثیر سے بہت سے ذہن خالی ہوتے ہیں، اسی لیے عربی زبان و ادب میں دست رس اور کمال حاصل کرنے والے عربی نحو و قواعد کے دیگر ابواب کی طرح ان ابواب کی تہہ میں بھی اترتے ہیں اور ان کے سمندر میں غواصی کر کے گوہرِ آب دار پاتے ہیں۔ کیوں کہ ان کی معرفت کے بغیر صحیح عربی بولنا، لکھنا اور کسی زبان میں اس کا ترجمہ کرنا نہایت دشوار ہے، مگر تھوڑی سی توجہ سے اس بحث کو آسانی کے ساتھ سمجھا جا سکتا ہے۔

اس اکائی کے بنیادی طور پر دو جز ہیں: (۱) نواصبُ الفعل (۲) جوازم الفعل، آئندہ صفحات میں انھیں دونوں کے متعلّق گفتگو کی جارہی ہے۔

7.3 نواصب کا لغوی اور اصطلاحی معنی

اس مقام پر نواصب سے مراد ''نواصبِ مضارع'' ہیں۔ لغوی اعتبار سے نواصب، ناصب کی جمع ہے، جس کا معنی ہے ''نصب دینے والا''۔ نصب کا لغوی معنی کھڑا کرنا، بلند کرنا اور گاڑنا ہے۔ اور علم نحو کی اصطلاح میں نصب کا معنی ہے فتحہ (زبر)، اور نونِ اعرابی کو گرا دینا۔ تو جو حروف فعل مضارع کے آخر میں زبر لاتے ہیں، یا آخر سے نونِ اعرابی کو گرا دیتے ہیں اُن کو ''نواصبِ مضارع'' کہا جاتا ہے۔

7.4 فعلِ مضارع کو نصب دینے والے حروف اور ان کا عمل

فعل مضارع کو نصب دینے والے حروف چار ہیں:

۱ - أَنْ ۲ - لَنْ ۳ - كَيْ ۴ - إِذَنْ۔ یہ حروف فعلِ مضارع کے شروع میں آتے ہیں اور مندرجہ ذیل تفصیل کے مطابق عمل کرتے ہیں:

(الف) یہ حروف مضارع کے پانچ صیغوں کے آخر میں زبر لاتے ہیں، وہ پانچ صیغے یہ ہیں: •يَفْعَلُ، واحد مذکر غائب •تَفْعَلُ، واحد مؤنث غائب •تَفْعَلُ، واحد مذکر حاضر •أَفْعَلُ، واحد متکلم •نَفْعَلُ، (متکلم مع الغیر)

(ب) یہ سات صیغوں کے آخر سے نونِ اعرابی گرا دیتے ہیں، وہ صیغے یہ ہیں:

(۱) يَفْعَلَانِ، تثنیہ مذکر غائب (۲) تَفْعَلَانِ، تثنیہ مؤنّث غائب

(۳) تَفْعَلَانِ، تثنیہ مذکر حاضر (۴) تَفْعَلَانِ، تثنیہ مؤنّث حاضر

(۵) يَفْعَلُوْنَ، جمع مذکر غائب (۶) تَفْعَلُوْنَ، جمع مذکر حاضر (۷) تَفْعَلِيْنَ، واحد مؤنّث حاضر۔

(ج) اور دو صیغوں کا نون اپنی جگہ باقی رہتا ہے، کیوں کہ یہ نونِ بنائی اور جمع مؤنّث کی ضمیر ہے، جو کسی عامل کا اثر قبول نہیں کرتا، وہ صیغے یہ ہیں:

(۱) يَفْعَلْنَ، جمع مؤنّث غائب (۲) تَفْعَلْنَ، جمع مؤنّث حاضر۔

اب نیچے ایک حرفِ ناصب "لَنْ" کے ساتھ فعل مضارع کے تمام صیغے لکھے جا رہے ہیں، جس سے اس کے عمل کا نقشہ سامنے آ جائے گا، باقی حروفِ ناصبہ کو بھی اسی پر قیاس کیا جاسکتا ہے:

۱- لَنْ يَذْهَبَ (وہ ایک آدمی ہرگز نہیں جائے گا)	۲- لَنْ يَذْهَبَا	۳- لَنْ يَذْهَبُوْا
۴- لَنْ تَذْهَبَ	۵- لَنْ تَذْهَبَا	۶- لَنْ يَذْهَبْنَ
۷- لَنْ تَذْهَبَ	۸- لَنْ تَذْهَبَا	۹- لَنْ تَذْهَبُوْا
۱۰- لَنْ تَذْهَبِيْ	۱۱- لَنْ تَذْهَبَا	۱۲- لَنْ تَذْهَبْنَ
۱۳- لَنْ أَذْهَبَ	۱۴- لَنْ نَذْهَبَ	

7.5 نواصبِ فعل کے معانی اور محلّ استعمال

1- أَنْ: یہ فعلِ مضارع کو مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے، اور اپنے مدخول فعل کے ساتھ مل کر مصدر کے معنی میں ہو جاتا ہے، اسی لیے اس کو "أَنْ" مصدریہ بھی کہتے ہیں، جیسے: نَرْجُوْ أَنْ نَزُوْرَ مَدِيْنَتَكُمْ (امید ہے کہ ہم آپ کے شہر کا دورہ کریں گے)، اس جملہ کا حاصل عربی زبان میں یہ ہے: نَرْجُوْ زِيَارَةَ مَدِيْنَتِكُمْ۔ (ہمیں آپ کے شہر کا دورہ کرنے کی امید ہے۔)

أَنْ مصدریہ ناصبہ کا استعمال صرف ایسے جملے میں ہوتا ہے جہاں فاعل کو بعد والے فعل کے ہونے کی امید یا خواہش ہو، جیسے آمُلُ أَنْ أَفُوْزَ في الامتحانِ السَّنَوِيِّ بِالدَّرَجَةِ الْعُلْيَا (امید ہے کہ میں سالانہ امتحان میں فرسٹ ڈویژن پاس ہوں گا۔) أُحِبُّ أَنْ أَخْدِمَ خَلْقَ اللهِ۔ (میں خلقِ خدا کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔) اسی لیے ظن اور رجحان کا معنی دینے والے فعل کے بعد اس کا آنا صحیح ہے۔ اور یقین کا معنی دینے والے فعل کے بعد جو "أَنْ" آتا ہے وہ مصدریہ ناصبہ نہیں ہوتا، بلکہ وہ حرفِ مشبّہ بالفعل ہوتا ہے جسے مخفّف کر دیا گیا ہے، جیسے أَحْسِبُ أَنْ لا يَنْتَصِرُ العربُ على عدوِّهِمْ بِغَيْرِ الاتّحاد (مجھے یقین ہے کہ عرب اتحاد کے بغیر اپنے دشمن پر فتح نہیں پائیں گے۔)

2- لَنْ: یہ فعل مضارع پر داخل ہو کر اس کے معنی میں تین تبدیلیاں کرتا ہے:

(الف) وہ اسے صرف مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے، اب اس سے حال کا معنی مراد نہیں لیا جاسکتا۔

(ب)اس میں نفی کا معنی پیدا کر دیتا ہے۔

(ج)نفی میں تاکیداورزوربھی پیدا کرتا ہے، لہٰذا''لَنْ یُفْلِحَ الْخَائِنُوْنَ'' کا معنی ہوا ''بے ایمان ہرگز فلاح نہیں پائیں گے''۔

اس لیے ''لَنْ'' کوحرفِ تاکیدنفی،حرفِ استقبال اورحرفِ ناصب کہا جاتا ہے۔

3- كَيْ : یہ بھی ''أَنْ'' کی طرح فعل مضارع کومستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے،اوراپنے بعدوالے فعل کے ساتھ مل کرمصدر کے معنی میں ہوجاتا ہے، جیسے ''جِئْتُ الْأُستاذَ لِكَيْ أَتَعَلَّمَ''-(میں استاذ کے پاس آیا تاکہ علم حاصل کروں)،عربی میں اس کا حاصل ہے: جِئتُ الأُستَاذَ لِلتَعَلُّمِ۔ (میں استاذ کے پاس علم حاصل کرنے کے لیے آیا۔)

زیادہ تراس سے پہلے لامِ جارّہ لفظ میں موجودہوتا ہے جوگزشتہ فعل کی علّت بیان کرتا ہے۔اور جہاں لفظ میں نہیں ہوتا وہاں مقدّر مانا جاتا ہے، جیسے جِئتُ الأُستاذَ كَيْ أَتَعَلَّمَ- اس صورت میں لامِ جارّہ کے مقدّر ہونے کی وجہ سے یہ اپنے مدخول فعل مضارع کے ساتھ مل کرمصدرِ منصوب کی تاویل میں ہوتا ہے۔

أَنْ کی طرح اس کوبھی حرفِ نصب،حرفِ استقبال اورحرفِ مصدر کہا جاتا ہے۔

4- إِذَنْ: یہ ہمیشہ کسی بات کے جواب میں بولا جاتا ہے اورزیادہ ترکسی جملے کی جزا کا معنیٰ دیتا ہے،جیسے کوئی شخص آپ سے کہے:''سَأَنْتَقِلُ إِلَى الْقَرْيَةِ''. (میں جلد ہی گاؤں منتقل ہوجاؤں گا)تو آپ اس کے جواب میں کہیں:''إِذَنْ تَرْتَاحَ مِنْ ضَوْضَاءِ الْـمَدِيْنَةِ''.(تب تو آپ شہر کے شور شرابے سے آرام پاجائیں گے۔)

اورکبھی صرف جواب بنتا ہے، جزا کا معنی نہیں دیتا، جیسے کسی نے آپ سے کہا:''أُحِبُّکَ.''(میں آپ سے محبت کرتا ہوں)،اس کے جواب میں آپ نے کہا: ''إِذَنْ أَظُنُّکَ صَادِقًا.'' (تو میں آپ کوسچا سمجھتا ہوں)،ظاہری بات ہے کہ آپ کا مخاطب کوسچّا سمجھنا اُس کے آپ سے محبت کرنے کی جزانہیں بن سکتا۔

یہ فعل مضارع کوخاص مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے،اسی لیے اسے حرفِ جواب،حرفِ جزاء،اورحرفِ نصب کے ساتھ''حرفِ استقبال'' بھی کہتے ہیں۔

إِذَنْ فعل مضارع کوتین شرطوں کے ساتھ منصوب کرتا ہے:

یہ اس جملہ کے شروع میں ہوجوجواب بن رہا ہے،لہٰذا ''أَنَا إِذَنْ أُكَافِئُکَ''اور''وَاللهِ إِذَنْ لاَ أَفْعَلُ''میں یہ مضارع کونصب نہیں دے رہا ہے، کیوں کہ ان جملوں میں وہ ابتدا میں نہیں ہے، ہاں!اگر إِذَنْ کوشروع میں لاکریوں کہا جائے: إِذَنْ وَاللهِ لاَ أَفْعَلَ (تب تو خدا کی قسم!میں نہیں کروں گا)تو یہ مضارع کومنصوب کرے گا۔

(1)اس کے بعد آنے والا فعل مضارع صرف مستقبل کے معنی میں ہو،لہٰذا کوئی آپ سے کہے: إِنِّي أُحِبُّکَ (میں واقعی آپ سے محبت کرتا ہوں) تو آپ اس کے جواب میں کہیں: إِذَنْ أَظُنُّکَ صَادِقًا (تب میں تمھیں سچّا سمجھتا ہوں) تواس صورت میں فعل مضارع منصوب نہیں ہوگا۔کیوں کہ یہاں مضارع حال کے معنی میں ہے، مستقبل کے معنی میں نہیں ہے۔

اس کے اورفعل مضارع کے درمیان قَسَم اورلائے نفی کے علاوہ کوئی چیز حائل نہ ہو۔لہٰذا اگرکوئی شخص آپ سے کہے: يَجُوْدُ الْأَغْنِيَاءُ

بِالْـمَالِ فِي سَبِيْلِ الْعِلْمِ (مال دار علم کی راہ میں اپنا مال خرچ کریں گے) اور آپ اس کے جواب میں کہیں: إِذَنْ هُمْ يَقُوْمُوْنَ بِالْوَاجِبِ (تب تو وہ اپنی ذمہ داری نبھائیں گے۔) تو اس صورت میں فعل مضارع مرفوع رہے گا، منصوب نہیں ہوگا۔ کیوں کہ اس میں "إِذَنْ" اور "يَقُوْمُوْن" فعلِ مضارع کے درمیان "هُمْ" ضمیر حائل ہے جو قسم اور لائے نفی کے علاوہ ہے۔

فائدہ:

ان حروف کا اردو میں ترجمہ یوں کیا جائے گا:

۱-لَنْ: ہرگز نہیں، قطعاً نہیں، بالکل نہیں۔

۲-أَنْ: کہ، یا اپنے مدخول فعل کے ساتھ مصدر کے معنی میں ہو جائے گا۔

۴-كَيْ: تا کہ، اس لیے کہ، اس وجہ سے کہ۔

۵-إِذَنْ: تب، تب تو، تو اس وقت، وغیرہ۔

7.6 "أَنْ" کہاں کہاں مقدّر ہو کر فعل مضارع کو نصب دیتا ہے؟

ان حروفِ ناصبہ میں "أَنْ" کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ لفظ میں رہتے ہوئے بھی عمل کرتا ہے، اور مقدّر ہو کر بھی عمل کرتا ہے، اس کے علاوہ اور کوئی حرفِ ناصب، مقدّر ہو کر عمل نہیں کرتا۔

"أَنْ" سات حروف کے بعد مقدّر ہوتا ہے اور فعلِ مضارع کو نصب دیتا ہے، وہ حروف یہ ہیں:

1 حَتّٰی: جب کہ وہ لامِ تعلیل یا "إِلیٰ" کے معنی میں ہو اور اس کا مدخول فعلِ مضارع، مستقبل کے معنی میں ہو۔ مثالیں ترتیب وار یہ ہیں: "سأُسَافِرُ حتی أُحَصِّلَ العِلْمَ۔" (میں جلد ہی سفر کروں گا تا کہ علم حاصل کروں)، "صُمْ حَتّٰی تَغِيْبَ الشَّمْسُ۔" (روزہ رہ سورج غروب ہونے تک)

2 لام تعلیل: جیسے "نِمْتُ لِأَسْتَرِيْحَ۔" (میں سویا تا کہ آرام پاؤں۔) اس لام کو "لامِ كَيْ" بھی کہا جاتا ہے، کیوں کہ یہ "كَيْ" کی طرح تعلیل اور سببیت کا معنی دیتا ہے۔

3 لامِ جُحُوْد: جیسے: "مَاكَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيْهِمْ۔" (اللہ کی یہ شان نہیں کہ وہ ان (کافروں) کو عذاب دے جب کہ (اے محبوب) تم ان میں موجود ہو۔)

جُحُوْد کا معنی انکار اور نفی ہے۔ اور "لامِ جُحُوْد" اس لامِ جارّہ کو کہتے ہیں جو "كَانَ" فعلِ ناقص کی نفی کے بعد، نفی کی تاکید کے لیے آئے۔

اس میں اور "لامِ كَيْ" میں ایک فرق یہ ہے کہ "لامِ جحد" کان کی نفی کے بعد ہی آتا ہے، جب کہ لامِ کَیْ اس کے بعد نہیں آتا۔ اور دوسرا فرق یہ ہے کہ "لامِ كَيْ" کے حذف کر دینے سے جملے کے معنی میں خلل آ جاتا ہے اور لامِ جُحُود کے حذف کرنے سے جملہ کے اصل معنی میں خلل نہیں آتا ہے، کیوں کہ یہ صرف نفی کی تاکید کے لیے آتا ہے۔

4 أَوْ: جب کہ وہ "إِلیٰ" یا "إِلَّا" یا "كَيْ" کے معنی میں ہو۔ جیسے: "لَأَنْتَظِرَنَّ صَدِيْقِي أَوْ يَجِيْءَ۔" (میں ضرور اپنے دوست کا انتظار کروں گا اس کے آنے تک)، "إِضْرِبُوا الْمُـــذْنِبَ أَوْ يَتُوْبَ۔" (مجرم کو مارو توبہ کرنے تک)، "لَأُطِيْعَنَّ اللّٰهَ أَوْ يَغْفِرَ لِي ذَنْبِي۔" (میں

ضرور اللہ کی فرماں برداری کروں گا تا کہ وہ میرے گناہ بخش دے۔)

پہلی مثال میں "أَوْ" إلیٰ کے معنی میں ہے، دوسری مثال میں إلاّ کے معنی میں اور تیسری مثال میں "كَيْ" کے معنی میں ہے، آخری مثال میں اوّل الذکر دونوں معانی کے لیے نہیں ہوسکتا، ورنہ معنی فاسد ہو جائیں گے۔

5 واو بمعنی مع: اس واو کے بعد "أَنْ" مقدّر ہوتا ہے جب کہ وہ مندرجہ ذیل چیزوں کے جواب میں آئے:

۱- امر، جیسے "اِقْرَأْ وَتَجْلِسَ" (تو بیٹھنے کے ساتھ پڑھ)

۲- نہی، جیسے "لَاتَأْكُلِ السَمَكَ وَتَشْرَبَ اللَّبَنَ۔" (دودھ پینے کے ساتھ مچھلی نہ کھا)

۳- نفی، جیسے "لَا أُكْرِمُكَ وتُهِيْنَنِي۔" (تم میری توہین کرو تو میں تمہاری تعظیم نہیں کروں گا۔)

۴- استفہام، جیسے "هَلْ تَرْحَمُوْنَ وَتُرْحَمُوْا۔" (کیا ایسا ہوگا کہ تم پر رحم کیا جائے، اس کے ساتھ تم بھی رحم کرو؟)

۵- تمنّی، جیسے "لَيْتَ الشَّمْسَ تَشْرُقُ وَيَسْقُطَ الْمطرُ۔" (کاش! بارش ہونے کے ساتھ سورج بھی چمکے۔)

۶- ترجّی، جیسے "لَعَلَّكَ مُنْشَرِحُ الصَّدرِ وتَشْتَرِيَ هذا البَيْتَ۔" (شاید اس گھر کو خریدنے کے ساتھ آپ مطمئن ہوں گے۔)

۷- عَرض، جیسے "أَلَا تَجْلِسُوْنَ وَتَقْرَأُوْا۔" (کیا ایسا نہیں ہوگا کہ آپ لوگ بیٹھیں اور اس کے ساتھ پڑھیں۔)

۸- تحضیض، جیسے "اَلَّا اسْتَقَمْتَ وتَأمُرَ غَيْرَكَ بِالِاسْتِقَامَة۔" (کیا دوسروں کو راہِ راست پر آنے کا حکم دینے کے ساتھ تو خود راہِ راست پر نہیں آیا۔)

۹- دُعا، جیسے "رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَتُوسعَ عَلَيَّ رِزْقِي۔" (اے میرے پروردگار! میری روزی کشادہ کرنے کے ساتھ میری مغفرت فرما۔)

یہ واو مَع کے معنی میں ہوتا ہے اور یہ بتاتا ہے کہ پہلے والا فعل اور بعد والا فعل دونوں ایک ساتھ ایک ہی وقت میں وجود میں آئے، جیسے کہ آپ نے اوپر کی مثالوں میں دیکھا۔

6 فائے سببیہ: اسے فائے سببیہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ اس بات کو بتاتی ہے کہ اس کا ماقبل، مابعد کے لیے سبب ہے، جیسے "لَا تُذْنِبْ فَتُعَاقَبَ۔" (جرم نہ کر، کہ سزا پائے)، اس مثال میں فا سے پہلے "جرم" کا ذکر ہے اور اس کے بعد "سزا" کا تذکرہ ہے، اور یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ جرم، سزا کا سبب ہے۔

اس فا کے بعد "أَنْ" اسی وقت مقدّر ہوتا ہے جب کہ مذکورہ بالا نو چیزوں کے جواب میں آئے۔ مثالیں ترتیب کے ساتھ درج ذیل ہیں:

۱- زُرْنِيْ فَأُكْرِمَكَ۔ (مجھ سے ملاقات کر، تا کہ میں تیری عزت افزائی کروں۔)

۲- لَاتَشْتِمْنِيْ فَأُهِيْنَكَ۔ (مجھے گالی نہ دے کہ میں تیری بے عزتی کروں۔)

۳- مَاتَأْتِيْنَا فَتُحَدِّثَنَا۔ (تو ہمارے پاس نہیں آتا کہ ہم سے گفتگو کرے۔)

۴- أَيْنَ بَيْتُكَ فَأَزُوْرَكَ؟ (تیرا گھر کہاں ہے، کہ میں تیری ملاقات کو آؤں؟)

۵- لَيْتَ لِيْ مَالًا فَأَتَصَدَّقَ بِهِ۔ (کاش! میرے پاس مال ہو کہ میں اسے صدقہ کروں۔)

۶- لَعَلَّكَ تُسَافِرُ فَتَزُوْرَنَا۔ (شاید تو سفر کرے گا کہ تیری ہم سے ملاقات ہو۔)

۷-أَلَا تَزُوْرُوْنَنَا فَنُكْرِمَكُمْ۔ (کیا آپ لوگ ہم لوگوں سے ملاقات نہیں کریں گے کہ ہم آپ کی عزت افزائی کریں۔)

۸-هَلَّا تَتْرُكُنَّمُ التَّدْخِيْنَ فَتَصُوْنُوْا صِحَّتَكُمْ۔ (کیا تم لوگ سگریٹ پینا نہیں چھوڑو گے کہ اپنی تندرستی کی حفاظت کرو۔)

۹-اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ فَأَنْجَحَ فِيْ الْامْتِحَانِ۔ (اے اللہ! میری مدد فرما کہ میں امتحان میں کامیابی حاصل کروں۔)

7 حروفِ عاطفہ: واو، فا، ثُمَّ اور أَوْ : ان حروف کے بعد ''أَنْ'' اس وقت مقدّر رہوتا ہے جب کہ ان کا معطوف علیہ اسم صریح جامد ہو۔

مثالیں ترتیب وار یہ ہیں:

۱-''لَوْ لَا اللّٰهُ وَيَلْطُفَ بِيْ لَهَلَكْتُ۔'' (اگر اللہ تعالیٰ اور اس کی مہربانی میرے ساتھ نہ ہوتی تو میں ہلاک ہو جاتا۔)

۲-''تَعَبُكَ فَتَنَالَ الْمَجْدَ خَيْرٌ لَكَ'' (تیرا محنت کر کے عزّت وعظمت حاصل کرنا تیرے لیے بہتر ہے۔)

۳-''مِنْ الْأَفْضَلِ قِرَاءَتُكَ الْكِتَابَ ثُمَّ تُعِيْرَهُ إِلٰى غَيْرِكَ'' (تمھارا کتاب پڑھنا، پھر اُسے کسی کو دے دینا بہتر ہے۔)

۴-''لَا مَفَرَّ مِنْ ذَهَابِكَ أَوْ أَذْهَبَ'' (تیرا جانا یا میرا جانا ضروری ہے۔)

7.7 جوازم کا لغوی اور اصطلاحی معنی

اس مقام پر ''جوازِم فعل'' سے مراد وازِم فعلِ مضارع ہیں۔

لغوی اعتبار سے جوازم، جازم کی جمع ہے، جس کا لغوی معنی ہے ''جزم دینے والا۔'' یہ اسم فاعل کا صیغہ ہے، جس کا مصدر ''جزم'' ہے، جزم کا لغوی معنیٰ ''قطعیت، یقین، عزم اور پختگی'' ہے، اور علمِ نحو کی اصطلاح میں ''حذفِ حرکت، حذفِ حرفِ علت اور حذفِ نونِ اعرابی'' کو جزم کہا جاتا ہے، اور جو الفاظ فعلِ مضارع کے آخر سے حرکت کو حذف کر کے سکون پیدا کرتے، یا حرفِ علت کو ساقط کرتے یا نونِ اعرابی گراتے ہیں انھیں ''جوازمِ مضارع'' کہتے ہیں۔

7.8 جوازم کا عمل

یہ تمام الفاظ فعلِ مضارع کے شروع میں آتے ہیں اور درج ذیل تفصیل کے مطابق عمل کرتے ہیں:

(الف) یہ فعلِ مضارع کے پانچ صیغوں میں آخری حرف کی حرکت گرا کر اسے ساکن کر دیتے ہیں اگر یہ آخری حرف، حرفِ علّت نہ ہو، وہ پانچ صیغے یہ ہیں:

•يَفْعَلُ (واحد مذکر غائب) •تَفْعَلُ (واحد مؤنّث غائب) •تَفْعَلُ (واحد مذکر حاضر) •أَفْعَلُ (واحد متکلم) •نَفْعَلُ (متکلم مع الغیر)۔

(ب) اور اگر ان صیغوں میں آخری حرف، حرفِ علّت ہو تو یہ اُسی حرف کو گرا دیتے ہیں۔ جیسے لَمْ يَدْعُ، لَمْ يَرْمِ، لَمْ يَخْشَ۔

لَمْ يَدْعُ اصل میں يَدْعُوْ تھا جس کے آخر میں حرفِ علّت واو تھا۔ لَمْ يَرْمِ اصل میں يَرْمِيْ تھا، جس کے آخر میں حرفِ علّت یا تھی، اور لَمْ يَخْشَ اصل میں يَخْشٰى تھا جس کے آخر میں حرفِ علّت الف تھا، جب ''لَمْ'' جازمہ ان پر داخل ہوا تو ان سب سے ان حروفِ علت کو گرا دیا۔

(ج) یہ الفاظ نونِ اعرابی والے سات صیغوں کے آخر سے نونِ اعرابی کو ساقط کر دیتے ہیں، وہ صیغے یہ ہیں:

چار تثنیہ کے صیغے، اور تین: صیغے جمع مذکر غائب، جمع مذکر حاضر اور واحد مؤنّث حاضر۔ جیسے:

۱-لَمْ يَذْهَبَا (تثنیہ مذکر غائب)- ۲-لَمْ تَذْهَبَا (تثنیہ مؤنّث غائب)-۳-لَمْ تَذْهَبَا (تثنیہ مذکر حاضر) -۴-لَمْ تَذْهَبَا (تثنیہ مؤنّث حاضر)- ۵-لَمْ يَذْهَبُوْا (جمع مذکر غائب) - ۶-لَمْ تَذْهَبُوْا (جمع مذکر حاضر)- ۷-لَمْ تَذْهَبِيْ (واحد مؤنّث حاضر)۔

(د) اور دو صیغوں میں یہ کچھ عمل نہیں کرتے، اوران کے آخر کا نون اپنی جگہ باقی رہتا ہے، کیوں کہ یہ نون، نونِ اعرابی نہیں، بلکہ نونِ بنائی ہے اور یہ جمع مؤنّث کی ضمیر بھی ہے، اسی لیے یہ کسی عامل کا اثر قبول نہیں کرتا۔ وہ صیغے یہ ہیں:

(۱) لَمْ يَذْهَبْنَ۔ جمع مؤنّث غائب (۲) لَمْ تَذْهَبْنَ۔ جمع مؤنّث حاضر

اب نیچے ایک کلمۂ جازمہ کے ساتھ فعلِ مضارع کے تمام صیغے لکھے جا رہے ہیں، جس سے اس کے عمل کا پورا نقشہ سامنے آ جائے گا، اور آسانی کے ساتھ اسے ذہن میں بٹھایا جا سکے گا، باقی کلماتِ جازمہ کو بھی اسی پر قیاس کر لیں۔

۱-لَمْ يَذْهَبْ	-۲-لَمْ يَذْهَبَا	-۳-لَمْ يَذْهَبُوْا
۴-لَمْ تَذْهَبْ	-۵-لَمْ تَذْهَبَا	-۶-لَمْ يَذْهَبْنَ
۷-لَمْ تَذْهَبْ	-۸-لَمْ تَذْهَبَا	-۹-لَمْ تَذْهَبُوْا
۱۰-لَمْ تَذْهَبِيْ	-۱۱-لَمْ تَذْهَبَا	-۱۲-لَمْ تَذْهَبْنَ
۱۳-لَمْ أَذْهَبْ	۱۴-لَمْ نَذْهَبْ	

7.9 ایک فعل کو جزم دینے والے کلمات کے معانی اور احکام

جوازِمِ مضارع دو طرح کے ہوتے ہیں:

(۱) ایک فعل کو جزم دینے والے (۲) دو فعل کو جزم دینے والے

ایک فعلِ مضارع کو جزم دینے والے کلمات چار ہیں:

۱-لَمْ -۲-لَمَّا -۳-لامِ امر -۴-لائے نہی۔

7.9.1 لَمْ اور لَمَّا فعلِ مضارع پر داخل ہوتے ہیں اور اسے ماضی منفی کے معنی میں کر دیتے ہیں۔ اس طرح یہ دونوں اپنے مدخول فعل کے معنی میں دو طرح کی تبدیلیاں کرتے ہیں: ایک تو یہ مثبت کو منفی کے معنی میں کرتے ہیں۔ دوسرے یہ مضارع کو ماضی کے معنی میں کر دیتے ہیں۔ جیسے "لَمْ يَكْتُبْ خَالِدٌ" (خالد نے نہیں لکھا۔)، "لَمَّا يَكْتُبْ خَالِدٌ" (خالد نے ابھی تک نہیں لکھا۔)

7.9.2 لَمْ اور لَمَّا کے درمیان معنی اور استعمال کے اعتبار سے مندرجہ ذیل طریقوں سے فرق پایا جاتا ہے:

(الف) "لَمْ" صرف نفی کرتا ہے، جب کہ "لَمَّا" استغراقِ نفی کا معنی دیتا ہے، یعنی اس کی نفی، متکلّم کے بولنے تک پورے زمانۂ ماضی کو گھیرے ہوئے ہوتی ہے، جیسا کہ اوپر کی مثالوں میں آپ نے دیکھا کہ پہلے جملے میں صرف فعل (لکھنے) کی نفی ہوئی ہے کہ "خالد نے نہیں لکھا" جب کہ دوسرے جملے میں اس کی نفی ہوئی ہے کہ خالد نے متکلم کے یہ جملہ بولنے کے وقت تک نہیں لکھا۔ یہ دونوں کے اصل معنی میں فرق ہوا۔

لیکن اگر آپ "لَمْ" کے مدخول مضارع کے بعد لفظِ "بَعْدُ" یا "إلى الآن" بڑھا دیں تو وہ بھی "لَمَّا" کا معنی دے

گا۔ جیسے اوپر والی مثال کو آپ یوں کر دیں: "لَمْ يَكْتُبْ خَالِدٌ بَعْدُ"، یا "لَمْ يَكْتُبْ خَالِدٌ إِلَى الآنِ" تو معنی ہوگا "خالد نے اب تک نہیں لکھا"

(ب) "لَمَّا" سے جس فعل کی نفی کی جاتی ہے مستقبل میں اس کے حصول کی توقُّع اور امید ہوتی ہے جب کہ "لَمْ" سے یہ امید ظاہر نہیں ہوتی۔ جیسے آپ کہیں: "لَمَّا أُسَافِرْ" (ابھی تک میں نے سفر نہیں کیا۔) تو اس میں اس بات کا اظہار ہے کہ آپ کو آئندہ زمانے میں سفر کی امید ہے، اور آپ اس کے منتظر ہیں، اور اگر آپ کہیں: "لَمْ أُسَافِرْ" (میں نے سفر نہیں کیا) تو اس سے آئندہ زمانے میں سفر کی توقع اور انتظار کا اظہار نہیں ہوتا ہے۔

(ج) ادواتِ شرط کے بعد "لَمْ" کا آنا صحیح ہے، جب کہ "لَمَّا" کا آنا صحیح نہیں۔ اسی لیے "إِنْ لَمْ تَجْتَهِدْ تَنْدَمْ" (اگر تو محنت نہیں کرے گا تو پچھتائے گا) کہنا درست ہے اور "إِنْ لَمَّا تَجْتَهِدْ تَنْدَمْ" کہنا درست نہیں۔

(د) قرینہ پائے جانے پر "لَمَّا" کے مدخول فعلِ مضارع کا حذف جائز ہے، جب کہ عام حالات میں "لَمْ" کے مدخول فعل کا حذف جائز نہیں ہے۔ صرف ضرورتِ شعری کی وجہ سے جائز ہوتا ہے۔ جیسے کہتے ہیں: "قَارَبْتُ مَكَّةَ وَ لَمَّا۔" اس جملے کی اصل عبارت ہے: "قَارَبْتُ مَكَّةَ وَ لَمَّا أَدْخُلْهَا۔" (میں مکّہ کے قریب آ گیا اور ابھی اس میں داخل نہیں ہوا۔) جب کہ "قَارَبْتُ مَكَّةَ وَ لَمْ أَدْخُلْ" کہنا صحیح نہیں ہے۔

فائدہ: جو "لَمَّا" فعلِ ماضی پر آتا ہے وہ نہ تو نفی کا معنی دیتا ہے اور نہ حرفِ جازم ہوتا ہے، بلکہ وہ کلمۂ ظرف ہوتا ہے جو "حین" کے معنی میں ہوتا ہے، وہ دو فعل ماضی پر داخل ہوتا ہے جیسے "لَمَّا طَلَعَ الْقَمَرُ اهْتَدَيْتُ۔" (جب چاند نکلا تو میں نے صحیح راستہ پایا۔) اس کو مضارع پر داخل کرنا صحیح نہیں ہے۔ تو اگر مضارع کے ساتھ ظرف والا معنی ادا کرنا ہو تو "لَمَّا" کے بجائے "حِيْنَ" یا "حِيْنَمَا" استعمال کرنا چاہیے۔ جیسے حِينَمَا أَتَعَشَّى أَتَمَشَّى (جب میں رات کا کھانا کھاتا ہوں چہل قدمی کرتا ہوں۔)

7.9.3: لامِ امر کے ذریعے کوئی فعل طلب کیا جاتا ہے، جیسے "لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِنْ سَعَتِهِ۔" (مال دار کو اپنے مال سے خرچ کرنا چاہیے۔)

لامِ امر عموماً مکسور ہوتا ہے، لیکن جب وہ واوِ عاطفہ اور فائے عاطفہ کے بعد آئے تو زیادہ تر ساکن ہوجاتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد "فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ۔" اور ثُمَّ کے بعد بہت کم ساکن ہوتا ہے۔

7.9.4: لائے نہی کے ذریعے کسی کام سے باز رہنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے، جیسے: "لَا تَيْأَسْ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ۔" (اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو)

یہ "لا" حاضر اور غائب کے صیغوں پر بکثرت آتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد: "لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَحْمَةِ اللهِ۔" (اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو)، "لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا أَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ۔" (کافر ہرگز یہ گمان نہ کریں کہ ہم جو انھیں مہلت دے رہے ہیں وہ ان کے لیے بہتر ہے۔) اور متکلم مجہول کے صیغوں میں بھی اس کا استعمال بکثرت ہوتا ہے، لیکن متکلم معروف کے صیغوں میں اس کا آنا، نادر ہے۔

7.10 دو فعلوں کو جزم دینے والے الفاظ

دو فعلوں کو جزم دینے والے الفاظ کو "کلماتِ جازمہ" "ادواتِ شرط جازمہ" اور "كَلِمُ الْمُجَازَاة" کہا جاتا ہے۔

7.10.1 ادواتِ شرط: وہ کلمات ہیں جو دو جملوں پر داخل ہو کر یہ بتاتے ہیں کہ متکلم کے نزدیک پہلے جملے کا مضمون دوسرے کے لیے سبب ہے، پہلے جملے کو شرط اور دوسرے جملے کو "جزا" کہتے ہیں۔

اس تعریف سے یہ بات واضح ہوگئی کہ شرط و جزا میں پہلے جملے کا دوسرے کے لیے حقیقت میں سبب ہونا ضروری نہیں ہے، بلکہ اتنا کافی ہے کہ وہ متکلم کے نزدیک ایسا ہو، جیسے إِنْ تَشْتِمْنِي أُكْرِمْكَ (اگر تم مجھے گالی دو گے تو میں تمھاری تعظیم وتکریم کروں گا۔) اس مثال میں شتم (گالی دینا) اکرام (تعظیم وتکریم) کا سبب حقیقی نہیں ہے، بلکہ متکلم نے اپنے مکارم اخلاق کا اظہار کرتے ہوئے اسے اس کے لیے سبب مان لیا ہے، یعنی وہ یہ کہنا چاہتا ہے کہ وہ اخلاق کریمانہ کی اس بلندی پر فائز ہے کہ گالی جو لوگوں کے نزدیک توہین کا سبب ہے وہ اس کے نزدیک تعظیم وتکریم کا باعث ہے۔

7.10.2 ادواتِ شرط جازمہ گیارہ ہیں:

۱-إِنْ-۲-إِذْمَا-۳-مَنْ-۴-مَا-۵-مَهْمَا-۶-مَتى-۷-أَيَّانَ-۸-أَيْنَ-۹-أَنّٰى-۱۰-حَيْثُمَا-۱۱-أَيٌّ۔

ان میں سے إِنْ تو بالاتفاق حرف ہے، "إِذْمَا" کے حرف اور اسم ہونے کے بارے میں اختلاف ہے اور باقی نو، بالاتفاق اسم ہیں۔ پھر ان میں "أَيٌّ" معرب ہے اور باقی آٹھ مبنی ہیں۔

7.11 ادواتِ شرط جازمہ کے معانی اور احکام

7.11.1: ادواتِ شرط جازمہ کے معانی اور احکام کی وضاحت کچھ اس طرح ہے:

(1) إِنْ: (بمعنی اگر)، یہ ادواتِ شرط جازمہ کی اصل ہے، جیسے "إِنْ تَعْمَلْ خَيْرًا تَلْقَ خَيْرًا." (اگر تو بھلائی کرے گا تو بھلائی پائے گا۔)

(2) یہ ان کی اصل اس لیے ہے کہ سبھی ادواتِ شرط جازمہ کے ضمن میں "إِنْ" کا معنی پایا جاتا ہے۔ مثلاً "مَنْ يَجْتَهِدْ يَنْجَحْ۔" کا مطلب ہے: "إِنْ يَجْتَهِدْ أَحَدٌ يَنْجَحْ۔" لیکن سیبویہ نے اپنے استاذ خلیل بن احمد فراہیدی بصری کے حوالے سے "الکتاب" میں لکھا ہے کہ یہ اِن ادواتِ شرط کی اصل اس لیے ہے کہ شرط کا معنی اس سے کبھی جدا نہیں ہوتا، جب کہ دیگر ادواتِ شرط کبھی شرط کے معنی سے خالی ہوکر دوسرے معانی بھی دیتے ہیں۔

(3) إِذْمَا: (بمعنی اگر، جب)، یہ بھی "إِنْ" یا "مَتى" کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے إِذْمَا تَكْسَلْ تَخْسَرْ (اگر تم کاہلی کرو گے تو گھاٹے میں رہو گے۔ یا "جب" سستی کرو گے تو خسارے میں پڑو گے۔)

(4) مَنْ: (بمعنی جو شخص، جو کوئی) یہ اسم مبہم ہے جو عُقلا کے لیے آتا ہے، جیسے "مَنْ يَعْمَلْ سُوٓءًا يُجْزَ بِهٖ." [النساء: ۱۲۳] (جو برائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا۔)

(5) مَا: (بمعنی جو، جو چیز، جو کچھ) یہ بھی اسم مبہم ہے جو غیر ذوی العقول کے لیے استعمال ہوتا ہے، جیسے مَا تَزْرَعْ تَحْصُدْ. (جو بوؤ گے وہی کاٹو گے۔)

(6) مَهْمَا: (بمعنی جو کچھ، جتنا کچھ، جو کچھ بھی ہو) یہ بھی "مَا" کی طرح غیر عاقل کے لیے آتا ہے، جیسے "مَهْمَا يَدَّعِ الْمُدَّعُوْنَ يَبْقَ لُبْنَانُ عَرَبِيًّا." (دعویٰ کرنے والے کچھ بھی دعویٰ کریں لُبنان عربی ہی رہے گا۔)

(7) مَتى: (بمعنی جب، جس وقت) یہ ظرفِ زمان ہے جس میں شرط کا معنی پایا جاتا ہے، جیسے "مَتىٰ تَعْتَذِرْ يُقْبَلِ اعْتِذَارُكَ." (تم

جب عذر پیش کروگے تمھارا عذر قبول کیا جائے گا۔)

(8) أَیَّانَ: (بمعنی جب بھی) یہ ظرفِ زمان ہے جس میں شرط کا معنی شامل ہوتا ہے، جیسے "أَیَّانَ تُطِعِ اللّٰہَ یُسَاعِدْکَ." (تم جب بھی اللہ کی فرماں برداری کروگے وہ تمھاری مدد کرے گا۔)

(9) أَیْنَ: (بمعنی جہاں، جہاں بھی، جہاں کہیں) یہ ظرفِ مکان ہے جس میں شرط کا معنی پایا جاتا ہے، جیسے "أَیْنَ تَقِفْ أَقِفْ۔" (جہاں تم اتروگے وہیں میں اتروں گا۔)

اس کے ساتھ "ما" زائدہ کثرت سے استعمال ہوتا ہے، جیسے "اَیْنَمَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ." [النساء:۷۸] (تم جہاں بھی رہوگے موت وہیں تمھیں پالے گی۔)

(10) أَنّٰی: (بمعنی جہاں، جہاں بھی، جہاں کہیں) یہ بھی "أَیْنَ" کی طرح ظرفِ مکان کے لیے آتا ہے اور شرط کے معنی کو متضمّن ہوتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ "ما" زائدہ نہیں آتا۔ جیسے "أَنّٰی تَتَجَّهْ فِيْ کَشْمِیْرَ تَرَ جَمَالَ الطَّبِیْعَةِ." (تم کشمیر میں جہاں کا بھی رخ کروگے قدرتی حسن و جمال دیکھوگے۔)

(11) حَیْثُمَا: (بمعنی جہاں، جہاں کہیں)، یہ بھی ظرفِ مکان ہے، جس میں شرط کے معنی شامل ہوتے ہیں، اور یہ "مَا" کے ساتھ فعل مضارع کو جزم کرتا ہے۔ جیسے "حَیْثُمَا تَذْھَبْ أَذْھَبْ." (تم جہاں جاؤگے میں بھی جاؤں گا۔)

(12) أَيٌّ: (بمعنی جو، جس، جہاں، جب، جس طرح) یہ ادواتِ شرط میں سب سے زیادہ مبہم ہے، اس لیے اس کے معنی کی تعیین اس کے مضاف الیہ کے اعتبار سے ہوتی ہے، جیسے "أَيَّ رَجُلٍ تُکرِمْ أُکْرِمْ." (جس آدمی کی تم تعظیم کروگے میں اس کی تعظیم کروں گا)، "أَيَّ کِتابٍ تَأْخُذْ آخُذْ." (جو کتاب تم لوگے وہی میں لوں گا۔) "أَيَّ وقتٍ تُسَافِرْ أُسَافِرْ." (جس وقت تم سفر کروگے میں کروں گا۔)، "بِأَيِّ قَلَمٍ تَکْتُبْ أَکْتُبْ۔" (جس قلم سے تم لکھوگے اسی سے میں لکھوں گا۔)

یہ عموماً مفرد کی طرف مضاف ہوکر ہی استعمال ہوتا ہے، لیکن جب اس کا مضاف الیہ محذوف ہوجاتا ہے تو اس کے عوض میں اس کے آخر میں تنوین آتی ہے، اور کبھی تاکید کے لیے اس کے آخر میں "ما" زائدہ بھی آجاتا ہے۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ: "أَیًّامَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسنیٰ۔" [الإسراء: ۱۱۰] (جو نام بھی کہہ کر پکارو سب اچھے نام اُسی کے ہیں۔)

7.11.2: اوپر گزر چکا ہے کہ ادواتِ شرط میں "أَيٌّ" ہی معرب ہے، اور اس کا اعراب مضاف الیہ کے اعتبار سے ہوتا ہے۔

اِس اِجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اگر یہ کسی وقت یا جگہ کی طرف مضاف ہو تو یہ مفعول فیہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہوگا۔ جیسے "أَيَّ یَوْمٍ تَصُمْ أَصُمْ۔" (جس دن تم روزہ رکھوگے اسی دن میں روزہ رکھوں گا۔)، "أَيَّ مَدِیْنَةٍ تَدْخُلْ أَدْخُلْ۔" (جس شہر میں تم داخل ہوگے اسی میں میں داخل ہوں گا۔)

اور اگر مصدر کی طرف مضاف ہو تو یہ فعلِ شرط کا مفعولِ مطلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہوگا۔ جیسے "أَيَّ سَیْرٍ تَسِرْ أَتَّبِعْکَ۔" (جو چال تم چلوگے میں تمھاری پیروی کروں گا۔)

(13) اور جب یہ ظرف اور مصدر کے علاوہ کسی اسم کی طرف مضاف ہو اور اس پر حرف جر داخل نہ ہو تو اعراب میں اس کا حال "مَنْ"

کی طرح ہوگا، تو کبھی مبتدا ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوگا، جیسے "أَيُ رَجُلٍ يَجْتَهِدْ يَنْجَحْ۔" (جو شخص کوشش کرے گا کامیاب ہوگا۔) یا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہوگا جیسے اوپر کی پہلی اور دوسری مثال۔

اور جب اس پر حرفِ جر داخل ہو یا یہ مضاف الیہ بنے تو یہ مجرور ہوگا، جیسے "فِيْ أَيِّ مَطْعَمٍ تَأْكُلْ اٰكُلْ۔" (جس ریسٹورنٹ میں تم کھاؤ گے اُسی میں مَیں کھاؤں گا۔) ، "كِتَابَ أَيِّ تَاجِرٍ تَشْتَرِ أَشْتَرِ۔" (جس تاجر کی کتاب تم خریدو گے اُسی کی کتاب میں خریدوں گا۔)

7.12 شرط و جزا کے کچھ احکام و شرائط

7.12.1: شرط کے لیے ضروری ہے کہ اس میں درج ذیل چھ باتیں پائی جائیں:

(۱) شرط ایسا فعل ہو جو معنی کے اعتبار سے ماضی نہ ہو۔ اِسی لیے شرط جملۂ اسمیہ نہیں ہوسکتی۔ اور قرآنِ کریم میں جو "وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْـمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ۔" [التوبة: ٦] آیا ہے، جس میں بظاہر جملہ اسمیہ شرط واقع ہوا ہے، تو حقیقت یہ ہے کہ یہاں جملۂ اسمیہ نہیں بلکہ جملۂ فعلیہ ہی ہے اور اس میں "أَحَدٌ" فعلِ شرط محذوف کا فاعل ہے، بعد میں آنے والا فعل اس فعلِ محذوف کی تفسیر ہے، تقدیرِ عبارت یہ ہے: "وَإِنِ اسْتَجَارَكَ أَحَدٌ مِنَ الْـمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ۔" (اگر مشرکوں میں سے کوئی آپ سے پناہ چاہے تو اسے پناہ دے دو۔)

یوں ہی ان ادوات کی شرط ایسا فعل نہیں ہوسکتی جو معنی کے اعتبار سے ماضی ہو، اسی لیے "إِنْ سَافَرْتَ أَمْسِ سَافَرْتُ۔" کہنا صحیح نہیں۔

(۲) وہ فعل خبری ہو۔ فعلِ خبری کا مطلب یہ ہے کہ وہ امر یا نہی نہ ہو اور ایسا فعل بھی نہ ہو جس سے پہلے ادواتِ استفہام یا ادواتِ عَرض یا ادواتِ تحضیض میں سے کوئی ہو۔

(۳) وہ فعلِ متصرّف ہو، جامد و غیر متصرّف نہ ہو۔

فعلِ متصرّف اس فعل کو کہتے ہیں جس سے ماضی، مضارع، امر وغیرہ کے صیغے استعمال میں آتے ہوں۔ اور غیر متصرّف اُسے کہتے ہیں جو ایسا نہ ہو۔ لہذا "إِنْ لَيْسَ خَلِيْلٌ حَاضِرًا حَضَرْتُ" کہنا صحیح نہیں۔

(۴) اُس پر "قَدْ" داخل نہ ہو، اِسی وجہ سے "إِنْ قَدْ وَقَفَ الْأُسْتَاذُ وَقَفْتُ" بولنا صحیح نہیں۔

(۵) وہ فعل مَا، لَنْ اور لَـمَّا نافیہ کے ذریعے منفی نہ ہو، ہاں، "لَـمْ" یا "لَا" کے ذریعے وہ منفی ہو تو شرط بننا صحیح ہے۔ اسی لیے "إِنْ مَا حَضَرْتَ نَدِمْتَ۔" کہنا صحیح نہیں، اور "إِنْ لَّـمْ تَحْضُرْ نَدِمْتَ" کہنا صحیح ہے۔

(۶) اس فعل پر سین یا سَوْفَ داخل نہ ہو، لہذا "إِنْ سَيَعْتَدِلِ الْجَوُّ نَخْرُجْ لِلنُّزْهَةِ۔" کہنا صحیح نہیں ہے۔

7.12.2 جزا اور جوابِ شرط کے لیے بھی دراصل انھیں چھ شرطوں کا ہونا ضروری ہے۔ لیکن جب ان شرائط سے خالی ہونے کی وجہ سے جزا اپنی شرط سے غیر مربوط ہوجاتی ہے تو اس سے پہلے فائے جزائیہ لانا ضروری ہوجاتا ہے، تاکہ اس کے ذریعے جزا کا شرط سے ربط و تعلّق ہوجائے۔ جوابِ شرط پورا جملہ ہوتا ہے، صرف فعل نہیں۔

7.13 فائے جزائیہ کے مقامات

کچھ صورتوں میں جزا پر فا کا لانا ضروری ہوتا ہے، کچھ صورتوں میں درست، اور کچھ صورتوں میں درست نہیں ہوتا ہے۔ اب یہاں ہر ایک

حکم کو اس کی صورتوں کے ساتھ علاحدہ علاحدہ بیان کیا جا رہا ہے:

7.13.1: فائے جزائیہ کے وجوب کی صورتیں:

درج ذیل صورتوں میں جزا پر فا لانا ضروری ہے:

(۱) جب جزا جملۂ اسمیہ ہو، جیسے "إِنْ تُسَافِرْ فَأَنَا مُسَافِرٌ مَعَکَ۔" (اگر تم سفر کرو گے تو میں تمھارے ساتھ سفر کروں گا۔)

(۲) جب وہ فعل طلبی ہو، جیسے "إِنْ تَسمَعِ الـمِذْيَاعَ فَلَا تُزْعِجْ بِصَوْتِهٖ جَارَکَ الْـمَرِيْضَ۔" (اگر تم ریڈیو سنو تو اس کی آواز سے اپنے بیمار پڑوسی کو پریشانی میں نہ ڈالو۔)

(۳) جب وہ فعل غیر متصرّف ہو۔ جیسے "مَنْ يَزُرْنِي فَلَسْتُ أُقَصِّرُ فِيْ إِكْرَامِهٖ۔" (جو مجھ سے ملاقات کرے گا تو میں اس کے اعزاز میں کوئی کمی نہیں کروں گا۔)

(۴) جب "مَا" یا "لَنْ" کے ذریعے اس کی نفی کی گئی ہو۔ جیسے "مَنْ يَأْتِ إِلَيَّ فَمَا أَرُدُّه خَائِباً -یا- فَلَنْ أَرُدَّهٗ خَائِباً۔" (جو میرے پاس آئے گا تو میں اُسے ناکام واپس نہیں کروں گا۔ -یا- میں اسے ہرگز ناکام واپس نہیں کروں گا۔)

(۵) جب اس پر "قَدْ" داخل ہو۔ جیسے "إِنْ يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ۔" (اگر یہ چوری کرے تو اس کا ایک بھائی بھی پہلے چوری کر چکا ہے۔)

(۶) جب جزا پر سین یا سَوْفَ داخل ہو۔ جیسے "إِنْ أَسَأْتَ فَسَتَنْدَمُ -یا- فَسَوْفَ تَنْدَمُ۔" (اگر تم بدسلوکی کرو گے تو جلد -یا- بہ دیر پچھتاؤ گے۔)

(۷) جب اُس کے شروع میں "رُبَـمَا" ہو۔ جیسے "إِنْ تَذْهَبْ فَرُبَـمَا أَذْهَبُ۔" (اگر تم جاؤ تو شاید میں بھی جاؤں۔)

(۸) جب اس کے آغاز میں "كَأَنَّمَا" ہو۔ جیسے "مَنْ خَالَفَ إِحْدیٰ فَرَائِضِ الدِّيْنِ فَكَأَنَّمَا خَالَفَهَا جَمِيْعًا۔" (جو دین کے ایک فریضے کی مخالفت کرے تو گویا اس نے سارے فرائض کی مخالفت کی۔)

(۹) جب اس کی ابتدا میں کوئی کلمۂ شرط ہو۔ جیسے "مَنْ يُجَاوِرْکَ فَإِنْ كَانَ حَسَنَ الْخُلُقِ فَتَقَرَّبْ مِنْه۔" (جو تمھارے پڑوس میں رہے تو اگر وہ خوش اخلاق ہو تو اس سے نزدیک ہو جا۔)

7.13.2: فائے جزائیہ کے جواز کی صورتیں:

جب جزا شرط بننے کے لائق ہو، اور اس میں وہ تمام شرائط پائے جاتے ہوں جو شرط کے لیے ضروری ہیں تو اس صورت میں دونوں کے درمیان لفظی مناسبت پائی جانے کی وجہ سے جزا کو شرط سے مربوط کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس لیے اس صورت میں فائے جزائیہ کا لانا اور نہ لانا دونوں جائز ہے۔

اس کی دو صورتیں ہیں:

(۱) جزا مضارع مثبت ہو۔ جیسے "إِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ۔" [الأنفال: ۱۹] (اگر تم پھر وہی کام کرو گے تو ہم بھی پھر وہی کام کریں

گے۔)، ”وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ۔“ [المائدة: ۹۵] (اور جو شخص دوبارہ یہی حرکت کرے گا تو اللہ اس سے بدلہ لے گا۔)

(۲) وہ مضارع منفی بلا ہو، جیسے ”فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ۔“ [الأعراف: ۳۴] جب کہ انھیں کلمات کے ساتھ یہ آیت سورۂ یونس (آیت:۴۹) میں فا کے ساتھ آئی ہے۔اس کا ترجمہ یہ ہے: (تو جب ان کی مقررہ میعاد آجائے گی ایک گھڑی نہ پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے۔)

7.13.3: فائے جزائیہ کے ناجائز ہونے کی صورتیں:

درج ذیل دو صورتوں میں جزا پر فا کا لانا، ناجائز ہے:

(۱) جزا لفظ کے اعتبار سے فعل ماضی ہو، اور اس پر ”قَدْ“ داخل نہ ہو، نہ لفظاً، نہ تقدیراً۔ جیسے ”إِنْ خَرَجْتَ إِلَى الْمُسْتَشْفى لِلعِيَادَة خَرَجْتُ إِلَيْهِ لَهَا۔“ (اگر آپ عیادت کے لیے اسپتال جائیں گے تو میں بھی اس کے لیے وہاں جاؤں گا۔)

(۲) جزا معنی کے اعتبار سے فعل ماضی ہو۔ جیسے ”إِنْ دَعَوْتَنِيْ لَمْ آتِکَ۔“ (اگر آپ مجھے بلائیں گے تو میں آپ کے پاس نہیں آؤں گا۔)

7.13.4: کبھی ”إِذَا“ فجائیہ، فائے جزائیہ کی جگہ آتا ہے جب کہ دو شرطیں پائی جائیں:

(۱) اداتِ شرط ”إِنْ“ یا ”إِذَا“ ہو۔

(۲) جزا جملۂ اسمیہ خبریہ ہو، جس پر ”إِنَّ“ اور کوئی اداتِ نفی داخل نہ ہو۔ جیسے ”وَ إِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيْهِمْ إِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ۔“ [الروم: ۳۶] اور ”فَإِذَا أَصَابَ بِهِ مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ۔“ [الروم: ۴۸]

7.14 شرط و جزا کے احوال و احکام

شرط و جزا کی کئی صورتیں ہیں:

(۱) دونوں مضارع ہوں۔

(۲) دونوں ماضی ہوں۔

(۳) شرط ماضی ہو اور جزا مضارع ہو۔

(۴) شرط مضارع ہو اور جزا ماضی ہو۔

(۵) شرط مضارع یا ماضی ہو، اور جزا پر ”فا“ یا ”إذا“ فجائیہ داخل ہو۔

پہلی صورت میں دونوں کا مجزوم ہونا واجب ہے، جیسے ”إِنْ تَزُرْ مَعْرِضَ الكِتَابِ تَرَ مَا يَسُرُّکَ۔“ (اگر تم کتاب کے میلے کا دورہ کرو گے تو وہاں وہ چیزیں دیکھو گے جو تمھیں خوش کر دیں گی۔)

دوسری صورت میں دونوں محلاً مجزوم ہوں گے، لفظ میں جزم نہ ہوگا، کیوں کہ فعلِ ماضی مبنی ہوتا ہے۔ جیسے ”إِنْ هَجَرْتَ الوَطَنَ نَدِمْتَ۔“ (اگر تم وطن چھوڑو گے تو پچھتاؤ گے۔)

تیسری صورت میں شرط محلاً مجزوم ہوگی اور جزا میں جزم اور رفع دونوں جائز ہے، مگر جزم بہتر ہے، جیسے ”إِنْ أَشْرَقَتِ الشَّمْسُ نَخْرُجْ

لِلتَّنَزُّهَة۔" (اگر سورج طلوع ہوگا تو ہم تفریح کے لیے باہر نکلیں گے۔)

چوتھی صورت میں شرط میں لفظاً جزم واجب ہے، اور جزا محلاً مجزوم ہوگی۔ جیسے حدیثِ رسول: "مَنْ يَقُمْ لَيلَةَ الْقَدْرِ إِيْمَاناً وَ احْتِسَاباً غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔" [أخرجه البخاري في صحيحه] (جو شخص ایمان اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے شبِ قدر میں نفلی نماز پڑھے گا اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔)

پانچویں صورت میں شرط اگر مضارع ہو تو لفظاً، اور ماضی ہو تو محلاً مجزوم ہوگی اور دونوں حال میں جزا محلاً مجزوم ہوگی۔ جیسے "فَمَنْ يُّؤْمِنْ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْساً وَّ لَا رَهَقًا۔" [الجن: ١٣] (تو جو اپنے رب پر ایمان لائے گا اُسے نہ کسی نقصان کا اندیشہ ہوگا، نہ ظلم وستم کا۔)

اور ارشادِ باری تعالیٰ: "وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ إِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ ۰۰۳۶" [الروم: ٣٦] (اور اگر ان کے اعمال کی وجہ سے انھیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو یکا یک وہ مایوس ہو جاتے ہیں۔)

7.15 جزم بالطلب کا مطلب اور صورتیں

جب فعل مضارع، طلب کا معنی رکھنے والے کسی کلمے کے بعد آئے اور اس کا جواب بنے تو وہ مجزوم ہوگا، طلب کا معنی رکھنے والے کلمات درج ذیل ہیں:

امر —نهی —دعا —استفهام —تمنّی —ترجّی —عرض —تحضیض۔

مثالیں ترتیب وار یہ ہیں: "تَعَلَّمْ تَفُزْ۔" (علم حاصل کرو تا کہ کامیاب ہو)، "لَا تَجْبُنْ يَهَبْكَ النَّاسُ۔" (بزدلی نہ کرو تا کہ لوگ تم سے ڈریں)، "رَبِّ وَفِّقْنِي أَنْجَحْ۔" (اے میرے پروردگار! مجھے توفیق دے تا کہ میں کامیابی پاؤں۔)، "هَلْ تَفْعَلُ خَيْرًا تُؤْجَرْ۔" (کیا تم نیکی کرو گے تا کہ تمھیں اجر ملے)، "لَيْتَ الطَّائِفِيَّةَ تَزُوْلُ يَتَقَدَّمْ بَلَدُنَا۔" (کاش! گروہی تعصّب ختم ہو جائے، تا کہ ہمارا ملک ترقی کرے۔)، "لَعَلَّكَ تُطِيْعُ اللّٰهَ تَفُزْ بِالسَّعَادَةِ۔" (شاید تم اللہ کا حکم مانو، کہ سعادت سے بہرہ مند ہو۔)، "أَلَا تُسَاعِدُنِي نُصْلِحْ هٰذِهِ السَّيَّارَةَ۔" (کیا آپ میری مدد نہیں کریں گے، کہ ہم اس گاڑی کو ٹھیک کریں۔)، "هَلَّا تَقْبَلُ نَصِيْحَتِي تَفُزْ۔" (کیا تو میری نصیحت قبول نہیں کرے گا کہ کامیاب ہو۔)

ان صورتوں میں فعل مضارع کے مجزوم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے پہلے "إِنْ" شرطیہ اپنی شرط کے ساتھ محذوف ہوتا ہے۔ تو پہلی مثال "تَعَلَّمْ تَفُزْ۔" کی اصل عبارت ہوگی: "تَعَلَّمْ، إِنْ تَتَعَلَّمْ تَفُزْ۔" اسی پر دوسری مثالوں کو قیاس کیا جا سکتا ہے۔

- طلب کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ خاص طور پر امر، نہی، استفہام وغیرہ کے صیغوں سے ہو، بلکہ ہر اس لفظ کے بعد فعلِ مضارع مجزوم ہوتا ہے جو طلب کے معنی میں ہو، اگرچہ لفظ کے اعتبار سے وہ خبر کی صورت میں ہو۔ جیسے "تُطِيْعُ أَبَوَيْكَ، تَلْقَ خَيْراً۔" عربی میں اس کا معنی ہے: "أَطِعْ أَبَوَيْكَ الخ۔" (یعنی اپنے والد کا حکم مانو، تا کہ بھلائی پاؤ۔)
- کلمۂ طلب کے بعد فعلِ مضارع کے مجزوم ہونے کے لیے ضروری ہے کہ متکلم اس میں جزا کا ارادہ کرے اور یہ بیان کرنا چاہے کہ اِس فعل مضارع کا سبب پہلے والے الفاظ کا مفہوم ہے، جس طرح جزا کا سبب شرط ہوتی ہے۔ اگر متکلم کا مقصود یہ نہ ہو تو وہاں فعلِ مضارع سے پہلے شرط مقدّر نہیں ہوگی، اور مضارع، مجزوم ہونے کے بجائے لازمی طور پر مرفوع ہوگا۔ جیسے ارشادِ باری تعالیٰ: "خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً

تُطَهِّرُهُمْ۔"[التوبة: ۱۰۳]

7.16 اکتسابی نتائج

عربی زبان میں فعل مضارع کو نصب دینے والے حروف چار ہیں:

(۱) أَنْ (۲) لَنْ (۳) کَيْ (۴) إذَنْ۔

یہ حروف فعل مضارع کے تمام صیغوں پر داخل ہوتے ہیں، اور درج ذیل تفصیل کے مطابق عمل کرتے ہیں:

(الف) نونِ اعرابی والے سات صیغوں سے نونِ اعرابی کو گرا دیتے ہیں۔(ب) جمع مؤنث غائب اور جمع مؤنث حاضر کے صیغوں میں جو نون ہے وہ نونِ اعرابی نہیں، بلکہ نونِ بنائی ہے، جو لفظ میں کسی عامل کے عمل کو قبول نہیں کرتا۔ اس لیے اِن حروف کے داخل ہونے کے بعد بھی یہ نون ساقط نہیں ہوتا، بلکہ لفظ میں موجود رہتا ہے۔(ج) ان نو صیغوں کے علاوہ باقی پانچ صیغوں کے آخر میں یہ فتحہ لے آتے ہیں۔

اِن حروفِ ناصبہ میں اصل "أَنْ" ہے، اسی لیے یہ لفظ میں رہتے ہوئے بھی عمل کرتا ہے اور مقدّر ہو کر بھی عمل کرتا ہے۔

"أَنْ" سات جگہوں پر مقدّر ہو کر فعلِ مضارع کو نصب دیتا ہے:

(۱) حتّى کے بعد (۲) لام تعلیل کے بعد (۳) لامِ جحد کے بعد (۴) أَوْ بمعنی إلى یا إلّا ی اکَيْ کے بعد (۵) واو بمعنی مع کے بعد (۶) فائے سببیہ کے بعد (۷) حروفِ عاطفہ: واو، فا، ثُمَّ اور أَوْ کے بعد۔

ان حروف کا اردو میں ترجمہ یوں ہوگا:

• لَنْ (ہرگز نہیں، قطعاً نہیں، بالکل نہیں۔) • أَنْ (کہ) • کَيْ (تاکہ، اس لیے کہ، اس وجہ سے کہ) • إذَنْ (تب، تب تو، تو اس وقت)۔

جوازم جازم کی جمع ہے، یہ جزم مصدر کا اسم فاعل ہے، نحویوں کی اصطلاح میں جزم، حذف کو کہتے ہیں، جس کی کئی صورتیں ہیں (۱) حذفِ حرکت یعنی سکون، (۲) حذفِ حرفِ علّت، (۳) حذفِ نونِ اعرابی۔

جوازم، مضارع کے پانچ صیغوں کے آخر سے حرکت حذف کر کے سکون پیدا کرتے ہیں، جب کہ ان کے آخر میں حرفِ علت نہ ہو۔ وہ صیغے یہ ہیں: یَفْعَلُ، تَفْعَلُ، تَفْعَلُ، أَفْعَلُ، نَفْعَلُ۔ اور آخر میں حرفِ علت ہونے کی صورت میں اسے حذف کر دیتے ہیں اور نون اعرابی والے سات صیغوں سے نونِ اعرابی کو گرا دیتے ہیں۔ جب کہ نونِ بنائی والے دو صیغوں میں لفظاً ان کا کوئی عمل نہیں ہوتا۔

- فعل مضارع کو جزم دینے والے کلمات دو طرح کے ہیں:

(الف) ایک فعل مضارع کو جزم دینے والے۔(ب) دو فعلِ مضارع کو جزم دینے والے۔

ایک فعل مضارع کو جزم دینے والے کلمات چار ہیں: ۱-لَمْ-۲-لَمَّا-۳-لام امر-۴-لائے نہی

لَم صرف ماضی کے معنی دیتا ہے، لمّا استغراقِ نفی کا، لامِ امر فعل کی طلب کا اور لائے نہی فعل کی ممانعت کا۔

- دو فعلوں کو جزم دینے والے کلمات گیارہ ہیں: ۱-إِنْ-۲-إِذْمَا-۳-مَنْ-۴-مَا-۵-مَهْمَا-۶-مَتى-۷-أَيَّانَ-۸-أَيْنَ-۹-أَنّى-۱۰-حَيْثُمَا-۱۱-أَيّ۔

یہ دوفعلوں پر داخل ہوتے ہیں، پہلے کو''شرط'' اور دوسرے کو''جزا'' کہا جاتا ہے۔اسی وجہ سے ان کو''ادواتِ شرط جازمۃ'' اور ''کَلِمُ المجازاۃ'' بھی کہا جاتا ہے۔

ان ادواتِ شرط میں اصل ''إِنْ'' ہے۔باقی کلمات کے اصل معنی میں ''إِنْ'' امعنی شامل ہوتا ہے۔اسی وجہ سے وہ ''إِنْ'' کی طرح جزم کرتے ہیں۔

اوران کلمات میں صرف ''أيّ'' معرب ہے،جس کا اعراب مضاف الیہ کے اعتبار سے رفع،نصب یا جر ہوتا ہے۔باقی تمام کلمات مبنی ہیں۔

- ہر فعل،شرط نہیں بنتا بلکہ اس کے لیے کچھ شرطیں ہیں:

۱-وہ ایسا فعل ہو جو معنی کے لحاظ سے ماضی نہ ہو۔۲-وہ فعل خبری اور متصرف ہو۔۳-اس پر قد، سین یا سوف داخل نہ ہو۔۴-ما، لم اور لمّا نافیہ کے ذریعے اس کی نفی نہ کی گئی ہو۔

- جزااور جوابِ شرط کے لیے بھی دراصل انھی چھ شرطوں کا ہونا ضروری ہے۔لیکن جزا جب ان شرائط سے خالی ہونے کی وجہ سے اپنی شرط سے غیر مربوط ہوجاتی ہے تو اس سے پہلے فائے جزائیہ کا لانا ضروری ہوتا ہے،تاکہ اس کے ذریعے جزا کا شرط سے ربط وتعلّق ہوجائے۔

- درج ذیل صورتوں میں جزا پر فائے جزائیہ کا لانا واجب ہوتا ہے:

۱-جب وہ جملہ اسمیہ ہو-۲-وہ فعل طلبی ہو-۳-وہ فعل جامد ہو-۴-جب مَا یا لَنْ کے ذریعے اس کی نفی کی گئی ہے-۶،۵-جب اس پر قَدْ یا احرف استقبال وتنفیس داخل ہو-۸،۷-جب اس کے شروع میں ''رُبَما'' یا ''كأنّما'' ہو۔

- دوصورتوں میں فائے جزائیہ کا لانا جائز ہے:

۱-جزا مضارع مثبت ہو-۲-وہ مضارع منفی بلاَ ہے۔

- دوصورتوں میں فائے جزائیہ کا لانا جائز نہیں ہے:

- جزا لفظ کے اعتبار سے فعلِ ماضی ہو اور اس پر قد داخل نہ ہو،نہ لفظاً،نہ تقدیراً-۲-جزا معنی کے اعتبار سے فعل ماضی ہو۔

کبھی إذا فجائیہ جزائیہ کی جگہ آتا ہے۔اس کے لیے دو شرطیں ہیں:

۱-ادات شرط ''إِنْ'' یا ''إِذَا'' ہو۔۲-جزا جملہ اسمیہ خبریہ ہو جس پر إِنّ یا کوئی ادواتِ نفی داخل نہ ہو۔

- شرط وجزا کے اعراب کی کئی صورتیں ہیں:

۱-دونوں مضارع ہوں تو دونوں لازمی طور پر لفظاً مجزوم ہوں گے۔

۲-دونوں ماضی ہوں تو دونوں محلاًّ مجزوم ہوں گے۔

۳-شرط ماضی اور جزا مضارع ہو تو شرط محلاًّ مجزوم ہوگی اور جزا میں جزم ورفع دونوں جائز ہیں۔

۴-شرط مضارع اور جزا ماضی ہو تو شرط میں لفظاً جزم واجب ہے اور جزا محلاًّ مجزوم ہوگی۔

۵-شرط مضارع یا ماضی ہو اور جزا پر ''فا'' یا ''إذا'' فجائیہ داخل ہو تو شرط کے مضارع ہونے کی صورت میں لفظاً اور ماضی ہونے کی صورت میں محلاًّ جزم ہوگا اور جزا دونوں صورتوں میں محلاًّ مجزوم ہوگی۔

جب فعل مضارع کسی کلمۂ طلب (امر، نہی، دعا، استفہام، تمنّی، ترجّی، عرض، تحضیض) کا جواب بنے تو وہ مجزوم ہوگا۔

7.17 نمونے کے امتحانی سوالات

مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب تیس سطروں میں لکھیے:

۱-فعلِ مضارع کو نصب دینے والے حروف کے معانی اور مواقعِ استعمال مثالوں کے ساتھ لکھیے۔

۲-"أَنْ" ناصبہ کہاں کہاں مقدّر رہ کر عمل کرتا ہے، مثالوں کی روشنی میں وضاحت کے ساتھ تحریر کیجیے۔

۳-دو فعل مضارع کو جزم دینے والے الفاظ، ان کے معانی اور احکام تفصیل کے ساتھ بیان کیجیے۔

۴-جوازمِ فعل کی بحث کا خلاصہ اپنی زبان میں تحریر کیجیے۔

مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب پندرہ سطروں میں تحریر کیجیے:

۱-نواصبِ فعل کا لغوی اور اصطلاحی معنی لکھیے، پھر ان کے عمل کو بیان کیجیے۔

۲-نواصبِ فعل کی بحث کا خلاصہ اور نچوڑ اپنے انداز میں تحریر کیجیے۔

۳-جوازمِ مضارع کا عمل وضاحت کے ساتھ قلم بند کیجیے۔

۴-ایک فعل کو جزم دینے والے حروف کے معانی اور احکام مثالوں کے ساتھ بیان کیجیے۔

7.18 مطالعے کے لیے مُعاوِن کتابیں

۱-أوضح المسالک إلی ألفية ابن مالک:	ابن هشام الأنصاري المصري
۲-شرح الجامي علی کافية ابن الحاجب:	للعلامة عبد الرحمٰن بن أحمد الجامي
۳-جامع الدروس العربية:	للشيخ مصطفى الغلاييني
۴-نحو اللغة العربية:	للدکتور أسعد النادري
۵-کافية النحو:	للأستاذ نفيس أحمد المصباحي
۶-القواعد الأساسية للغة العربية:	للسيّد أحمد الهاشمي المصري
۷-مصباح الإنشاء:	للأستاذ نفيس أحمد المصباحي

اکائی 8 فاعل و نائب فاعل

اکائی کے اجزا

8.1 مقصد
8.2 تمہید
8.3 فاعل
8.4 فاعل کے اقسام
8.5 فاعل کے مطابق فعل کی حالتیں
8.5.1 فعل کی وحدت و جمعیت
8.5.2 فعل معروف کی وجوبی تانیث
8.5.3 فعل معروف کی جوازی تذکیر و تانیث
8.6 فاعل کی وجوبی تقدیم
8.7 چند ضمنی احکام
8.8 نائب فاعل
8.9 فاعل کو حذف کرنے کی وجوہات
8.10 نائب فاعل کے اقسام
8.11 نائب فاعل کے مطابق فعل کی حالتیں
8.11.1 فعل مجہول کی وحدت و جمعیت
8.11.2 وجوبی طور پر فعل مجہول کی تانیث
8.11.3 فعل مجہول کی جوازی تذکیر و تانیث
8.12 فعل معروف سے فعل مجہول بنانے کا طریقہ
8.13 اکتسابی نتائج

8.14 فرہنگ

اَلف: درس میں وارد الفاظ

ب: تمرینات میں وارد الفاظ

8.15 نمونے کے امتحانی سوالات

8.16 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

8.1 مقصد

اس اکائی کا مقصد یہ ہے کہ طلبہ جملہ فعلیہ میں آنے والے فاعل یا نائب فاعل کی تعریف جان سکیں، ساتھ ہی ان کے احکام واقسام سے بھی ان کو واقفیت ہو سکے کہ فاعل و نائب فاعل کی کیا کیا شکلیں ہوتی ہیں۔ فاعل و نائب فاعل کی رعایت سے کب کب فعل کو واحد یا جمع لایا جاتا ہے۔ فاعل کو پیش نظر رکھتے ہوئے کب فعل کو مؤنث لانا واجب وضروری ہوتا ہے۔ اور وہ کون سی ایسی صورتیں ہیں جن کی رو سے فعل کی تذکیر وتانیث دونوں جائز ہوتی ہے۔ نیز وہ کیا وجوہات ہوتی ہیں جن کے پیش نظر فاعل کو حذف کر دیا جاتا ہے اور مفعول بہ کو نائب فاعل بنا دیا جاتا ہے۔ ساتھ ہی فعل مجہول بنانے کے طریقوں سے بھی طلبہ کو آگاہ کیا جائے گا۔

8.2 تمہید

جب ہم کوئی بات کہتے یا لکھتے ہیں تو مکمل طور پر مفہوم کی ادائیگی کے لیے چند ایسے کلمات کا استعمال کرتے ہیں جن سے سننے والے یا پڑھنے والے کو اچھی طرح بات سمجھ میں آجاتی ہے۔ ایسی ترکیب جس میں مختلف کلمات آپس میں اس طرح ترتیب سے آئیں کہ سننے والے کو مکمل بات سمجھ میں آجائے، جملہ کہلاتی ہے جس کو مرکب مفید یا مرکب تام یا کلام بھی کہا جاتا ہے جیسے **زید عالم** ، **ذهبت الى المكتبة**، اسی طرح **قُم** اور **اِجلِس** جیسی مثالیں جو لفظا مرکب نہیں ہیں لیکن تقدیر عبارت **اقُم أنت** اور **اِجلس أنت** ہیں جن سے پوری بات سمجھ میں آجاتی ہے، لہذا یہ بھی جملہ یا کلام کہلاتا ہے۔

بنیادی طور پر جملہ کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک وہ جملہ جس کا پہلا جز اسم ہوتا ہے جیسے **الکتاب مفید** ، **الأولاد صالحون**، اس کو جملہ اسمیہ کہتے ہیں، دوسرا وہ جس کے شروع میں فعل ہو جیسے **خرج الأولاد** ، **یکتب خالد کتابا**۔ چونکہ اس دوسری قسم میں جملہ فعل، فاعل یا فعل، فاعل اور مفعول پر مشتمل ہوتا ہے اسی لیے اس کو جملہ فعلیہ کہا جاتا ہے۔ مذکورہ مثالوں سے ہم بآسانی سمجھ سکتے ہیں کہ جملہ فعلیہ اسی وقت جملہ کہلا سکتا ہے جب اس میں ظاہری یا تقدیری طور پر فاعل موجود ہو۔ یہ اکائی اسی فاعل اور اس کے احکام واقسام سے بحث کرتی ہے۔ چوں کہ نائب فاعل کی حیثیت بھی فاعل کی سی ہوتی ہے اس شرط کے ساتھ کہ جملہ فعلیہ میں فاعل کو بوجوہ بعض حذف کر کے مفعول بہ کو فاعل کی شکل کا بنا دیا جاتا ہے جس کو اصطلاحا نائب فاعل کہا جاتا ہے۔ اسی لیے اس اکائی میں اس کے اقسام واحکام بھی اجمالا بیان کیے گئے ہیں۔ ضمنا مفعول بہ کا بھی تذکرہ آیا ہے کیوں کہ جملہ فعلیہ فعل کے متعدی ہونے کی صورت میں فعل، فاعل اور مفعول بہ پر مبنی ہوتا ہے۔

8.3 فاعل

فاعل وہ اسم ہے جو کسی ایسے فعل تام معروف یا شبہ فعل کے بعد آئے جو اسی کی ذات سے وجود میں آیا ہو اور فعل کا صدور اسی سے ہو اور وہ اس فعل سے متصف ہو اس کو فاعل کہا جاتا ہے جیسے **قام الرجلُ** ، **ترافع المحامیانِ** ، **قاتل المناضلونَ** ، **تُقَرّر اِعلانُ نتیجةِ الامتحان**۔ واضح ہو کہ فاعل ہمیشہ مرفوع ہوتا ہے۔

پہلی مثال ہے "**قام الرجلُ**" جس کا معنی ہے آدمی کھڑا ہوا، اس جملہ میں قیام یعنی کھڑے ہونے کی نسبت آدمی کی طرف کی گئی ہے اور اس کام کا صدور خود اسی شخص کی ذات سے ہوا ہے اسی لیے کرنے والے یعنی **الرجلُ** کو فاعل کہا جاتا ہے۔ یہ ضمہ کے ساتھ مرفوع ہے۔

دوسری مثال میں کلمہ المحامیان فاعل ہے اور تثنیہ ہونے کی وجہ سے ألف کے ساتھ محل رفع میں ہے۔

تیسری مثال میں کلمہ المناضلون فاعل واقع ہو رہا ہے اور چوں کہ جمع مذکر سالم ہے اسی لیے واو کے ساتھ اس کو رفع دیا گیا ہے۔

چوتھی مثال میں کلمہ اِعلان ایک اسم ظاہر ہے اور اپنے مابعد کلمات نتیجةِ الامتحانِ کی جانب مضاف ہونے کے بعد تُقرِّرَ فعل مجہول کا نائب فاعل ہے اور ضمہ کے ساتھ حالت رفع میں ہے۔ نائب فاعل کے احکام آگے اپنے مبحث میں بیان کیے جائیں گے۔

☆ شبہ فعل سے مراد مصدر، اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ اور اسم تفضیل ہیں جو فعل کے معنی دیتے ہیں اور کچھ شرطوں کے ساتھ فعل جیسا ہی عمل کرتے ہیں مثلاً اِطاعةُ حامدٍ محمو داًمطلو بةٌ۔ اس مثال میں چوں کہ اِطاعة مصدر کی اضافت اس کے فاعل حامد کی طرف کی گئی ہے اسی لیے فاعل مضاف الیہ بننے کی وجہ سے لفظاً مجرور اور فاعلیت کی وجہ سے تقدیراً مرفوع ہے، جب کہ مفعول بہ یعنی محمو داً لفظاً منصوب ہے۔

8.4 فاعل کے اقسام

فاعل تین طرح کا ہوتا ہے: اسم ظاہر ، اسم ضمیر ، اسم مؤول

1۔ اسم ظاہر: جیسے قدم الضیوف ، خرج الولد۔ چوں کہ اس قسم کے جملوں میں فاعل کوئی ضمیر یا اسم مؤول نہیں ہوتا اسی لیے اس کو اسم ظاہر یا اسم صریح کہا جاتا ہے۔

2۔ اسم ضمیر: خواہ وہ فعل سے متصل ہو قُمتَ میں تاء، قاموا میں واو اور قاما میں ألف۔

یا یہ کہ وہ ضمیر منفصل ہو اور فعل سے الگ ہو کر حصر کا معنی پیدا کرنے کے لیے بطور فاعل استعمال کی گئی ہو جیسے ما قام إلا أنا میں أنا اور إنّما قام نحن میں نحن جیسی منفصل ضمائر فاعل ہو رہی ہیں۔

یا یہ کہ وہ ضمیر مستتر ہو جیسے تقوم ، أقوم اور نقوم میں بالترتیب أنت ، أنا اور نحن کی ضمیریں پوشیدہ ہیں۔

3۔ اسم مؤول: یعنی مصدر کی تاویل میں کیا گیا جملہ، اس صورت میں فاعل ایک ایسا جملہ ہوتا ہے جو عموماً أنْ ناصبہ کے بعد اپنے تمام اجزا فعل، فاعل اور مفعول کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ ہو جاتا ہے اور مصدر کی تاویل میں ہو کر فاعل بن جاتا ہے۔ یا یہ کہ فاعل ایسا جملہ ہوتا ہے جس میں أنّ حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم وخبر سے مل کر مصدر کی تأویل میں ہو کر فاعل بنتا ہے، جیسے یُغضبنی أن تسبَّ أحداً ، ینبغی أن تفوز ، یُعجبنی أن تجتھد ، سرّنی أنک نجحت ، بلغنی أنک فاضل۔

پہلی مثال میں یُغضِب فعل مضارع ہے، نی یائے متکلم مع نون وقایہ مفعول بہ مقدم واقع ہو رہا ہے، اس کے بعد أن حرف ناصبہ ہے، تسب فعل با فاعل اور أحدا اس تسب فعل کا مفعول بہ ہے۔ تسب فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر بتاویل مصدر یغضبنی کا فاعل بن گیا، پھر یغضبنی فعل اپنے مفعول بہ مقدم اور فاعل مؤخر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ چونکہ اس پورے جملے میں فاعل مصدری معنی میں ہے اس لیے اس کی تقدیری عبارت ہوگی: یُغضبنی سَبُّک أحداً (تمہارا کسی کو گالی دینا مجھے غضبناک کرتا ہے)۔

دوسری اور تیسری مثالوں کی تقدیر اسی قاعدہ کی رو سے بالترتیب ینبغی فوزُک اور یعجبنی اجتھادُک ہوگی۔

جہاں تک چوتھی مثال کی بات ہے تو اس میں سرّني فعل با مفعول بہ مقدم ہے، أنّ حرف مشبہ بالفعل ہے، ک خطاب اس کا اسم اور نجحت فعل با فاعل جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر اس کی خبر ہے۔ پھر أنّ اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر بتاویل مصدر سرّ فعل کا فاعل بنا، جس کے بعد سرّ فعل اپنے مفعول بہ مقدم اور فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اس پورے جملہ کی تقدیری عبارت ہوگی: سرّني نجاحُك یا سرني كونُك ناجحا (تمہاری کامیابی یا تمہارے کامیاب ہونے نے مجھ کوخوش کر دیا)۔

پانچویں مثال کی تقدیری عبارت بھی اسی قاعدہ کی رعایت کرتے ہوئے بلغني فضلُك یا بلغني كونُك فاضلا ہوگی۔

8.5 فاعل کے مطابق فعل کی حالتیں

جیسا کہ تمہید میں ذکر کیا گیا کہ فاعل کے مطابق فعل کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں۔ چنانچہ کبھی فعل کو واحد لایا جاتا ہے، کبھی تثنیہ اور کبھی جمع۔ ایسے ہی کبھی اسے مذکر اور کبھی مؤنث استعمال کیا جاتا ہے۔ کچھ صورتوں میں اس کا مؤنث استعمال کیا جانا ضروری ہوتا ہے تو کچھ ایسی بھی شکلیں ہوتی ہیں جہاں فعل کی تذکیر و تانیث دونوں درست ہوتی ہے۔

8.5.1 فعل کی وحدت و جمعیت

۱۔ جب فاعل اسم ظاہر ہو خواہ واحد ہو یا تثنیہ یا جمع فعل ہر حالت میں واحد ہی لایا جاتا ہے جیسے جاء الرجل ، جاء الرجلان ، جاء الرجال ، جاءت مسلمة ، جاءت مسلمتان ، جاءت مسلمات۔

۲۔ جب فاعل اسم ضمیر ہو تو فعل اس کے مرجع کے مطابق لایا جائے گا جیسے المسلم حضر ، المسلمان حضرا ، المسلمون حضروا ، المسلمة حضرت ، المسلمتان حضرتا ، المسلمات حضرن۔

مذکورہ بالا دونوں اقسام میں ضمنی طور پر اس بات کو بھی ذہن نشین کریں کہ فاعل خواہ اسم ظاہر ہو یا اسم ضمیر، جب مذکر ہوتا ہے تو فعل کو مذکر اور جب مؤنث ہوتا ہے تو فعل کو مؤنث استعمال کیا جاتا ہے۔ البتہ آخری مثال المسلمات حضرن میں فعل کو جمع مؤنث کے ساتھ واحد مؤنث بھی استعمال کیا جا سکتا ہے، چنانچہ المسلمات حضرت بھی کہنا درست ہوگا کیوں کہ فاعل جب ضمیر ہو اور کسی جمع مؤنث سالم یا کسی مؤنث کی جمع تکسیر یا ایسے ہی کسی غیر عاقل مذکر کی جمع تکسیر کی طرف لوٹے تو فعل کو مؤنث استعمال کرنے کی شرط کے ساتھ واحد اور جمع دونوں لایا جا سکتا ہے جیسے الزَّيْنَبَاتُ أقبلت یا أقبلن ، الفَوَاطِمُ قامت یا قُمن ، الجِمالُ سارت یا سِرنَ۔

8.5.2 وجوبی طور پر فعل معروف کی تانیث

دو صورتوں میں فعل کو مؤنث لانا ضروری ہے۔

۱۔ فاعل اسم ظاہر مؤنث حقیقی ہو اور فعل و فاعل کے درمیان فصل نہ ہو جیسے سافرت فاطمة ، رجعت زينب ، اشتهرت الخنساء بالشعر ، تحنو الأم على ولدها ، تطير اليمامة۔

مؤنث حقیقی سے مراد وہ مؤنث ہے جس کے مقابلہ میں کوئی جاندار مذکر ہو، خواہ وہ انسان ہو یا حیوان جیسے بنت، شاة، سعيدة وغیرہ۔

۲۔ فاعل ضمیر ہو جو کسی حقیقی یا مجازی مؤنث یا غیر عاقل مذکر کی جمع تکسیر کی طرف لوٹ رہی ہو جیسے زينب ترجع ، المرأة نهضت في

العصر الحديث ، الشمس تطلع ، الحرب تُهَدّد الحضارة البشرية ، وإِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۔

پہلی اور دوسری مثالوں میں ترجع اور نهضت افعال میں هی کی ضمیر پوشیدہ فاعل ہے اور اس کے مرجع زینب اور المرأة مؤنث حقیقی کی رعایت سے فعل کو واحد مؤنث کے صیغہ کے ساتھ استعمال کیا گیا ہے۔ تیسری اور چوتھی مثالوں میں الشمس اور الحرب مؤنث مجازی کی رعایت کرتے ہوئے تطلع اور تهدد افعال کو مؤنث استعمال کیا گیا ہے۔

آخری مثال میں النجوم ایک ایسا جمع کا کلمہ ہے جو غیر عاقل ہے اور مذکر ہے اور اس میں اس کے واحد النجم کا وزن سلامت نہیں ہے اسی لیے اس کے بعد آنے والا فعل انکدرت واحد مؤنث کے صیغہ میں مستعمل ہے۔ البتہ اس آخری صورت میں فعل کو واحد لانے کے ساتھ جمع بھی لایا جاسکتا ہے کیوں کہ جب فاعل ضمیر ہو جو کسی غیر عاقل مذکر کی جمع تکسیر کی طرف لوٹ رہی ہو تو فعل کو واحد اور جمع دونوں لایا جا سکتا ہے جس کی قدرے تفصیل گزشتہ سطور میں فعل کی وحدت و جمعیت کی شق نمبر ۲ کے ضمن میں بیان کی گئی ہے۔

مؤنث مجازی ہر اس مؤنث کو کہتے ہیں جس کے مقابلہ میں کوئی جاندار مذکر نہ ہو جیسے دار ، شمس ، حرب وغیرہ۔

8.5.3 فعل معروف کی جوازی تذکیر و تانیث

نو صورتوں میں فعل کو مذکر و مؤنث ناجائز ہے۔

۱۔ فاعل مؤنث حقیقی ہو اور فعل اور اس کے درمیان فصل ہو گیا ہو جیسے سافرتِ الیومَ فاطمةُ یا سافر الیوم فاطمة ۔ حضَرَتِ المجلسَ اِمرأةٌ یا حضر المجلس اِمرأة۔

پہلی دونوں مثالوں میں فعل و فاعل کے درمیان الیوم کے ذریعہ جب کہ دوسری دونوں مثالوں میں المجلس کے ذریعہ فصل کیا گیا ہے لہذا فعل کی تذکیر و تانیث دونوں درست ہوگی۔ البتہ جب فعل اور فاعل کے درمیان کلمۂ استثنا الّا کے ذریعہ فصل ہو اور فاعل مؤنث حقیقی ہو تو فعل کو مذکر لانا زیادہ راجح ہے جیسے ما نال الجائزةَ الا الفائزةُ۔

۲۔ فاعل مؤنث مجازی ہو خواہ فعل سے متصل ہو یا منفصل جیسے اندلعت الحرب یا اندلع الحرب ۔ طلعت الیوم الشمس یا طلع الیوم الشمس۔ ان مثالوں میں فاعل الحرب اور الشمس ہے جو مؤنث مجازی ہے لہذا وہ فعل سے متصل ہو یا نہ ہو ہر دو صورتوں میں فعل کو مذکر و مؤنث استعمال کرنے کا اختیار ہوگا۔

۳۔ فاعل جمع مکسر ہو چاہے مذکر کی جمع ہو یا مؤنث کی، فعل کی تذکیر و تانیث دونوں جائز ہوگی جیسے قالت الأعراب یا قال الأعراب ۔ ناحت الثواکل یا ناح الثواکل ۔ هبطت رُوّاد الفضاء علی سطح القمر یا هبط رُواد الفضاء علی سطح القمر۔

مذکورہ تینوں مثالوں میں الأعراب، الثواکل اور رُوّاد ایسے کلمات ہیں جن کی جمع ان کے واحد کا وزن توڑ کر بنائی گئی ہے اس لیے ان کے فاعل بننے کی صورت میں فعل کو مذکر اور مؤنث دونوں لانا درست ہے۔ البتہ مذکر فاعل کے ساتھ فعل کو مذکر اور مؤنث فاعل کے ساتھ مؤنث استعمال کرنا زیادہ بہتر ہے۔ واضح ہو کہ ثکلی کی جمع ثواکل ہے جس کا اطلاق ہر اس عورت پر ہوتا ہے جس کا بچہ فوت ہو گیا ہو۔

۴۔ فاعل اسم جمع ہو جیسے جاء النساء یا جاءت النساء یا جیسے قول باری تعالی "قَالَ نِسْوَةٌ فِی الْمَدِیْنَةِ"۔

واضح ہو کہ اسم جمع اس کلمہ کو کہتے ہیں جو جمع کا معنی دے لیکن اس لفظ سے اس کا واحد نہ ہو جیسے قوم ، جیش ، قبیلة وغیرہ۔

مذکورہ مثالوں میں کلمہ نساء یا نسوۃ جمع ہے بمعنی عورتیں جس کا واحد امرأۃ آتا ہے، تو چونکہ اس قسم کے الفاظ اپنے واحد سے مختلف ہوتے ہیں اس لیے ان کے فعل کو مذکر اور مؤنث دونوں طریقہ سے لایا جا سکتا ہے۔

۵۔ جب فاعل ضمیر ہو جو مذکر عاقل کی جمع تکسیر کی طرف لوٹ رہی ہو تو فعل کو واحد مؤنث اور جمع مذکر دونوں لانا درست ہے جیسے الأدباء جاؤوا یا الأدباء جاءت ، العلماء قاموا یا العلماء قامت۔

۶۔ فاعل جب جمع مذکر سالم یا جمع مؤنث سالم کے ملحقات میں سے ہو جیسے جاء البنون یا جاءت البنون ، قامت البنات یا قام البنات ، اللہ تعالی کا قول ہے "آمَنتُ بِالذِیۡ آمَنَتۡ بِهٖ بَنُوۡا اِسۡرَائِیۡلَ"۔

ملحقات جمع مذکر سالم وہ کلمات ہیں جو اصلا واحد سے جمع نہیں بنائے گئے یا ان میں جمع مذکر سالم کی طرح واو یا یاء کے بعد نون مفتوح بڑھانے سے واحد کا وزن برقرار نہیں رہتا، لیکن مشابہت کی وجہ سے ان کو جمع مذکر سالم کے ملحقات کہا جاتا ہے جیسے عشرون سے تسعون تک کی دہائیاں ، بنون ، سِنون ، عالَمون ، أهلون ، أرضون اور أولو وغیرہ۔

ایسے ہی ملحقات جمع مؤنث سالم ایسے کلمات ہوتے ہیں جن کے آخر میں الف اور تاء ہوتے ہیں لیکن واحد کا وزن نہیں پایا جاتا جیسے بنات جو کہ بنت کی جمع ہے، سِجلّات جو کہ سِجلّ کی جمع ہے، أمهات جو کہ أمّ کی جمع ہے وغیرہ وغیرہ۔

البتہ مذکر کے ساتھ فعل کی تذکیر اور مؤنث کے ساتھ فعل کی تانیث زیادہ بہتر ہے۔

۷۔ فاعل ایسا مذکر ہو جس کے آخر میں الف اور تاء بڑھا کر جمع بنائی گئی ہو جیسے جاء حمزات یا جاءت حمزات۔

حمزات جمع ہے حمزۃ کی جو مذکر کا علم ہے، ایسے ہی طلحات جو طلحة مذکر کی جمع ہے۔ البتہ اس صورت میں فعل کو مذکر استعمال کرنا احسن ہے۔

۸۔ فاعل ضمیر منفصل ہو اور مؤنث ہو تو ایسی صورت میں فعل کو مذکر و مؤنث دونوں لانا درست ہے جیسے انما قام هي یا انما قامت هي اور جیسے ماقام الا هي یا ماقامت الا هي۔

اس صورت میں فعل مذکر استعمال کرنا زیادہ مستحسن ہے۔

۹۔ جب فاعل مؤنث اسم ظاہر ہو اور فعل نِعم ، بِئس ، ساء افعال مدح وذم میں سے کوئی ہو تو فعل کو مذکر و مؤنث دونوں لانا جائز ہے، البتہ مؤنث استعمال کرنا زیادہ بہتر ہے، جیسے نِعم المرأۃ فاطمة یا نِعمتِ المرأۃ فاطمة ، بئس المرأۃ هند یا بئست المرأۃ هند وغیرہ۔

معلومات کی جانچ

1۔ جملہ فعلیہ کسے کہتے ہیں؟

2۔ فاعل کی تعریف کیجیے۔

3۔ فاعل جب تثنیہ ہو تو کن حروف کے ساتھ مرفوع ہوتا ہے؟

4۔ فاعل جب جمع مذکر سالم ہوتو اس کے اعراب کی کیا علامت ہوتی ہے؟

5۔ اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ اور اسم تفضیل کو اصطلاح میں کیا کہتے ہیں؟

6۔ فاعل کی کتنی قسمیں ہوتی ہیں؟

7۔ اسم مؤول سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ بیان کیجیے۔

8۔ کس صورت میں فاعل کو واحد لانا ضروری ہوتا ہے؟

9۔ وہ کون سی حالت ہے جس میں فعل واحد، تثنیہ یا جمع استعمال کیا جاتا ہے؟

10۔ الثواکل کا معنی بتائیے۔

11۔ جب فاعل مؤنث حقیقی ہو اور فعل و فاعل کے درمیان فصل نہ ہو تو فعل مذکر آئے گا یا مؤنث؟

12۔ وَإِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ میں فعل انکدرت واحد مؤنث کیوں استعمال کیا گیا ہے؟

13۔ سافرت اليوم فاطمة اور سافر اليوم فاطمة دونوں کہنا درست کیوں ہے؟

14۔ الشمس فاعل کے لیے فعل طلع اور طلعت مذکر و مؤنث دونوں کیوں استعمال کیا جا سکتا ہے؟

15۔ مؤنث حقیقی اور مؤنث مجازی کے درمیان کیا فرق ہوتا ہے؟

16۔ اسم جمع کی تعریف مع مثال بیان کیجیے۔

17۔ سِجِلّات اور أُمَّهات کے واحد کیا آتے ہیں؟

18۔ يغضبني أن تسب أحدا کی ترکیب کیجیے۔

8.6 فاعل کی وجوبی تقدیم

جملہ فعلیہ میں عموماً فاعل فعل کے فوراً بعد آتا ہے پھر مفعول اور متعلقات کا تذکرہ ہوتا ہے، لیکن اس کے برخلاف کبھی فاعل کو مفعول کے بعد بھی ذکر کر دیا جاتا ہے جیسے ضرب زيد حامداً یا ضرب حامداً زيد ، قرأ تلميذ كتابا یا قرأ كتابا تلميذ ، نصرت البنتان الفقير یا نصرت الفقيرَ البنتان وغیرہ۔ چونکہ اس قسم کے جملوں میں فاعل و مفعول بہ کی تعیین میں کوئی دشواری نہیں ہوتی اور وہ اپنی اعرابی حالت سے بآسانی پہچان لیے جاتے ہیں اس لیے ان میں آپسی تقدیم و تاخیر دونوں جائز ہوتی ہے۔

کچھ ایسی صورتیں ہوتی ہیں جہاں فاعل کو فعل کے فوراً بعد براہ راست لانا اور اسے مفعول بہ پر مقدم کرنا ضروری ہوتا ہے۔ وہ صورتیں حسب ذیل ہیں۔

ا۔ جب فاعل ضمیر متصل ہو جیسے عرفتُ الحق واتبعتُه، اس مثال میں عرفتُ اور اتبعتُ فعل میں تاء متحرکہ ضمیر مرفوع متصل ہے اور فعل سے جدا ہو کر استعمال نہیں کی جا سکتی اسی لیے اس کو کسی بھی صورت میں مفعول بہ سے مؤخر نہیں کیا جا سکتا اور ہر حال میں فعل سے متصل ہو کر ہی فاعل بنے گی۔

۲۔ جب مفعول میں حصر کے معنی پیدا کیے گئے ہوں جیسے اِنما یقدر الانسانُ نفسَه ، اس جملہ کا مطلب ہے'انسان صرف اپنے آپ کی قدر کرتا ہے' اگر کلمہ اِنمااس جملہ سے ہٹا دیا جائے تو ایک عمومی بات ہو جائے گی کہ انسان اپنے آپ کی قدر کرتا ہے جس کا مطلب یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ دوسروں کی قدر نہیں کرتا۔ ایسے ہی انما أکرم سعید خالدا یعنی سعید نے صرف خالد کی تکریم کی اور ما ضرب حامد الا محمودا جیسی مثالوں میں مفعول میں حصر کا مفہوم پیدا کرنے کے لیے فاعل کی تقدیم ہوتی ہے۔

۳۔ جب فاعل ومفعول ایسے اسما ہوں جن میں کوئی لفظی یا معنوی قرینہ نہ پائے جانے کی وجہ سے ایک دوسرے کی تعیین دشوار ہو تو فاعل کی تقدیم واجب ہوتی ہے مثلا دونوں اسمائے مقصورہ ہوں جیسے نصرت سلمی لیلی یعنی سلمی نے لیلی کی مدد کی، یا دونوں کی اضافت یاء متکلم کی طرف کی گئی ہو جیسے أکرم صدیقی أبی، یا دونوں اسمائے اشارہ ہوں جیسے غلب هذا ذاک وغیرہ۔

لیکن اگر لفظی یا معنوی قرینہ سے التباس دور ہو رہا ہو تو ایک دوسرے کی تقدیم وتاخیر دونوں درست ہوتی ہے، لفظی قرینہ جیسے أکرمت یحیی سعدَی اس میں قرینہ فعل وفاعل کی تانیث ہے، قرینہ معنوی جیسے أنهکت لُبنیٰ حُمّی یعنی لبنی کو بخار نے نڈھال کر دیا۔

8.7 چند ضمنی احکام

۱۔ فاعل ہمیشہ مرفوع ہوتا ہے خواہ اعراب بالحرکت ہو جیسے ضرب حامد محمودا ، أکلت البنت فاکهة، یا اعراب بالحرف جیسے بعث الخادمان العامِلَین الی أبیک وغیرہ۔

۲۔ فاعل چونکہ مسند الیہ ہوتا ہے اس لیے مسند کے بعد اس کا پایا جانا ضروری ہے، البتہ اگر فعل سے پہلے اس کا ذکر ہو جائے تو ایک ضمیر فاعل بنے گی جو اس مسند الیہ کی جانب لوٹے گی جیسے حامد جاء ، المجتهد ینجح وغیرہ۔ ان دونوں مثالوں میں وارد افعال جاء اور ینجح کے اندر ضمیر ھو مستتر ہے اور حامد اور المجتحد کی جانب فاعل بننے کے بعد لوٹ رہی ہے۔

۳۔ بسا اوقات فاعل کا فعل جوازاً حذف کر دیا جاتا ہے اور صرف فاعل مذکور ہوتا ہے جیسے کوئی پوچھے کہ من قال تو جواب میں صرف زید کہہ دیا جائے۔ اس صورت میں زید فاعل سے پہلے قال فعل محذوف ہوگا۔

۴۔ اسی طرح کبھی فعل اور فاعل دونوں حذف ہو جاتے ہیں اور کوئی تیسرا لفظ ان کی قائم مقامی کرتا ہے جیسے کوئی پوچھے هل ذهب خالد؟ تو جواب دیتے ہوئے کہا جائے "نعم" اس صورت میں پورا جملہ ذهب خالد یعنی فعل با فاعل محذوف مانا جائے گا۔

8.8 نائب فاعل

یہ وہ مسند الیہ ہے جو فعل مجہول یا اسم مفعول کا فاعل حذف ہونے کی وجہ سے اس کی نیابت کرتا ہے، اس کو مفعول مالم یُسَمّ فاعله بھی کہا جاتا ہے اور اس پر فاعل کے سارے احکام جاری ہوتے ہیں جیسے فُتِح البابُ ، قُطِفَت الزهرةُ ، استقال المؤظف المطلوبُ نقلُه ، تُعقَد المؤتمراتُ الدُوَلیة لِنَزع السِّلاح۔

پہلی مثال میں الباب کی اسناد فعل مجہول فُتح کی جانب کی گئی ہے جس کا مطلب ہوتا ہے دروازہ کھولا گیا۔ چونکہ اس مثال میں فاعل محذوف ہے اور مفعول بہ اس کی نیابت کر رہا ہے اس لیے اس کو ضمہ کے ساتھ مرفوع پڑھا جائے گا جب کہ اس وقت منصوب پڑھا جاتا ہے جب فعل

معروف ہو اور اس کا فاعل مذکور ہو، اصل عبارت اس طرح تھی کہ "فَتَح الولدُ البابَ" یعنی لڑکے نے دروازہ کھولا۔ چنانچہ جب ہم نے کسی غرض کے پیش نظر فاعل کو حذف کرنا چاہا تو فعل معروف کی شکل وصورت میں کسی قدر تبدیلی کر دی اور پہلے حرف کو مضموم اور ماقبل آخر کو مکسور کرتے ہوئے اسے فعل مجہول بنا دیا، پھر الباب جو کہ ترکیب میں مفعول بہ تھا اسے فاعل محذوف کے قائم مقام کرتے ہوئے رفع دے دیا۔ یہی مفعول بہ جو فاعل کی جگہ وارد ہو کر اس کی نیابت کر رہا ہے مفعول مالم یسم فاعله یا نائب فاعل کہلاتا ہے۔

دوسری مثال میں اصل عبارت تھی "قطف الولد الزهرة"۔ الولد فاعل کو حذف کر کے الزهرة مفعول بہ کو اس کی جگہ رکھ دیا گیا اور اسے نائب فاعل کا اعراب ضمہ دے دیا گیا۔ چونکہ الزهرة مؤنث ہے اس لیے اس کی رعایت کرتے ہوئے فعل کو بھی واحد مؤنث کے صیغہ میں تبدیل کر دیا گیا اور جملہ ہو گیا "قُطِفَتِ الزهرة" یعنی پھول توڑا گیا۔

تیسری مثال ہے: "استقال المؤظف المطلوب نقله" یعنی اس افسر نے استعفی دے دیا جس کا ٹرانسفر مطلوب تھا۔ چونکہ اسم مفعول جب الف لام سے خالی ہو تو بعض شرطوں کے ساتھ اور جب الف لام کے ساتھ ہو تو بغیر کسی شرط کے فعل مجہول جیسا عمل کرتا ہے اور یہ الف لام موصولہ کہلاتا ہے اس لیے اس مثال میں المطلوب اسم مفعول نے نقله کو اپنا نائب فاعل بناتے ہوئے ضمہ کے ساتھ محل رفع میں کر دیا، جس کو ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں استقال الموظف الذي طُلب نقلُه۔

چوتھی مثال "تُعقَد المؤتمراتُ الدُوَلية لِنَزع السِلاح" میں تعقد فعل مضارع مجہول ہے اور المؤتمرات موصوف اپنی صفت الدولية سے مل کر نائب فاعل ہے اور ضمہ کے ساتھ مرفوع ہے۔ جملہ کا مفہوم ہے: ہتھیاروں یا ان کے استعمال کی روک تھام کے لیے بین الاقوامی کانفرنسیں منعقد کی جاتی ہیں۔

8.9 فاعل کو حذف کرنے کی وجوہات

جن اسباب کے پیش نظر فاعل کو حذف کر دیا جاتا ہے وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ فاعل جب جانا پہچانا اور معلوم ہو تو اس کو ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی جیسے هُزم العدوُ۔ اس جملہ کی اصل ہے هَزَم جیشُنا العدوَّ کہ ہمارے لشکر نے دشمن کو شکست دے دی۔ چونکہ هَزم فعل کا فاعل جیشنا سامع یا قاری کے علم میں تھا، اس لیے قائل نے اس کو حذف کر کے مفعول بہ کو اس کے قائم مقام ذکر کر دیا اور وہ نائب فاعل کہلایا۔ یہی صورت باری تعالی کے قول "وَ خُلِقَ الاِنْسَانُ ضَعِيْفاً" میں بھی ہے۔

۲۔ فاعل جب نامعلوم ہو اور اس کو متعین طور پر ذکر کرنا ممکن نہ ہو جیسے سُرِقت الدارُ یعنی گھر میں چوری ہوئی، ایسا اس وقت کہا جائے گا جب چور کا پتہ نہ چل رہا ہو۔

۳۔ جب قائل فاعل کو بغرض ابہام بتانے سے گریز کرنا چاہ رہا ہو جیسے شُرب الحليبُ یعنی دودھ پیا گیا، تو چونکہ قائل پینے والے کو گرچہ جانتا ہے لیکن اس کا اظہار نہیں کرنا چاہتا اس لیے فاعل کو حذف کر کے مفعول بہ کو اس کی جگہ ذکر کر دیا جو نائب فاعل کہلایا۔

۴۔ جب فاعل کے لیے کوئی خوف لاحق ہو جیسے ضُرب حامد جب کہ ہم مارنے والے کو جانتے ہوں لیکن اس کے لیے خوف محسوس کرتے ہوں تو ایسی صورت میں اس کا ذکر نہیں کرتے۔

۵۔ یا یہ کہ خود فاعل سے ہی قائل کو کوئی خوف لاحق ہو جیسے سُرِق الأثاث یعنی ساز و سامان کی چوری ہو گئی۔ ایسی صورت میں جب کہ چور کا پتہ تو ہو مگر اس کا نام لینے سے خوف محسوس ہو رہا ہو تو سَرق فلان الأثاث کے بجائے سُرق الأثاث کہہ دیا جائے۔

۶۔ جب فاعل کو ذکر کرنے کا کوئی فائدہ نہ ہو تو ایسی صورت میں بھی فعل کو معروف نہ لا کر مجہول لا دیا جاتا ہے جیسے قول باری تعالیٰ "إِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوْهَا"۔ تو یہاں پر سلام کرنے والے کا ذکر غیر ضروری اور بے فائدہ ہوگا کیوں کہ مقصود سلام کا جواب ہے خواہ سلام کرنے والا کوئی بھی ہو۔

8.10 نائب فاعل کے اقسام

نائب فاعل چار قسم کا ہوتا ہے۔

۱۔ نائب فاعل کبھی اسم معرب ہوتا ہے یعنی ایسا اسم جس کا آخری حرف مختلف اعرابی حالتیں قبول کرے خواہ وہ اعراب بالحرکت ہو یا اعراب بالحرف۔ چونکہ نائب فاعل فعل مجہول کا فاعل حذف ہونے کی وجہ سے اس کی نیابت کرتا ہے اس لیے اس کو فاعل ہی کا اعراب دیا جاتا ہے جیسے فَتح الفرّاشُ بابَ الفصل یعنی چپراسی نے کلاس روم کا دروازہ کھولا۔ اس مثال میں فتح فعل معروف ہے، الفرّاش اس کا فاعل ہے اور باب الفصل مفعول بہ ہے۔ جب ہم فعل معروف کو فعل مجہول میں تبدیل کریں گے تو لازمی طور پر اس کے فاعل یعنی الفراش کو حذف کریں گے اور مفعول بہ کو جو کہ منصوب تھا نائب فاعل بناتے ہوئے مرفوع کر دیں گے اور کہیں گے فُتِح بابُ الفصل۔ اور ایسے اعراب کو اعراب بالحرکت کہتے ہیں کیوں کہ نائب فاعل کو رفع کا اعراب ضمہ یعنی پیش دیا گیا ہے۔

اعراب بالحرف کی مثال جیسے شاهَد الناس اللاعبين یعنی لوگوں نے کھلاڑیوں کو دیکھا۔ اس مثال میں شاهد فعل معروف ہے، الناس اس کا فاعل ہے اور اللاعبين مفعول بہ ہے جو کہ جمع مذکر سالم ہونے کی وجہ سے یاء ماقبل مکسور کے ساتھ حالت نصب میں ہے۔ جب فعل کو مجہول بنایا جائے گا تو فاعل کو حذف کر دیا جائے گا اور مفعول بہ اللاعبين کو رفع کا اعراب واو ماقبل مضموم دیتے ہوئے اللاعبون کر دیا جائے گا جو کہ فعل مجہول کا نائب فاعل کہلائے گا اور جملہ ہو جائے گا شُوهد اللاعبون یعنی کھلاڑی دیکھے گئے۔

نوٹ: جب فعل ایک سے زائد مفعولوں کی طرف متعدی ہو اور فاعل کو حذف کر دیا جائے تو مفعول اول کو نائب فاعل بنا کر مرفوع پڑھا جاتا ہے اور بقیہ کو مفعولیت کا اصل اعراب نصب باقی رہتا ہے جیسے أعطَى المدير الناجح جائزةً سے أُعطِي الناجحُ جائزةً ، أعطى الوزيرُ الفقير درهما سے أُعطِي الفقير درهما ، عَلّم المدرسُ الطالبَ المسئلةَ سے عُلِّم الطالبُ المسئلةَ ، كسا الغنيُ الفقيرَ ثوبا سے كُسِي الفقيرُ ثوبا وغیرہ۔

۲۔ نائب فاعل کبھی اسم مبنی (ضمیر بارز یا مستتر، اسم اشارہ، اسم موصول) ہوتا ہے۔ اسم مبنی ہر وہ اسم ہے جس کا آخر ہر حال میں ایک ہی صورت پر قائم رہے اور اس میں کوئی تبدیلی نہ ہو۔

چنانچہ نائب فاعل کبھی ضمیر بارز ہوتا ہے جیسے أُعطِيتُ كيساً یعنی مجھے ایک تھیلی دی گئی۔ اس مثال میں أعطيت فعل مجہول میں تاء متحرکہ ضمیر بارز مبنی ہے جو حالت رفع میں ہے اور نائب فاعل بن رہی ہے۔

کبھی نائب فاعل ضمیر مستتر بھی ہوتا ہے جیسے **العدوُ هُزِم** یعنی دشمن کو شکست دی گئی۔اس مثال میں **العدو** مبتدا ہے،**هُزِم** فعل ماضی مجہول ہے اوراس میں **هو** کی ضمیر پوشیدہ اس کا نائب فاعل ہے جس کی تقدیر **العدو هزم هو** ہے۔

کبھی نائب فاعل اسم اشارہ ہوتا ہے جیسے **يُحاكَم هذا المُذنب** یعنی اس گنہ گار پر مقدمہ چلایا جائے گا۔اس مثال میں **يحاكم** فعل مجہول ہے،**هذا** اسم اشارہ مبنی حالت رفع میں ہے اور **المذنب** اس کا مشار الیہ ہے اور **هذا** اسم اشارہ اپنے مشار الیہ **المذنب** سے مل کر **يحاكم** فعل مجہول کا نائب فاعل ہے۔

نائب فاعل کبھی اسم موصول ہوتا ہے جو کہ مبنی اسما میں سے ہے جیسے **كوفِئَ مَن نجح** یعنی جو کامیاب ہوا سے پورا بدلہ دیا گیا۔اس مثال میں **كوفئ** فعل مجہول ہے،**من** اسم موصول مبنی محل رفع میں ہے اور **نجح** فعل با فاعل اس کا صلہ ہے اور **من** اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر **كوفئ** فعل مجہول کا نائب فاعل ہے۔

۳۔ نائب فاعل کبھی مصدر مؤول یعنی مصدر کی تاویل میں کیا گیا جملہ ہوتا ہے خواہ وہ فعل مضارع کو نصب دینے والے **أن** ناصبہ کے ذریعہ ہو یا **أنّ** حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم وخبر کے ذریعہ ہو، جیسے **يُطلَب أن تذهبوا**۔اس مثال میں **يطلب** فعل مضارع مجہول ہے،**أن** ناصبہ ہے جو **تذهبوا** فعل پر داخل ہوا ہے اور مصدری معنی دینے کے ساتھ فعل مجہول **يُطلَب** کا نائب فاعل بن رہا ہے جس کی تقدیر ہوگی **يُطلب ذهابُكم** یعنی تم لوگوں کا جانا مطلوب ہے۔

دوسری مثال جیسے **عُرف أنّك مجتهد**، اس مثال میں **عرف** فعل مجہول ہے،**أنّ** حرف مشبہ بالفعل ہے، **ک** خطاب اس کا اسم اور **مجتهد** اس کی خبر ہے،**أنّ** حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم وخبر سے مل کر مصدر کے حکم میں ہوکر **عُرف** فعل مجہول کا نائب فاعل بن رہا ہے، جس کی تقدیری عبارت ہوگی **عُرف اجتهادُك** یعنی تمہارا محنت وکوشش کرنا معروف ہے۔بعینہ یہی صورت باری تعالی کے قول "**قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا**" میں بھی ہے جس کی تقدیر "**قل أوحي إليَّ استماعُ نفر من الجن**۔۔۔۔۔**الخ** ہوگی۔

۴۔ کبھی نائب فاعل مصدر صریح یا ظرف متصرف ومختص یا جار مجرور ہوتا ہے، اور ایسا اس وقت ہوتا ہے جب فعل متعدی نہ ہو بلکہ لازم ہو، چونکہ فعل لازم کو مفعول بہ کی ضرورت نہیں ہوتی اس لیے جب اس کو مجہول بنایا جاتا ہے تو نائب فاعل مصدر، ظرف یا جار مجرور میں سے کوئی ہوتا ہے۔

چنانچہ جب نائب فاعل مصدر ہو تو لازم ہے کہ وہ متصرف ومختص ہو۔مصدر کے متصرف ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مصدریت کی بنا پر اس پر نصب نہ آیا ہو اور اس کے مختص ہونے کا مطلب یہ ہے کہ صرف تاکید کے لیے نہ ہو جیسے کہ نوع یا عدد بتانے کے لیے آتا ہے بلکہ صفت یا اضافت کے ذریعہ اس کی تخصیص بھی کی گئی ہو، جیسے **هُجِم هجومٌ شديد** ، **مُشِيَ مِشْيَةُ الغِطْرِيس** ، **فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ**۔

پہلی مثال میں، جس کا مطلب ہے کہ سخت حملہ کیا گیا، **هُجم** فعل مجہول ہے اور اس کا نائب فاعل مصدر صریح ہے، چونکہ مصدر کو مصدریت کی بنیاد پر نصب پڑھا جاتا ہے مگر مثال مذکور میں وہ نائب فاعل واقع ہو رہا ہے جو کہ مرفوع ہوتا ہے، اس لیے لازما اس کی صفت لا کر اس کو متصرف و مختص کر دیا گیا اور نائب فاعل کا اعراب رفع دے دیا گیا۔

دوسری مثال میں بھی جس کا مفہوم ہوتا ہے ظالم ومتکبر کی چال چلی گئی، **مِشية** مصدر نائب فاعل واقع ہو رہا ہے اس لیے **الغِطريس** کی

جانب اس کی اضافت کردی گئی اوراس طرح وہ مصدر مختص ہوگیااور مرفوع پڑھا گیا۔

تیسری مثال میں بھی بعینہ اسی قاعدہ کی روسے کلمہ **نفخة** نائب فاعل بن رہا ہے جس کی صفت **واحدة** لاکر تخصیص کردی گئی ہے۔

اسی طور پر نائب فاعل جب ظرف ہوتو ضروری ہے کہ وہ متصرف اور مختص ہو۔ظرف کے متصرف ہونے سے مراد یہ ہے کہ ظرفیت کی بنیاد پراس پرنصب نہ آیا ہو،ایسے ہی وہ حرف جر مِن سے بھی خالی ہوجیسے کہ **من یومِ** □اور **من جهةِ** □وغیرہ مستعمل نہ ہو،اوراس کے مختص ہونے کا مطلب یہ ہے کہ انواع مخصصات جیسے اضافت یا صفت کے ذریعہ اس کی تخصیص کی گئی ہو جیسے **سهرت ليلةُ القدر ، سكِتت ساعةُ الامتحان، صيم يومان اثنان** وغیرہ۔

پہلی مثال میں **سهرت** فعل مجہول ہے، **ليلةُ** ظرف اس کا نائب فاعل ہے جس کی **القدر** کی جانب اضافت کر کے تخصیص کردی گئی ہے، جملہ کامفہوم ہے،شب قدر جاگی گئی۔

دوسری مثال میں **سكتت** فعل ماضی مجہول ہےاور **ساعةُ الامتحان** مضاف ومضاف الیہ کی صورت میں خاص ہوکراس کا نائب فاعل ہے یعنی امتحان کی گھڑی میں خاموشی اختیار کی گئی۔

تیسری مثال میں **صيم** فعل ماضی مجہول ہے، **يومان** ظرف اس کا نائب فاعل ہے جس کی تخصیص **اثنان** بطور صفت لاکر کردی گئی ہے۔اس مثال میں چونکہ نائب فاعل تثنیہ کا صیغہ ہےاوراسم ظاہر ہےاس لیےفعل مجہول کوقاعدہ کے مطابق واحد لایا گیا، جملہ کا مطلب ہے،دودنوں کا روزہ رکھا گیا۔

اسی طرح جب فعل لازم کومجہول بنایا جاتا ہےتو جار مجرور کوبطور نائب فاعل لایا جاتا ہے، کیوں کہ ہم جانتے ہیں کہ فعل مجہول وہ ہوتا ہے جس کا فاعل مذکور نہ ہواسی لیے اس کے متعلقات نائب فاعل بن جاتے ہیں، جیسے **ذُهب الى منزلک ، فُرح بنجاح أخي ، يُجلَس في الحديقة**۔

پہلی مثال میں **ذُهب** فعل مجہول ہے جس کا فاعل محذوف ہے اسی لیے **الی منزلک** جارمجروراس کا نائب فاعل بنے گا،یعنی تمہارے گھر جایا گیا۔

دوسری اور تیسری مثالیں بھی بعینہ اسی نہج پر ہیں جن میں جارمجرور نائب فاعل واقع ہیں جن کا مطلب بالترتیب،میرے بھائی کی کامیابی پرخوشی کا اظہار کیا گیااور باغ میں بیٹھا جاتا ہے،ہوگا۔

8.11 نائب فاعل کے مطابق فعل مجہول کی حالتیں

گزشتہ صفحات میں فاعل کی تذکیروتانیث اور وحدت وجمعیت کے مطابق فعل کے واحد وتثنیہ وجمع نیز مذکر ومؤنث ہونے کے جواصول و قواعد ذکر کیے گئے ہیں، بعینہ وہی قواعد نائب فاعل کے مطابق فعل مجہول کے واحد وجمع اور مذکر ومؤنث ہونے پر بھی منطبق ہوتے ہیں،لیکن اعادۃ کے مقصد سے ان احکام کا یہاں اجمالاً ذکر کیا جاتا ہے،اوراس بحث میں نائب فاعل کے مطابق فعل مجہول کی مختلف حالتوں کا تذکرہ بھی ہے۔

8.11.1 فعل مجہول کی وحدت وجمعیت

۱۔ جب نائب فاعل اسم ظاہر ہو خواہ واحد ہو یا تثنیہ یا جمع، فعل مجہول ہر حال میں واحد ہی آئے گا جیسے ضُرب الولد، ضرب الولدان، ضرب الأولاد، ضُربت البنت، ضربت البنتان، ضربت البنات۔

۲۔ نائب فاعل جب اسم ضمیر ہو تو مرجع کا لحاظ کرتے ہوئے فعل کو واحد، تثنیہ یا جمع میں سے کوئی لایا جائے گا جیسے المجتهد يُكرَم، المجتهدان يكرمان، المجتهدون يكرمون، المجتهدة تُكرَم، المجتهدتان تكرمان، المجتهدات يكرمن۔

8.11.2 فعل مجہول کی وجوبی تانیث

دو صورتوں میں فعل مجہول کو مؤنث استعمال کرنا لازمی ہوتا ہے۔

۱۔ نائب فاعل اسم ظاہر مؤنث حقیقی ہو اور فعل مجہول و نائب فاعل کے درمیان کوئی فاصل نہ ہو جیسے لُقّبت فاطمة بالزهراء۔

۲۔ نائب فاعل اسم ضمیر ہو جو کسی حقیقی یا مجازی مؤنث یا غیر عاقل مذکر کی جمع تکسیر کی طرف لوٹ رہی ہو جیسے حليمة ضُربت، الشمس رُأيت، الأزهار قُطِفت (پھول توڑے گئے)۔

8.11.3 فعل مجہول کی جوازی تذکیر و تانیث

آٹھ جگہوں پر فعل مجہول کو مذکر و مؤنث دونوں استعمال کرنا درست ہوتا ہے۔

۱۔ نائب فاعل مؤنث حقیقی ہو مگر اس کے اور فعل مجہول کے درمیان فصل ہو گیا ہو جیسے لُقّبت بالزهراء فاطمة یا لُقب بالزهراء فاطمة، نُصرت اليوم زينب یا نُصر اليوم زينب۔

۲۔ نائب فاعل مؤنث مجازی ہو چاہے فعل مجہول سے متصل ہو یا منفصل جیسے أُنهيت الحرب یا أُنهى الحربُ۔

۳۔ نائب فاعل جمع مکسر ہو خواہ مذکر ہو یا مؤنث جیسے يُحمد الأدباء یا تُحمد الأدباء، يُغلق النوافذ یا تُغلق النوافذ۔

۴۔ نائب فاعل اسم جمع ہو جیسے دُعِيَ القبيلةُ یا دُعيت القبيلة، أُكرم النساءُ یا أُكرمت النساءُ۔

۵۔ جب نائب فاعل اسم ضمیر ہو جو کسی مذکر عاقل کی جمع تکسیر کی طرف راجع ہو تو فعل مجہول کو واحد مؤنث اور جمع مذکر دونوں لانا درست ہوتا ہے جیسے الطلابُ مُنحت الجوائزَ یا الطلاب مُنحوا الجوائز یعنی طلبہ کو انعامات دیئے گئے۔

۶۔ نائب فاعل جب ملحقات جمع سالم میں سے ہو خواہ مذکر کے لیے ہو یا مؤنث کے لیے جیسے أُكرم أولو العلم یا أُكرمت أولو العلم، أُحترِمَ أُولاتُ الفضل یا أُحترمت أولات الفضل۔

۷۔ نائب فاعل ایسا مذکر ہو جس کے آخر میں ألف اور تاء کا اضافہ کر کے جمع بنایا گیا ہو جیسے نُودِيَ حمزات یا نُودِيَتْ حمزات جس کا مطلب ہو گا کہ حمزہ نامی بہت سارے لوگوں کو پکارا گیا۔

۸۔ نائب فاعل ضمیر منفصل ہو اور مؤنث ہو تو اس صورت میں فعل مجہول کو مذکر و مؤنث دونوں استعمال کرنا درست ہوتا ہے جیسے انما ضُرب هي یا انما ضربت هي، ما دُعي الا هي یا ما دُعيت الا هي۔

نوٹ: گزشتہ صفحات میں جہاں فاعل کے مطابق فعل کی جوازی تذکیر و تانیث زیر بحث آئی تھی وہاں فعل معروف کے مذکر و مؤنث

دونوں استعمال کئے جانے کی ایک نویں صورت بھی تھی کہ فاعل جب اسم ظاہر مؤنث ہو اور فعل نعْمَ ، بِئس یا ساء افعال مدح وذم میں سے ہو تو فعل کو مذکر و مؤنث دونوں لانا جائز ہوتا ہے جیسے نعم المرأة فاطمة یا نعمت المرأة فاطمة۔ مگر چونکہ یہ افعال جامد ہوتے ہیں اور ان سے صرف ماضی کے صیغے آتے ہیں، نیز ان سے فعل مجہول یا اسم مفعول بھی نہیں بنتا لہذا ان کو کسی نائب فاعل کی بھی ضرورت نہیں ہوتی کیوں کہ نائب فاعل اسی وقت وجود میں آتا ہے جب فعل کو مجہول استعمال کیا جاتا ہے۔

مذکورہ بالا جتنے بھی اصول بیان کیے گئے خواہ وہ فعل مجہول کے صیغہ واحد و تثنیہ و جمع کی صورت میں مستعمل ہونے سے متعلق ہوں یا فعل مجہول کے وجوبی طور پر مؤنث یا صیغہ مجہول کے جوازی طور پر مذکر و مؤنث دونوں کے استعمال سے تعلق رکھتے ہوں، سارے کے سارے قواعد وضوابط بعینہ وہی ہیں جو فاعل کے مطابق فعل معروف کی مختلف شکلوں کے استعمال کے ضمن میں بیان کیے گئے۔ چونکہ ان اصول وقواعد کو پہلے مبحث میں تفصیلی طور پر ذکر کر دیا گیا ہے اس لیے طلبہ کو چاہیے کہ نائب فاعل کے مطابق فعل مجہول کی حالتوں کو اچھی طرح سمجھنے اور ذہن نشین کرنے کی غرض سے اس مبحث کا مراجعہ واعادہ کریں اور ان اصولوں کی روشنی میں نائب فاعل کے مطابق فعل مجہول کو مختلف شکلوں میں استعمال کرنے کی کوشش کریں۔

8.12 فعل معروف سے فعل مجہول بنانے کا طریقہ

1۔ جب فعل ماضی ہو اور تاء زائدہ سے شروع نہ ہو تو پہلے حرف کو ضمہ اور ماقبل آخر کو کسرہ دے کر فعل کو مجہول بنایا جاتا ہے جیسے ضَرَبَ سے ضُرِبَ ، أَكرَمَ سے أُكرِمَ ، قَدَّمَ سے قُدِّمَ وغیرہ۔

2۔ جب فعل ماضی ہو جس کے شروع میں تاء زائدہ ہو تو پہلے حرف کے ساتھ دوسرے کو بھی ضمہ دے دیتے ہیں جیسے تَسَلَّمَ سے تُسُلِّمَ، تَقَارب سے تُقُورِب وغیرہ۔

3۔ ایک اور اصول جو کہ مذکورہ قسم ثانی کے اصول سے ہی مربوط ہے، یہ ہے کہ فعل ماضی معروف کے ماقبل آخر حرف کو کسرہ دینے کے بعد اس سے پہلے جتنے بھی حروف متحرک ہوتے ہیں ان سبھی کو ضمہ دے کر مجہول بنالیا جاتا ہے جیسے فَتَحَ سے فُتِحَ ، اِستَخبَر سے اُستُخبِر ، اِستَعلَم سے اُستُعلِم ، تَسَلَّم سے تُسُلِّم وغیرہ۔

مذکورہ مثالوں میں فعل مجہول بناتے ہوئے سبھی ماضی کے افعال کے ماقبل آخر کو کسرہ دیا گیا اور پھر اس مکسور حرف سے پہلے کے حرکت والے سبھی حروف کو ضمہ دے دیا گیا، چنانچہ فتح کے فاء کو، استخبر اور استعلم کے ہمزہ اور تاء کو، ایسے ہی تسلم کے تاء اور سین کی حرکتوں کو ضمہ سے بدل دیا گیا۔

4۔ جب فعل ماضی أجوف (معتل العین) ہو تو اس کے عین کو یا سے بدل دیتے ہیں اور ماقبل کو کسرہ دے دیا جاتا ہے جیسے قال سے قِيل ، زاد سے زِيدَ ، صاد سے صِيد وغیرہ۔

مذکورہ بالا مثالوں میں وارد ہر ایک فعل ماضی کے عین کلمہ کی جگہ کوئی حرف علت آیا ہے جس کو تعلیل کے بعد ألف سے تبدیل کر دیا گیا ہے، چنانچہ اس قبیل کے سارے ماضی کے افعال معروفہ میں مجہول بناتے وقت ألف کو یاء سے بدل کر اس کے ماقبل کو مکسور کر دیا جاتا ہے۔

5۔ جب فعل مضارع ہو تو مجہول بناتے وقت پہلے حرف کو ضمہ اور ماقبل آخر کو فتحہ دے دیا جاتا ہے جیسے يَحفِظُ سے يُحفَظُ ، يُكرِم

سے يُكرَم ، يُقَدِّم سے يُقَدَّم ، يَستَعلِم سے يُستَعلَم ، يَتَسَلَّم سے يُتَسَلَّم ، يُشاهِد سے يُشاهَد وغیرہ۔

6۔ البتہ جب فعل مضارع کا ماقبل آخر واو یا یاء ہوتو اس واو یا یاء کو ألف سے بدل دیا جاتا ہے جیسے يقول سے يُقال ، يزيد سے يُزاد ، يستفيد سے يُستفاد ، يُنير سے يُنار وغیرہ۔

معلومات کی جانچ

1۔ نائب فاعل کسے کہتے ہیں اور اس کا دوسرا نام کیا ہے؟

2۔ کسر الولدُ الکأسَ میں کون سا لفظ نائب فاعل بنے گا؟

3۔ قطف الطفل الزهرة میں فعل مجہول اور نائب فاعل کی ترکیب کے وقت فعل مذکر استعمال ہوگا یا مؤنث، اور کیوں؟

4۔ سُرقت الدار جیسی مثال میں فاعل کو کس وجہ سے حذف کر دیا جاتا ہے؟

5۔ جب فعل ایک سے زائد مفعولوں کی طرف متعدی ہوتو کون سے مفعول کو نائب فاعل بنایا جاتا ہے؟

6۔ اسم معرب کی تعریف کیجیے اور مثال دیجیے۔

7۔ اسم مبنی کسے کہتے ہیں؟

8۔ کون کون سے مبنی اسما نائب فاعل بنتے ہیں؟

9۔ أُعطيتُ كيسا میں نائب فاعل کی نشاندہی کیجیے۔

10۔ عُرِف أنك مجتهد کی تقدیر کیا ہوگی اور جملہ کیسے نائب فاعل بنے گا؟

11۔ مصدر کے متصرف اور مختص ہونے کا کیا مطلب ہے؟

12۔ ظرف کے متصرف و مختص ہونے کا کیا مفہوم ہے؟

13۔ ذُهب الى منزلك میں نائب فاعل کی تعیین کیجیے اور وجہ تعیین بھی بتائیے۔

14۔ سُهرت ليلة قمراء میں ظرف کس شرط کے ساتھ نائب فاعل بن رہا ہے؟

15۔ استعلم اگر فعل ماضی مجہول ہوتو اس پر کیا حرکتیں آئیں گی؟

16۔ صيم کو کس طریقہ پر فعل مجہول بنایا گیا ہے؟

17۔ يتسلم اور يستفيد سے فعل مجہول کس طرح بنایا جائے گا اور حرکات اور حروف کی تبدیلیوں کی وضاحت کیجیے۔

8.13 اکتسابی نتائج

جملہ فعلیہ فعل، فاعل اور مفعول بہ پر مشتمل ہوتا ہے جس میں فاعل ایک ایسے فعل تام معروف یا شبہ فعل کے بعد آتا ہے جس کا صدور خود فاعل کی ذات سے ہوتا ہے۔ یہ فاعل تین قسم کا ہوتا ہے: اسم ظاہر ، اسم ضمیر اور اسم مؤول۔

اسم ظاہر ہر اس اسم کو کہتے ہیں جو اسم ضمیر یا اسم مؤول نہ ہو، اسم ضمیر وہ اسم ہے جو متکلم، مخاطب یا غائب پر دلالت کرے جب کہ اسم مؤول

اس جملہ کو کہتے ہیں جو مصدر کی تأویل میں ہو کر کسی جملہ کا جز بنتا ہے۔

فاعل کے مطابق فعل کبھی واحد، کبھی تثنیہ اور کبھی جمع لایا جاتا ہے، چنانچہ فاعل جب اسم ظاہر ہو تو خواہ واحد ہو یا تثنیہ یا جمع فعل ہر حال میں واحد استعمال کیا جاتا ہے۔ مگر جب کوئی ضمیر فاعل بنے تو فعل ہمیشہ اس ضمیر کے مرجع کے مطابق واحد، تثنیہ یا جمع میں سے کوئی آتا ہے۔

دو صورتوں میں فعل کو مؤنث استعمال کرنا ضروری ہوتا ہے، اول یہ کہ فاعل جب مؤنث حقیقی ہو اور فعل سے متصل ہو، دوم یہ کہ فاعل ضمیر ہو جو کسی حقیقی یا مجازی مؤنث یا کسی غیر عاقل مذکر کی جمع تکسیر کی طرف لوٹ رہی ہو۔

فاعل کی کچھ ایسی بھی شکلیں ہوتی ہیں جن کا اعتبار کرتے ہوئے فعل کو مذکر و مؤنث دونوں استعمال کرنا جائز ہوتا ہے۔

۱۔ فاعل مؤنث حقیقی ہو اور فعل فاعل کے درمیان فصل نہ ہو۔

۲۔ فاعل مؤنث مجازی ہو، چاہے فعل سے متصل ہو یا منفصل۔

۳۔ فاعل جمع مکسر ہو، خواہ مذکر کی جمع ہو یا مؤنث کی۔

۴۔ فاعل اسم جمع ہو۔

۵۔ جب فاعل ایک ایسی ضمیر ہو جو مذکر عاقل کی جمع تکسیر کی طرف راجع ہو۔

۶۔ فاعل جب جمع مذکر سالم یا جمع مؤنث سالم کے ملحقات میں سے کوئی ہو۔

۷۔ فاعل ایسا مذکر ہو جس کے آخر میں اُلف اور تاء کا اضافہ کر کے جمع بنائی گئی ہو۔

۸۔ فاعل ضمیر منفصل ہو اور مؤنث کے لیے ہو۔

۹۔ جب فاعل اسم ظاہر مؤنث حقیقی ہو اور اس کا فعل نعم، بئس یا ساء افعال مدح وذم میں سے کوئی ہو۔

جملہ فعلیہ کی ترکیب عام طور پر پہلے فعل پھر فاعل اور پھر مفعول پر مشتمل ہوتی ہے جس میں فاعل ومفعول بہ کی تقدیم وتاخیر دونوں جائز ہوتی ہے۔ مگر چند صورتیں ایسی ہوتی ہیں جہاں فاعل کو مفعول پر مقدم کرنا اور اسے فعل کے فوراً بعد ذکر کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اول یہ کہ فاعل جب ضمیر متصل ہو جو فعل سے ملحق ہو کر ہی استعمال ہوتی ہے، دوم یہ کہ مفعول میں الا یا انما کے ذریعہ حصر کے معنی پیدا کرنا مقصود ہوں تو فاعل کو فعل کے فوراً بعد لانا ضروری ہوتا ہے، سوم یہ کہ فاعل ومفعول ایسے اسماء ہوں جن کو کسی لفظی یا معنوی قرینہ کی عدم موجودگی کے سبب پہچاننا دشوار ہو جائے تو فاعل کو لازمی طور پر فعل کے فورا بعد ذکر کیا جاتا ہے۔

فاعل اعراب بالحرکت یا اعراب بالحرف کے ذریعہ ہمیشہ حالت رفع میں ہوتا ہے، اگر ایسا نہ ہو تو فعل میں وجوبی طور پر ایک ضمیر مستتر ہوتی ہے جو فاعل بنتی ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ فاعل کے فعل کو جوازاً حذف کر دیا جاتا ہے اور فاعل سے پہلے ایک فعل محذوف مان لیا جاتا ہے۔ کبھی اس طرح بھی ہوتا ہے کہ فعل وفاعل دونوں کو حذف کر کے کسی تیسرے لفظ کو ان کا قائم مقام بنا دیا جاتا ہے جس سے پورے پوشیدہ جملہ کو سمجھا جا سکتا ہے۔

نائب فاعل وہ مسند الیہ ہوتا ہے جو فعل مجہول یا اسم مفعول کے بعد آتا ہے اور اس پر فاعل کے تمام احکام نافذ ہوتے ہیں۔ اس کو **مفعول مالم یسم فاعلہ** بھی کہا جاتا ہے۔ چنانچہ وہ مسند الیہ ہونے کے ساتھ مرفوع ہوتا ہے اور جملہ میں مذکور بھی۔ اگر وہ مذکور نہ ہو تو کوئی ضمیر مستتر نائب

فاعل بنتی ہے۔جس طرح فاعل کے مطابق فعل کی مختلف حالتیں ہوتی ہیں بعینہ ویسے ہی نائب فاعل کے مطابق بھی فعل مجہول کی کئی حالتیں ہوتی ہیں، چنانچہ اگر وہ مؤنث ہوتو اس کے فعل مجہول کو واحد مؤنث اور اگر مذکر ہوتو فعل مجہول کو واحد مذکر لانا ضروری ہوتا ہے خواہ خود نائب فاعل واحد، تثنیہ یا جمع کیوں نہ ہو،غرض وہ تمام صورتیں جو فاعل کے مطابق فعل معروف کی ہوتی ہیں، نائب فاعل کے مطابق فعل مجہول پر بھی منطبق ہوتی ہیں۔

نائب فاعل چونکہ فاعل کے حذف پر دلالت کرتا ہے اس لیے جن وجوہات کے پیش نظر فاعل کو حذف کر دیا جاتا ہے وہ وجوہات یا تو معروف ہوتی ہیں یا غیر معروف۔کبھی بغرض ابہام اور کبھی بصورت خوف بھی فاعل کو حذف کر کے نائب فاعل کو اس کا قائم مقام بنالیا جاتا ہے۔ایسا ہی اس وقت بھی کیا جاتا ہے جب فاعل کا ذکر کسی فائدہ کا سبب نہ ہو اور فعل مجہول کے ساتھ مفعول بہ کو نائب فاعل بنا کر فائدہ حاصل کر لیا جائے۔

فعل متعدی کا مفعول اول فاعل کے حذف کے بعد نائب فاعل بنتا ہے،مگر کبھی فعل لازم کو مجہول بنا کر جار مجرور،ظرف یا مصدر میں سے کسی کو نائب فاعل بنایا جاتا ہے،مگر ظرف اور مصدر کے لیے شرط ہوتی ہے کہ دونوں متصرف ہوں اور اضافت یا صفت کے ذریعہ ان کی تخصیص کی گئی ہو، کیوں کہ خواہ مصدر ہو یا ظرف جب تک وہ مختص و متصرف نہ ہوں، نائب فاعل نہیں بن سکتے۔

فعل ماضی معروف کو مجہول بناتے وقت ماقبل آخر سے پہلے والے حرف کو کسرہ دے کر اس سے پہلے کے سبھی متحرک حروف کو ضمہ دے دیا جاتا ہے، البتہ جب فعل معروف کا عین کلمہ الف ہو یعنی وہ معتل الوسط ہوتو اس الف کو یاء سے بدل کر اس کے پہلے کو کسرہ دے دیا جاتا ہے۔

جب فعل مضارع ہوتو اس کو مجہول بناتے وقت علامت مضارع کو ضمہ اور ماقبل آخر کو فتحہ دے دیا جاتا ہے، تاہم اگر اس فعل مضارع کا آخر سے پہلے حرف یاء یا واو ہوتو اس یاء یا واو کو الف سے بدل کر فعل مجہول بنالیا جاتا ہے۔

معلومات کی جانچ:

1۔ ذیل کے جملوں کا ترجمہ کیجیے اور فاعل کی نشاندہی کیجیے۔

الف: جاء القطار و وقف على الرصيف۔

ب: طارت الحمامة و جلست عل الشجرة۔

ج: عجنت البنتان الدقيق و خبزتا الخبز۔

د: كتب التلميذ الدرس و حفظه۔

ہ: كتب المدرس الدرس على السبورة۔

و: أَحَلَّ اللهُ الْبَيْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبَا۔

ز: إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ۔

ح: يلمع البرق و يخطف الأبصار۔

ط: تطبخن الطعام و تغسلن ثياب أولادكن۔

ي: لا تدوم صداقة اللئيم۔

2۔ ذیل کے جملوں میں فاعل کے مطابق فعل کی تذکیروتانیث اوروحدت وجمعیت کودرست کیجیے۔

الف: تلعبان الولدان كرة السلة ويفرحون۔

ب: الفلاح تحرث الأرض وتسقيها۔

ج: رأت فاطمة الأسد وفرّ منه۔

د: سمع الطالبات الخبر من إذاعة فرنسا۔

ہ: الشمس يطلع من المشرق۔

و: النجوم يتلألأ في أفق السماء عند المساء۔

ز: الأخوات الأربع يذهبون الى الجامعة۔

ح: أوقدوا النسوة الموقد بالكبريت۔

3۔ درج ذیل جملوں کی ترکیب کیجیے۔

الف: سرّني أنک نجحت۔

ب: ينبغي أن تراجع الدرس وتكتبه على الكراسة۔

ج: يغضبني أن تسب أحدا۔

د: بلغني أنک تعمل في معمل۔

ہ: ساءني أن تلعبوا في الفصل۔

و: قُلْ أُوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الجِن۔

4۔ ذیل کے کلمات کوفاعل بناتے ہوئے جملوں میں استعمال کیجیے۔

الدار ۔ الشمس ۔ الأعراب ۔ الثواكل ۔ الإمرأة

النساء ۔ الأدباء ۔ المسلمون ۔ البنون ۔ أولو

العلم ۔ أولات الفضل.

5۔ ذیل کے جملوں میں فاعل کی وجوبی تقدیم کے اسباب بتائیے۔

الف: سمعت كلام الله وحفظته ب: انما يعرف الانسان نفسه

ج: نصر موسى عيسى د: أكرم هذا ذاک

ہ: ما ضرب ماجد الا حامدا و: نصر أبي صديقي

6۔ درج ذیل جملوں میں مفعول بہ کونائب فاعل بناتے ہوئے جملوں کودوبارہ لکھیے۔

الف: غرس البستاني الشجر۔

ب: سرق اللص المتاع۔

ج: اعتقل الشرطي السارق بالقرب من المطار الدولي۔

د: أكل الفأر الجبن۔

ہ: تجمع النملة الغذاء۔

و: يذيع التلفزيون أنباء العالم في حينها۔

ز: يظن المسافر الطائرة متأخرة۔

ح: يحلب الرجل البقرة۔

7۔ ذیل کے جملوں میں نائب فاعل کی نشاندہی کیجیے اور وجہ بھی بتائیے۔

الف: فُرِح بنجاح أخي۔

ب: ذُهِب الی منزلک۔

ج: سُهِرت ليلة القدر۔

د: يُمشیٰ أمامک۔

ہ: يُسجَد سجود الخاشعين۔

و: فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ۔

ز: يُزدحَم ازدحام شديد في الأسواق۔

ح: صِيم يوم واحد۔

8۔ ۲ جملے ایسے بنائیے جن میں نائب فاعل جار مجرور، ظرف یا مصدر ہوں۔

9۔ ذیل میں دیئے گئے فعل معروف کو فعل مجہول میں بدلیے۔

وجد ۔ فتح ۔ قاس ۔ ساق ۔ أنعم ۔ اختلط

تجمل ۔ استنصر ۔ ترنم ۔ تجهم ۔ يكتب ۔ يقرأ

يزيد ۔ يقول ۔ يُكرم ۔ ينتقل ۔ يتكلم ۔ يهذب

يعتقد ۔ يستقبل ۔ يقاتل

10۔ ذیل کے اشعار کا ترجمہ کیجیے اور فاعل اور نائب فاعل کی نشاندہی کیجیے۔

لَعُمْرِي لَقَدْ لَاحَتْ عُيُوْنٌ كَثِيْرَةٌ   اِلٰى ضَوْءِ نَارٍ بِالْيَفَاعِ تُحَرَّقُ

تُشَبُّ لِمَقْرُوْرَيْنِ يَصْطَلِيَانِهَا وَبَاتَ عَلَى النَّارِ النَّدَى وَالمُحَلَّقُ

11۔ درج ذیل آیات میں وارد افعال کی وجوبی تانیث کے اسباب بتائیے۔

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ۔ وإِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ۔ وَإِذَا الجِبَالُ سُيِّرَتْ۔ وإِذَا العِشَارُ عُطِّلَتْ۔ وَإِذَا الوُحُوْشُ حُشِرَتْ۔ وإذا البِحَارُ سُجِّرَتْ۔ وإِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ۔ وَإِذَا المَوْؤُدَةُ سُئِلَتْ۔ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ۔ وإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ۔ وإِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ۔ وإِذَا الجَحِيْمُ سُعِّرَتْ۔ وإِذَا الجَنَّةُ أُزْلِفَتْ۔ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَا أَحْضَرَتْ۔

8.14 فرہنگ

الفاظ		معانی
الف۔ درس میں وارد الفاظ		
المكتبة	:	لائبریری
ترافع يترافع	:	دفاع کرنا، تائید کرنا، وکالت کرنا
المُحامي	:	وکیل، ایڈوکیٹ، دفاع کرنے والا، حمایت کنندہ، طرف دار
قاتل يقاتل	:	قتال کرنا، جنگ کرنا
المناضلون	:	المُناضل کی جمع، جنگ جو، لڑاکو، جاں باز، سرفروش، برسرپیکار سپاہی
تقرر يتقرر	:	طے ہونا، قرار پانا، مقرر ہونا
سب يسب	:	گالی دینا، مغلظات بکنا، برا بھلا کہنا
سب	:	گالی
سرّ يسر	:	خوش کرنا
بلغ يبلغ	:	خبر پہنچنا، پہنچنا
ينبغي	:	لائق وسزاوار ہے، مناسب ہے، چاہیے کہ
أعجب يعجب	:	بھلا معلوم ہونا، انوکھا لگنا، پسند آنا، حیرت وتعجب میں ڈالنا
حضر يحضر	:	حاضر ہونا، اٹینڈ کرنا، آنا
الجِمال	:	الجَمَل کی جمع، اونٹ
سار يسير	:	چلنا، حرکت کرنا
اشتهر يشتهر	:	مشہور ہونا، شہرت پانا

حنايحنو	:	شفقت کرنا، مہربان ہونا، مائل ومتوجہ ہونا
طاريطير	:	پرواز کرنا، اڑنا
اليمامة	:	فاختہ، ایک قسم کا پرندہ
نهض ينهض	:	اٹھنا، ترقی کرنا
هدّديهدّد	:	خطرہ بننا، نقصان پہنچانا، دھمکی دینا، چیلنج کرنا، ڈرانا
الحضارة البشرية	:	انسانی تہذیب
انكدر ينكدر	:	بکھر جانا، تاریک ہوجانا، گر پڑنا
نال ينال	:	پانا، حاصل کرنا
الجائزة	:	انعام، ایوارڈ
الفائزة	:	کامیاب لڑکی یا عورت
اندلع يندلع		پھوٹ پڑنا، جنگ بھڑکنا
حرب	:	جنگ
أعراب	:	أعرابی کی جمع، بدو، دیہاتی لوگ
ناح ينوح	:	نوحہ کرنا، گریہ کرنا، آہ وبکا کرنا
الثواكل	:	ثکلیٰ کی جمع، وہ عورت جس کا بچہ مر گیا ہو
هبط يهبط	:	اترنا، نیچے آنا
رُوّادالفضاء	:	خلاباز، خلائی مسافر، خلا پیما
بنون	:	ابن کی جمع، بیٹے، نرینہ اولاد
سِنون	:	سَنة کی جمع، سال
عالمون	:	عالَم کی جمع، دنیا، جہان، تمام مخلوق
أهلون	:	أهل کی جمع، رشتہ دار، کنبہ، اہل وعیال، گھر والے
أرضون	:	أرض کی جمع، زمین، سیارۂ زمین، فرش، نچلا حصہ
سِجلّات	:	سِجلّ کی جمع، رجسٹر، ریکارڈ، دستاویز
نِعْمَ	:	فعل مدح بمعنی کیا ہی خوب، کتنا اچھا، کتنا عمدہ
بِئْسَ	:	فعل ذم بمعنی کیا ہی برا، کتنا برا

سَاءَ	:	فعل ذم بمعنی کتنا برا، کیا ہی قبیح
عرف يعرف	:	جاننا، پہچاننا
اتبع يتبع	:	اتباع کرنا، پیروی کرنا، نقش قدم پر چلنا
أكرم يكرم	:	عزت کرنا، پذیرائی کرنا
غلب يغلب	:	غالب آنا، فوقیت رکھنا
أنهك يُنهك	:	نڈھال کرنا، ادھ مرا کر دینا، بے جان کر دینا
بعث يبعث	:	بھیجنا
عامِلَيْنِ	:	عامل کا تثنیہ، مزدور، ورکرز
نجح ينجح	:	کامیاب ہونا
قطف يقطف	:	توڑنا، چننا
الزهرة	:	پھول، کلی
استقال يستقيل	:	استعفی دینا، سبک دوش ہونا، چھوڑنا، ترک کرنا
عقد يعقد	:	منعقد کرنا
المؤتمرات الدولية	:	بین الاقوامی کانفرنسیں
نزع السلاح	:	غیر مسلح کرنا، نہتھا کرنا، ہتھیار اتارنا
المؤظف	:	ملازم، نوکری پیشہ، آفیسر
هزم يهزم	:	شکست دینا، ہرانا
سرق يسرق	:	چوری کرنا
الحليب	:	دودھ
الأثاث	:	سازوسامان، فرنیچر
حيّي يحيّي	:	سلام کرنا، گریٹ کرنا
ردّ يردّ	:	لوٹانا، واپس کرنا، جواب دینا
الفرّاش	:	چپراسی، نوکر، صاف صفائی والا
شاهد يشاهد	:	مشاہدہ کرنا، دیکھنا
لاعبون	:	لاعب کی جمع، کھلاڑی، پلیئر

المدير	:	پرنسپل، ڈائرکٹر، مینیجر
کسایکسو	:	پہنانا، کپڑا پہنانا
کِیس	:	تھیلی، بٹوا، پرس، بوری
حاکم یحاکم	:	مقدمہ چلانا، مقدمہ دائر کرنا
المذنب	:	گناہ گار
کافأیکافأ	:	بدلہ دینا، صلہ دینا
أوحَی یُوحِي	:	وحی کرنا، اشارہ دینا، پیغام دینا، الہام کرنا، دل میں ڈالنا
استمع یستمع	:	غور سے سننا
نفر	:	جماعت، گروہ
هجم یهجم	:	حملہ کرنا
مِشیة	:	چال
الغِطریس	:	ظالم، متکبر، خود پسند، اکڑ کر چلنے والا
نفخ ینفخ	:	پھونک مارنا، پھونکنا
الصور	:	صور، بگل، نرسنگھا
نفخة	:	پھونک، ایک پھونک، سانس
سهر یسهر	:	شب بیداری کرنا، رات میں جاگنا
صام یصوم	:	روزہ رکھنا
سکت یسکت	:	خاموش رہنا،سکوت اختیار کرنا
المجتهد	:	محنتی
أنهی یُنهِی	:	تمام کرنا، ختم کرنا
النوافذ	:	النافذة کی جمع، کھڑکیاں
أغلق یغلق	:	بند کرنا
منح یمنح	:	عطا کرنا، دینا
نادی ینادی	:	آواز لگانا، پکارنا
قدّم یقدّم	:	پیش کرنا

استعلم يستعلم	:	جانکاری حاصل کرنا، انکوائری کرنا، معلوم کرنا
تسلّم يتسلّم	:	رسیو کرنا، حاصل کرنا، وصول کرنا، قبضہ میں لینا
صاد يصيد	:	شکار کرنا، جال یا پھندا لگا کر پکڑنا
استخبر يستخبر	:	پتہ لگانا، خبر معلوم کرنا، معلومات دریافت کرنا
أنار ينير	:	روشن کرنا، واضح کرنا

ب: تمرینات میں وارد الفاظ

وقف يقف	:	رکنا، ٹھہرنا
الرصيف	:	پلیٹ فارم
الحمامة	:	**الحمام** کا واحد، کبوتر (نر اور مادہ دونوں کے لیے)
عجن يعجن	:	گوندھنا
الدقيق	:	آٹا، باریک، پتلا
خبَز يخبِز	:	روٹی پکانا
أحلّ يُحِلّ	:	حلال کرنا، جائز کرنا
البيع	:	تجارت، خرید وفروخت
حرّم يُحرّم	:	حرام کرنا
الربا	:	سود
لمع يلمع	:	چمکنا، نمودار ہونا، روشن ہونا
البرق	:	بجلی
خطف يخطِف	:	بجلی کا نگاہ کو خیرہ کرنا، بینائی چھین لینا، اچک لینا
طبخ يطبخ	:	کھانا پکانا، پکانا
دام يدوم	:	باقی رہنا، قائم رہنا
صداقة	:	دوستی
اللئيم	:	کمینہ، رذیل، کم ظرف، گھٹیا، کنجوس
كرة السلة	:	باسکٹ بال
حرث يحرث	:	کھیت جوتنا

سقى يسقى	:	پلانا، سیراب کرنا
فرّ يفرّ	:	بھاگنا، فرار ہونا
إذاعة	:	ریڈیو، چینل
تَلألأ يَتَلألأ	:	جگمگانا، جھلملانا، چمکنا
أفق	:	افق، کنارۂ آسمان
أوقد يوقد	:	آگ جلانا، روشن کرنا، سلگانا
المَوقِد	:	چولہا، اسٹو، انگیٹھی، آگ جلانے کی جگہ
الكبريت	:	ماچس
معمل	:	فیکٹری، مل، لیباریٹری
غرس يغرس	:	پیڑ لگانا، شجرکاری کرنا، بونا
البستاني	:	مالی، باغبان
اللص	:	چور
المتاع	:	سامان
اعتقل يعتقل		گرفتار کرنا
المطار الدولي		انٹرنیشنل ایر پورٹ
النملة	:	چیونٹی
أكل يأكل	:	کھانا
الفأر	:	چوہا
الجبن	:	پنیر
أذاع يذيع	:	نشر کرنا، پھیلانا، اناؤنس کرنا، اعلان کرنا
أنباء	:	خبریں
ظن يظن	:	گمان کرنا، خیال کرنا
الطائرة	:	ہوائی جہاز، ایروپلین
حلب يحلب	:	دوہنا، دودھ دوہنا
ليلة قمراء	:	چاندنی رات

خاشعین	:	خاشع کی جمع، خشوع وخضوع والے، ڈرنے اورخوف کھانے والے
ازدحم یزدحم	:	بھیڑ بھاڑ ہونا، اژدحام ہونا
قاس یقیس	:	اندازہ لگانا، قیاس کرنا
ساق یسوق	:	کھینچنا، ہانکنا، ڈرائیو کرنا
اختلط یختلط	:	مل جانا، مخلوط ہونا، گڈمڈ ہونا، خلط ملط ہونا، آمیزش ہونا
تجمل یتجمل	:	خوبصورت بننا، آراستہ ہونا، سنگار کرنا، میک اپ کرنا، خوش اخلاق بننا، مصائب پر صبر کرنا
استنصر یستنصر	:	مدد وحمایت چاہنا، فریاد کرنا
ترنم یترنم	:	ترنم سے پڑھنا، گانا، سر پیدا کرنا، راگ الاپنا، خوش آواز ہونا
تجھم یتجھم	:	ترش روئی یا بدکلامی سے پیش آنا، چیں بہ جبیں ہونا، ناگواری کا اظہار کرنا
ھذّب یھذّب	:	مہذب بنانا، تہذیب وتنقیح کرنا، اخلاق سنوارنا، شائستہ بنانا، عمدہ ترتیب دینا
اعتقد یعتقد	:	یقین واعتقاد کرنا، سچا جاننا، دل سے ماننا، خیال کرنا، سمجھنا
لاح یلوح	:	جھلملانا، طلوع ہونا، ظاہر ہونا، دکھائی دینا، نمایاں ہونا، دیکھنا
عیون	:	عین کی جمع، آنکھیں، نگاہیں
ضوء	:	روشنی
حرق یحرق	:	جلانا، روشن کرنا
شبّ یشبّ	:	روشن کرنا، آگ روشن کرنا
مقرورین	:	مقرور کا تثنیہ حالت جر میں بمعنی دوسردی کھائے ہوئے شخص
اصطلی یصطلی	:	باب افتعال سے،آگ تاپنا، گرمی حاصل کرنا
بات یبیت	:	رات گزارنا، شب باشی کرنا
الندی	:	سخاوت، فیاضی، خیرونفع، شبنم، بارش
المحلّق	:	ایک شخص کا نام، دور جاہلیت میں اَعشی نامی شاعر کا ایک ممدوح
البارحۃ	:	گزشتہ رات
کوّر یکوّر		لپیٹنا، روشنی دھیمی یا بالکل ختم کر دینا
الجبال		الجبل کی جمع، پہاڑ
سیّر یسیّر		چلانا، حرکت دینا

العِشار	العُشَرَاءُ کی جمع، دس ماہ کی حاملہ اونٹنی
عطّل یعطّل	بے کار کرنا، چھوڑ دینا، اونٹوں یا جانوروں کو بلا چرواہا چرنے کے لیے چھوڑ دینا
الوحوش	الوَحْش کی جمع، جنگلی جانور، وحشی جانور، درندے
حشر یحشر	جمع کرنا، اکٹھا کر کے لے چلنا
البحار	البحر کی جمع، سمندر، دریا
سجّر یسجّر	بھرنا، لبالب کرنا، خوب گرم کرنا، آگ کر دینا
النفوس	النفس کی جمع، روح، جان، جسم، شخص، متنفس
زوّج یزوّج	باہم ملانا، مربوط کرنا، جوڑ لگانا
الموؤدة	زندہ در گور کی گئی لڑکی، جیتے جی دفنا دی گئی بچی
الصحف	الصحيفة کی جمع، اعمال کا دفتر، لکھا ہوا کاغذ وغیرہ، لکھا ہوا مضمون، اخبار، روزنامہ
نشر ینشر	پھیلانا، کھولنا، شائع کرنا
کشَط یکشِط	ہٹانا، الگ کرنا، کھال اتارنا
الجحیم	بھڑکتی ہوئی آگ، نہایت گرم جگہ، جہنم، دوزخ
سعّر یسعّر	شعلہ بھڑکانا، آگ دہکانا
أزلف یزلف	قریب کرنا، نزدیک کرنا، آگے لانا
أحضر یحضر	لانا، حاضر کرنا

8.15 نمونے کے امتحانی سوالات

1۔ فاعل کی تعریف کیجیے اور مثالوں کے ساتھ اس کی قسمیں بیان کیجیے۔

2۔ کتنی صورتوں میں فعل کو مؤنث لانا واجب ہوتا ہے، مثالوں کے ساتھ ذکر کیجیے۔

3۔ فاعل کے مطابق فعل کو مذکر اور مؤنث دونوں استعمال کرنا کتنی جگہوں پر جائز ہوتا ہے، ہر ایک کی تفصیل مع مثال بیان کیجیے۔

4۔ کتنی صورتوں میں وجوباً فاعل کو فعل کے فوراً بعد لانا ضروری ہوتا ہے، مع مثال لکھیے۔

5۔ نائب فاعل کی تعریف کیجیے اور چند مثالیں بھی دیجیے۔

6۔ وہ کون سی وجوہات ہیں جن کے پیش نظر فاعل کو حذف کر کے فعل مجہول اور نائب فاعل کے ذریعہ جملہ بنایا جاتا ہے، ہر ایک کے لیے مثالیں بھی دیجیے۔

7۔ نائب فاعل جب اسم معرب ہو تو اعراب بالحرف اور اعراب بالحرکت کے ذریعہ کس طور پر مرفوع ہوتا ہے، بیان کیجیے۔

8۔ مصدر مؤول کس طرح نائب فاعل بنتا ہے، مثالوں کے ذریعہ سمجھائیے۔

9۔ نائب فاعل جب ظرف یا مصدر ہوتو کن شرطوں کے ساتھ مرفوع ہوتا ہے، ہر ایک کی تفصیل مع مثال بیان کیجیے۔

10۔ جار مجرور کو کس صورت میں نائب فاعل بنایا جاتا ہے، چند مثالیں بھی دیجیے۔

11۔ فعل ماضی معروف کو مجہول کس طرح بنایا جاتا ہے، لکھیے۔

12۔ مضارع معروف سے مضارع مجہول بنانے کے لیے کون کون سی تبدیلیاں کی جاتی ہیں، مثالوں سے واضح کیجیے۔

13۔ ذیل کے جملوں میں فعل کی وجوبی تانیث اور جوازی تانیث کے اسباب بتائیے۔

١: جاءت في المستشفى ممرضة بارعة۔

٢: الشمس غربت و النجوم طلعت۔

٣: أَشْرَقَ بک الدار۔

٤: خافت زينب فزلّت قدمها۔

٥: إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ۔

٦: وإِذَا الْمَوْؤدَةُ سُئِلَتْ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ۔

٧: قَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ۔

٨: حياتي قصة بدأت بكأس۔

٩: الأزهار قُطفت و الصبيان ضُربت۔

١٠: لاَ الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِکَ الْقَمَرَ۔

١١: وإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ۔

١٢: وإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ۔

14۔ درج ذیل جملوں میں خالی جگہوں کو مناسب فعل سے پر کیجیے۔

١: ---------- الأمهات ثياب أولادهن و ---------- لهم الطعام۔

٢: المومنون ---------- بالمعروف و ---------- عن المنكر۔

٣: ---------- حميدة في الاختبار السنوى۔

٤: اللاعبان ---------- كرة القدم في الملعب۔

٥: النجوم ---------- بعد أن ---------- الشمس۔

٦: ---------- الدار البارحة۔

۷:	أخي سورة الرحمن و أنا ـــــــــــــــــــــ سورة الحديد۔

۸:	ــــــــــــــــــــ بنجاح أخيک۔

۹:	ــــــــــــــــــــ سجود الخاشعين۔

۱۰:	فإذا ـــــــــــــ في الصور نفخة واحدة۔

8.16 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

1۔	النحو الواضح	علي الجارم و مصطفی أمين
2۔	جامع الدروس العربية	الشيخ مصطفٰی الغلاييني
3۔	ملخص قواعد اللغة العربية	فؤاد نعمة
4۔	القواعد الأساسية في النحو و الصرف	يوسف الحمادی و محمد محمد الشناوی و محمد شفيق عطا
5۔	فیض النحو	شیر افگن ندوی
6۔	کتاب النحو	عبدالرحمن امرتسری

اکائی 9 مبتداوخبر۔مطابقت

اکائی کے اجزا

9.1 مقصد
9.2 تمہید
9.3 مبتداوخبر
9.4 مبتدا کی قسمیں
9.5 مبتدا: معرفہ۔نکرہ
9.6 مبتدا ضمیر متّصل کی صورت میں
9.7 خبراوراس کی قسمیں
9.8 مبتدااورخبرِ جملہ کے درمیان رابطہ
9.9 خبر: معرفہ۔نکرہ
9.10 تَعَدُّدِ خبر
9.11 مبتداوخبرِ مشتق کے درمیان مطابقت
9.12 مبتداغیر عاقل کی جمع کی خبر
9.13 جمع مُکَسّر عاقل کی خبر
9.14 مبتدا کی تقدیم
9.15 مبتدا کا حذف
9.16 اکتسابی نتائج
9.17 فرہنگ
9.18 نمونے کے امتحانی سوالات
9.19 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

9.1 مقصد

اس اکائی کے لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ طلبہ، جملہ اسمیہ کے دو بنیادی جز: مبتدا وخبر کو جان سکیں۔ اس اکائی کے مطالعہ کے بعد طلبہ سے یہ امید کی جاتی ہے کہ وہ:

☆ مبتدا وخبر سے اچھی طرح واقف ہو جائیں گے۔

☆ مبتدا وخبر کے استعمال پر بخوبی قادر ہو جائیں گے۔

☆ مبتدا وخبر کی قسموں سے واقف ہو جائیں گے۔

☆ مبتدا وخبر کی تعریف وتنکیر سے مطّلع ہو جائیں گے۔

☆ مبتدا وخبرِ جملہ کے درمیان جو رابطہ ہوتا ہے، اس سے شناسائی ہو جائے گی۔

☆ تعدّدِ خبر کے بارے میں آگاہی حاصل کر لیں گے۔

☆ مبتدا وخبر کے درمیان مطابقت کے بارے میں جان لیں گے۔

☆ مبتدا کے حذف وتقدیم سے باخبر ہو جائیں گے۔

9.2 تمہید

کلام مفید یا جملہ کی بحث میں آپ نے پڑھا ہوگا کہ عربی زبان میں کوئی بھی کلام یا جملہ دو یا دو سے زیادہ الفاظ سے بنتا ہے۔ کوئی بھی جملہ دو الفاظ سے کم کا نہیں ہوتا۔ جملہ کی بحث میں ہی آپ نے یہ بھی جان لیا ہوگا کہ جملہ کی دو قسمیں ہیں:

جملہ اسمیہ: جو جملہ اسم سے شروع ہوتا ہے، اسے جملہ اسمیہ کہتے ہیں، جیسے:

الدِّيْنُ يُسْرٌ

جملہ فعلیہ: جو جملہ فعل سے شروع ہوتا ہے، اسے جملہ فعلیہ کہتے ہیں، جیسے:

ظَهَرَ الحَقُّ

جملہ اسمیہ کے اندر دو بنیادی جز ہوتے ہیں، ان دونوں کے بغیر جملہ کا معنی پورا نہیں ہوسکتا، ان دونوں جز کو مبتدا اور خبر کہا جاتا ہے۔
آیئے اب ہم مبتدا وخبر کو تفصیل سے جانیں۔

9.3 مبتدا وخبر

مبتدا: وہ اسم مرفوع ہے جو جملہ اسمیہ کے شروع میں آتا ہے اور اسی سے کلام کی ابتدا ہوتی ہے۔ مبتدا کو مُسند الیہ بھی کہا جاتا ہے۔

خبر: وہ اسم مرفوع ہے جو مبتدا کے بارے میں معلومات فراہم کرے، خبر سے جملہ کا معنی پورا ہو جاتا ہے، خبر کو مُسند بھی کہا جاتا ہے۔ مبتدا و خبر دونوں مرفوع ہوتے ہیں، جیسے:

سَلِيْمٌ عَاقِلٌ (سلیم عقلمند ہے)

اس مثال میں سَلِیْمٌ مبتداو مرفوع اور عَاقِلٌ خبر ومرفوع ہے اور لفظ عَاقِلٌ سلیم کے عقلمند ہونے کی خبر دے رہا ہے، اور جیسے: زینب طَبِیْبَةٌ (زینب ایک ڈاکٹر ہے) میں زَیْنَبُ مبتداو مرفوع اور طَبِیْبَةٌ خبر ومرفوع ہے۔

9.4 مبتدا کی قسمیں

مبتدا کی کئی قسمیں ہیں:

__ مبتدا کبھی اسم ذات (عَلَم کی صورت میں) آتا ہے، جیسے:

زَیْدٌ مُجْتَهِدٌ   هِنْدٌ حَاضِرَةٌ

__ مبتدا کبھی اسمِ جنس کی صورت میں آتا ہے، خواہ مُعَرَّف باللام (اَلْ) ہو، یا معرفہ کی طرف مضاف ہو، جیسے:

الأَسَدُ حَیَوَانٌ مُفْتَرِسٌ

حَیَوَانُ الْغَابَةِ مُخِیفٌ

__ مبتدا کبھی اسم معنیٰ (زیادہ تر مصدر کی صورت میں) ہوتا ہے، خواہ مُعَرَّف باللام (اَلْ) ہو، یا معرفہ کی طرف مضاف ہو، جیسے:

الغَدْرُ مَذْمُوْمٌ

وَفَاءُ الصَّدِیْقِ مَحْمُوْدٌ

__ مبتدا کبھی ضمیر منفصل کی صورت میں ہوتا ہے، جیسے:

أَنْتَ کَرِیْمٌ

__ مبتدا، اسم صحیح ہوتا ہے جیسا کہ گزشتہ مثالوں میں آپ نے دیکھا، اس کے برخلاف مبتدا کبھی اسم مقصور بھی ہوتا ہے، جیسے:

الفَتٰی مَوْجُوْدٌ

مُنٰی حَاضِرَةٌ

یوں ہی بعض اوقات مبتدا اسم منقوص بھی ہوتا ہے، جیسے:

القاضِيْ عَادِلٌ

الدَّاعِي مَسْرُوْرٌ

ان مثالوں میں الفَتَی، مُنٰی، القاضِيْ اور الدَّاعي مبتدا ہیں اور محلاً مرفوع ہیں۔

__ اکثر جگہوں پر مبتدا اسم صریح ہوتا ہے جیسا کہ گزشتہ مثالوں میں آپ نے ملاحظہ کیا، لیکن کبھی کبھی مبتدا، مصدر مؤوّل بھی ہوتا ہے، جیسے:

أَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَکُمْ (یعنی: صِیَامُکُمْ خَیْرٌ لَکُمْ)

وَأَنْ تَعْفُوْا أَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی (یعنی: عَفْوُکُمْ أَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی)

9.5 مبتدا: معرفہ۔نکرہ

مبتدا کے بارے میں اصل یہ ہے کہ وہ معرفہ ہو، جیسے:

مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ

أَنَا مُحَاضِرٌ

هٰذِهٖ مَدْرَسَةٌ

الَّذِیْ یَعْبُدُ غَیْرَ اللّٰہِ مُشْرِکٌ

اَلْقُرْآنُ کِتَابُ اللّٰہِ

مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلَاةُ

لیکن اس اصل کے برخلاف مبتدا کبھی نکرہ بھی ہوتا ہے، اس کی درج ذیل صورتیں ہیں:

(ا) خبر شبہ جملہ یعنی ظرف یا جار و مجرور ہو، اور مبتدا سے پہلے آئے، جیسے: عِنْدِیْ مَکْتَبَةٌ (میرے پاس ایک لائبریری ہے)۔ اس مثال میں مکتبةٌ مبتدا، نکرہ، مؤخر اور مرفوع ہے، اور عِندِی خبر مقدّم اور مرفوع ہے۔ اور جیسے: فِي یَدِی قَلَمٌ، اس مثال میں قَلَمٌ مبتدا، نکرہ، مؤخر اور مرفوع ہے، اور فِی یَدِیْ جار و مجرور، اور خبر مقدّم ہے۔

(ب) مبتدا بسا اوقات جملہ کے شروع میں ہوتے ہوئے بھی نکرہ ہوتا ہے، اگر مبتدا میں اضافت، صفت یا جار و مجرور کی وجہ سے اختصاص پیدا ہو جائے، جیسے:

۱۔ کلمة حَقٍّ فَاصِلَةٌ	(اضافت کی وجہ سے اختصاص)
۲۔ نَظْرَةُ حَنَانٍ مَحْبُوْبَةٌ	(اضافت کی وجہ سے اختصاص)
۳۔ أَنَاةُ عَاقِلٍ مُصِیْبَةٌ	(اضافت کی وجہ سے اختصاص)
۴۔ خِبْرَةُ حَکِیْمٍ مُجَرَّبَةٌ	(اضافت کی وجہ سے اختصاص)
۵۔ طَالِبٌ مُجْتَهِدٌ فِی الْفَصْلِ	(صفت کی وجہ سے اختصاص)
۶۔ طَالِبَةٌ دَارِسَةٌ مُقْبِلَةٌ	(صفت کی وجہ سے اختصاص)
۷۔ شَابٌّ عَرَبِیٌّ فِی الْحُجْرَةِ	(صفت کی وجہ سے اختصاص)
۸۔ دَوَاةٌ فَارِغَةٌ عَلَی الْمَکْتَبِ	(صفت کی وجہ سے اختصاص)
۹۔ عَطَاءٌ فِی السِّرِّ خَیْرٌ مِنْ عَطَاءٍ فِی الْعَلَنِ	(جار و مجرور کی وجہ سے اختصاص)
۱۰۔ تَأَنٍّ فِی الْعَمَلِ الْیَوْمَ أَفْضَلُ مِنَ النَّدَمِ غَداً	(جار و مجرور کی وجہ سے اختصاص)
۱۱۔ هُدًی فِی الْحَیَاةِ نَافِعٌ لَکَ	(جار و مجرور کی وجہ سے اختصاص)
۱۲۔ سَهَرٌ لِلْمُذَاکَرَةِ عَمَلٌ مُفِیْدٌ	(جار و مجرور کی وجہ سے اختصاص)

مذکورہ مثالوں میں تمام مبتدا جملوں کے شروع میں نکرہ ہیں مگر ان کے اندر اضافت، صفت یا جار و مجرور سے تعلق کی بنا پر یک گونہ اختصاص پیدا ہو گیا ہے۔ دسویں مثال میں تَأَنٍّ اسم منقوص ہے، اسم منقوص اگر معرفہ نہ ہو بلکہ نکرہ ہو تو اس سے 'یا' ساقط ہو جاتی ہے اور اس 'یا' کے بدلے میں

تنوین آتی ہے، ترکیب میں 'تَأَنٍ' مبتدا اور محلاً مرفوع ہے۔ اسی طرح گیارہویں مثال میں هُدًى بھی مبتدا اور محلاً مرفوع ہے۔

ان کے علاوہ بھی کچھ مخصوص مقامات پر مبتدا نکرہ ہوتا ہے، حکیمانہ اقوال میں بطور خاص مبتدا نکرہ ہوتا ہے، جیسے: **عُصْفُوْرٌ فِي الْيَدِ خَيْرٌ مِنْ عُصْفُورَيْنِ عَلَى الشَّجَرَةِ** (یعنی: ایک چڑیا جو آپ کے ہاتھ میں ہے ان دو چڑیوں سے بہتر ہے جو درخت پر ہوں)، یہاں، عصفور نکرہ ہونے کے باوجود مبتدا ہے۔ اسی قبیل سے ہے عربی کا مشہور سلام: **سَلَامٌ عَلَيْكُمْ** یہاں بھی، سلامٌ نکرہ ہونے کے باوجود مبتدا ہے اور علیکم خبر ہے۔

اگر مبتدا کے اندر عمومیت پیدا ہو جائے تو نکرہ بھی مبتدا بن سکتا ہے، مبتدا میں عمومیت اس وقت پیدا ہوتی ہے:

۔جب کہ مبتدا سے پہلے کوئی حرف استفہام ہو، جیسے:

أَقَلَمٌ عَلَى الطَّاوِلَةِ؟

هَلْ كَرِيْمٌ يَبْخَلُ بِمَالِهِ؟

۔جب کہ مبتدا سے قبل کوئی حرف نفی ہو، جیسے:

لَا مُجْتَهِدٌ فِي صَفِّنَا

مَا أَحَدٌ حَاضِرٌ

9.6 مبتدا ضمیر متصل کی صورت میں

مبتدا جس طرح ضمیر منفصل کی صورت میں ہوتا ہے اسی طرح ضمیر متصل کی صورت میں بھی ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر آپ کسی سے پوچھتے ہیں: كَيْفَ أَنْتَ ؟ (آپ کیسے ہیں؟)، اس مثال میں، أَنْتَ ضمیر منفصل و مبتدا ہے اور محلاً مرفوع ہے، اور كَيْفَ خبر اور محلاً مرفوع ہے۔ اس جملہ کو بدل کر آپ یوں بھی کہہ سکتے ہیں: كَيْفَ بِكَ (آپ کیسے ہیں؟)، یہاں ''با'' حرف جر زائد ہے اور کاف (ک) مبتدا و محلاً مرفوع ہے، اور یہ کاف ضمیر متصل ہے جو ضمیر منفصل أَنْتَ کی جگہ واقع ہے۔

یوں ہی آپ کسی کے بارے میں پوچھتے ہیں: كَيْفَ هُوَ ؟ (وہ کیسا ہے؟)، اسے بدل کر آپ كَيْفَ بِهِ (وہ کیسا ہے؟) بھی کہہ سکتے ہیں۔

اس مثال میں بھی با، حرف جر زائد ہے اور ہا (ہ) مبتدا و محلاً مرفوع ہے، اور یہ ہا ضمیر متصل ہے جو ضمیر منفصل هُوَ کی جگہ واقع ہے۔

معلومات کی جانچ:

1۔ درج ذیل جملوں میں مبتدا و خبر کی تعیین کریں اور جملوں کا ترجمہ کریں:

١۔ الْمُحَاضِرُ نَشِيْطٌ	**٢۔ الطَّبِيْبَةُ مَاهِرَةٌ**
٣۔ الْمُذِيْعُ جَالِسٌ	**٤۔ الْخَيَّاطُ بَارِعٌ**
٥۔ الْمَرِيْضُ مُرْتَاحٌ	**٦۔ حَامِدٌ وَاقِفٌ**
٧۔ مَحْمُوْدٌ عَالِمٌ	**٨۔ مُحَمَّدٌ رَسُوْلٌ**

۹۔المُهَنْدِسُ حَاضِرٌ ۱۰۔الحِذَاءُ جَدِيْدٌ

۱۱۔التَّاجِرُ أَمِيْنٌ ۱۲۔الحَدِيْقَةُ فَسِيْحَةٌ

۱۳۔الفَقِيْرُ مُحْتَاجٌ ۱۴۔الهَوَاءُ مُتَجَدِّدٌ

۱۵۔الدَّوَاةُ مَمْلُوْءَةٌ ۱۶۔الشَّجَرَةُ مُثْمِرَةٌ

2۔ نیچے ذکر کیے گئے اسماء مبتدا ہیں، ان کے لیے مناسب خبر لائیں:

۱۔الثوب---------- ۲۔التفاح----------

۳۔السرير---------- ۴۔الصورة----------

۵۔الدراجة---------- ۶۔الكلية----------

۷۔الطباخ---------- ۸۔الجامعة----------

۹۔السائق---------- ۱۰۔الجزئ----------

۱۱۔الكرسي---------- ۱۲۔القطار----------

۱۳۔الكتاب---------- ۱۴۔الطائرة----------

۱۵۔الغرفة---------- ۱۶۔الحقيبة----------

۱۷۔المدير---------- ۱۸۔النظافة----------

۱۹۔المدرس---------- ۲۰۔القلنسوة----------

3۔ درج ذیل الفاظ خبر ہیں، ان کے لیے مناسب مبتدا لائیں۔

۱----------بَارِدٌ ۲----------سَرِيْعٌ

۳----------فَائِزٌ ۴----------خَبِيْرٌ

۵----------شَهِيْرٌ ۶----------ذَكِيٌّ

۷----------قَدِيْمٌ ۸----------صَغِيْرٌ

۹----------جَالِسٌ ۱۰----------مَاهِرٌ

۱۱----------وَاجِبَةٌ ۱۲----------مُسْتَدِيْرَةٌ

۱۳----------مُفِيْدٌ ۱۴----------جَمِيْلَةٌ

۱۵----------بَاكِيَةٌ ۱۶----------عَلِيْلٌ

۱۷----------مَذْبُوْحَةٌ ۱۸----------كَبِيْرٌ

۱۹----------فَصِيْحٌ ۲۰----------خَطِيْبٌ

4۔ نیچے پانچ مبتدا اور پانچ خبر مذکور ہیں، ہر مبتدا کو مناسب خبر سے ملا کر پانچ جملہ اسمیہ بنائیں۔

الكَلْبُ	المِصْبَاحُ	المَطَرُ	الحَدِيْدُ	الحِصَانُ
غَزِيْرٌ	مَعْدِنٌ	نَابِحٌ	صَاهِلٌ	مُنِيْرٌ

5۔ اپنی طرف سے مبتدا و خبر پر مشتمل دس جملے بنائیں۔

6۔ پانچ جملے ایسے بنائیں جن میں خبر شبہ جملہ ہو اور مبتدا مؤخر و نکرہ ہو۔

7۔ پانچ جملے ایسے بنائیں جن میں مبتدا شروع جملہ میں ہونے کے باوجود نکرہ ہو۔

8۔ درج ذیل میں مبتدا کو مناسب خبر سے ملائیں اور ترجمہ کریں:

السَّيَارَةُ	مُطَهِّرَةٌ لِلْفَمِ
الشَّمْسُ	مَصْدَرٌ لِلطَّاقَةِ
السِّوَاکُ	جِهَازُ الاتِّصَالِ
الهَاتِفُ	وَسِيْلَةٌ لِلنَّقْلِ
الرِّيَاضَةُ	تُقَوِّي عَضَلَاتِ الجِسْمِ

9.7 خبر اور اس کی قسمیں

خبر وہ اسم مرفوع ہے جو مبتدا کو مکمل کرے۔ عام طور پر خبر اسم مشتق ہوتی ہے، جیسے:

زَيْدٌ حَاضِرٌ   هِنْدٌ مَوْجُوْدَةٌ

خبر کبھی مفرد ہوتی ہے، کبھی جملہ (اسمیہ۔فعلیہ) ہوتی ہے، اور کبھی شبہ جملہ (ظرف۔جار و مجرور) ہوتی ہے۔ خبر کی ان تینوں قسموں کی تفصیل یوں ہے:

(ا) خبر مفرد ہو، یعنی نہ جملہ ہو، نہ شبہ جملہ، جیسے:

الكِتَابُ صَدِيْقٌ

حَامِدٌ شَاعِرٌ

(ب) خبر جملہ ہو، خواہ جملہ فعلیہ ہو یا جملہ اسمیہ۔

۔خبر جملہ فعلیہ ہو، جیسے:

زَيْدٌ يَذَاكِرُ

مُحَمَّدٌ يَدْرُسُ

السَّعَادَةُ تَنْبُعُ مِنَ النَّفْسِ

۔خبر جملہ اسمیہ ہو، جیسے:

زَیْدٌ شِعْرُہٗ جَیِّدٌ

اس مثال میں زیدٌ مبتدا اور مرفوع ہے، شعرہ مبتدا ثانی اور مرفوع ہے، شعر کی اضافت ضمیر (ہ) کی طرف کی گئی ہے، اور جیّد مبتدا ثانی کی خبر اور مرفوع ہے، اور جملہ: شعرہ جیّد مبتدا اول: زیدٌ کی خبر ہے۔

(ج) خبر شبہ جملہ (ظرف۔جار و مجرور) ہو،

۔ خبر ظرف ہو، جیسے:

الصَّدِیْقُ أَمَامَ الْبَیْتِ

اس مثال میں الصَّدِیْقُ مبتدا اور مرفوع ہے، أَمَامَ ظرف اور منصوب ہے، اور خبر ہونے کی وجہ سے محلاً مرفوع ہے۔

۔خبر جار و مجرور ہو، جیسے:

صَاحِبُکَ فِي الْجَامِعَةِ

اس مثال میں صاحبک مبتدا اور مرفوع ہے، اور (ک) ضمیر کی طرف مضاف ہے، اور في الجامعة جار و مجرور ہے، اور مبتدا کی خبر واقع ہے۔

9.8 مبتدا و خبرِ جملہ کے درمیان رابطہ

خبر اگر جملہ ہو، خواہ جملہ فعلیہ ہو یا جملہ اسمیہ، تو خبر میں ایک رابطہ کا ہونا ضروری ہے جو خبر کو مبتدا سے وابستہ رکھے، اور یہ رابطہ اکثر ضمیر کی صورت میں ہوتا ہے، جیسے:

(۱) الْفَضِیْلَةُ تُزَیِّنُ الإِنْسَانَ

(۲) الْعَالِمُ یُقَدِّرُہُ النَّاسُ

(۳) الصَّدَقَةُ ثَوَابُهَا عَظِیْمٌ

(۴) الإِیْمَانُ یَنْعَمُ بِہٖ صَاحِبُہٗ

پہلی مثال میں تُزَیِّنُ میں ضمیر هي پوشیدہ ہے جو تُزَیِّنُ کا فاعل ہے، اور اپنے مبتدا الْفَضِیْلَةُ کی طرف راجع ہے۔

دوسری مثال میں یُقَدِّرُہُ میں ہٗ ضمیر بارز متصل منصوب ہے، جو یُقَدِّرُ کا مفعول بن رہی ہے اور اپنے مبتدا العالمُ کی طرف راجع ہے۔

تیسری مثال میں بھی ایک ضمیر ہے، جو اپنے مبتدا الصَّدَقَةُ کی طرف لوٹ رہی ہے، اور وہ ضمیر ثَوَابُهَا میں مضاف الیہ ہے، اس جملہ میں ثوابها مبتدا ثانی اور مرفوع ہے، اور عَظِیْمٌ، ثوابها کی خبر ہے اور پورا جملہ: ثوابها عظیم مبتدا اول الصدقة کی خبر ہے۔

چوتھے جملے میں خبر جملہ فعلیہ ہے، اس میں بہ میں ضمیر مجرور متصل ہے جو اپنے مبتدا: الإیمان کی طرف لوٹ رہی ہے۔

مبتدا اور خبر جملہ کے درمیان کبھی اسم اشارہ بھی رابطہ بنتا ہے، جیسے: ولباس التقویٰ ذلک خیر اس مثال میں ذلک رابطہ ہے،

ترکیب میں وہ مبتدا ثانی اور محلاً مرفوع ہے،اور خَیْرٌ اس کی خبر ہے،اور جملہ: ذلک خیر مبتدا اول: لباس التقویٰ کی خبر واقع ہے۔

9.9 خبر: معرفہ۔نکرہ

مبتدا کے برعکس خبر مفرد میں اصل یہ ہے کہ وہ نکرہ ہو، جیسا کہ گزشتہ مثالوں میں آپ نے دیکھا۔لیکن کبھی کبھی خبر نکرہ کی اضافت معرفہ کی طرف ہونے کی وجہ سے خبر نکرہ بھی معرفہ بن جاتی ہے، جیسے:

''مُحَمَّدٌ صَادِقُ الْقَوْلِ''

اس مثال میں صادق خبر اور نکرہ ہے لیکن اس کی ضافت القول (جو کہ معرفہ ہے) کی طرف ہونے کی وجہ سے وہ بھی معرفہ بن گیا ہے۔

خبر جب مُعرّف باللام ہو تو خبر سے قبل ایک ضمیرِ فصل لانا ضروری ہے، تا کہ پڑھنے والے کو شبہ اور وہم نہ ہو کہ یہ خبر نہیں بلکہ مبتدا کی صفت ہے اور خبر شاید اس کے بعد آئے گی، اور اس صورت میں خبر، ضمیر فصل کے فوراً بعد آئے گی، جیسے:

''زیدٌ هو الکَاتِبُ''

یہ مثال اگر یوں ہوتی ''زیدٌ الکاتبُ'' (بغیر ضمیر فصل ''هُوَ'' کے) تو قاری کو یہ وہم ہوسکتا تھا کہ الکاتب، زَیدٌ کی صفت ہے اور خبر بعد میں آئے گی، اور یہ بھی ممکن تھا کہ الکاتب خبر ہو زیدکی۔لیکن اگر ضمیر فصل کا اضافہ کردیا جائے اور یوں کہا جائے زید ھو الکاتب تو الکاتب کا زید کے لیے خبر بننا متعین ہوجاتا ہے اور صفت بننے کا احتمال ختم ہوجاتا ہے۔

یوں ہی اگر خبر معرف باللام ہو، اور وہ اسم اشارہ کے بعد آئے تو بھی مبتدا وخبر کے درمیان ضمیر فصل ضروری ہے تا کہ اسم اشارہ کے پیش نظر خبر کے بدل واقع ہونے کا شائبہ نہ رہے اور اس کا خبر ہونا متعین ہوجائے، جیسے:

''هٰذَا هُوَ الحَقُّ''

9.10 تَعَدُّدِ خبر

بیشتر جگہوں پر مبتدا کے لیے ایک ہی خبر آتی ہے، جیسا کہ گزشتہ مثالوں میں آپ نے دیکھا، لیکن خبر کبھی ایک سے زیادہ بھی ہوسکتی ہے، جیسے:

مُحَمَّدٌ	فَاضِلٌ	کَاتِبٌ	شَاعِرٌ
الخُطْبَةُ	مُوجَزَةٌ	قَوِيَّةُ الأُسلوب	صَادِقَةُ الفِكرةِ

خبر جب متعدد ہوں تو ان کے درمیان ''واؤ'' حرف عطف بھی لایا جاسکتا ہے، جیسے:

مُحَمَّدٌ	فَاضِلٌ	وکاتب	وشاعِرٌ

ایسی صورت میں ''کاتب'' اور ''شاعر'' کو خبر نہیں کہا جاتا ہے، بلکہ یہ دونوں ''فاضل'' پر معطوف ہیں، اور اسی وجہ سے ''فاضل'' کی طرح یہ بھی مرفوع ہیں۔

معلومات کی جانچ:

1۔آنے والی عبارت میں ہر مبتدا کی خبر کو نشان زد کریں، اور خبر کی صورتوں (مفرد، جملہ اسمیہ، جملہ فعلیہ، ظرف، جار ومجرور) کو بیان کریں:

الذُّبابَةُ منَ الحشَراتِ المُؤذية، وضررُها فوق كلِّ ضرر، وأرجلُها تحمِلُ الجراثيم منَ المرضى إلى الأصحاء، والرَّمَدُ الحُبَيبِيّ منتشر بمصر، لعدم عناية الأطفال بطرد الذباب عن أعينهم، فنظافةُ الجسمِ فائدتُها عظيمةٌ لِمنعِ سقوطِ الذبابِ على الوجهِ والعينينِ، والوقايةُ منه في المنازلِ عِمادُها تغطيةُ المطعوماتِ والمشروباتِ۔

2۔ نیچے دیے گئے جملہ فعلیہ کو خبر بنائیں اور ہر ایک کے لیے مناسب مبتدا لائیں۔

١ ـــــــــــــــــيسبح في الماء　　٢ ـــــــــــــــــيقرأ الدرس

٣ ـــــــــــــــــيبنون المنازل　　٤ ـــــــــــــــــيدافعون عن أوطانهم

٥ ـــــــــــــــــيحبها أبوها　　٦ ـــــــــــــــــيتباعدون عن الرذيلة

٧ ـــــــــــــــــيكتب المحاضرة للطلاب　　٨ ـــــــــــــــــيسافران إلى دلهي

٩ ـــــــــــــــــينفقون أموالهم في الملاهي　　١٠ ـــــــــــــــــيطيعان أبويهما

3۔ درج ذیل جملہ اسمیہ کو خبر بنائیں اور ان کے لیے مناسب مبتدا لائیں:

١ ـــــــــــــــــملابسهم وسخة　　٢ ـــــــــــــــــغلافهما جديد

٣ ـــــــــــــــــأزهاره كثيرة　　٤ ـــــــــــــــــفناؤها واسع

٥ ـــــــــــــــــرأيهن سديد　　٦ ـــــــــــــــــأغصانها متحركة

4۔ نیچے ذکر کئے گئے ہر ظرف اور جار و مجرور کو خبر بنائیں اور ان کے لیے مناسب مبتدا لکھیں:

١ ـــــــــــــــــفي الجامعة　　٢ ـــــــــــــــــبين المسلمين

٣ ـــــــــــــــــتحت أقدام الأمهات　　٤ ـــــــــــــــــفوق الشجرة

٥ ـــــــــــــــــأمام القاضي　　٦ ـــــــــــــــــخلف الباب

٧ ـــــــــــــــــفي الحقيبة　　٨ ـــــــــــــــــفي المكتبة

٩ ـــــــــــــــــعلى الطاولة　　١٠ ـــــــــــــــــعندالمدير

5۔ پانچ جملے ایسے بنائیں جن میں خبر جملہ اسمیہ ہو۔

6۔ پانچ جملے ایسے بنائیں جن میں خبر جملہ فعلیہ ہو۔

7۔ پانچ جملے ایسے بنائیں جن میں خبر ظرف ہو۔

8۔ پانچ جملے ایسے بنائیں جن میں خبر جار و مجرور ہو۔

9.11 مبتدا و خبرِ مشتق کے درمیان مطابقت

خبر مشتق، عدد یعنی واحد، تثنیہ، جمع اور جنس یعنی تذکیر و تانیث میں اپنے مبتدا کے مطابق ہوتی ہے، جیسے:

الأَدَب حَمِيْدٌ (مبتدا: الأدَب واحد و مذکر ہے، لہٰذا خبر مشتق: حميدٌ بھی اپنے مبتدا کے مطابق واحد و مذکر ہے)

الأَخَوانِ مُجْتَهِدانِ (مبتدا: الأخوانِ تثنیہ ومذکر ہے، لہٰذا خبر مشتق: مجتھدان بھی مبتدا کے مطابق تثنیہ ومذکر ہے)
الطُلّابُ حَاضِرُوْنَ (مبتدا: الطلاب جمع ومذکر ہے، لہٰذا خبر مشتق: حاضرون بھی اپنے مبتدا کے مطابق جمع ومذکر ہے)
زَیْنَبُ مُهَذَّبَةٌ (مبتدا: زینب واحد ومؤنث ہے، لہٰذا خبر مشتق: مھذبة بھی اپنے مبتدا کے مطابق واحد ومؤنث ہے)
الوَرْدَتَانِ مُتَفَتِّحتَانِ (مبتدا: الوردتان تثنیہ ومؤنث ہے، لہٰذا خبر مشتق: مفتحتان بھی اپنے مبتدا کے مطابق تثنیہ ومؤنث ہے)
الأُمَّهَاتُ رَحِيمَاتٌ (مبتدا: الأمهات جمع ومؤنث ہے، لہٰذا خبر مشتق: رحیمات بھی اپنے مبتدا کے مطابق جمع ومؤنث ہے)

9.12 مبتدا غیر عاقل کی جمع

موصوف اور صفت کی بحث میں آپ نے پڑھا ہوگا کہ دونوں کے درمیان واحد، تثنیہ اور جمع میں مطابقت ضروری ہے، جیسے:

جَاءَ الطَّالِبُ النَّشِيطُ

جَاءَ الطَّالِبانِ النَّشِيطَانِ

جَاءَ الطُلّابُ النَّشِيطُوْنَ

لیکن اگر موصوف کسی غیر عاقل کی جمع ہو تو اس کی صفت ہمیشہ واحد مؤنث لائی جاتی ہے، جیسے:

اِحْتَفَظْتُ بِالْكُتُبِ الْقَدِيْمَةِ

رَأَيْتُ وَجُوْهًا نَاعِمَةً

مبتدا وخبر کی بحث میں بھی اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے، کہ مبتدا جب کسی غیر عاقل کی جمع ہو تو خبر (صفت ہی کی طرح) ہمیشہ واحد مؤنث آتی ہے، جیسے:

الكَوَاكِبُ كَثِيْرَةٌ

الأَزْهَارُ نَاضِرَةٌ

الثِمَارُ نَاضِجَةٌ

المَقَاعِدُ مَرَتَّبَةٌ

الإِبِلُ سَائِرَةٌ

الأَنْهَارُ جَارِيَةٌ

المِيَاهُ مُتَدَفِّقَةٌ

الدُّوْرُ مَصْفُوْفَةٌ

الشَّوَارِعُ وَاسِعَةٌ

الكُتُبُ غزيرَةُ النفعِ

9.13 جمع مکسّر عاقل کی خبر

مبتدا جب جمع مکسر عاقل ہو تو اصل یہ ہے کہ اس کی خبر بھی مبتدا کے مطابق جمع لائی جائے، جیسے:

الرِّجَالُ مُقْبِلُوْنَ

القُضَاةُ عَادِلُوْنَ

الطُلَّابُ مُتَفَوِّقُوْنَ

البَنَاتُ مُجْتَهِدَاتٌ

اور یہ بھی جائز ہے کہ جمع مکسر عاقل کی خبر بھی جمع مکسر غیر عاقل کی خبر کی طرح واحد مؤنث آئے، جیسے:

الرِّجَالُ مُقْبِلَةٌ

القُضَاةُ عَادِلَةٌ

الطُلَّابُ مُتَفَوِّقَةٌ

البَنَاتُ مُجْتَهِدَةٌ

البتہ بہتر یہ ہے کہ جمع مکسر عاقل کی خبر کو بھی مبتدا کے مطابق جمع ہی لائی جائے تاکہ جمع مکسر و جمع سالم کے معاملہ میں مبتدا و خبر کے درمیان مطابقت کے قاعدہ کی عمومیت باقی رہے اور عربی زبان کے نوآموز طلبہ تردد میں نہ پڑیں۔

معلومات کی جانچ:

1۔ نیچے دیے گئے مبتدا کے لیے جنس (مذکر، مؤنث) کی رعایت کرتے ہوئے صحیح خبر کا انتخاب کریں اور جملوں کا ترجمہ کریں:

۱۔الرجُلُ (فاضِلةٌ/فاضِلٌ)

۲۔المَرْأَةُ (فاضلٌ/فاضلة)

۳۔العَالِمَانِ (مُشْغُوْلَانِ/مَشْغُوْلَتَانِ)

۴۔العَالِمَتَانِ (مَشْغُوْلَان/مَشْغُوْلَتَانِ)

۵۔الرِّياضِيُّونَ (مُهْتَمّاتٌ باللياقةِ الجسمية/مهتمون)

2۔ نیچے ذکر کئے گئے مبتدا کے لیے عدد (واحد، تثنیہ، جمع) کی رعایت کرتے ہوئے خبر کا انتخاب کریں اور جملوں کا ترجمہ کریں:

۱۔السَّائِقُ (ماهِرٌ/ماهرانِ/ماهرون)

۲۔القِرْدَانِ (سَاكِنٌ بِالجَبَلِ/سَاكِنَانِ/سَاكِنُوْنَ)

۳۔العُظَمَاءُ (مُخَلَّدَانِ/مُخَلَّدٌ/مُخَلَّدُوْنَ)

۴۔المُمَرِّضَةُ (نَشِيْطَتَانِ/نَشِيْطَةٌ/نَشِيْطَات)

۵۔الفِرقَتَانِ (مُتَنَافِسَةٌ/مُتَنَافِسَتَانِ/مُتَنَافِسَاتٌ)

٦۔الجَدَّاتُ (عاشقتان للحَكْيِ/عاشقات/عاشقة)

3۔آنے والے جملوں میں مبتدا جمع مکسر عاقل کو ایک بار() اور جمع غیر عاقل کو دو بار() نشان زد کریں اور جملوں کا ترجمہ کریں۔

١۔العُمَّالُ مَأجورُوْنَ ( )

٢۔الأَزْهَارُ مُتَفَتِّحَةٌ ( )

٣۔الأَطِبَّاءُ بَارِعُوْنَ ( )

٤۔الرُّوَاةُ حَكَّاؤُونَ لِلْخُرَافَةِ ( )

٥۔عَوَالِمُ الخُرَافَةِ وَاقِعِيَةٌ وَخَيَالِيَّةٌ ( )

٦۔الأَخْبَارُ مُدْهِشَةٌ ( )

٧۔الأَطْفَالُ لَاعِبُوْنَ ( )

٨۔الكُتُبُ مُهِمَّةٌ ( )

٩۔الرُّؤَسَاءُ مَسْؤُوْلُوْنَ ( )

١٠۔الغُرَفُ مَفْتُوْحَةٌ ( )

١١۔الخَدَمَةُ مَحْبُوْبُوْنَ ( )

١٢۔القُضَاةُ عَادِلُوْنَ ( )

١٣۔المرضٰى أَجْنَبِيُّوْنَ ( )

4۔ نیچے دس مبتدا (جمع مکسر عاقل) دیے گئے ہیں، قاعدہ کی رعایت کرتے ہوئے مناسب خبر لکھیں:

الطَّلَبَةُ　السَّحَرَةُ　المَرْضٰى الكِرَامُ　الصِّبْيَانُ

الفِتْيَانُ　البُخَلَاءُ　الشُرَفَاءُ　الأَوْفِيَاءُ　الأَذْكِيَاءُ

5۔ نیچے دس مبتدا (غیر عاقل کی جمع) ذکر کئے گئے ہیں، قاعدہ کی رعایت کرتے ہوئے ان کی مناسب خبر لکھیں:

الأَقْفَالُ　الأَبْحُرُ　الأَقْلَامُ　الكُتُبُ　اللُّعَبُ

الأَنْهَارُ　الفِئْرَانُ　الرَّسَائِلُ　الدَّكَاكِينُ　المَصَابِيْحُ

9.14 مبتدا کی تقدیم

جملہ اسمیہ میں اصل یہ ہے کہ پہلے مبتدا آئے، اس کے بعد خبر آئے، جیسے:

الصِّحَةُ　نِعْمَةٌ

لیکن اسی بلاک میں آپ پڑھیں گے کہ مبتدا وخبر کے درمیان ہمیشہ یہ ترتیب نہیں ہوتی، بلکہ بعض صورتوں میں خبر کو مبتدا سے پہلے لانا ضروری ہوتا ہے، اور ایسا اس وقت ہوتا ہے جب کہ:

۱۔ خبر شبہ (ظرف، یا جار ومجرور) ہو، اور مبتدا نکرہ ہو، جیسے:

لِكُلٍّ حُقُوْقٌ وَعَلىٰ كُلٍّ وَاجِبَاتٌ

عِنْدِيْ قَلَمٌ

۲۔ خبر اسم استفہام ہو، جیسے:

مَتَى نَصْرُ اللّٰهِ؟

كَيْفَ أَنْتَ؟

۳۔ مبتدا میں کوئی ضمیر ہو جو خبر کی طرف لوٹ رہی ہو، جیسے:

لِلْكَاتِبِ أُسْلُوْبُهُ

فِي الْبَيْتِ صَاحِبُهُ

البتہ بعض مقامات پر مبتدا کو خبر سے پہلے لانا ضروری ہوتا ہے، اس کی درج ذیل صورتیں ہیں:

۱۔ جب کہ مبتدا اسم استفہام ہو، یا تعجب کے لیے ہو، جیسے:

مَنْ عِنْدَكَ (استفہام کے لیے)

مَا أَجْمَلَ الحَدِيْقَةَ! (تعجب کے لیے)

۲۔ جب کہ خبر پر مبتدا ہونے کا التباس یا شبہ ہو، جیسے:

عَلِي صَاحِبِي (جس وقت آپ علی کے بارے میں خبر دینا چاہتے ہوں)

إِبْرَاهِيْم خَلِيْلُ اللّٰهِ (جب آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں خبر دینا چاہتے ہوں)

أَبُوْكَ مُحَمَّدٌ (جب باپ کے بارے میں خبر دینا مقصود ہو)

مُحَمَّدٌ أَبُوْكَ (جب محمد کے بارے میں خبر دینا مقصود ہو)

۳۔ جب کہ مبتدا خبر پر منحصر ہو، جیسے:

مَا زَيْدٌ إِلَّا شَاعِرٌ

مَا أَنَا إِلَّا نَاصِحٌ

۴۔ جب کہ خبر جملہ ہو، اور اس جملہ میں کوئی رابطہ موجود ہو جو مبتدا کی طرف راجع ہو، جیسے:

الظُّلْمُ عَاقِبَتُه وَخِيمَةٌ

كُلُّ عَامِلٍ فَلَهُ جَزَاؤُهُ

9.15 مبتدا کا حذف

اگر سیاق کلام سے مبتدا کا علم ہو جائے، تو مبتدا کو حذف کر دیا جاتا ہے، درج ذیل مقامات پر مبتدا کا حذف کثرت سے شائع ہے:

(ا) استفہام کے جواب میں، مثلاً کسی نے آپ سے سوال کیا: مااسمک؟ (ترجمہ: آپ کا نام کیا ہے؟) تو جواباً آپ کہتے ہیں: حامد۔ اس کی اصل عبارت یوں تھی: اِسْمِیْ حَامِدٌ (ترجمہ: میرا نام حامد ہے)، چوں کہ سیاق کلام کی وجہ سے مبتدا پہلے سے معلوم تھا، لہٰذا مبتدا کو جوازاً حذف کر دیا گیا۔

اسی طرح اگر کسی نے آپ سے پوچھا: مَتَی الاِجْتِمَاعُ؟ (ترجم: میٹنگ کب ہے؟)، تو آپ جواب دیتے ہیں: فِیْ السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ (ترجمہ: پانچ بجے)۔ یہاں پورا جواب یوں تھا: اَلاِجْتِمَاعُ فِی السَّاعَةِ الخامِسَةِ (ترجمہ میٹنگ پانچ بجے ہے)، لیکن چوں کہ پوچھنے والے کے ذہن میں مبتدا (میٹنگ) پہلے سے موجود تھا لہٰذا صِرف خبر کے ذکر پر اکتفا کیا گیا۔

(ب) فاء جزائیہ کے بعد، مثلاً: مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِہٖ وَ مَنْ أَسَاءَ فَعَلَیْھا۔ یہاں مَنْ مبتدا ہے، اس کی دلالت عمومی ہے، اور عَمِلَ، مَنْ کا صلہ ہے، فاء جزائیہ ہے، اور لِنَفْسِہٖ جار ومجرور سے مل کر مبتدا محذوف کی خبر واقع ہے، اصل عبارت یوں تھی: فَإِحْسَانُہٗ لِنَفْسِہٖ۔ پورا جملہ (فَإِحْسَانُہٗ لِنَفْسِہٖ)، مَنْ کی خبر بن رہا ہے۔ بعینہٖ یہی ترکیب ''وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَیْھا'' کی بھی ہے۔

فاء جزائیہ کے بعد مبتدا کا حذف کثرت سے شائع ہے، مثلاً:

''إِنْ تَعْفُ عَنْہُ فَاِبْنُکَ''

یہاں اصل عبارت یوں تھی: إِنْ تَعْفُ عَنْہُ فھو اِبْنُکَ، مبتدا (ھُوَ) کو فاء جزائیہ کے بعد واقع ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا گیا، اور جیسے:

''وإِنْ تُخَالِطُوْھُمْ فَإِخْوَانُکُمْ''

یہاں بھی پوری عبارت یوں تھی: وإِنْ تُخَالِطُوْھُمْ فَھُمْ إِخْوَانُکم، مبتدا (ھُمْ) کو فاء جزائیہ کے بعد واقع ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا گیا۔

(ج) بعض مخصوص صیغوں میں بھی مبتدا محذوف ہوتا ہے، جیسے:

صَبْرٌ جَمِیْلٌ

یہاں صَبْرٌ مبتدا محذوف کی خبر ہے، اصل عبارت اس طرح تھی: صَبْرِیْ صَبْرٌ جَمِیْلٌ۔ اور جیسے:

''وَدٌّ قَدِیْمٌ'' اصل عبارت یوں تھی: وُدُّہٗ وَدٌّ قَدِیْمٌ

''خُلُقٌ قَوِیْمٌ'' اصل عبارت یوں تھی: خُلُقُہٗ خُلُقٌ قَوِیْم

مذکورہ مثالوں میں جَمِیلٌ، قَدِیْمٌ اور قوَیمٌ صفات واقع ہیں۔

معلومات کی جانچ:

1۔ مبتدا و خبر میں کیا ترتیب ہوتی ہے؟

2۔ کن صورتوں میں مبتدا سے پہلے خبر کو لانا ضروری ہے؟

3۔ کن مقامات پر مبتدا کو خبر سے پہلے لانا واجب ہے؟

4۔ کن جگہوں پر مبتدا محذوف ہوتا ہے۔

9.16 اکتسابی نتائج

عربی گرامر میں مبتدا و خبر کو بے حد اہمیت حاصل ہے، مبتدا وہ اسم مرفوع ہے جو جملہ کے شروع میں آتا ہے اور جملے کا موضوع اور محور بنتا ہے۔ خبر وہ اسم مرفوع ہے جو مبتدا کے ساتھ مل کر جملہ کو مکمل کرتی ہے، جس جملہ میں مبتدا اور خبر ہوتے ہیں اسے جملہ اسمیہ کہا جاتا ہے، جیسے:

مُحَمَّدٌ نَشِيطٌ

مبتدا خبر

مبتدا کی کئی قسمیں ہیں، مبتدا کبھی اسم ذات، کبھی اسم جنس، کبھی اسم معنی، کبھی ضمیر منفصل اور کبھی ضمیر متصل کی صورت میں آتا ہے۔ اکثر اوقات مبتدا اسم صریح ہوتا ہے، لیکن بعض اوقات مصدر مؤوّل بھی ہوتا ہے۔

مبتدا کے بارے میں اصل یہ ہے کہ وہ معرفہ ہو، لیکن اس اصل کے برخلاف خبر اگر شبہ جملہ (ظرف یا جار و مجرور) ہو اور مبتدا سے پہلے آئے تو مبتدا کو نکرہ لایا جاتا ہے، جیسے: فِي المَعْرِكَةِ جَيْشٌ قَوِيٌّ۔ عِنْدَكَ مَالٌ۔ مبتدا میں اگر اختصاص یا عمومیت پیدا ہو جائے تو نکرہ بھی مبتدا بن سکتا ہے۔

مبتدا کے برعکس خبر میں اصل یہ ہے کہ وہ نکرہ ہو، لیکن کبھی کبھی خبر، معرفہ بھی ہوتی ہے، جیسے:

الأَزْهارُ زِيْنَةُ الحَدائِقِ

خالدٌ هُوَ العَظِيمُ

مبتدا کی طرح خبر کی بھی کئی نوعیتیں ہیں، خبر کبھی مفرد، کبھی جملہ اسمیہ، کبھی جملہ فعلیہ اور کبھی شبہ جملہ (ظرف۔ جار و مجرور) ہوتی ہے، جیسے:

الشَّابُ نَشِيط   الطَّالِبُ دُرُوسُهُ كَثِيرَةٌ   اللَّاعِبُ يَذْهَبُ إِلَى الْمَلْعَبِ

الكُتُبُ فَوْقَ الطَّاوِلَةِ   القَلَمُ عَلَى الطَّاوِلَةِ

خبر اگر جملہ ہو، خواہ جملہ فعلیہ ہو یا جملہ اسمیہ تو خبر میں ایک رابطہ کا ہونا ضروری ہے جو مبتدا کی طرف لوٹے اور یہ رابطہ اکثر ضمیر کی صورت میں ہوتا ہے۔

ایک مبتدا کی کئی خبریں ہو سکتی ہیں، جیسے: مُحَمَّدٌ كَرِيمٌ، شُجاعٌ، مُجِدٌّ۔

خبر اگر مشتق ہو تو وہ عدد (یعنی واحد، تثنیہ، جمع) اور جنس (یعنی تذکیر و تانیث) میں ہمیشہ مبتدا کے مطابق ہوتی ہے، جیسے:

العِلْمُ نُورٌ   الطَّالِبةُ مُواظِبَةٌ

التلميذانِ مُجِدانِ   اللَّاعبتانِ نَشيطتانِ

المُدَرِّبُونَ صارِمُونَ   المُعَلِّمَاتُ مَاهِراتٌ

مبتدا اگر کسی غیر عاقل کی جمع ہو تو صفت ہی کی طرح خبر ہمیشہ واحد مؤنث آتی ہے، لیکن مبتدا اگر جمع مکسر عاقل ہو تو دونوں صورتیں جائز ہیں یعنی خبر اپنے مبتدا کے مطابق جمع آئے، یا واحد مؤنث، البتہ پہلی صورت یعنی مبتدا کی مطابقت بہتر ہے۔

مبتدا و خبر میں اصل یہ ہے کہ پہلے مبتدا آئے، اس کے بعد خبر آئے بلکہ بعض صورتوں میں مبتدا کی تقدیم واجب ہے، لیکن بعض حالات میں خبر کو مبتدا سے پہلے لانا ضروری ہوتا ہے جب کہ خبر شبہ جملہ (ظرف یا جار و مجرور) ہو، اور مبتدا نکرہ ہو، یا خبر اسم استفہام ہو، یا مبتدا میں کوئی ضمیر ہو جو خبر کی طرف راجع ہو، جیسے:

في بَيتِنَا ضَيفٌ

مَتى اللِّقَاءُ

لِلنَّصرِ حَلاوتُه

اگر سیاق کلام سے مبتدا کا علم ہو جائے، تو مبتدا کو حذف کرنا جائز ہے، جیسے: کسی نے آپ سے پوچھا: **ما اِسمُکَ؟** تو جواباً: **اِسمي مُحمّدٌ** کی جگہ آپ صرف **مُحمّدٌ** کہہ سکتے ہیں۔

9.17 فرہنگ

أَسَد:	ج: أسود، شیر
أناة:	غور و فکر
أَرْجُل:	واحد: رِجل، پاؤں
أَصِحاء:	واحد: صَحِيح، بیماری یا عیب سے محفوظ، تندرست
أَطْفال:	واحد: طِفْل، بچہ
أَعْيُن:	واحد: عَين، آنکھ
أَغْصان:	واحد: غُصْن، ٹہنی، شاخ
أَطِباء:	واحد: طَبِيب، ڈاکٹر، معالج

أَجْنَبِيّون: واحد: أجنبِيّ، پردیسی، غریب الدیار، وہ شخص جو کسی شہر میں مسافر کی حیثیت رکھتا ہو۔

أَذْكِياء:	واحد: ذَكِيّ، ذہین، تیز
أَوْفِياء:	واحد: وَفِيّ، وفادار، مخلص
أَقْفال:	واحد: قُفْل، تالا
أَبْحُر:	واحد: بَحْر، سمندر
أَنْهار:	واحد: نَهْر، دریا، ندی، نہر

أَساءَ: بُرا کرنا، غلط کرنا

اسم ذات: وہ اسم ہے جس سے کسی چیز کی حقیقت دوسروں سے الگ سمجھی جائے

اسم جنس: وہ اسم ہے جو کسی پوری جنس کے لیے بولی جائے

اسم صحیح: وہ اسم ہے جس کے سارے حروف اصلی ہوں، جیسے: قَلَم، رَجُلٌ

اسم مقصور: وہ اسم مُعرّب ہے جس کے آخر میں الف لازمہ ہو، جیسے: الفَتى۔ العَصا۔ الأَذى

اسم منقوص: وہ اسم معرب ہے جس کے آخر میں یاء اور یاء سے پہلے کسرہ ہو، جیسے: الجاني۔القاضي۔المُنادي

اسم مشتق/مشتقات: وہ اسماء جو مصدر سے بنتے ہیں، وہ یہ ہیں: اسم فاعل۔اسم مفعول۔مبالغہ۔صفت مشبّہ۔اسم تفضیل۔اسم زمان ومکان

اسم استفہام: وہ اسم جس کے ذریعہ سوال پوچھا جائے۔

اختصاص: خصوصیت، عمومیت کی ضد

بُخلاء: واحد: بَخِيل، کنجوس

تَأَنٍ: غور وفکر

تَغْطِيَة: چھپانا، پردہ پوشی کرنا

تُقَوِّي: قَوَّى، يُقَوِّي، تَقْوِيَةً، مضبوط بنانا، طاقتور بنانا

تَنْبَعُ: نَبَعَ، يَنْبَعُ، نَبعاً، نکلنا، باہر آنا

تُزَيِّنُ: زَيَّنَ، يُزَيِّنُ، تَزْييناً، سجانا، مزین کرنا

تُخالِطُ: خالَطَ، يُخالِطُ، مُخالَطَة، ساتھ رہنا، مِل جُل کر رہنا

جَامِعة: یونیورسٹی

جَيْش: جمع: جُيوش، فوج، سپاہی

جَرْي: دوڑنا

جِهازُ الاتِّصال: مواصلات کا آلہ

جَرَاثِيم: جمع: جُرْثُومة، جِرم، جرثومہ

جمع سالم: وہ جمع جس میں مفرد کے وزن میں کوئی تبدیلی نہ ہو، جیسے: عَالِم سے عَالِمون

جمع مُکَسَّر: وہ جمع جس میں مفرد کا وزن متغیر ہو جائے، جیسے: رَجُل سے رِجال، قَلَم سے أَقْلام

حَنان: محبت وشفقت، مہربانی

حَدِيد: لوہا

حَشَرَاتٌ مُوذِية: نقصان پہنچانے والے جانور، کیڑے مکوڑے

حَمِيد:	قابل تعریف
حَكْي:	کہانی سنانا، نقل کرنا
حَكّاؤون:	واحد: حَكّاء، وہ شخص جو بہت حکایتیں بیان کرتا ہو، لوگوں کے درمیان قصے بیان کرتا ہو۔
خِبرَة:	تجربہ، مہارت، صلاحیت
خَيّاط:	درزی، ٹیلر
خُرَافَة:	وہمی وخیالی بات، لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ پر مبنی کلام، افسانہ
خَدَمَة:	واحد: خَادِم، خدمت گزار، خدمت کرنے والا
خُلُق:	واحد: أخلاق، عادات واطوار
دُوْر:	واحد: دَار، گھر، محل
دَكاكِين:	واحد: دُكّان، دوکان
ذَكِيّ:	ذہین، ہوشیار
ذُبابَة:	مکھی
رِياضَة:	ورزش
رَمَد حُبَيبِيّ:	آشوب چشم، ایک بیماری جس میں آنکھیں پھول جاتی ہیں اور سرخ ہو جاتی ہیں(Trachoma)
رِياضِيّون:	واحد: رِياضِيّ، ورزشی (sportsman)
رُوَاة:	واحد: رَاوٍ، اخبار، قصص یا حکایات کا ناقل
رُؤساء:	واحد: رَئِيس، صدر، سربراہ،
رَسائل:	واحد: رِسالة، خط، لیٹر
سَهر:	بیداری، رات کو جاگنا
سَحَرَة:	واحد: سَاحِر، جادوگر
سائِق:	ڈرائیور
سِواك:	مسواک کی لکڑی
سَعادة:	خوش بختی، خوش حالی
سُقُوط:	گرنا، آپڑنا
سَدِيد:	درست، معقول، ٹھیک
سائرة:	رواں، چالو، چل رہی ہے

شَوارِع: واحد: شارِع، راستہ، سڑک

شُرَفاءُ: واحد: شَرِیف، نیک، شریف انسان

صاحِب: ساتھی، ہمراہ

صِبیان: واحد: صَبِیّ، بچہ، چھوٹا بچہ

صادِقُ القولِ: بات کا سچا

صارِمون: واحد: صارِم، مستقل مزاج

صفت مُشبّہ: وہ لفظ جو کسی چیز کی حالت کو بتائے، جیسے: **شاب وسیم۔ رجل طویل القامة**

صاهل: ہنہنانے والا (گھوڑا)

ضمیر منفصل: وہ ضمیر ہے جس کا تلفُّظ دوسرے کلمہ سے ملائے بغیر ممکن ہو، جیسے: **أنا۔ أنتَ۔ إیّاک۔ إیّاها**

ضمیر متصل: وہ ضمیر ہے جس کا تنہا تلفُّظ ممکن نہ ہو، اور وہ ہمیشہ دوسرے کلمہ (جو اُس سے پہلے ہوتا ہے) سے ملا ہوتا ہے، جیسے: **فَهِمْتَ** میں تَ، **فَهِما** میں الف، اور **فَهِمُوا** میں واو۔

ضمیر فصل: وہ ضمیر ہے جو خبر وصفت یا خبر وبدل کے درمیان فرق پیدا کرے۔

طَبّاخ: باورچی، پکانے والا

طَائِرة: ہوائی جہاز، فلائٹ

طَرْد: ہٹانا، دور کرنا

طَلَبة: واحد: طَالِب، طالب علم

عاقِل: صاحب عقل، عقلمند انسان

عُظَماءُ: واحد: عَظِیم، بڑا انسان، عظیم انسان

عاقِبة: انجام، نتیجہ

عَلَم: کسی خاص شخص، چیز یا جگہ کا نام، جیسے: آدم، دہلی وغیرہ

عُمّال: واحد: عامِل، مزدور، کاری گر، کارکن

عِنایة: توجہ دینا، سہارا

عَوالِم: واحد: عالَم، دنیا، کائنات

غابَة: جنگل

غَدَر: دھوکا، خیانت، بے ایمانی

غُرَف: واحد: غُرْفَة، کمرہ، روم، چیمبر

غَزِیر: بہت ہونا، کثیر اور بے پایاں ہونا

غِلاف: غلاف، کَوَر، ڈھکنا

غیر عاقل: جمادات، ہر وہ شئ جو صاحب عقل نہ ہو۔

فاصِلة: مذکر: فاصل، قطعی، فیصلہ کن

فِرْقَة: ٹیم، جماعت، فیصلہ کرنے والا، جج

فَسِیحة: کُشادہ، وسیع

فَناء: جمع: أفنِیة، صحن

فِئرانِ: فأر کا جمع، چوہا

فَتیانِ: فَتىً کا تثنیہ، نوجوان

قُضاة: واحد: قاضٍ، فیصلہ کرنے والا، قاضی، جج

قِطار: ٹرین، ریل گاڑی

کُلِّیة: کالج

کَوَاکِب: واحد: کَوْکَبٌ، ستارة

مسندالیہ: خبر، وہ جس کی طرف خبر منسوب ہو۔

مُعرّف بأل: وہ اسم جسے ألْ (الف لام) کے ذریعہ معرفہ بنایا گیا ہو، جیسے: الکتاب

مَعرفہ: وہ اسم ہے جو کسی متعین ومعروف چیز پر دلالت کرے، چاہے وہ انسان ہو، یا حیوان ہو، یا جماد ہو، جیسے: مُحمد، الکتاب، مَکةُ وغیرہ۔

مُؤَوّل: جس میں تاویل کی گئی ہو۔

موصوف: وہ اسم ہے جو کسی چیز کی ذات یا اس کی حقیقت کو بتائے، جیسے: رَجُل، شَمس وغیرہ۔

مطابقت: موافقت، یکسانیت

مُفتَرِس: خون خوار، درندہ

مُخِیف: خوفناک، ڈراوَنا

مَذْمُوم: ناپسندیدہ، قابل مذمت

مَحْمُود: پسندیدہ

مُحاضِر: لکچرر

مُحاضَرَة: لکچر، درس

مَكْتَبَة:	لائبریری، کتب خانہ
مُذاكَرة:	مذاکرہ کرنا، کسی مسئلہ پر بات چیت کرنا
مُذِيع:	ریڈیو اناؤنسر، اعلان کرنے والا
مُرْتاح:	پرسکون، مطمئن
مُهَندِس:	اِنجینیئر
مُدِير:	ڈائرکٹر، منیجر
مُستَدِيرَة:	گول، مُدوّر
مَعْدِن:	سرچشمہ، کان، وہ جگہ جہاں سے سونا چاندی وغیرہ نکالا جائے۔
مُستَنِير:	روشن، چمکدار
مُطَهِّرَة للفم:	منہ کی صفائی کرنے والی
مَصْدَر للطّاقة:	برقی قوت، طاقت کا سرچشمہ
مَرْضَى:	واحد: مریض، بیمار
مُنْتَشِر:	پھیلا ہوا/ پھیلی ہوئی، شائع
مَطْعومات ومَشْروبات:	کھانے پینے کی چیزیں
مَنازِل:	واحد: مَنْزِل، گھر، مکان
مَلاهِي:	واحد: مَلْهاة، آلات لہو ولعب
مَلابِس:	واحد: مَلْبَس، ملبوسات، پہننے کے کپڑے، پوشاکیں
مُتَفَتِّح:	کِھلا ہوا
مَقَاعِد:	واحد: مَقْعَد، بیٹھنے کی جگہ، سیٹ، کُرسی
مِياه:	واحد: ماء، پانی
مُتَدَفِّقَة:	اُبلنا، جوش مارنا
مَصْفُوفَة:	صف در صف، مرتّب
مُقْبِلُونَ:	واحد: مُقْبِل، آنے والا
مُتَفَوِّقون:	واحد: متفوق، ممتاز، پہلا درجہ، برتر
مُمَرِّضَة:	نرس، تیماردار خاتون
مُتَنافِسة:	مقابلہ کرنے والی

مَأجُورون:	واحد: مأجور، اجرت پر مامور
مُدهِشة:	چونکا دینے والی، حیرت میں ڈال دینے والی
مَسؤولون:	واحد: مسؤول، ذمہ دار، جواب دہ
مُجِدّ:	محنتی، سرکرم
مَصابِيح:	واحد: مِصباح، چراغ، لائٹ
مُدَرِّبون:	واحد: مُدرِّب، تربیت دینے والا، ٹرینر
مُواظَبة:	پابند
نکرہ:	وہ اسم ہے جو کسی غیر متعیّن یا محدود چیز پر دلالت کرے، جیسے: رَجُل۔ مَدِينَة۔
نَدَم:	ندامت، شرمندگی، پشیمانی
نَشِيط:	سرگرم، مستعد، فعّال
نابِح:	بھونکنے والا
ناعِمة:	مذکر: ناعم، تروتازہ، خوش گوار
ناضِرة:	شگفتہ، تروتازہ، بارونق
وسيلة للنقل:	حمل ونقل کا ذریعہ
وَسِخَة:	میلا، گندہ
وَرْدَة:	گلاب، گلاب کا پھول
وُجُوه:	واحد: وَجْه، منہ، چہرہ
واجبات:	واحد: واجبة، ذمہ داری، ڈیوٹی، ضروری
وَخِيمةٌ:	نقصان دہ، نامناسب
هَاتِف:	ٹیلیفون
وَدٌّ:	محبت، تعلق
يُسْر:	آسانی، سہولت
يُقَدِّرُ:	قدّرَ، يُقدّر، تقديراً، قدر کرنا، عزت کرنا
يَنْعَمُ:	نَعِمَ، يَنْعَمُ، نَعْماً، خوش ہونا، لطف اندوز ہونا
يَسْبَحُ:	سبَحَ، يسبَحُ، سبْحاً، تیرنا
يَبْنُونَ:	بَنَى، يَبْنِي، بِناء، تعمیر کرنا

يُدافِعُونَ: دافَعَ، يُدافِعُ، مُدافَعَة دفاع کرنا، بچاؤ کرنا۔

9.18 نمونے کے امتحانی سوالات

ا۔مبتداوخبر کی تعریف کریں،اوراپنی طرف سے مبتداوخبر پر مشتمل دس جملے بنائیں۔

۲۔مبتداوخبر کی تعریف وتنکیر کے بارے میں مثالوں کے ساتھ اپنی معلومات قلمبند کریں۔

۳۔خبر کی کتنی قسمیں ہیں،مثالوں کے ساتھ تحریر کریں۔

۴۔''مبتداوخبر کے درمیان مطابقت ضروری ہے'' تشریح کریں۔

۵۔مبتدااگر جمع غیر عاقل ہو یا جمع مکسر عاقل ہوتو مبتداوخبر کے درمیان مطابقت ضروری ہے یانہیں؟ مثالوں سے واضح کریں۔

۶۔مبتدا کب محذوف ہوتا ہے، بیان کریں۔

9.19 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

1۔ النحو الواضح في قواعد اللغة العربية (لمدارس المرحلة الأولى) - علي الجارم ومصطفى أمين

2۔ القواعدُ الأساسيَّةُ في النحو والصرف (لتلاميذ المرحلة الثانوية وما في مستواها) ۔ يوسف الحمادي محمد

3۔ تجديدُ النّحوِ۔ دكتور شوقي ضيف

4۔ جامِعُ الدُّروس العربية الشيخ مصطفى الغلاييني

اکائی 10 تقدیم الخبر وحذفہ وجوبا وجوازا

اکائی کے اجزا

10.1 مقصد

10.2 تمہید

10.3 خبر کی وجوبی تقدیم

10.4. خبر کی جوازی تقدیم

10.5 وجوب حذف الخبر

10.6 جواز حذف الخبر

10.7 خبر کی اقسام

10.8 چند ضمنی احکام

10.9 مبتدا کی وجوبی تقدیم

10.10 اکتسابی نتائج

10.11 تمرینات

10.12 فرہنگ

الف: درس میں وارد الفاظ

ب: تمرینات میں وارد الفاظ

10.13 نمونے کے امتحانی سوالات

10.14 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

10.1 مقصد

اس اکائی کا مقصد یہ ہے کہ طلبہ جملہ اسمیہ میں واقع ہونے والی خبر کے احکام سے واقف ہوسکیں کہ اس کی کیا قسمیں ہوتی ہیں، وہ کون کون سے مقامات ہیں جہاں خبر کو مبتدا پر مقدم کرنا واجب ہوتا ہے، ساتھ ہی خبر کو وجوبی طور پر حذف کرنے ایسے ہی اس کو جوازاً حذف کرنے کی کیا صورتیں ہوتی ہیں۔ جس طرح خبر کو کبھی مقدم کرنا واجب ہوتا ہے اسی طرح کبھی مبتدا کو بھی مقدم کرنا ضروری ہوتا ہے، اسی لیے ضمناً مبتدا کی وجوبی تقدیم اور خبر کی وجوبی تاخیر کی صورتیں بھی اجمالاً بیان کی جائیں گی تاکہ طلبہ مبتدا و خبر کی تقدیم و تاخیر کے مباحث سے بخوبی آگاہ ہوسکیں۔

10.2 تمہید

جملہ اسمیہ اس جملہ کو کہتے ہیں جس کے شروع میں کوئی ایسا اسم ہو جس کے متعلق کوئی خبر دی جارہی ہو اور اس اسم کو مبتدا کہا جاتا ہے، اور جس بات کے ذریعہ مبتدا کے متعلق کوئی خبر دی جاتی ہے اس کو خبر کہتے ہیں۔ گویا دونوں ایسے اسم ہوتے ہیں جن کی ترکیب سے جملہ اسمیہ بنتا ہے۔ بالفاظ دگر مبتدا ایسا اسم مسند الیہ ہوتا ہے جو جملہ کے شروع میں آئے اور اس سے قبل کوئی ایسا عامل نہ ہو جس کا اثر مبتدا پر پڑے۔ چونکہ اس سے پہلے کوئی عامل نہیں ہوتا اسی لیے وہ مرفوع ہوتا ہے۔ البتہ حروف جر باء، من یا رُبّ میں سے کوئی اس کے شروع میں آجائے تو ایسی صورت میں مبتدا لفظاً مجرور ہوتا ہے، جبکہ تقدیراً اس کو مرفوع ہی مانا جائے گا کیوں کہ ترکیب کے اعتبار سے وہ مبتدا ہی ہوتا ہے۔ ایسے ہی اس پر لام ابتدا مفتوح یا کوئی حرف نفی یا حرف استفہام بھی داخل کرنا جائز ہوتا ہے، مگر یہ تمام حروف مبتدا کے تقدیری اعراب پر کسی اعتبار سے بھی کوئی اثر پیدا نہیں کرتے، اس میں شرط یہ ہے کہ حرف نفی کوئی ناسخ نہ ہو جو اس مبتدا کو اپنا اسم بنا کر اس کی ہیئت تبدیل کر رہا ہو۔

مبتدا کی طرح خبر بھی مرفوع ہوتی ہے خواہ وہ خبر مفرد ہو یا جملہ۔ خبر مفرد سے مراد یہ ہے کہ وہ جملہ نہ ہو گرچہ کہ تثنیہ یا جمع ہو۔ خبر جملہ سے مراد وہ خبر ہوتی ہے جو جملہ فعلیہ یا جملہ اسمیہ ہو، البتہ جب خبر جملہ ہوتی ہے تو وجوبی طور پر اس میں ایک ضمیر بارز یا ضمیر مستتر ہوتی ہے جو مبتدا کی جانب لوٹتی ہے اور مبتدا و خبر کے درمیان ربط کا کام دیتی ہے۔ اگر وہ رابط کوئی ضمیر بارز یا مستتر نہ ہو تو کسی ضمیر کو تقدیری طور پر محذوف مان لیا جاتا ہے۔ یا کسی ایسے اسم اشارہ کے ذریعہ مبتدا کی طرف اشارہ کر دیا جاتا ہے جو جملہ میں مبتدا واقع ہونے کے بعد پہلے مبتدا کی خبر بن رہا ہو۔ یا وہ رابط کوئی ایسا لفظ ہو جو عین مبتدا کے مفہوم میں ہو، یا پھر کوئی ایسا لفظ جس میں مبتدا سے زیادہ عمومیت کا معنی پایا جاتا ہو۔ بہر حال خبر کے جملہ ہونے کی صورت میں کسی ایسے رابط کا ہونا لازمی ہوتا ہے جو اسے مبتدا سے جوڑتا ہے جس کی تفصیل طلبہ نے گزشتہ اکائی میں مبتدا و خبر کے مابین مطابقت کے مبحث میں پڑھی ہوگی۔

مبتدا کبھی اسم معرفہ ہوتا ہے یا پھر کوئی ایسا اسم نکرہ جس میں کسی طرح خصوصیت یا عمومیت کا معنی پیدا کر دیا گیا ہو، کیوں کہ خبر عام طور پر نکرہ ہوتی ہے۔ عام صورتوں میں مبتدا کو ہمیشہ پہلے اور خبر کو اس کے بعد لایا جاتا ہے، لیکن اگر معنی و مفہوم میں کوئی خلل واقع نہ ہو تو دونوں کو ایک دوسرے پر مقدم و مؤخر کرنا جائز ہوتا ہے۔ اور چند مقامات ایسے ہوتے ہیں جہاں خبر کو مبتدا پر مقدم کرنا ضروری ہوتا ہے، اسی طرح چند ایسی صورتیں بھی ہوتی ہیں جہاں معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔

10.3 خبر کی وجوبی تقدیم

چار مواقع پر خبر کی تقدیم واجب ہوتی ہے۔

۱۔ جب خبر شبہ جملہ یعنی ظرف یا جار مجرور ہو اور مبتدا نکرہ غیر مخصوصہ ہو اور اس نکرہ مبتدا کی نہ تو کوئی صفت لائی گئی ہو اور نہ ہی اسے مضاف بنایا گیا ہو جیسے في بيتنا رجل، عندي دينار یا جیسے قول باری تعالی "وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ" اور "عَلَى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ" اور "وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ"۔

پہلی مثال میں في حرف جر ہے، بيت مضاف ہے اور نا ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ ہے، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر في حرف جر کا مجرور ہو کر خبر مقدم ہے اور رجل مبتدا مؤخر ہے جو مبتدا ہونے کی وجہ سے ضمہ کے ساتھ مرفوع ہے۔

دوسری مثال میں عند ظرف مکان کی اضافت یاء متکلم کی جانب کی گئی ہے اور شبہ جملہ کو خبر مقدم بنا کر دینار نکرہ کو بطور مبتدا مؤخر لایا گیا ہے جو کہ مرفوع ہے۔

تیسری مثال میں بھی لدينا شبہ جملہ خبر مقدم اور مزيد مبتدا مؤخر ہے۔

اسی طرز پر چوتھی مثال میں بھی على أبصارهم شبہ جملہ یعنی جار مجرور خبر مقدم اور غشاوة نکرہ ہونے کے سبب مبتدا مؤخر واقع ہوا ہے۔

پانچویں مثال میں بھی خبر کے شبہ جملہ ہونے کی وجہ سے مبتدا پر وجوبی تقدیم کی گئی ہے، کیوں کہ فوق ظرف مکان كل ذي علم کی ترکیب اضافی کی جانب مضاف واقع ہو کر خبر مقدم ہے جب کہ عليم نکرہ غیر مخصوصہ مبتدا ہے اور وجوبی طور پر مؤخر ہے۔

اوپر سبھی مثالوں میں خبر کو وجوبی طور پر مقدم کیا گیا ہے کیوں کہ اگر اسے بعد میں لایا جاتا اور نکرہ غیر مخصصہ کو ابتدا میں ذکر کیا جاتا تو یہ وہم پیدا ہو جاتا کہ خبر اس نکرہ کی کوئی صفت ہے جس کے بعد کوئی اور کلمہ بطور خبر کے آنے والا ہے۔ البتہ اگر کسی نکرہ کی اضافت یا صفت کے ذریعہ تخصیص کر دی جائے تو خبر کو مقدم کرنا ضروری نہیں ہوتا جیسے اللہ تعالی کا قول "وَأَجَلٌ مُسَمًّى عِنْدَهُ"، چونکہ اس آیت کریمہ میں أجل نکرہ کی لفظ مسمى کے ذریعہ صفت لائی گئی ہے اس لیے وہ مبتدا بنے گا جب کہ عنده جو کہ ظرف ہے خبر واقع ہوگا۔

۲۔ جب خبر اسمائے استفہام میں سے ہو جو کہ جملہ کے شروع میں ہی آتے ہیں، یا یہ کہ کسی اسم استفہام کی طرف ان کی اضافت کر دی گئی ہو جیسے كيف حالك؟، كم عمرك؟، بنت من أنتِ؟، صبيحة أي يوم سفرك؟۔

مذکورہ سبھی مثالوں میں ترتیب وار كيف، كم، بنت اور صبيحة ترکیب میں خبر مقدم واقع ہو رہے ہیں، چنانچہ وہ پہلی دونوں مثالوں میں جو کہ كيف اور كم ہیں، اسمائے استفہام میں سے ہیں جو کہ جملہ کے شروع میں ہی آتے ہیں۔ جب کہ تیسری مثال میں کلمہ بنت ایک ایسے اسم کی طرف مضاف ہے جو اسماء استفہام میں سے ہے، اور وہ خبر مقدم ہے اور أنت ضمیر مرفوع منفصل حالت رفع میں مبتدا مؤخر ہے۔

چوتھی اور آخری مثال میں صبيحة ظرف زمان خبر مقدم ہے اور أيّ کی طرف مضاف ہے جو کہ اسماء استفہام میں سے ہے اور سفرك مبتدا مؤخر ہے۔

تیسری اور چوتھی مثالوں میں بھی خبر کی تقدیم اس لیے واجب ہوئی کہ اسماء استفہام کی جانب مضاف بننے والے کلمات بھی شروع جملہ میں ہی آتے ہیں۔

۳۔ جب مبتدا میں ایسی ضمیر ہو جو خبر کی طرف لوٹتی ہو تو خبر کو مقدم کرنا واجب ہوتا ہے جیسے **للعامل جزاء عمله ، في الدار صاحبها** یا جیسے قول باری تعالی "**أَمْ عَلَى قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا**"۔

پہلی مثال میں **جزاء عمله** مضاف ومضاف الیہ کی ترکیب کے بعد مبتدا مؤخر واقع ہو رہا ہے جس میں **ہ** ضمیر مجرور متصل خبر مقدم **للعامل** کی جانب لوٹ رہی ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے اور مبتدا کو پہلے ذکر کر دیا جائے تو اضمار قبل الذکر لازم آئے گا جو کہ نحوی اعتبار سے ضعیف و ناجائز ہے کیوں کہ ضمیر غائب کے لیے ضروری ہے کہ اس کا کوئی مرجع ہو جس کی طرف وہ لوٹے۔ البتہ کسی معنوی قرینہ یا سیاق کلام وغیرہ سے مرجع غیر مذکور کا پتہ چل رہا ہو تو اضمار قبل الذکر جائز ہوتا ہے جس کی تفصیل اضمار قبل الذکر کے مباحث میں دیکھی جا سکتی ہے۔

دوسری مثال میں بھی **صاحبها** مبتدا میں پائی جانے والی ضمیر **ها** اپنے مرجع **الدار** کی طرف لوٹ رہی ہے، اسی لیے **في الدار** خبر کو مبتدا پر مقدم کیا گیا ہے۔

تیسری مثال میں جس کا مفہوم ہے 'یا ان کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں اسی قاعدہ کی رو سے **علی قلوب** خبر کو **أقفالها** مبتدا پر وجوبا مقدم کیا گیا ہے۔

۴۔ جب مبتدا میں **الا** یا **انما** کے ذریعہ حصر کے معنی پیدا کیے گئے ہوں اور خبر کو مبتدا میں محصور کر دیا گیا ہو جیسے **ما خالق الا الله** (اللہ ہی پیدا کرنے والا ہے)، **إنما محمود من يجتهد**۔

مثال اول میں حصر کا مفہوم یہ ہے کہ خبر جو کہ لفظ **خالق** ہے اللہ کی ذات میں محصور ہے، کیوں کہ پیدا کرنے کی صفت وقدرت صرف اللہ سبحانہ وتعالی کی ذات تک محدود ہے۔ چنانچہ اس مثال میں اگر مبتدا کو مقدم کرتے ہوئے یہ کہا جاتا کہ **ما الله الا خالق** تو مفہوم ہوتا کہ اللہ صرف خالق ہے جو صراحتا باطل ہے، اس لیے کہ اس میں اللہ کے لیے محض صفت خلق ہی ثابت ہوتی ہے اور اس کی دیگر بے شمار صفات کا عدم وجود ثابت ہو جاتا۔ اسی وجہ سے اس قسم کی صورتوں میں جب خبر کو مبتدا میں محصور کرنا ہو تو اسے مبتدا سے پہلے ذکر کرنا واجب ہوتا ہے۔

دوسری مثال کی کیفیت بھی بعینہ ایسی ہی ہے جس کا مفہوم ہے کہ محنت کرنے والا ہی قابل تعریف ہے۔ اس جملہ میں **محمود** خبر مقدم ہے اور **من** اسم موصول مبتدا مؤخر، اور **يجتهد** اسم موصول **من** کا صلہ ہے۔ اس جملہ کو ہم دوسرے طریقہ سے یوں بھی کہہ سکتے ہیں **ما محمود الا من يجتهد** یعنی صرف کوشش ومحنت کرنے والا ہی قابل ستائش ہوتا ہے۔

10.4 خبر کی جوازی تقدیم

چند صورتیں ایسی ہوتی ہیں جہاں معنی میں کوئی خلل واقع نہ ہونے کی وجہ سے خبر کو مبتدا پر مقدم کرنا جائز ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں خبر اگرچہ پہلے ذکر کی جاتی ہے لیکن قرینہ کی وجہ سے یہ پتہ چل رہا ہوتا ہے کہ وہی مسند ہے جس کے ذریعہ کسی کے بارے میں کوئی خبر دی جا رہی ہے۔

چنانچہ جوازی طور پر خبر کی تقدیم کی درج ذیل شکلیں ہیں۔

١۔ جب خبر کے معنی کو اولیت دینا مقصود ہو جیسے ممنوع التدخين (سگریٹ نوشی ممنوع ہے)، مرفوع المبتدأ (مبتدا مرفوع ہوتا ہے)۔

مثال اول میں ممنوع خبر ہے جس کو جوازا مبتدا پر مقدم کیا گیا ہے جب کہ التدخين معرفہ محل رفع میں ہے، کیوں کہ خبر کو شروع جملہ میں لا کر اس میں زور اور تاکید کا مفہوم پیدا کرنا مقصود تھا۔ اسی جملہ کو اگر یوں کہا جاتا کہ "التدخين ممنوع" تو مبتدا خبر کی ایک عام ترکیب ہوتی اور خبر کی اولویت کا اثبات نہ ہوتا۔

دوسری مثال بھی بنفسہ اسی طرز پر ہے کہ مبتدا بہر حال مرفوع ہوتا ہے، گرچہ کوئی حرف جر اس پر داخل ہو کر اسے لفظا مجرور کرے تاہم تقدیری طور پر وہ ہمیشہ مرفوع ہی ہوگا۔ اسی لیے اس مثال میں خبر کے اندر اولویت کا معنی پایا جائے گا جس کے پیش نظر اسے جوازا مبتدا پر مقدم کیا گیا ہے۔

٢۔ جب مبتدا اور خبر سے پہلے کوئی حرف نفی یا استفہام آئے اور خبر صفت کا صیغہ ہو جیسے ما حاضرون أنتم ، أقائم أنت؟۔

پہلی مثال میں ما نافیہ ہے، حاضرون جمع مذکر سالم کا صیغہ خبر مقدم ہے جو واو ماقبل مضموم کے ساتھ محل رفع میں ہے، أنتم ضمیر مرفوع منفصل مبتدا ہے جس کو جوازا خبر پر مؤخر کیا گیا ہے۔

دوسری مثال ہے أقائم أنت؟ جس میں همزہ حرف استفہام ہے، قائم صفت کا صیغہ خبر مقدم ہے جو ضمہ کے ساتھ مرفوع ہے اور أنت ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مؤخر ہے۔

٣۔ جب خبر شبہ جملہ ہو اور مبتدا معرفہ ہو جیسے في العجلة الندامة ، في التأني السلامة ، أمامَ القاضي قائل الحق ، بعدَ التعب الراحة۔

پہلی مثال میں جس کا مفہوم ہے کہ پشیمانی عجلت میں ہوتی ہے، في العجلة جار مجرور خبر مقدم ہے اور الندامة مبتدا مؤخر ہے جو معرفہ ہے اور ضمہ کے ساتھ محل رفع میں ہے۔

دوسری مثال بھی اسی طرز پر ہے جس کا مفہوم ہے کہ سلامتی غور و فکر کرنے اور توقف و تاخیر میں ہے۔

تیسری مثال میں أمام القاضي ظرف زمان خبر مقدم ہے اور قائلُ مبتدا مؤخر ہے جو ضمہ کے ساتھ حالت رفعی میں ہے، الحقِ مضاف الیہ ہے جو کسرہ کے ساتھ مجرور ہے، یعنی قائل مضاف الحق مضاف الیہ کے ساتھ مل کر مبتدا واقع ہو رہا ہے۔

چوتھی مثال بھی مذکورہ طریقہ کے مطابق شبہ جملہ بشکل ظرف کے خبر مقدم واقع ہونے پر مشتمل ہے جس کا مبتدا مؤخر معرفہ ہے اور مرفوع بالضمہ ہونے کے ساتھ خبر کے بعد آیا ہے۔

مذکورہ مثالوں میں جہاں أمام اور بعد جیسے کلمے خبر ہونے کے باوجود فتحہ کے ساتھ منصوب پڑھے جاتے ہیں، جب کہ خبر کی اصل یہ ہوتی ہے کہ وہ مرفوع ہو، طلبہ کے ذہنوں میں یہ سوال آسکتا ہے کہ کیوں ان کلمات کو منصوب پڑھا گیا ہے۔ تو اس کی تشریح یہ ہے کہ خبر جب اسم جنس یا اسم مشتق ہو تو مرفوع ہوتی ہے۔ البتہ اگر وہ کوئی شبہ جملہ ہو تو ظرف اور مضاف الیہ آپس میں مل کر خبر بنتے ہیں۔ ایسی صورت میں أمام اور بعد جیسے ظروف

کوایک محذوف فعل یا شبہ فعل کا مفعول فیہ مان کر منصوب پڑھا جاتا ہے، جس میں یستقر یا کائن جیسے کلمات مقدر ہوتے ہیں۔

جب مبتدا اور خبر دونوں معرفہ ہوں اور کوئی ایسا قرینہ نہ ہو جس سے ایک دوسرے کی تعیین ممکن ہو تو مبتدا کو وجوبی طور پر خبر پر مقدم کیا جاتا ہے تاکہ مسند اور مسند الیہ کو بآسانی پہچانا جا سکے جیسے **صديقك حامد** (تمہارا دوست حامد ہے) اور **حامد صديقك** (حامد تمہارا دوست ہے)۔

پہلی مثال میں **صديقك** مسند الیہ ہے کیونکہ جملہ میں اسی کے متعلق خبر دی جارہی ہے اس لیے وہ وجوبی طور پر مبتدا بنے گا اور **حامد** اس کی خبر واقع ہوگی۔

دوسری مثال میں **حامد** ایسا اسم معرفہ ہے جس کے بارے میں **صديقك** کے ذریعہ خبر دی جارہی ہے، اسی لیے اس طرح کی حالتوں میں جہاں مبتدا اور خبر دونوں معرفہ ہوں لازمی طور پر مبتدا کو خبر پر مقدم کیا جائے گا، دوسری صورت میں مسند اور مسند الیہ کے مابین تعیین کا مسئلہ قائم رہ جائے گا اور ایک دوسرے کی شناخت ممکن نہ ہوگی۔

اسی طرح جب مبتدا اور خبر دونوں نکرہ ہوں تو لازم ہے کہ دونوں تخصیص میں مساوی ہوں اور مبتدا کو خبر پر مقدم کیا جائے جیسے **أقلّ منك دراسةً أكثر منك تجربةً** (جو تعلیم میں تم سے کم ہے وہ تجربہ میں تم سے زیادہ ہے)۔

مثال مذکور میں خبر اس شخص کے بارے میں دی جارہی ہے جو تعلیم میں کم ہے، اس لیے اس کو مسند الیہ مان کر وجوبی طور پر مبتدا مقدم بنایا جائے گا جب کہ بعد کی ترکیب ہر حال میں خبر بنے گی ورنہ یہ اشکال بنا رہے گا کہ آیا تعلیم میں کم شخص کے متعلق تجربہ میں زیادہ ہونے کی خبر دی جارہی ہے یا تجربہ میں بڑھے ہوئے شخص کے بارے میں تعلیم میں کم ہونے کی خبر دی جارہی ہے۔

اور وہ مقامات جہاں مبتدا اور خبر کی تعیین کسی قرینہ سے ہو رہی ہو تو دونوں کو ایک دوسرے پر مقدم و مؤخر کرنا جائز ہوتا ہے جیسے **طالب مجتهد غائب** یا **غائب طالب مجتهد**، **بنو أبنائنا بنونا** یا **بنونا بنو أبنائنا**۔

مذکورہ سبھی مثالوں میں قرینہ کے پائے جانے کی وجہ سے مبتدا و خبر کی ایک دوسرے پر تقدیم و خبر دونوں جائز ہوگی، کیوں کہ دونوں میں سے خواہ کسی کو بھی مقدم کریں یا مؤخر معنی ہر حال میں ایک ہی ہوگا۔ چنانچہ پہلی دونوں مثالوں میں لفظ **غائب** ہر حال میں خبر ہی واقع ہوگا کیوں کہ اسی کے ذریعہ محنتی طالب علم کے متعلق خبر دی جارہی ہے۔ ایسے ہی آخری دونوں مثالوں میں بھی **بنو أبنائنا** ہی مبتدا بنے گا خواہ خبر سے مقدم ہو یا مؤخر، کیوں کہ بیٹوں کے بیٹے یعنی پوتوں کو بیٹا تو کہا جا سکتا ہے لیکن بیٹوں کو کبھی پوتا نہیں کہا جاتا۔ اس وجہ سے ہر دو صورتوں میں **بنونا** ہی کو خبر مانا جائے گا۔

10.5 وجوب حذف الخبر

پانچ مواقع پر خبر کو وجوبا حذف کر دیا جاتا ہے۔

ا۔ خبر جب کوئی ایسی صفت ہو جس سے کوئی شبہ جملہ یعنی ظرف اور جار مجرور متعلق ہو، یہ صفت عموما **كائن**، **ثابت**، **موجود** اور **مستقر** جیسے کلمات میں سے کوئی ہوتی ہے اور خبر پر دلالت کے ساتھ محذوف ہوتی ہے جیسے **القلم عنده**، **العلم في الصدور**۔

پہلی مثال میں القلم مبتدا ہے جس کی خبر موجود وجوبی طور پر محذوف ہے اور ظرف عنده اسی محذوف صفت سے متعلق ہو کر خبر بن رہا ہے۔

دوسری مثال میں بھی العلم مبتدا معرفہ محل رفع میں ہے اور موجود یا كائن خبر مرفوع محذوف ہے جس سے جار مجرور یعنی في الصدور متعلق ہے۔

۲۔ جب مبتدا لولا یا لوما کے بعد ہو اور ان جن کا تعلق کلمات شرط غیر جازمہ سے ہو اور جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ شرط کے پائے جانے کی وجہ سے جزا نہیں پائی جا رہی ہے۔ اس صورت میں خبر کسی مطلق صیغۂ صفت جیسے کائن، موجود، ثابت، مستقر وغیرہ میں سے ایک ہوتی ہے اور وجوبا محذوف ہوتی ہے جیسے لولا الايمان لضلّ الانسان (اگر ایمان نہ ہوتا تو انسان گمراہ ہو جاتا) ، لولا الكتابة لضاع أكثر العلم (اگر لکھنا نہ ہوتا تو بیشتر علم ضائع ہو جاتا) ، لوما الطبيب ما شُفِي المريض (اگر ڈاکٹر نہ ہوتا تو مریض شفایاب نہ ہوتا)۔

پہلی مثال میں لولا کلمۂ شرط کے بعد الإيمان اسم مرفوع مبتدا ہے جس کی خبر وجوبی طور پر 'موجود' محذوف ہے۔ اس جملہ کی تقدیری عبارت ہوگی لولا الايمان موجود لضل الانسان۔

دوسری مثال میں الكتابة اسم مرفوع مبتدا ہے جبکہ كائنة یا موجودة اس کی خبر وجوبا محذوف ہے اور محل رفع میں ہے۔ اس کی تقدیر ہوگی لولا الكتابة كائنة لضاع أكثر العلم۔

تیسری مثال میں لوما کلمۂ شرط غیر جازم کے بعد واقع ہونے والا اسم الطبيب محل رفع میں مبتدا ہے جس کی خبر وجوبی طور پر محذوف ہے۔ تقدیری عبارت ہوگی لوما الطبيب موجود ما شُفِيَ المريض۔

نوٹ: لولا اور لوما کلمات شرط کے بعد آنے والی جزا اگر فعل ماضی مثبت ہے تو اس پر لام مفتوح داخل کیا جاتا ہے، اور اگر ان کلمات کا جواب فعل منفی ہے تو عام طور پر اس پر لام مفتوح داخل نہیں کیا جاتا۔

۳۔ جب وہ کسی ایسے مبتدا کی خبر بنے جو صرف قسم کے لیے وضع کیا گیا ہو، یعنی جب بھی اس کلمہ کو استعمال کیا جائے تو صرف قسم کا معنی لیا جائے اور غیر قسم کا مفہوم مراد نہ ہو جیسے لَعمرُك اِن الحياة كفاح (تمہاری عمر کی قسم یقیناً زندگی جدوجہد اور مقابلہ آرائی ہے) یا جیسے شاعر کا شعر:

لَعُمْرِي لَقَدْ لاحَتْ عُيونٌ كَثِيرَةٌ   اِلٰى ضَوْءِ نَارٍ بِالْيَفَاعِ تُحَرَّقُ

(مجھے قسم ہے تمہاری زندگی کی کہ بہت سی نگاہیں اس آگ کی روشنی کو دیکھ رہی ہیں جو مقام یفاع میں جلائی جاتی ہے)۔

پہلی مثال میں کلمہ لعمرك ایسا مبتدا ہے جو صرف قسم کا معنی لینے کے لیے بنایا گیا ہے، اسی لیے اس کی خبر لفظ قسمي ہوگی اور وجوبی طور پر محذوف ہوگی جس کی تقدیر ہوگی لعمرك قسمي یعنی حياتك هي قسمي دوسری مثال میں بھی بعینہ اسی طور پر لعمري مبتدا کے بعد قسمي خبر محذوف ہوگی اور اس کی تقدیر ہوگی لعمري قسمي یعنی حياتي هي قسمي۔

۴۔ جب مبتدا پر واو معیت کے ذریعہ عطف کیا گیا ہو تو خبر وجوبی طور پر محذوف ہوتی ہے جیسے كلّ جُنديٍ و سِلاحه، كلّ اِنسانٍ و عمله، كلّ امرئٍ و ما فعل۔

پہلی اور دوسری مثالوں میں مبتدا پر واو بمعنی مع کے ذریعہ عطف کیا گیا ہے اسی لیے اس کی خبر وجوبا محذوف ہوگی جس کی تقدیر بالترتیب یہ ہوگی **کل جندی و سلاحه مقترنان ، کل انسان و عمله مقترنان**۔

تیسری مثال میں واو معیت کے بعد جو ما آیا ہے وہ مصدریہ ہے یعنی **ما فعل** جملہ مصدر کے حکم میں ہو کر واو مصاحبت کے ذریعہ **کل امرئ** کا معطوف ہے جس کی تقدیری عبارت ہوگی **کل امرئ و فعله**، اور اس میں خبر **مقترنان** محذوف ہوگی۔

۵۔ جب مبتدا کوئی مصدر ہو یا ایسا اسم تفضیل ہو جو کسی مصدر کی طرف مضاف ہو اور ان دونوں کے بعد کوئی ایسا حال آئے جو خبر نہ بن سکے۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ حال بھی خبر کے معنی پر دلالت کرنے کی وجہ سے خبر ہی کے قائم مقام ہوتا ہے جیسے **تأديبي الطالب مسيئا ، أفضل صلاتک خاليا مما يشغلک**۔

پہلی مثال میں جس کا مفہوم ہے کہ طالب علم کو میرا سرزنش کرنا اس حال میں ہوتا ہے جب وہ کوئی بدسلوکی کرے، **تأديبي** مصدر با فاعل و مفعول بہ مبتدا ہے، **مسيئا** حال ہے **الطالب** ذوالحال کا، جب کہ خبر وجوبا محذوف ہے۔ اس پوری عبارت کی تقدیر ہوگی **تأديبي الطالب حاصل عند اساءته**۔

دوسری مثال میں **أفضل** اسم تفضیل اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا ہوگا اور اس کی خبر '**حاصل**' وجوبا محذوف ہوگی جس کی تقدیر ہوگی **أفضل صلاتک حاصل عند خلوّک مما يشغلک** یعنی تمہاری بہترین دعا یا نماز وہ ہوتی ہے جب تم اپنے تمام کاموں سے فارغ ہوتے ہو۔

مذکورہ دونوں مثالوں میں حال اس خبر محذوف یعنی **حاصل** پر دلالت کر رہا ہے جو اس کے قائم مقام آیا ہے، لیکن مبتدا سے عدم مطابقت کی وجہ سے اس میں خبر بننے کی صلاحیت نہیں پائی جاتی ہے کیوں کہ اگر ہم اس کو دونوں جملوں میں بالترتیب **تأديبي الطالب مسئ** اور **أفضل صلاتک خالٍ مما يشغلک** کہتے ہوئے خبر بنا دیں تو کوئی معنوی فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔

10.6 جواز حذف الخبر

جس طرح کبھی مبتدا کو کسی دلیل یا قرینہ کی بنیاد پر جوازا حذف کر دیا جاتا ہے جیسے کوئی سوال کرے کہ **أين قلمک؟** یا **متی الإمتحان؟** وغیرہ جس کے جواب میں **في الجيب** اور **في الأسبوع القادم** کہہ دیا جائے اور بالترتیب **قلمي** اور **الامتحان** مبتدا کو حذف کر دیا جائے، بالکل اسی طرح کبھی کبھی خبر کو بھی کسی ایسی دلیل کی موجودگی میں حذف کرنا جائز ہوتا ہے جو اس پر دلالت کر رہی ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی دریافت کرے کہ **مَن حاضر؟** تو اس کے جواب میں صرف **محمد** کہہ دیں اور **حاضر** خبر کو محذوف کر دیں۔ ایسی صورت میں خبر کا محذوف ہونا محض جوازاً ہوگا اور اس کے ذکر کے ساتھ **محمد حاضر** کہنا بھی درست ہوگا۔

دوسری مثال باری تعالی کا قول "**أُكُلُهَا دَائِمٌ وظِلُّهَا**" ہے جس میں مبتدأ ثانی **ظلها** کی خبر اس کے معطوف علیہ جملہ **أكلها دائم** کو دلیل بنا کر جوازاً محذوف ہے جس کی تقدیر ہوگی **وظلّها دائم** یا **وظلها كذلک**۔

تیسری مثال جیسے کوئی کہے کہ **دخلتُ المنتزه فإذا الأصدقاء**۔ اس مثال میں **إذا** فجائیہ کے بعد آنے والا اسم مبتدا ہے اور محل رفع میں

ہے جس کی خبر جوازاً حذف کر دی گئی ہے، تقدیری عبارت ہوگی دخلت المنتزہ فإذا الأصدقاء موجودون یعنی میں پارک میں داخل ہوا تو اچانک دوستوں کو موجود پایا۔

10.7 خبر کی اقسام

خبر کی تین قسمیں ہوتی ہیں۔

10.7.1 اسم مفرد۔ یہ ایسا اسم ہوتا ہے جو جملہ نہ ہو یہ تثنیہ یا جمع ہوسکتا ہے جیسے المدرس حاضر ، العینان مبصرتان ، الفلاحون مجِدّون ، المهندسات ماهرات ، ذلک حجر ، هذا نهر ، "أولئکَ هُمُ المُفْلِحُوْنَ" ، "أولئِکَ الذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَلَالَةَ بِالهُدَی" وغیرہ۔

مذکورہ مثالوں میں حاضر، مبصرتان، مجدون اور ماهرات ایسی خبریں ہیں جو اسم مفرد ہونے کے ساتھ ساتھ اسم مشتق ہیں اور خبر ہونے کی وجہ سے محل رفع میں ہیں، جب کہ حجر اور نهر جیسی خبریں اسم جامد ہیں۔ بطور مثال پیش کیے گئے باری تعالی کے قول "أولئک هم المفلحون" میں هم اسم ضمیر مبنی حالت رفع میں أولئک مبتدا کی خبر ہے جب کہ آخری مثال میں الذین اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر أولئک مبتدا کی خبر ہے۔

10.7.2 جملہ اسمیہ یا جملہ فعلیہ۔ خبر جب جملہ ہوتی ہے تو یا تو جملہ اسمیہ ہوتی ہے یا جملہ فعلیہ جیسے النجاح أساسه العمل ، الشعر أساسه العاطفة ، الأستاذ یُلقِی الدرس اور الطالب یُتْقِن عمله۔

خبر جب جملہ ہوتی ہے تو اس میں ایک ضمیر ظاہر یا پوشیدہ وجوبی طور پر مبتدا کی طرف راجع ہوتی ہے اور مبتدا و خبر کے درمیان ربط کا کام دیتی ہے جیسے پہلی اور دوسری مثالوں میں ہ ضمیر بارز مبتدا کی طرف لوٹ رہی ہے۔

تیسری مثال ہے الأستاذ یلقی الدرس، اس میں الأستاذ مبتدا محل رفع میں ہے، یلقی الدرس جملہ فعلیہ خبر واقع ہو رہا ہے جس کے فعل مضارع یلقی میں ھو ضمیر مستتر الأستاذ مبتدا کی طرف راجع ہے۔

چوتھی مثال میں بھی اسی طرز پر یتقن عمله جملہ فعلیہ خبر ہے جس میں فعل یتقن میں ھو کی ضمیر پوشیدہ مبتدا الطالب کی طرف لوٹ رہی ہے۔

10.7.3 شبہ جملہ۔ خبر کبھی شبہ جملہ یعنی ظرف اور جار مجرور ہوتی ہے جس سے پہلے معنی کی مناسبت سے ایک فعل یا شبہ فعل کو محذوف مانا جاتا ہے جو کہ عام طور پر موجود، کائن، ثابت، حاصل اور مستقر جیسی صفتیں یا ان کے افعال ہوتے ہیں اور شبہ جملہ کو انہیں سے متعلق کر دیا جاتا ہے جیسے الجنة تحت أقدام الأمهات ، العامل في المصنع۔

پہلی مثال میں الجنة مبتدا ہے اور تحت ظرف مکان اس کی خبر ہے، پورے جملہ کی تقدیر ہوگی الجنة کائنة تحت أقدام الأمهات۔

دوسری مثال میں العامل مبتدا محل رفع میں ہے، موجود خبر محذوف ہے جس سے في المصنع جار مجرور متعلق ہے، تقدیری عبارت ہوگی العامل موجود في المصنع یا اگر اس محذوف کو فعل مانیں تو تقدیر العامل یستقر في المصنع ہوگی۔

10.8 چند ضمنی احکام

ا۔ خبر کے لیے یہ شرط نہیں ہے کہ وہ مبتدا کے فوراً بعد آئے بلکہ بسا اوقات کسی ایک یا ایک سے زائد کلمات کے ذریعہ ان دونوں میں فصل کر دیا جاتا ہے، لیکن خبر کی ضرورت ہر حال میں باقی رہتی ہے کیوں کہ مبتدا خبر سے ہی مل کر جملہ مفیدہ بنتا ہے۔ مثالیں حسب ذیل ہیں۔

الإصلاح الزراعي مفيد، اس مثال میں **الإصلاح** مبتدا ضمہ کے ساتھ مرفوع ہے، **الزراعي** اس کی صفت ہے اور تذکیر و تانیث نیز واحد ہونے میں موصوف کے مطابق ہے، **مفید** خبر ہے جو ضمہ کے ساتھ محل رفع میں ہے۔ اگر ہم محض **الإصلاح الزراعي** کہہ کر خاموش ہو جائیں تو مفہوم ناقص رہ جائے گا اور **مفید** خبر کے بغیر مکمل نہ ہوگا۔

التلميذ الذكي المجتهد ناجح، اس مثال میں **التلميذ** مبتدا ضمہ کے ساتھ محل رفع میں ہے اور **الذکی** اور **المجتهد** اس کی صفت کے طور پر آیا ہے اور **ناجح** خبر ہے۔

صوت البلبل جميل، اس مثال میں **صوت** مبتدا مرفوع بالضمہ ہے، **البلبل** مضاف الیہ ہے جو کسرہ کے ساتھ مجرور ہے، جب کہ کلمہ **جمیل** خبر ہے جو ضمہ کے ساتھ حالت رفع میں ہے۔

اگر ہم محض **صوت البلبل** کہہ کر سکوت اختیار کر لیں تو معنی پورے طور پر مکمل نہ ہوگا اور خبر کی ضرورت ہوگی تا کہ جملہ مفیدہ بن سکے۔

زوجة صديقِ حامدٍ صالحة، اس مثال میں کلمہ **زوجة** مبتدا ہے جو محل رفع میں ہے جب کہ **صديق** مضاف الیہ مضاف ہے اور **حامدٍ** اس کا مضاف الیہ ہے، اور **صالحة** خبر ہے جو مؤنث اور واحد ہونے میں مبتدا کے مطابق ہے۔

۲۔ کبھی ایک مبتدا کی کئی خبریں آتی ہیں جیسے **المتنبي شاعر حكيم ذو طموح**۔ اس مثال میں **المتنبي** مبتدا محل رفع میں ہے جب کہ کلمات **شاعر**، **حکیم** اور **ذو طموح** اس کی خبر کے طور پر لائے گئے ہیں۔ ایسے ہی **أبوك شاعر كاتب أديب** جیسی مثال میں بھی **أبوک** مبتدا کی کئی ایک خبریں لائی گئی ہیں۔

تیسری مثال جیسے **الخطبة موجزة بديعة الأسلوب صادقة الفكرة**۔ اس مثال میں بھی **الخطبة** مبتدا محل رفع میں ہے اور کلمات **موجزة**، **بديعة الأسلوب** اور **صادقة الفكرة** اس کی خبریں واقع ہیں۔

ایک اور مثال باری تعالی کا قول "**وَهُوَ الغَفُوْرُ الوَدُوْدُ ذُوْ العَرْشِ المَجِيْدُ فَعَّالٌ لِمَا يُرِيْدُ**" ہے۔ اس آیت کریمہ میں **ھو** ضمیر بارز مبتدا ہے جو حالت رفع میں ہے جب کہ **الغفور**، **الودود**، **ذو العرش**، **المجيد** اور **فعال لما يريد** اس کی خبریں ہیں۔

۳۔ خبر تذکیر و تانیث اور وحدت و تثنیہ اور جمعیت میں مبتدا کے مطابق ہوتی ہے جیسے **المدرس حاضر**، **المدرسان حاضران**، **المدرس والطالب حاضران**، **المدرسون حاضرون**، **المدرّسة حاضرة**، **المدرّستان حاضرتان**، **المدرسّات حاضرات**۔ البتہ جب مبتدا غیر عاقل کی جمع ہو تو خبر کو مفرد مؤنث اور جمع مؤنث دونوں لانا جائز ہوتا ہے جیسے **السيارات مسرعة أو مسرعات**، **الأشجار طويلة أو طويلات**۔

۴۔ کبھی خبر میں مبتدا کی طرف لوٹنے والی کوئی ضمیر مستتر کے نہ پائے جانے کی وجہ سے خبر کی مبتدا کے ساتھ مطابقت اور عدم مطابقت دونوں جائز ہوتی ہے، مطابقت کی مثال جیسے **الشمس و القمر آیتان من آیات اللہ**، اس جملہ میں **الشمس و القمر** کو ایک دوسرے پر عطف کرتے ہوئے مبتدا بنایا گیا ہے جو ضمہ کے ساتھ محل رفع میں ہیں اور **آیتان** خبر کو ان کی مطابقت میں تثنیہ استعمال کیا گیا ہے جو اعراب بالحرف یعنی الف مابعد نون مکسور کے ساتھ محل رفع میں ہے۔

عدم مطابقت کی مثال جیسے **الناس قسمان: عالم و متعلم و لا خیر فیما بینھما**۔ مثال مذکور میں کلمہ **الناس** من حیث المعنی جمع ہے اور مبتدا واقع ہو رہا ہے جب کہ اس کی خبر **قسمان** تثنیہ ہے اور دونوں میں لفظی اعتبار سے عدم مطابقت پائی جا رہی ہے۔

10.9 مبتدا کی وجوبی تقدیم

چونکہ یہ اکائی خبر کی وجوبی وجوازی تقدیم، اس کے وجوبی وجوازی حذف اور اس کے اقسام اور بعض ضمنی احکام کے مباحث پر مشتمل ہے، اس لیے مبتدا سے متعلق مباحث اس اکائی میں شامل نہیں ہیں۔ تاہم مبتدا کے بغیر خبر کوئی جملہ مفیدہ نہیں بنتا اس لیے اجمالاً مبتدا کی وجوبی تقدیم کی صورتیں بیان کی جارہی ہیں تاکہ طلبہ خلط مبحث کا شکار نہ ہوں اور مبتدا و خبر میں باہم امتیاز کر سکیں۔

درج ذیل مقامات پر مبتدا کو خبر پر مقدم کرنا واجب ہوتا ہے۔

1۔ جب مبتدا ان کلمات میں سے ہو جو جملہ کے شروع میں ہی آتے ہیں اور وہ حسب ذیل ہیں۔

الف۔ اسماء استفہام جیسے **مَن ضربک؟ مَن أخوک؟** وغیرہ۔

ب۔ اسماء شرط جیسے **أی طالب یجتھد یتقدم، مَنْ یَتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَہٗ مَخْرَجاً**۔

ج۔ مشابہ اسم شرط جیسے **الذي یجتھد فلہ جائزۃ** بمعنی **من یجتھد فلہ جائزۃ** اور **کل طالب یسھر اللیل فھو ناجح** بمعنی **أی طالب یسھر اللیل فھو ناجح**۔

مذکورہ دونوں مثالوں میں کلمات **الذي** اور **کل** اسمائے شرط کے مشابہ ہیں اور ترکیب میں مبتدا واقع ہیں کیوں کہ ان کی خبر پر فاء کو داخل کیا گیا ہے جس طرح سے جواب شرط پر فاء داخل ہوتا ہے۔

د۔ وہ اسم کسی ایسے اسم کی طرف مضاف ہو جو جملہ کے شروع میں ہی آتا ہے جیسے **ابن مَن غائب؟ زمام کم أمر في یدک؟**۔

ہ۔ کم خبریہ جیسے **کم أستاذ في الجامعة** (یونیورسٹی میں کتنے اساتذہ ہیں)۔

و۔ ما (تعجب کے لیے) جیسے **ما أروَعَ خضرةَ الزرعِ** (کھیتی کی شادابی کیا ہی دل کش و دلفریب ہے)۔

ز۔ ایسا اسم جس پر لام مفتوح داخل ہو جس کو لام ابتدا کہا جاتا ہے جیسے **لَعبدٌ مومنٌ خیر من مشرک، لَزید أفضل من عمرو**۔

ح۔ ضمیر شان یا قصہ جیسے **ھو اللہ أحد** بمعنی **الشان اللہ أحد** اور **ھی زینب مجتھدۃ** بمعنی **القصة زینب**

مجتهدة۔

2۔ جب مبتدا اور خبر دونوں معرفہ ہوں اور کوئی ایسا قرینہ نہ ہو جس سے ایک دوسرے کی تعیین ہو سکے تو مبتدا کو وجوبی طور پر مقدم کیا جاتا ہے جیسے **محمود شارب العسل، زید عدوّی۔**

3۔ جب مبتدا اور خبر دونوں نکرہ مخصوصہ ہوں اور یہ تخصیص مساوی ہو جیسے **أضعف منک جسماً أقوی منک ذکاءً** (جو تم سے جسم میں کمزور ہے وہ ذہانت میں تم سے قوی ہے)۔

4۔ مبتدا جب کوئی اسم ہو اور اس کی خبر جملہ فعلیہ ہو جس کا فاعل ضمیر مستتر ہو جو مبتدا کی طرف لوٹتی ہو جیسے **حامد نجح، الطالب یدرس، الشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا۔**

5۔ جب خبر میں حصر کے معنی پیدا کیے گئے ہوں یعنی اس میں مبتدا کو محصور کر دیا گیا ہو خواہ لفظاً جیسے **وَمَا مُحَمَّدٌ اِلاَّ رَسُوْلٌ** یا معنیً جیسے **اِنما التهنئات للأکفاء۔**

پہلی مثال میں مبتدا جو کہ **محمد** ہے رسالت کی صفت میں محصور ہے جس کا مطلب ہے محمد ﷺ صرف ایک رسول ہیں۔ چنانچہ اگر خبر کو مقدم کرتے ہوئے یوں کہا جائے کہ **ما رسول الا محمد** تو معنی بدل جائے گا اور اس وقت معنی ہوگا کہ رسول صرف محمد ﷺ ہیں، جب کہ واقعہ ایسا نہیں ہے کیوں کہ صفت رسالت میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ساتھ دیگر بہت سارے رسول بھی ہیں۔

دوسری مثال میں بھی مبتدا معنوی طور پر اپنی خبر میں محصور ہے جس کا مطلب ہوتا ہے کہ مبارک بادیاں صرف برابر والوں کے لیے ہیں، لیکن اگر اس جملہ میں خبر کو مبتدا پر مقدم کر دیا جائے تو اس کا پورا مفہوم ہی بدل جائے گا اور اس وقت معنی ہوگا کہ برابر والوں کے لیے صرف مبارک بادیاں ہیں اور کچھ نہیں، اور ظاہر ہے کہ یہ معنی مراد نہیں۔

معلومات کی جانچ

1۔ خبر جب جملہ ہو تو کون سی چیز اس کو مبتدا سے مربوط کرتی ہے؟

2۔ مبتدا سے پہلے جب کوئی حرف جر آئے تو تقدیری طور پر مبتدا کا کیا اعراب ہوتا ہے؟

3۔ "**أَمْ عَلَى قُلُوْبٍ أَقْفَالُهَا**" میں خبر کی تعیین کیجیے۔

4۔ "**عَلَى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ**" میں خبر کو مبتدا پر کیوں مقدم کیا گیا ہے؟

5۔ أختُ مَن أنتِ؟ میں خبر کی تقدیم وجوبی ہے یا جوازی؟ وجہ بھی بتائیے۔

6۔ **ما خالق الا الله** میں خبر کو مبتدا میں کس طرح محصور کیا گیا ہے؟

7۔ **ممنوع التدخین** میں خبر کی تقدیم جوازی ہے یا وجوبی؟ وجہ تقدیم بھی ذکر کیجیے۔

8۔ جب خبر شبہ جملہ ہو اور مبتدا معرفہ ہو تو خبر کو وجوباً مقدم کیا جاتا ہے یا جوازاً؟ کوئی ایک مثال بھی دیجیے۔

9۔ أمام اور بعد جیسے کلمات خبر بننے کی صورت میں منصوب کیوں پڑھے جاتے ہیں جب کہ خبر تو مرفوع ہوتی ہے؟

10۔ جب مبتدا میں پائی جانے والی ضمیر خبر کی طرف لوٹے تو خبر کو مقدم کرتے ہیں یا مؤخر؟

11۔ حامد صدیقی میں مبتدا کو وجوبی طور پر کیوں مقدم کیا جاتا ہے؟

12۔ بنونا بنو أبنائنا اور بنو أبنائنا بنونا میں خبر کون سا کلمہ ہے اور اس کی تقدیم وتاخیر کے لیے کون سا قرینہ ہے؟

13۔ في التأنّي السلامة میں خبر کو جوازی طور پر کیوں مقدم کیا گیا ہے؟

14۔ خبر کو وجوبا حذف کرنے کی کوئی ایک صورت بتائیے۔

15۔ لو ما الطبیب ما شُفي المریض میں کس طرح کے کلمات کو خبر محذوف مانا جاتا ہے؟

16۔ جب مبتدا خالص قسم کے لیے استعمال کیا جانے والا کوئی لفظ ہو تو اس کی خبر محذوف کیا ہوتی ہے؟

17۔ شعر کا مطلب بیان کیجیے۔

لَعُمْرِي لَقَدْ لَاحَتْ عُيُونٌ كَثِيْرَةٌ　　اِلٰى ضَوْءِ نَارٍ بِالْيَفَاعِ تُحَرَّقُ

18۔ کل انسان و عمله کی خبر محذوف کیا ہوگی، نیز یہ حذف خبر وجوبی ہے یا جوازی؟

19۔ خبر کو جوازا حذف کرنے کی کوئی ایک مثال دیجیے۔

20۔ اسم مفرد سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

21۔ خبر کے جملہ اسمیہ ہونے کی کوئی ایک مثال دیجیے۔

22۔ خبر کے جملہ فعلیہ ہونے کی کوئی مثال لکھیے۔

23۔ شبہ جملہ سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

24۔ الولد المجتهد الذكي ذو خلق کی ترکیب کیجیے۔

25۔ صدیق زوج فاطمة مهندس کی کیا ترکیب ہوگی؟

26۔ الشجرات مثمرة اور الشجرات مثمرات جیسی مثالوں میں خبر کو واحد وجمع دونوں استعمال کرنا کیوں جائز ہوتا ہے؟

27۔ حامد فاعل الخیر میں مبتدا کی وجوبی تقدیم کی کیا وجہ ہے؟

28۔ اِنما الأعمال بالنیات میں خبر میں کس طور پر حصر کا معنی پایا جائے گا؟

29۔ الولد یشرب اللبن میں ضمیر کی کون سی قسم مبتدا کی طرف راجع ہے؟

30۔ ما أحسَنَ العِلمَ میں مبتدا کو وجوبی طور پر کیوں مقدم کیا گیا ہے؟

10.10 اکتسابی نتائج

مبتدا ایسا اسم ہوتا ہے جس کے متعلق کوئی خبر دی جاتی ہے اور جس بات کے ذریعہ اس مبتدا کے بارے میں کوئی خبر دی جاتی ہے وہ خبر کہلاتی

ہے اور مبتدا کی طرح ہی مرفوع ہوتی ہے چاہے وہ اسم مفرد ہو یا جملہ یا شبہ جملہ۔ خبر کے جملہ ہونے کی صورت میں کوئی ضمیر بارز یا مستتر ایک رابط کے طور پر مبتدا کی طرف راجع ہوتی ہے۔ مبتدا عام طور پر اسم معرفہ ہوتا ہے یا کوئی نکرہ مخصوصہ جب کہ خبر عام طور پر نکرہ ہوتی ہے، البتہ کبھی معرفہ کو بھی خبر بنا دیا جاتا ہے اور اگر ان دونوں کی تعیین کسی قرینہ وغیرہ سے ہو رہی ہو تو ایک دوسرے پر مقدم و مؤخر کرنا دونوں جائز ہوتا ہے۔

چار جگہوں پر خبر کو مبتدا پر مقدم کرنا واجب ہوتا ہے۔ اول یہ کہ خبر جب کوئی شبہ جملہ ہو اور مبتدا ایسا اسم نکرہ ہو جس کی تخصیص نہ کی گئی ہو، دوم یہ کہ جب خبر اسماء استفہام میں سے کوئی ہو جو جملہ کے شروع میں ہی آتے ہیں، سوم یہ کہ مبتدا میں کوئی ایسی ضمیر ہو جو خبر کی طرف راجع ہو، چہارم یہ کہ اِلّا یا اِنّمَا کے ذریعہ خبر کو مبتدا میں محصور کر دیا گیا ہو۔

خبر کی جوازی تقدیم کی بھی چند صورتیں ہوتی ہیں کیوں کہ بصورت تقدیم خبر مفہوم میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا اور کوئی قرینہ پائے جانے کی وجہ سے اس کی تعیین میں کوئی دشواری نہیں ہوتی۔ جوازی طور پر خبر کی تقدیم کی پہلی شکل یہ ہے کہ جب خبر کے معنی کو اولیت دینا مقصود ہو، دوسری صورت یہ ہے کہ جب خبر صفت کا صیغہ ہو اور جملہ کے شروع میں کوئی حرف نفی یا استفہام لایا گیا ہو، تیسری شکل یہ ہے کہ جب خبر ظرف یا جار مجرور ہو اور مبتدا معرفہ ہو۔ تاہم یہ تقدیم محض جوازی ہے وگرنہ اصول کی رو سے مبتدا کو شروع جملہ میں جب کہ خبر کو اس کے بعد ہی لایا جاتا ہے۔

وہ مواقع جہاں خبر کو وجوبا حذف کر دیا جاتا ہے پانچ ہیں۔ پہلا یہ کہ خبر کوئی ایسی صفت ہو جس سے کوئی ظرف یا جار مجرور متعلق ہو، دوسرا یہ کہ وہ کوئی ایسا صفت کا صیغہ ہو جو کلمات شرط غیر جازمہ لو لا یا لو ما کے بعد واقع ہونے والے مبتدا کی خبر بنے، تیسرا موقع یہ ہوتا ہے کہ جب وہ کسی ایسے کلمہ کی خبر بن رہی ہو جو خاص طور پر قسم کے معنی میں ہو اور کوئی دوسرا معنی مراد نہ لیا جاتا ہو، چوتھا یہ کہ جب مبتدا پر واو بمعنی مع یعنی واو مصاحبت کے ذریعہ عطف کیا گیا ہو، پانچواں موقع یہ ہوتا ہے کہ مبتدا کوئی مصدر ہو یا کوئی ایسا اسم تفضیل جس کی کسی مصدر کی طرف اضافت کی گئی ہو اس شرط کے ساتھ کہ ان دونوں کے بعد کوئی حال آئے اور اس میں خبر بننے کی صلاحیت نہ ہو۔

کبھی خبر کو کسی ایسی دلیل کے پائے جانے کے وقت جو اس پر دلالت کر رہی ہو، جوازا حذف کر دیا جاتا ہے۔ ایسا عام طور پر اس صورت میں ہوتا ہے جب مَن، ما اور أین وغیرہ اسماء استفہام کو مبتدا و خبر کی ترکیب میں استعمال کرتے ہوئے کوئی سوال کیا جائے اور جواب میں صرف مبتدا کو ذکر کر کے پوری بات سمجھ میں آجائے، یا یہ کہ دو ایسے مبتدا ہوں جن کی خبر ایک ہی ہو اور پہلے مبتدا کے بعد اس کی خبر کو ذکر کر کے دوسرے مبتدا کا اس پر عطف کر دیا جائے، یا یہ کہ وہ خبر کسی ایسے مبتدا کے بعد واقع ہو جو إذا فجائیہ کے بعد ذکر کیا گیا ہو۔

خبر کبھی اسم مشتق ہوتی ہے، کبھی اسم جامد، وہ جملہ اسمیہ بھی ہوتی ہے اور جملہ فعلیہ بھی، ایسے ہی وہ کبھی شبہ جملہ بھی ہوتی ہے۔

خبر، مبتدا موصوف کے بعد آنے والی صفتوں، ایسے ہی مبتدا مضاف کے بعد آنے والی اضافی ترکیبوں کے بعد آتی ہے اور اس کا مبتدا سے متصل ہونا ضروری نہیں ہوتا۔ ایک ہی مبتدا کی بیک وقت کئی ایک خبریں آسکتی ہیں۔ عام حالات میں خبر تذکیر و تانیث اور واحد و تثنیہ اور جمع ہونے میں مبتدا کے موافق ہوتی ہے جب کہ بعض صورتوں میں اس کے برعکس بھی جائز ہوتا ہے۔

خبر کی وجوبی تقدیم کی ہی طرح کچھ صورتوں میں مبتدا کو بھی خبر پر مقدم کرنا لازمی ہوتا ہے۔ اول یہ کہ مبتدا جب ان کلمات میں سے ہو جو ہر

حال میں جملہ کے شروع میں ہی آتے ہیں، دوم یہ کہ جب مبتداوخبر دونوں معرفہ ہوں اورایک دوسرے کی شناخت ممکن نہ ہو،سوم یہ کہ وہ دونوں ایسے نکرہ ہوں جو تخصیص میں برابر ہوں، چہارم یہ کہ مبتدا جب کوئی اسم ہو جس کی خبر جملہ فعلیہ ہواوراس خبر میں وارد فعل کی ضمیر مستتر مبتدا کی طرف لوٹ رہی ہو،پنجم یہ کہ جب الا یا انما کے ذریعہ مبتدا کو خبر میں محصور کردیا گیا ہواور خبر کو مبتدا پر مقدم کرنے کی صورت میں پورا مفہوم ہی بدل کر رہ جائے۔

10.11 تمرینات

1۔ ذیل کے جملوں کا ترجمہ کیجیے اور خبر کی نشان دہی کیجیے۔

الف: أبواب المسجد مفتوحة۔

ب: عندی خمسة أقلام۔

ج: السَّفينة تجری علی الماء۔

د: اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْض۔

ہ: یَدُ اللهِ فَوْقَ أَیْدِیْھِمْ۔

و: سِباب المؤمن فسوق وقتاله كفر۔

ز: مَقتلُ امرأةٍ وإصابةُ طفلٍ جراءَ عاصفةٍ في ألمانيا۔

2۔ درج ذیل جملوں میں خبر کی وجوبی تقدیم کے اسباب بتایئے۔

الف: على المائدة عصير۔

ب: عندی دولار۔

ج: أمام المكتبة حديقة۔

د: تحت رئاسة الوزير اجتماع۔

ہ: كم أخواتك؟

و: اِبن من أنت؟

ز: في البيت صاحبه۔

ح: ما ناجح الا المجتهد۔

ط: انما الرازق من خلق السماوات والأرض۔

ي: لرئيس القسم جزاء خدماته۔

ک: لكل حقوق وعلى كل واجبات۔

ل: متى نصر الله؟

م: للقَصّاص أسلوبه و للكاتب المسرحيّ أسلوبه۔

ن: على الشجرة ثمرها۔

3۔ ذیل کی مثالوں میں خبر کی جوازی تقدیم کی وجوہات بیان کیجیے۔

الف: ما فائز محمد۔

ب: مسموح الدخول۔

ج: لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الأُنْثَيَيْنِ۔

د: خلف رئيس الوزراء وزير الشئون الخارجية۔

ہ: لِلهِ العِزَّةُ جَمِيْعًا۔

و: أذاهبون الى الجامعة أنتم؟

ز: في الزجاجة المصباح۔

ح: منصوب خبر كان۔

4۔ ذیل کے جملوں میں خبر کی وجوبی یا جوازی تقدیم کی شناخت کیجیے۔

الف: وَفَوْقَ كُلِّ ذِىْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ۔

ب: مرفوع المبتدأ۔

ج: قلم من هذا؟

د: حاضر طالب مجتهد۔

ہ: للعامل جزاء عمله۔

و: ما خالقٌ إلا رب العرش العظيم۔

ز: أَراجِعٌ أخوك؟

ح: في التأني السلامة۔

5۔ درج ذیل جملوں میں خبر کی وجوبی حذف کی صورتیں بیان کیجیے۔

الف: لو لا التاريخ لَضاع كثير من أخبار الأسبقين۔

ب: لعمري لقد لاحت عيون كثيرة۔

ج: كل انسان و عمله۔

د: الأمهات المومنات وراء الحجاب۔

ه: ترنيمة الأطفال في الصباح۔

و: أحسن دراستک تارکا ما لا يتعلقها۔

ز: لو ما هُدَى اللهِ لضل الناس عن سواء السبيل۔

ح: لَعمری اِنّ الساعة قائمة۔

6۔ ذیل کے سوالوں کا مبتدا یا خبر کے حذف کے ساتھ جواب دیجیے۔

الف: ما اِسم أخيک؟ ب: أين الطلاب المجتهدون؟

ج: مَن في المكتب؟ د: من كاتبُ الدرسَ على السبورة؟

ه: متى رمضان؟ و: أى كتابٍ ثمينٌ؟

ز: من عندک؟ ح: متى سفرک؟

7۔ درج ذیل جملوں میں اس ضمیر کی نشاندہی کیجیے جو مبتدا کی طرف لوٹتی ہے۔

الف: الهند و باكستان تبدآن محادثات السلام۔

ب: التلميذ اللعوب رسب في الامتحان۔

ج: النجاح أساسه العمل۔

د: زيد أبوه مهندس۔

ه: الحزب المعارضة أنصارها كثيرون۔

و: الولايات المتحدة زعماءها يناقشون الارهاب في جميع أنحاء العالم۔

ز: رئيس الوزراء شدّد قبضته على الإِعلام۔

ح: وزير الشئون المالية يعرض مقترحات جديدة للميزانية الهندية۔

8۔ ذیل کے جملوں کو مناسب خبر سے پر کیجیے۔

الف: حامد و على__________ ب: الأولاد الذين يلعبون في الشوارع__________

ج: الطلاب__________ د: الجنة__________

ه: __________غشاوة و: أكبر منک سنا__________

ز:	رجال العلم---------	ح:	لسان الأديب العبقري جافٌ و قلمه---------

9۔ درج ذیل شعر کا ترجمہ کیجیے اور مبتدا و خبر کی نشاندہی کیجیے۔

هَذَا بْنُ خَيرِ عِبَادِ اللهِ كُلِّهِم　　هَذَا النَّقِيُّ التَّقِيُّ الطَّاهِرُ العَلَمُ

10۔ ذیل کی عبارت پر اعراب لگائیے اور مبتدا خبر بتائیے۔

في المدرسة فصول كثيرة، فصلنا واسع، فيه نافذتان كبيرتان، السِباحة رياضة، والعَدو رياضة، واللعب بكرة القدم رياضة، كل رياضة لها أهمية، وفيها منافع۔

عندى مفاتيح كثيرة ، هذا مفتاح الغرفة وذلک مفتاح السيارة ، في بلدنا مساجد و مدارس كثيرة ، وفنادق قليلة، هولاء الفتيات زميلاتى، أبوهن طبيب و أمهن مدرّسة۔

11۔ خبر کی کتنی قسمیں ہوتی ہیں، بیان کیجیے۔

12۔ درج ذیل شعر کا ترجمہ کیجیے اور مبتدا و خبر بتائیے۔

أَنَا البَحرُ فِي أَحْشَائِهِ الدُّرُّ كَامِنٌ　　فَهَلْ سَأَلُوا الغَوَّاصَ عَنْ صَدَفَاتِي

13۔ درج ذیل شعر کا ترجمہ کیجیے اور خبر کی وجوبی تقدیم کا سبب بتائیے۔

بَيْنِي وَبَيْنَکَ خُطْوَةٌ　　اِنْ تَخْطُهَا فَرَجْتَ عَنِّي

14۔ ذیل کے شعر پر اعراب لگائیے اور خبر کے وجوبی حذف کی وجہ بتلائیے۔

هُوَ النَّبِيُّ الَّذِي لَوْلَا هِدَايَتُهُ　　لَكَانَ أَعْلَمُ مَنْ فِي الأَرْضِ كَالهَمَجِ

15۔ ذیل کے جملوں میں خبر کی قسموں کی نشان دہی کیجیے اور اس کی وجوبی یا جوازی تقدیم و تاخیر کے اسباب بتائیے۔

الف:	الملک سلمان مُصمّم على المحاسبة في قضية جمال خاشُقْجِي۔

ب:	فَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا وَ هِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا۔

ج:	لسان العاقل وراء قلبه۔

د:	الله نعم المعين۔

ه:	الخيانة بئس الخلق۔

و:	لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَ لَهُمْ فِي الآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔

ز:	أكمل المؤمنين إيمانا أحسنهم أخلاقا۔

ح:	الإدارة الصادقة تُحيي الأمل۔

ط: الجواد خلقه كريم۔

ي: الحمد لله رب العالمين۔

ک: قلق أممي إزاء تزايد الهجمات ضد المدنيين بأفغانستان۔

16۔ درج ذیل جملوں میں خبر کے وجوبی یا جوازی حذف کی صورتیں واضح کیجیے۔

الف: لو لا العلم ما تقدمت البشرية۔

ب: كل فنّان و موهبته۔

ج: أكثر أَكْلِي الفاكهةَ ناضجةً۔

د: استيقظت فإذا الفجر۔

ہ: لو لا زيد لأكرمتك۔

و: كل ناقة و راكبها۔

ز: يَمِينُ اللهِ لأَقِفنّ من وراء رأيي۔

ح: لعمرك لينجحنّ الطالب المُجِدّ المجتهد۔

10.12 فرہنگ

الفاظ		معانی
أَلف: درس میں وارد الفاظ		
لدينا	:	ہمارے پاس
أبصار	:	بصر کی جمع، آنکھ، نگاہ، قوت باصرہ، دیکھنے کی طاقت
غشاوة	:	پردہ، جھلی، فِعالة کے وزن پر اسم آلہ ہے، وہ چیز جس سے کچھ ڈھانپا جائے
أقفال	:	قفل کی جمع، تالے
أجل	:	عرصہ، مدت، وقت مقرر
مسمىً	:	متعین، مقرر
صبيحة	:	صبح
العامل	:	مزدور، ورکر
صاحبها	:	صاحب الدار، گھر والا

أَم	:	حرف عطف بمعنی یا، کبھی بل کے معنی میں بھی آتا ہے
قرينة	:	قرینہ، کوئی لفظی یا معنوی علامت
ممنوع	:	منع ہے
التدخين	:	سگریٹ نوشی، تمباکو نوشی
العَجَلة	:	جلدی، جلدبازی، تیزی
الندامة	:	ندامت، شرمندگی، پشیمانی
التأني	:	آہستہ روی، توقف، تاخیر
التعب	:	تھکان
دراسة	:	تعلیم، مطالعہ، تحقیق، اسٹڈی، معاینہ
اِبن الاِبن	:	پوتا
الصدور	:	صدر کی جمع، سینہ
ضلّ يضلّ	:	گمراہ ہونا، بھٹک جانا
ضاع يضيع	:	ضائع ہونا، تلف ہونا، رائگاں جانا
شُفِيَ يُشفَى	:	صحت یاب ہونا، افاقہ ہونا، شفایاب ہونا (بمعنی اشتفَى)
العليل	:	بیمار، مریض
لَعمرى	:	میری زندگی کی قسم
لاح يلوح	:	چمکنا، جھلملانا، دکھائی دینا، ظاہر ہونا، نمایاں ہونا
ضوء	:	روشنی
اليفاع	:	ایک جگہ کا نام
تُحرَق	:	جلائی جاتی ہے
كِفاح	:	جدوجہد، مزاحمت، دفاع
جندى	:	فوجی، سپاہی
سِلاح	:	ہتھیار، اسلحہ
تأديب	:	سزا دینا، تربیت کرنا، اخلاق سنوارنا، مہذب بنانا، علوم ادب سکھانا، اصلاح کرنا

أساءيسئ	:	غلط یا برا کام کرنا، بدسلوکی کرنا، گستاخی کرنا
خُلُوّ	:	خالی ہونا، تنہائی، تخلیہ، خلوت
أُكُل	:	پھل، رزق
ظِل	:	سایہ
المنتزه	:	پارک، تفریح گاہ، سیر گاہ
أعداء	:	عدوّ کی جمع، دشمن
اشترى يشترى	:	خریدنا
الضلالة	:	گمراہی
مبصرتان	:	مُبصرة کا تثنیہ، دیکھنے والی، بینا، نگراں، محافظ
مُجِدون	:	مُجِدّ کی جمع، محنت وکوشش کرنے والے، سنجیدہ لوگ، محنتی لوگ
المفلحون	:	المُفلح کی جمع، کامیاب لوگ
أساس	:	بنیاد، بنا
العاطفة	:	جذبہ
أتقن يُتقَن	:	مضبوط و پختہ کرنا، مہارت حاصل ہونا
أقدام	:	قدم کی جمع، پیر
المصنع	:	فیکٹری
مستقر	:	قیام پذیر ہونے والا، رہنے والا، قرار پذیر
الإِصلاح	:	اصلاح، تصحیح، ریفارم
الزراعی	:	زراعتی، ایگریکلچرل
الذکی	:	ذہین، زود فہم
البلبل	:	بلبل (ایک پرندہ)
ذوطموح	:	صاحب عزم، بلند ہمت، بڑی توقعات والا
موجزة	:	مختصر، بلیغ، حشو و زوائد سے پاک
بديعة الأسلوب	:	اسلوب میں عمدہ، طرز بیان میں انوکھا، طرز نگارش میں بے مثال

صادقة الفكرة	:	خیالات میں سچا، مبنی برحقیقت آئیڈیا
الودود	:	بہت محبت کرنے والا، اللہ تعالی کے اسماء حسنی میں سے ایک نام
المجید	:	باری تعالی کا ایک نام، عظیم، بلندتر، باعزت، صاحب عظمت
فعّال	:	صیغۂ مبالغہ، بہت کرنے والا
آیتان	:	آیة کا تثنیہ، نشانی، علامت
اتّقی یتّقي	:	دل میں خوف خدا رکھنا، تقوی اختیار کرنا
مخرج	:	راستہ، نکلنے کی جگہ
جائزة	:	انعام
سَهِر يسهَر	:	شب بیداری کرنا، رات کو جاگنا
زمام	:	باگ ڈور، نکیل، لگام، وہ رسی یا ڈوری جو ناک کے سوراخ میں سے نکال کر باگ سے باندھی جائے
ماأروَعَ!	:	صیغۂ تعجب، کیا ہی دل کش ہے! کتنا دلفریب وجاذب نظر ہے!
شارب	:	پینے والا، نوش کرنے والا
العسل	:	شہد
ذكاء	:	ذہانت، فطانت، چالاکی، ہوشیاری، زیرکی
جری یجری	:	چلنا، دوڑنا، رواں دواں ہونا، جاری ہونا
مستقَر	:	وقت مقرر، جائے مقررہ
التهنئات	:	مبارک بادیاں
الأكفاء	:	الكفٔ کی جمع، ہم پلہ، ہم رتبہ، مماثل، برابر، اہل، لائق، قابل، باصلاحیت
مثمِرة	:	ثمر آور، پھل دار، پھل دینے والا

ب: تمرینات میں وارد الفاظ

السفينة	:	کشتی
يد الله	:	اللہ کی حمایت ومدد
سِباب	:	گالی گلوج، بدزبانی، بدکلامی، سب وشتم
فسوق	:	راہ حق سے انحراف، حدود شریعت سے تجاوز

قتال	:	جنگ
مقتل	:	قتل، ہلاکت، موت، ہلاک ہونا
اِصابة	:	زخمی ہونا، زخم پہنچنا
جَراء	:	وجہ، سبب
عاصفة	:	آندھی، تیز ہوا
ألمانيا	:	جرمنی
المائدة	:	دسترخوان، ٹیبل
عصير	:	رس، جوس، عرق
دولار	:	ڈالر
رئاسة	:	صدارت
اجتماع	:	میٹنگ
رئيس القسم	:	صدرشعبہ
واجبات	:	واجب کی جمع، فرض، ذمہ داری، فریضہ، ڈیوٹی
قصّاص	:	قصہ گو، ناول نگار، افسانہ نگار
الكاتب المسرحي	:	ڈرامہ نگار
فائز	:	کامیاب وکامران
مسموح	:	جائز، اجازت شدہ، اجازت ہے
الذَكر	:	نر، مذکر
حظ	:	حصہ، نصیب، قسمت
الأُنثيين	:	الأنثى کا تثنیہ، دوعورتیں
رئيس الوزراء	:	وزیراعظم، پرائم منسٹر
وزير الشئون الداخلية	:	وزیر برائے داخلی امور، ہوم منسٹر
العزة	:	غلبہ، عزت
الزجاجة	:	شیشہ، کانچ، آبگینہ، شیشہ کا برتن، لیمپ

المصباح	:	چراغ
أخبار	:	خبریں
الأسبقين	:	پہلے کے لوگ، گزرے ہوئے لوگ
وراءالحجاب	:	پردہ کے پیچھے، پردہ نشیں
ترنيمة	:	گیت، لوری، نغمہ، گانا
سواءالسبيل	:	سیدھاراستہ، راہِ حق
بدأيبدأ	:	شروع کرنا، آغاز کرنا
محادثات السلام	:	پیس ٹاک، گفتگو برائے امن وسلامتی
اللعوب	:	کھیلنے والا، تفریح باز
رسب يرسب	:	فیل ہونا، ناکام ہونا
مهندس	:	انجینیر
الحزب	:	پارٹی، جماعت
المعارضة	:	مخالفت کرنے والی، ردوقدح کرنے والی
الحزب المعارضة	:	مخالف پارٹی، اپوزیشن پارٹی
أنصار	:	ناصر کی جمع، حمایت ومدد کرنے والے، تائید کرنے والے، سپورٹرز
الولايات المتحدة	:	ریاستہائے متحدہ امریکہ، یو۔ایس
زعماء	:	زعیم کی جمع، لیڈر، رہنما، قائد
ناقش يناقش	:	بحث ومباحثہ کرنا، تبادلۂ خیال کرنا
الإرهاب	:	دہشت گردی
شدّدیُشدد	:	بہت مضبوط و پختہ کرنا، کس کے باندھنا، باندھنا
قبضة	:	گرفت، پکڑ، کنٹرول
الإعلام	:	میڈیا، ذرائع ابلاغ، اطلاع
وزير الشئون المالية	:	وزیر برائے مالیاتی امور، فینانس منسٹر
عرض يعرض	:	پیش کرنا، سامنے لانا

مقترحات	: مقترح کی جمع، تجویز، تجاویز
الميزانية	: بجٹ، آمدنی واخراجات کا گوشوارہ
الشوارع	: الشارع کی جمع، سڑک، راستہ، گلی
العبقري	: غیر معمولی اور حیرت انگیز صلاحیتوں کا مالک، باکمال، بے مثال ولاثانی
جافّ	: خشک، خاموش
النقي	: خالص، صاف، چیدہ، چنندہ
التقي	: تقوی شعار، متقی، خوف خدار کھنے والا، گناہوں سے باز رہنے والا
العَلم	: سردار قوم، نمایاں ومعروف شخص
نافذة	: کھڑکی، جھروکا
السِباحة	: تیراکی
رياضة	: ورزش
العَدُو	: دوڑ
كرة القدم	: فٹ بال
منافع	: منفعة کی جمع، فوائد
مفاتيح	: مفتاح کی جمع، کنجی، چابی
فنادق	: فُندق کی جمع، ہوٹل
فتيات	: فتاة کی جمع، لڑکی، دوشیزہ
زميلات	: زميلة کی جمع، ہم جماعت، درجہ کی ساتھی، کلاس فیلو، رفیق کار
أحشاء	: حشا کی جمع، پیٹ، اندرونی چیزیں، جگر، دل
الدر	: موتی، بڑا اور شاندار موتی
كامن	: مخفی، پوشیدہ
الغوّاص	غوطہ خور، غوطہ لگانے والا
صدفات	صَدَفَة کی جمع، سیپ، موتی کا خول
خُطْوَة	: قدم، ڈگ، ایک قدم کا فاصلہ

خطا يخطو	:	چلنا، قدم اٹھانا
فرّج يُفرّج	:	کشادہ کرنا، تکلیف یا غم دور کرنا
الهمج	:	بے ڈھنگے لوگ، وحشی لوگ، بے وقوف و پھوہڑ
مصمِّم	:	پرعزم، پختہ ارادہ والا، عزم مصمم کا حامل
المحاسبة	:	محاسبہ، جواب دہی، ذمہ داری
قضية	:	مسئلہ، معاملہ، نزاعی مسئلہ
كأيِّن	:	بمعنی کم خبریہ عدد کثیر کے لیے، کتنے ہی، بہت سارے
خاوية	:	خالی، بے آباد، منہدم ومسمار
عروش	:	عرش کی جمع، بنیاد، چھت
المُعين	:	مددگار، حمایتی
الخيانة	:	خیانت، بددیانتی
خِزیٌ	:	ذلت ورسوائی، بدنامی، شرمندگی، عار
الإِدارة	:	انتظام، نظم ونسق، ایڈمنسٹریشن، انتظامیہ
أحيى يُحيي	:	زندہ کرنا، روح پھونکنا، جان ڈالنا
الأمل	:	امید، آرزو، توقع
الجوّاد	:	سخی، فیاض، دادودہش والا، فراخ دل
قلق	:	تشویش، آزردگی، اضطراب، پریشانی، بے چینی، بے قراری
أممي	:	الأمم المتحدة کا مخفف، اقوام متحدہ، یونائیٹڈ نیشنس
اِزاء	:	مقابل، سامنے، بوجہ، بسبب، کے چلتے، کے تئیں
تزايد	:	افزودگی، افزائش، بڑھوتری، زیادہ ہونا
الهجمات	:	الهجمة کی جمع، حملہ، اٹیک
المَدَنيين	:	المدني کی جمع، شہری، باشندگان ملک
تقدم يتقدم	:	ترقی کرنا، آگے بڑھنا، پیش قدمی کرنا، پیش رفت کرنا
البشرية	:	انسانیت

فنّان	:	فن کار، آرٹسٹ، ماہر، خداداد صلاحیتوں کا حامل
مَوھبة	:	ملکہ ومہارت، خداداد صلاحیت وقابلیت، فطری صلاحیت، کمال
أَكْلٌ	:	کھانا، کھانے کا عمل، تناول کرنا
ناضجة	:	پکا ہوا، کھانے کے قابل، لائق تناول، عمدہ
يمين الله	:	بخدا، اللہ کی قسم، اللہ کے نام پر حلف اٹھانا

10.13 نمونے کے امتحانی سوالات

1۔ خبر مفرد، خبر جملہ اور خبر شبہ جملہ سے آپ کیا سمجھتے ہیں، مثالوں کے ذریعہ سمجھائیے۔

2۔ وجوبی طور پر خبر کتنی صورتوں میں مبتدا پر مقدم ہوتی ہے؟ مع مثال لکھیے۔

3۔ کن صورتوں میں خبر کو مبتدا پر جوازاً مقدم کیا جاتا ہے، مثالوں کے ذریعہ بیان کیجیے۔

4۔ مبتدا و خبر کی ایک دوسرے پر جوازی تقدیم وتاخیر سے کیا مراد ہے، چند مثالوں کے ذریعہ وضاحت کیجیے۔

5۔ کن مواقع پر خبر کو وجوبی طور پر حذف کیا جاتا ہے، مع مثال بیان کیجیے۔

6۔ جواز حذف الخبر سے آپ کیا سمجھتے ہیں، مثالوں سے واضح کیجیے۔

7۔ وہ کون سے کلمات ہیں جو جملہ کے شروع میں ہی استعمال کیے جاتے ہیں اور مبتدا بنتے ہیں، ہر ایک کے لیے مثالیں بھی لائیے۔

8۔ کتنی صورتوں میں مبتدا کو خبر پر مقدم کرنا واجب ہوتا ہے، مثالوں سے واضح کیجیے۔

9۔ مبتدا میں کس طور پر حصر کا معنی پیدا کیا جاتا ہے، چند مثالوں کے ذریعہ سمجھائیے۔

10۔ "وَمَا مُحَمَّدٌ اِلّاَ رَسُوْلٌ" اور اِنما التهنئات للأكفاء میں کس طرح خبر کو مبتدا میں محصور کیا گیا ہے، سمجھائیے۔

11۔ ذیل کے جملوں کی نحوی ترکیب کیجیے۔

١۔ المندوب السوری تحدث اللغه العربية۔

٢۔ عدد سكان الهند أكثر من بليون و مائة و خمسة و عشرين مليون نسمة۔

٣۔ في مكتب رئيس الوزراء مِلَفّات۔

۴۔ العاطلون عن العمل معظمهم في عاصمة الدولة۔

۵۔ عقوبة الغرامة المالية فُرضت على الجاني۔

٦۔ المؤتمر الدولي للسلام متوقع في الشهر القادم۔

۷۔ أمام شارع جامعة مولانا آزاد الوطنية الأردية جِسر۔

12۔ درج ذیل جملوں پر اعراب لگائیے اور مبتدا خبر بتائیے۔

١۔ خرج رئيس الجامعة من مكتبه فإذا المطر۔

٢۔ في فصل فاطمة طالبات من اليابان و الفرنسا و الألمانيا۔

٣۔ مذكرة توبيخ أُصدرت لأحد مترجمي الأمم المتحدة۔

٤۔ كم طبيبة في مستشفى الولادة؟

٥۔ لنا ثلاثة أعمام و عمّتان۔

٦۔ للفائز على جائزة نوبيل للسلام تهنئات و تبريكات۔

٧۔ المجتمع الدولي يبذل جهودا جبارة لإعادة السلام في العصر الراهن۔

٨۔ معظم سكّان بعض البلاد يعيشون تحت خط الفقر۔

٩۔ للسفير الأمريكي لدى الهند مذكرة من قبل المتظاهرين الهنود۔

10.14 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

1۔	النحو الواضح	علي الجارم و مصطفى أمين
2۔	القواعد الأساسية في النحو و الصرف	يوسف الحمادي ، محمد محمد الشناوي ، محمد شفيق عطا
3۔	ملخص قواعد اللغة العربية	فؤاد نعمة
4۔	جامع الدروس العربية	الشيخ مصطفٰى الغلاييني
5۔	الدليل الى قواعد اللغة العربية	حسن نور الدين
6۔	فیض النحو	شیر افگن ندوی

اکائی 11 افعال ناقصہ

اکائی کے اجزا

11.1 مقصد
11.2 تمہید
11.3 افعال ناقصہ
11.4 افعال ناقصہ کی تصریف
11.4.1 تام التصریف
11.4.2 ناقص التصریف
11.4.3 جامد
11.5 ملحقات صار
11.6 افعال ناقصہ بمعنی صار
11.7 افعال ناقصہ بشکل تامہ
11.8 افعال ناقصہ کا اسم
11.9 افعال ناقصہ کی خبر
11.10 افعال ناقصہ کے اسم وخبر کی تقدیم وتاخیر
11.10.1 اسم افعال ناقصہ کی وجوبی تقدیم
11.10.2 خبر افعال ناقصہ کی وجوبی تقدیم
11.10.3 خبر افعال ناقصہ کی جوازی تقدیم

11.11 چند ضمنی احکام

11.12 اکتسابی نتائج

11.13 تمرینات

11.14 فرہنگ

11.15 نمونے کے امتحانی سوالات

11.16 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

11.1 مقصد

اس اکائی کا مقصد یہ ہے کہ طلبہ ان افعال ناقصہ سے واقف ہوں جنہیں افعال تو کہا جاتا ہے اور ان ہی افعال تامہ کے اوزان پر ان کے صیغے آتے ہیں، تاہم جس طرح فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ بناتا ہے یہ افعال اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ کی ترکیب میں ہوتے ہیں اور مختلف معانی میں مستعمل ہو کر خبر کے زمانہ کی تعیین کرتے ہیں۔ ان میں کچھ ایسے ہوتے ہیں جو کبھی کسی ایک ہی فعل کے معنی میں مستعمل ہوتے ہیں، کچھ ایسے ہوتے ہیں جو کبھی فعل تام کی طرح فاعل سے مل کر جملہ بناتے ہیں اور ان کو خبر کی ضرورت نہیں ہوتی، اور اس وقت وہ ناقص نہیں بلکہ تام کہلاتے ہیں۔ ان میں کچھ تام التصریف ہوتے ہیں، کچھ ناقص التصریف اور کچھ جامد۔ چونکہ یہ افعال مبتدا خبر پر داخل ہو کر ان کے نام، اعراب اور معنوی حالت میں تبدیلی پیدا کر دیتے ہیں اسی لیے ان کے اسم وخبر کی بھی کچھ صورتیں بنتی ہیں۔ یہ اکائی ان ہی سب مباحث پر مشتمل ہے جن سے طلبہ کو آگاہ وروشناس کرنا مقصود ہے۔

11.2 تمہید

گزشتہ اکائیوں میں ہم نے تفصیل سے مبتدا وخبر کے بارے میں پڑھا اور ان کے احکام واقسام اور ایک دوسرے پر تقدیم وتاخیر کے اصولوں سے واقف ہوئے۔ کوئی بھی جملہ جو مبتدا وخبر پر مشتمل ہو، جملہ اسمیہ کہلاتا ہے جس میں مبتدا کوئی اسم ہوتا ہے خواہ اسم ظاہر ہو یا اسم ضمیر، جب کہ خبر کوئی اسم مفرد ہوتی ہے یا کوئی جملہ یا پھر کوئی شبہ جملہ، اور دونوں یعنی مبتدا وخبر اعراب بالحرف یا اعراب بالحرکت کے ذریعہ ظاہری یا تقدیری طور پر محل رفع میں ہوتے ہیں۔ تاہم کچھ ایسے افعال بھی ہوتے ہیں جو مبتدا وخبر کی ترکیب پر داخل ہوتے ہیں اور ان کی معنوی حالت، ان کے اعراب اور ان کے سابقہ نام کو تبدیل کر دیتے ہیں جس کے بعد مبتدا ان افعال کا اسم جب کہ خبر ان کی خبر کہلاتی ہے۔ یہ افعال چونکہ عام فعلوں کی طرح نہیں ہوتے جو کبھی صرف فاعل کے ساتھ مل کر اور کبھی فاعل ومفعول دونوں کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ مفیدہ بناتے ہیں بلکہ ان افعال کو اپنے اسم کے ساتھ خبر کی ضرورت ہوتی ہے جس کے بغیر ان کے معانی کی ادائیگی مکمل نہیں ہوتی، اسی لیے ان افعال کو افعال ناقصہ کہا جاتا ہے۔

یہ افعال اپنے معنی کے اعتبار سے زمانہ کا مفہوم لیے ہوتے ہیں جن میں کبھی ان کے صیغوں کے لحاظ سے زمانہ کا تعین ہوتا ہے اور کبھی کسی قرینہ کی رعایت سے۔ کچھ ایسے ہوتے ہیں جو کسی خاص مدت تک متصف ہوتے ہیں، کچھ اپنی پوری مدت تک، کچھ خبر کے استمرار پر دلالت کرتے ہیں، کچھ خبر کی نفی پر۔ تاہم یہ تمام صورتیں کسی نہ کسی طور پر وقت اور زمانہ کے مفہوم سے مربوط ہوتی ہیں۔ ان میں کچھ ایسے بھی افعال ہیں جو ناقص ہونے کی صورت میں کسی ایک ہی فعل کے معنی میں محدود ہوتے ہیں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان میں سے بیشتر بطور فعل تام استعمال کیے جاتے ہیں اور صرف فاعل سے مل کر جملہ پورا کرتے ہیں اور اس وقت ان کا حکم عام فعلوں کا ہوتا ہے۔

افعال ناقصہ میں کچھ ایسے ہوتے ہیں جو بغیر کسی شرط کے استعمال ہوتے ہیں جب کہ چند ایک کو بطور فعل ناقص استعمال کرنے کے واسطے کچھ شرطوں کو ملحوظ رکھنا پڑتا ہے۔ کچھ ایسے ہوتے ہیں جن سے ماضی، مضارع اور امر کی گردانیں آتی ہیں، کچھ ایسے بھی جن سے صرف ماضی اور مضارع کی، جب کہ چند ایسے بھی ہوتے ہیں جن سے صرف ماضی ہی کی گردانیں آتی ہیں اور انہیں جامد کہا جاتا ہے۔

چونکہ یہ افعال اصلا فعل ہی ہوتے ہیں گرچہ مبتدا اور خبر کو اپنا اسم اور خبر بناتے ہیں، اسی لیے ان کے اسم پر فاعل سے مشابہت کی وجہ سے

فاعل ہی کے سارے احکام نافذ ہوتے ہیں جب کہ ان کی خبر پر جملہ اسمیہ کی خبر کے سارے احکام، ماسوا اعرابی حالت کے، جاری ہوتے ہیں، جن میں سے ہر ایک کی تشریح دوران سبق آئے گی۔

11.3 افعال ناقصہ

یہ وہ افعال ہیں جو مصدری معنی سے خالی ہوتے ہیں اور جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر خبر کے زمانہ کی تعیین کے ساتھ مبتدا کو فاعل کے مماثل ہونے کی وجہ سے رفع دیتے ہیں جو کہ ان کا اسم کہلاتا ہے جبکہ خبر کو مفعول بہ سے مشابہ ہونے کے سبب نصب دیتے ہیں اور وہ ان افعال کی خبر کہلاتی ہے۔ چونکہ یہ افعال صرف اپنے اسم مرفوع سے مل کر جملہ پورا نہیں کرتے بلکہ خبر کے محتاج ہوتے ہیں اسی لیے ان کو افعال ناقصہ کہا جاتا ہے۔

فعل ناقص کی طرح فعل متعدی بھی صرف فاعل سے بات پوری نہیں کرتا بلکہ مفعول بہ کا محتاج ہوتا ہے، تاہم اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کو بھی فعل ناقص کہہ دیا جائے کیوں کہ صفت احتیاج میں گرچہ کہ دونوں مشترک ہیں لیکن دونوں کے درمیان بہت فرق ہے۔ اول یہ کہ فعل متعدی کا مفعول بہ کلام سے متعلق ہوتا ہے جس سے قطع نظر کرنا ممکن ہے برخلاف فعل ناقص کی خبر کے کہ اس سے صرف نظر کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ بلفظ دیگر یہ کہا جا سکتا ہے کہ فعل متعدی کا احتیاج ناقص ہے جب کہ فعل ناقص کا احتیاج تام۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ مفعول بہ کسی بھی جملہ مفیدہ کا محض ایک حصہ ہوتا ہے اور اس کا رکن نہیں ہوتا اسی لیے اس کے ذکر کے بغیر جملہ تو مکمل ہو جاتا ہے مگر سامع کو کچھ خلجان باقی رہ جاتا ہے۔ برخلاف اس کے فعل ناقص کی خبر جملہ کا رکن ہوتی ہے، اس لیے کہ جملہ میں دو چیزیں ہوا کرتی ہیں، ایک تو مسند الیہ دوسرا مسند اور ان دونوں کے بغیر جملہ مکمل نہیں ہوتا۔ چنانچہ فعل متعدی میں اگر صرف فعل با فاعل ذکر کر دیا جائے اور مفعول بہ کو ترک کر دیا جائے تو جملہ کے دونوں ارکان مسند و مسند الیہ کے مذکور ہونے کے سبب جملہ تو پورا ہو جاتا ہے تاہم بات کچھ نا تمام رہ جاتی ہے مثلا **کتب حامد** ایک جملہ ہے جس میں حامد کے کاتب ہونے کا علم تو ہو گیا مگر مفعول بہ یعنی جو چیز لکھی گئی کا علم نہ ہونے کے سبب قاری یا سامع کے ذہن میں کچھ خلجان باقی رہ گیا، جب کہ فعل ناقص میں خبر کے ذکر کے بغیر بات بالکلیہ نا تمام رہ جاتی ہے اور سامع کو کوئی مطلب سمجھ میں نہیں آتا، یہاں تک کہ اس کی خبر کا بھی ذکر نہ کر دیا جائے۔ تیسرے یہ کہ فعل ناقص کا احتیاج الیہ یعنی اس کی خبر مسند ہوتی ہے جو عمدہ کلام میں سے ہے جب کہ فعل متعدی کا احتیاج الیہ مفعول بہ ہوتا ہے اور تمام مفاعل فضلات کلام میں سے ہوتے ہیں۔ کیوں کہ عمدہ کلام اور فضلہ کلام کے مابین صرف فرق ہی نہیں بلکہ تضاد بھی ہے، اس لیے ہر حال میں فعل ناقص کی خبر کا وجود ضروری ہوتا ہے۔ تاہم ان تمام صورتوں کے باوجود فعل ناقص کی خبر کو مفعول بہ کے مشابہ ہونے کی وجہ سے منصوب پڑھا جاتا ہے۔

افعال ناقصہ کی تعداد تیرہ ہے۔

۱۔ كَانَ	۲۔ صَارَ	۳۔ لَيسَ	۴۔ أَصبَحَ	۵۔ أَضحَى	۶۔ أَمسَى
۷۔ ظَلَّ	۸۔ بَاتَ	۹۔ مَازَالَ	۱۰۔ مَابَرِحَ	۱۱۔ مَافَتِئَ	۱۲۔ مَاانفَكَّ
۱۳۔ مَادَامَ					

مذکورہ تمام افعال ناقصہ میں سے ہر ایک کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

کان: یہ اپنے صیغوں ماضی، مضارع اور امر کے مطابق خبر کے زمانہ کو بتاتا ہے، اور مبتدا کو جس صفت کے ساتھ متصف کیا جا رہا ہے اس کا

تعلق ماضی، مضارع یا امر میں پائے جانے والے کسی زمانہ سے ہے جیسے کان الزحامُ شدیداً (بھیڑ سخت تھی)، یکون اللیمونُ حامضاً (لیمو کھٹا ہوتا ہے)، کُن مجتھداً (محنتی بن جاؤ) یا جیسے شاعر کا شعر:

وَكُنْ كَرِيْمًا تَجِدْ كَرِيْمًا فِي مَدْحِهِ يَا أَبَا المُغِيْثِ

پہلی مثال میں کان کے داخل ہونے سے پہلے جملہ تھا الزحام شدید بھیڑ سخت ہے، اس جملہ میں الزحام مبتدا اور شدید اس کی خبر ہے، مگر جب اس جملہ اسمیہ پر کان داخل ہوا تو اس نے مبتدا کو اپنا اسم مرفوع بنالیا اور خبر کو اپنی خبر بناتے ہوئے منصوب کر دیا جس کو شدیدٌ مرفوع کے بجائے شدیداً منصوب پڑھا گیا۔ ساتھ ہی کان فعل نے اپنے اسم کو اپنی خبر کے ساتھ زمانہ ماضی میں متصف کر دیا۔ اس طرح کہ کان فعل ناقص نے جملہ اسمیہ "الزحام شدید" میں لفظی ومعنوی دونوں قسم کی تبدیلیاں پیدا کردیں۔ ترکیب کے اعتبار سے کان فعل اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

دوسری مثال میں یکون فعل مضارع ہے اور حال کے معنی پر دلالت کر رہا ہے، اس کے داخل ہونے سے پہلے جملہ مبتدا و خبر کی ترکیب میں تھا، مگر جب یکون فعل ناقص اس پر آیا تو اعرابی ومعنوی دونوں قسم کی تبدیلیاں اس جملہ پر رونما ہوئیں اور اللیمون مبتدا یکون فعل ناقص کا اسم کہلایا جبکہ حامض خبر اعرابی تبدیلی کے بعد اس کی خبر۔

تیسری مثال فعل امر پر مشتمل ہے جو کان کے صیغہ امر کے داخل ہونے سے پہلے مبتدا و خبر کی ترکیب میں أنت مجتھد تھا، چنانچہ جب کان فعل ناقص کے امر کا صیغہ اس پر داخل ہوا تو اس میں أنت کی پوشیدہ ضمیر اس کا اسم بنی اور مجتھداً اس کی خبر۔

چوتھی مثال میں شعر کے اندر وارد ہونے والا فعل امر کُن مذکورہ قاعدہ کی رو سے کلمہ کریما کو اپنی خبر بنا رہا ہے اور اس میں أنت کی ضمیر پوشیدہ اس کا اسم ہے۔

مذکورہ تمام مثالوں میں اگر ہم صرف فعل کو اسم کے ساتھ ذکر کریں اور خبر نہ لائیں تو کوئی بات سمجھ میں نہیں آئے گی، جب کہ عام افعال میں فعل اور اس کے فاعل کو ذکر کر دیا جائے تو بات سمجھ میں آجاتی ہے جیسے 'اصطرخ الزحامُ' (بھیڑ نے شور مچایا)، تو بات پورے طور پر سمجھ میں آگئی لیکن 'کان الزحام' یعنی مجمع تھا کہنے سے بات مکمل نہیں ہوتی ہے بلکہ خبر کی ضرورت پڑتی ہے جیسے کان محمود جالساً (محمود بیٹھا تھا)، اسی لیے کان فعل ناقص اور اس کے تمام اخوات کو افعال ناقصہ کہا جاتا ہے۔

نوٹ: کان فعل ناقص کبھی زمانہ کی قید سے خالی ہوتا ہے اور ماضی، حال اور مستقبل سبھی زمانوں پر محیط ہوتا ہے جیسے باری تعالی کا قول "وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْماً حَكِيْماً" یعنی اللہ سبحانہ وتعالی علیم وحکیم تھا، ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ ایسے ہی قول باری تعالی "وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْراً" (قدرت تعالی ہر زمانے میں جاری ومستمر ہے)۔

صار: یہ اپنے اسم کو خبر کی صورت میں تبدیل ہو جانے کو بتاتا ہے یعنی مبتدا کا ایک حالت سے دوسری حالت میں تبدیل ہو جانا، چاہے زمانہ کوئی ہو جیسے صار العدوُّ صدیقاً (دوست دشمن بن گیا)، صار العبدُ حراً (غلام آزاد ہوگیا)، صار البرتقالُ عصیراً (نارنگی جوس بن گئی)، یصیر الثلجُ ماءاً (برف پانی ہوجاتا ہے)۔

پہلی، دوسری اور تیسری مثالوں میں صار فعل ناقص جملہ اسمیہ پر داخل ہوا اور اسم کو خبر کی صورت میں تبدیل کر دیا اور یہ تبدیلی صار کے

فعل ماضی کا صیغہ ہونے کی وجہ سے زمانہ ماضی میں رونما ہوئی، جب کہ چوتھی اور آخری مثال میں یصیر فعل مضارع کا صیغہ ہے جس کی وجہ سے اسم کا خبر کی صورت میں بدل جانا زمانۂ حال میں ہے، نیز خبر فتحہ کے ساتھ محل نصب میں ہے۔

لیس: یہ اپنے اسم کے لیے خبر کی نفی کرتا ہے اور یہ نفی زمانۂ حال کے لیے خاص ہوتی ہے، جب تک کہ کسی اور زمانہ یعنی ماضی و مستقبل کی تعیین کے لیے کوئی قرینہ نہ پایا جائے جیسے **لیس النجاحُ سهلاً** (کامیابی آسان نہیں ہے)، **لیس الخادمُ ضعیفاً** (ملازم کمزور نہیں ہے)، **لیس رئیسُ الوزراء موجوداً في مكتبه أمسِ** (کل وزیر اعظم اپنے آفس میں موجود نہیں تھے)، **لیست الطالبة حاضرة غداً** (کل طالبہ نہیں آئے گی)۔

پہلی اور دوسری مثالوں میں لیس فعل ناقص نے اپنے اسم کے لیے جس خبر کی نفی کی وہ نفی زمانہ حال میں ہے کیونکہ کسی دوسرے زمانہ کے لیے کوئی قرینہ موجود نہیں ہے، جب کہ تیسری مثال میں کلمہ أمسِ کی وجہ سے وہی نفی زمانہ ماضی میں ہوگئی، اور چوتھی مثال میں غداً کی مناسبت سے قرینہ نفی زمانۂ مستقبل تھا اس لیے وہ نفی زمانہ مستقبل میں پائی گئی۔

یہ فعل جامد ہے جس سے صرف ماضی کے صیغے آتے ہیں جیسے لیس ، لیسا ، لیسوا ، لیست ، لستَ ، لستما ، لستم ، لستِ ، لسنَ اور لسنا وغیرہ۔ چنانچہ اگر یہ صیغے مستعمل نہ ہوتے تو بجا طور پر اسے کوئی حرف نفی کہا جا سکتا تھا، مگر چونکہ یہ فعل کی علامتیں قبول کرتا ہے اور مختلف صیغوں میں مستعمل ہے اس لیے فعل کہلاتا ہے، تاہم کسی قرینہ کی عدم موجودگی میں زمانہ حال کے مفہوم کے لیے ہی خاص ہے۔

أصبح ، أضحی ، أمسی: یہ تینوں افعال اپنے اسم کو خبر کے ساتھ اپنے اپنے اوقات یعنی بالترتیب صبح کے وقت، چاشت کے وقت اور شام کے وقت تک متصف بتانے کے لیے آتے ہیں جیسے **أصبح الجوُّ ممطراً** ، **أصبحت الأشجارُ ناضرةً** ، **أضحی المهندسُ مشتغلاً بعمله** ، **أمسی البابُ مفتوحاً**۔

پہلی اور دوسری مثالیں أصبح فعل ناقص کی ہیں جو مبتدا و خبر پر داخل ہوا ہے اور پھر الجو کو پہلی مثال میں اور الأشجار کو دوسری مثال میں اپنا اسم بنا کر مرفوع جبکہ ممطرا اور ناضرۃ کو خبر بنا کر منصوب کر دیا ہے۔ ان دونوں مثالوں کا بالترتیب مفہوم ہے 'فضا صبح تک یا صبح میں ابر آلود رہی' اور 'درخت صبح میں تر و تازہ و سرسبز رہے' اور یہی مفہوم ہے اسم کا اپنی خبر کے ساتھ صبح کے وقت میں متصف ہونے کا۔

دوسری مثال أضحی فعل ناقص کی ہے جس کا معنی ہے 'انجینیر چاشت کے وقت اپنے کام میں مشغول رہا' یعنی أضحی کا اسم اپنی خبر کے ساتھ وقت ضحی تک متصف ہے۔

تیسری مثال کا مطلب ہے 'دروازہ شام میں یا شام تک کھلا رہا' مثال مذکور میں الباب ، أمسی فعل ناقص کا اسم ہے اور مفتوحاً اس کی خبر، اس شرط کے ساتھ کہ دروازہ کا کھلا رہنا شام کے وقت تک متصف ہے۔

ظَلَّ: یہ اپنے اسم کو خبر کے ساتھ اپنے وقت کی پوری مدت یعنی پورے دن بھر میں متصف بتانے کے لیے آتا ہے جیسے **ظل المطرُ غزیراً** (بارش دن بھر موسلا دھار رہی)، **ظَلَلتُ مُکبّاً علی عملي** (میں دن بھر اپنے کام میں منہمک رہا)۔

مذکورہ دونوں مثالوں میں ظل فعل ناقص کے مبتدا و خبر پر داخل ہونے کے بعد ان میں لفظی تبدیلی کے ساتھ معنوی تبدیلی یہ پیدا ہوئی کہ اس کا اسم اپنی خبر کے ساتھ پورے دن بھر کی مدت تک متصف ہو گیا، چنانچہ بارش کا موسلا دھار ہونا اور میرا اپنے کام میں منہمک رہنا ظل فعل

ناقص کے کل وقت یعنی دن بھر تک میں متصف ہے۔

کبھی ظلّ فعل ناقص اپنے اسم کو خبر کے ساتھ طویل مدت تک متصف بتانے کے لیے بھی مستعمل ہوتا ہے اور اس وقت صرف پورے دن بھر نہیں بلکہ وقت کثیر کے معنی پر مشتمل ہوتا ہے جیسے **یَظَلّ الوضعُ متوَتِّراً علی حدود البلدین** (دونوں ممالک کی سرحدوں پر صورت حال کشیدہ رہتی ہے)

بات: یہ بھی اپنے اسم کو خبر کے ساتھ اپنے وقت کی پوری مدت یعنی رات بھر تک متصف بتانے کے لیے آتا ہے جیسے **بات النجمُ لامعاً** (ستارہ رات بھر چمکتا رہا)، **باتتِ الفتاةُ باکیةً** (دوشیزہ رات بھر روتی رہی)۔

دونوں ہی مثالوں میں بات فعل ناقص اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ اس کا اسم خبر کے ساتھ اس کی کل مدت یعنی رات بھر تک متصف ہے، البتہ النجم اسم مذکر کی مناسبت سے بات فعل مذکر جبکہ الفتاة مؤنث کی مناسبت سے باتت فعل مؤنث کا استعمال کیا گیا ہے جیسا کہ فاعل کے مطابق فعل کی تذکیر وتانیث کی مختلف حالتوں میں کیا جاتا ہے۔

مازال، ما برِحَ، ما فتِئ، ما انفک: یہ چاروں افعال خبر کے استمرار پر دلالت کرتے ہیں، ان افعال کے عمل کے لیے شرط یہ ہے کہ ان سے پہلے کوئی حرف نفی، نہی یا دعاء ہو۔ عام طور پر ان افعال سے پہلے حرف نفی 'ما' ہوتا ہے، کبھی لا اور لن بھی، ایسے ہی کبھی لائے نہی اور دعاء بھی۔ مثالیں حسب ذیل ہیں:

مازال المؤمنُ بعیداً عن المعاصی	(مومن ہمیشہ گناہوں سے دور رہا)
لا یزال الحرُّ شدیداً	(گرمی اب تک سخت ہے)
لم یزل ولا یزال حیاً	(اللہ تعالی ہمیشہ سے زندہ رہا ہے اور ہمیشہ رہے گا)
لا تزل بعیدا عن الجریمة	(جرم سے برابر دور رہو)
لا زِلتَ حیاً	(جیتے رہو)
ما برح التلمیذ غائبا	(طالب علم برابر غیر حاضر رہا)
ما برح العمل مستمرا	(کام ہمیشہ جاری رہا)
لا یبرَح المریض نائما	(بیمار اب تک سو رہا ہے)
لا أبرح مکاني مادمتَ غائبا	(جب تک تم غیر حاضر ہو میں اپنی جگہ پر ہی رہوں گا)
لن نبرح علیه عاکفین	(ہم اس کی عبادت میں لگے رہیں گے)
ما فَتِئ الیهود عدوا للإسلام	(یہود برابر اسلام کے دشمن رہے)
لا یفتأ التاجر رابحا بصدقه	(تاجر اپنی صداقت وایمانداری کے سبب ہمیشہ فائدہ میں رہتا ہے)
لا تفتأ قریبا من الوالدین	(ماں باپ سے ہمیشہ قریب رہو)
لن یفتأ الشرق مناهضا للغرب	(مشرق ہمیشہ مغرب کی مخالفت کرتا رہے گا)

ماانفک الطفل نائما (بچہ برابر سوتا رہا)

ماانفک الناس یتساءلون (لوگ برابر سوال کرتے رہے)

لا ینفک الورد جمیلا (گلاب ہمیشہ خوبصورت ہوتا ہے)

لن ینفک أعداء الاسلام یکیدون له (اسلام کے دشمن ہمیشہ اس کے خلاف ریشہ دوانیاں کرتے رہیں گے)

لا تنفک مجتهدا (ہمیشہ کوشش کرتے رہو)

لا انفککتَ بخیر (ہمیشہ خیریت سے رہو)

درج بالا سبھی مثالوں میں مازال، مابرح، ما فتئ اور ما انفک افعال ناقصہ مبتدا وخبر پر داخل ہوکر خبر کے استمرار کے معنی پر دلالت کر رہے ہیں، نیز یہ کہ ان سے پہلے حروف نفی، نہی یا دعا میں سے کوئی نہ کوئی حرف وارد ہے جیسا کہ مذکورہ مثالوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔ البتہ نفی کے لیے شرط نہیں ہے کہ وہ ہمیشہ کسی حرف کے ذریعہ ہو بلکہ وہ نفی کسی فعل کے ذریعہ بھی ہو سکتی ہے جیسے لستَ تبرح محببا الی الناس (تم ہمیشہ لوگوں کے نزدیک محبوب و پسندیدہ ہو)، یا کبھی کسی اسم کے ذریعہ بھی جیسے المؤظف الوفیّ غیرُ مُنفَکٍّ قائما بالواجب (وفادار ملازم ہمیشہ اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرتا ہے)۔

اعراب کے اعتبار سے بھی ان چاروں افعال نے مبتدا وخبر میں تبدیلی پیدا کی چنانچہ مبتدا کو اپنا اسم بنایا اور خبر کو اپنی خبر بناتے ہوئے منصوب کر دیا جس کا مثالوں میں مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔

مادام: یہ مدت بیان کرنے کے لیے آتا ہے اور اپنے ماقبل جملہ کے استمرار کو اپنے اسم اور خبر تک محدود کر دیتا ہے جیسے تنفع العبادة مادام الایمان ثابتا (عبادت ایمان کے سلامت رہنے تک فائدہ بخش رہتی ہے)، لن ینتصر العدو ما دام التعاون قائما (دشمن ہرگز کامیاب نہ ہوگا جب تک تعاون قائم ہے)، لا تعبر الشارع مادامت الإشارة حمراء (سگنل کے سرخ رہنے تک سڑک پار مت کرو)، قول باری تعالی "أَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا" (مجھے نماز اور زکاۃ کا حکم دیا جب تک میں زندہ ہوں)، لا ابرح مکانی ما دمتَ غائبا (میں اپنی جگہ پر ہی رہوں گا جب تک تم غیر حاضر ہو)۔

مذکورہ سبھی مثالوں میں مادام فعل ناقص نے مبتدا وخبر پر داخل ہوکر انہیں اپنا اسم اور خبر بنالیا، ساتھ ہی اپنے ماقبل جملوں کے استمرار کو ان تک محدود کر دیا۔ کیوں کہ ان جملوں میں جن کاموں کے ہونے کی بات کہی جا رہی ہے وہ اسی وقت تک قابل عمل اور مطلوب ہیں جب تک مادام کے اسم وخبر قائم ہیں، بصورت دیگر ان اعمال کی معنویت وطلب باقی نہیں رہ جائے گی۔

ما دام بھی لیس کی طرح جامد ہے جس سے صرف ماضی کا صیغہ آتا ہے، اور اس کے عمل کے لیے شرط ہوتی ہے کہ اس سے قبل "ما" مصدریہ ظرفیہ آئے۔ چونکہ یہ "ما" اپنے بعد آنے والے فعل کو مصدر کے معنی میں کر دیتا ہے ساتھ ہی یہ ظرفیت کے معنی پر بھی مشتمل ہوتا ہے اسی لیے اسے مامصدریہ ظرفیہ کہا جاتا ہے۔ چنانچہ ما دمتُ حیا کا معنی ہوگا مدّةَ دوامِ حیاتی یعنی میری زندگی باقی رہنے تک، اور مادمتَ غائبا کا معنی ہوگا مدة دوامک غائبا یعنی تمہارے غائب رہنے تک۔

مادام کے استعمال کے لیے دوسری شرط یہ ہوتی ہے کہ اس سے پہلے کوئی جملہ ہو جس کے استمرار کو یہ اپنے اسم وخبر تک محدود کرے۔

11.4 افعال ناقصہ کی تصریف

افعال ناقصہ میں کچھ ایسے افعال ہوتے ہیں جن میں ماضی، مضارع اور امر تینوں کے صیغے آتے ہیں، جبکہ کچھ ایسے ہوتے ہیں جن سے صرف ماضی اور مضارع کے صیغے آتے ہیں، اور بعض ایسے جن سے ماضی کے سوا کوئی اور صیغہ نہیں آتا، بایں طور ان کی تین قسمیں بنتی ہیں جنھیں بالترتیب تام التصریف، ناقص التصریف اور جامد یا غیر متصرف کہا جاتا ہے، تفصیل حسب ذیل ہے:

11.4.1 تام التصریف: یہ وہ افعال ناقصہ ہیں جن سے ماضی، مضارع اور امر تینوں کے صیغے آتے ہیں اسی لیے ان کو تام التصریف کہا جاتا ہے اور یہ سبھی ماضی کی طرح عمل کرتے ہیں، چنانچہ اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔ ان کی تعداد سات ہے جو یہ ہیں: **كان ، صار ، ظل ، بات ، أصبح ، أضحى ، أمسى** مثلا: **كان البيت نظيفا ، يكون العسل حلوا ، كونوا قردةً خاسئين ، أمسى الطفل جائعا ، يمسى المجتهد مسرورا ، كونوا يدا واحدا** وغیرہ۔

مذکورہ سبھی مثالوں میں افعال ناقصہ ماضی، مضارع اور امر تینوں کے صیغوں میں استعمال ہوئے ہیں، آخری مثال میں ضمیر مرفوع "أنتم" وجوبی طور پر امر کے صیغہ میں مستتر ہے اور وہی فعل ناقص "كونوا" کا اسم ہے اور "يدا واحدا" منصوب اس کی خبر ہے۔

11.4.2 ناقص التصریف: یہ چار افعال ہیں جن سے صرف ماضی اور مضارع کے صیغے آتے ہیں اور امر ان سے نہیں آتا اور وہ ہیں: **مازال ، مابرح ، مافتئ ،ماانفک**، ان چاروں سے صرف ماضی ومضارع ہی آتے ہیں امر نہیں آتا جیسے **مازال الولد باسماً ، لاتزال الصدقة نافعة ، مابرح الهواء نقيا ، لايبرح القضاة عادلين ، مافتئ الماء رائقا ، لايفتأ المجتهد ناجحا ، ما انفک التلاميذ في الملعب ، لاينفک الغرب مع علمه و فنه في الظلمات**۔

11.4.3 جامد: یہ وہ افعال ناقصہ ہیں جو ہمیشہ ایک ہی حالت پر رہتے ہیں اور ان سے صرف ماضی کے صیغے آتے ہیں اور وہ ہیں **ليس** اور **مادام**، چنانچہ ان دونوں افعال سے کبھی مضارع اور امر کے صیغے نہیں آتے جیسے **ليس الجوّ معتدلا ، لسنا ساخرين ، لاتقرأ مادام النور ضئيلا ، لاتتعرض للبرد مادمت مريضا**۔

11.5 ملحقات صار

کچھ ایسے افعال بھی ہوتے ہیں جو "صار" کا معنی دیتے ہیں اور ملحقات صار کہلاتے ہیں، اور وہ صار کا معنی دینے کے ساتھ اسی کی طرح عمل کرتے ہیں چنانچہ وہ بھی مبتدا اور خبر پر داخل ہو کر مبتدا کو اپنا اسم اور خبر کو اپنی خبر بنا لیتے ہیں، مثالیں حسب ذیل ہیں:

عاد البلد خرابا	بمعنی	**صار البلد خرابا**	(شہر ویران ہو گیا)
آض الطفل شابا	بمعنی	**صار الطفل شابا**	(بچہ جوان ہو گیا)
غدا الحاكم محكوما	بمعنی	**صار الحاكم محكوما**	(حاکم محکوم ہو گیا)
راح الإنسان ذئبا	بمعنی	**صار الانسان ذئبا**	(انسان بھیڑیا ہو گیا)
تحول والد محمود شيخا	بمعنی	**صار والد محمود شيخا**	(محمود کے والد بوڑھے ہو گئے)

حار الفقير غنيا	بمعنی	صار الفقير غنيا	(فقیر مالدار ہو گیا)
استحال رئيس القسم عميد الكلية	بمعنی	صار رئيس القسم عميد الكلية	(صدر شعبہ فیکلٹی کے ڈین ہو گئے)
انقلب الأعمى بصيراً	بمعنی	صار الأعمى بصيراً	(اندھا بینا ہو گیا)
تبدّل الماء ثلجا	بمعنی	صار الماء ثلجا	(پانی برف ہو گیا)
ألقاه على وجهه فارتدّ بصيرا	بمعنی	فصار بصيراً	(اس کو ان کے چہرے پر ڈال دیا تو وہ بینا ہو گئے)
تحول الصديق عدواً	بمعنی	صار الصديق عدواً	(دوست دشمن بن گیا)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے: **لا ترجعوا بعدي كفاراً يضرب بعضكم رقاب بعض** (میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو)۔

مذکورہ سبھی مثالوں میں جو افعال وارد ہوئے ہیں وہ مبتدا وخبر پر داخل ہو کر صار کے معنی میں مستعمل ہوتے ہیں اس لیے ان کا عمل بھی فعل ناقص کا سا ہوتا ہے چنانچہ وہ اسم کو مرفوع اور خبر کو منصوب کر دیتے ہیں، مگر یہ افعال جب صار کے معنی میں نہ ہوں تو ایسی صورت میں ان کا حکم عام فعلوں کا سا ہوتا ہے اور فعل فاعل کی ترکیب سے جملہ پورا ہو جاتا ہے اور ان کو خبر کی ضرورت نہیں پڑتی ہے۔ چند مثالیں حسب ذیل ہیں:

مشينا مِشيةَ الليث غَدَا والليث غضبان یعنی ہم اس شیر کی چال چلے جو صبح میں نکلا اس حال میں کہ وہ غصہ میں ہو، اس مثال میں ''غدا'' فعل ماضی تام ہے اور صرف فاعل سے مل کر جملہ پورا کر رہا ہے جس کا معنی ہوتا ہے صبح کے وقت چلنا۔

وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللهَ شَيْئاً یعنی جو اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جائے تو وہ اللہ تعالی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا، باری تعالی کے اس قول میں ینقلب فعل تام ہے جس میں ھُوَ کی ضمیر مستتر اس کا فاعل ہے اور خبر کی چنداں ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ صار کے معنی میں مستعمل نہیں ہے۔

عاد وزير الشئون الخارجية من فرنسا یعنی وزیر برائے خارجی امور فرانس سے لوٹے، اس مثال میں عاد فعل تام ہے اور صرف فاعل سے جملہ پورا کر رہا ہے اور خبر کی ضرورت نہیں ہے۔

استحال الأمر بمعنی کام محال ہو گیا، یہاں بھی استحال فعل محض فاعل سے جملہ مفیدہ بنا رہا ہے اور خبر کی ضرورت نہیں ہے۔

آض المريض من المستشفى یعنی مریض ہاسپٹل سے لوٹ آیا۔

رجع أبي من مكة یعنی میرے والد مکہ سے لوٹے۔

باری تعالی کا قول ہے: ''اِنَّهُ ظَنَّ أَنْ لَنْ يَحُوْرَ'' یعنی اس نے سوچ رکھا ہے کہ وہ واپس نہیں پلٹے گا۔ مثال مذکورہ میں بھی یحور فعل تام ہے جس میں ھُوَ کی ضمیر پوشیدہ اس کا فاعل ہے۔

11.6 افعال ناقصہ بمعنی صار

افعال ناقصہ میں کچھ ایسے افعال بھی ہوتے ہیں جو صار کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں اور یہ مبتدا وخبر پر داخل ہو کر اپنے اسم کو خبر کی

صورت میں تبدیل ہوجانے کو بتاتے ہیں، اور وہ افعال ہیں کان ، أصبح ، أضحی ، أمسی ، ظل ، بات۔ یہ سبھی افعال صار کے معنی میں اس وقت مستعمل ہوتے ہیں جب کوئی ایسا قرینہ ہو جس سے معلوم ہو رہا ہو کہ یہ افعال اپنے اسم کو خبر کے ساتھ اپنے اوقات تک متصف بتانے کے لیے مستعمل نہیں ہیں جن کے لیے ان کو استعمال کیا جاتا ہے جیسی کان الماء ثلجا یعنی پانی برف ہوگیا، یا جیسے باری تعالی کا قول "فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ" یعنی صار من المغرقین کہ وہ ہوگیا ڈوبنے والوں میں۔ یا جیسے قول باری تعالی "وَ فُتِحَتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ أَبْوَاباً۔ وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَاباً" أي صارت أبوابا و صارت سرابا بمعنی اور آسمان کھولا جائے گا تو اس میں دروازے ہوجائیں گے اور پہاڑ چلائے جائیں گے تو وہ ریت ہوکر رہ جائیں گے۔

أصبح کی مثال جیسے اللہ تعالی کا قول ہے "وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَاناً" یعنی صِرتم بنعمتہ اِخوانا۔

یا جیسے قول باری تعالی "قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَاءُكُمْ غَوْراً فَمَنْ يَأْتِيْكُمْ بِمَاءٍ مَعِيْنٍ" یعنی صار ماء کم غوراً۔

أضحی کی مثال: أضحی الحادث خطیرا بمعنی صار الحادث خطیراً یعنی حادثہ خطرناک ہوگیا، یا جیسے أضحت الآبار کثیرة المیاه بمعنی صارت الآبار کثیرة المیاه یعنی کنویں میں بہت پانی ہوگیا۔

أمسی کی مثال: أمسی الولد شابا بمعنی صار الولد شابا ، أمسی المجهول معلوما بمعنی صار المجهول معلوما، یا جیسے شاعر رسول حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں کہا گیا شعر:

فَأَمْسَى سِرَاجاً مُسْتَنِيْراً وَ هَادِياً يَلُوْحُ كَمَا لَاحَ الصَّقِيْلُ الْمُهَنَّدُ

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہوگئے ایک روشن اور راستہ دکھانے والے چراغ جو اس طرح چمک رہے ہیں جس طرح ہندوستانی صیقل شدہ تلوار چمکتی ہے۔

ظل کی مثال: قول باری تعالی ہے "وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالأُنْثَى ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدّاً وَهُوَ كَظِيْمٌ" یعنی صار وجهه مسوداً کہ اس کا چہرہ سیاہ ہوجاتا ہے۔

دوسری مثال قول باری تعالی ہے: "فَظَلَّتْ أَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِيْنَ" یعنی صارت أعناقهم لها خاضعين (تو ہوجائیں قوم کے سربرآوردہ اور بڑے لوگ اس نشانی کے سامنے سرنگوں)۔

بات کی مثال: جیسے بات المدرس مدیراً یعنی صار المدرس مدیراً بمعنی مدرس پرنسپل ہوگیا۔

مذکورہ سبھی مثالوں میں افعال ناقصہ کان ، أصبح ، أضحی ، أمسی ، ظل اور بات ان معنوں میں مستعمل نہیں ہیں جہاں وہ اپنے اسم کو خبر کے ساتھ اپنے اوقات تک متصف بتانے کے لیے آتے ہیں بلکہ وہ صار کے معنی میں ہیں کیونکہ اگر ان کو اپنے اصل معانی میں مستعمل مانا جائے تو جملوں کا پورا مفہوم انہیں اوقات تک محدود ہوجائے گا جب کہ مثالوں میں ان کے استعمال سے وقت کا اتصاف مراد نہیں ہے، چنانچہ اگر ہم فأمسی سراجا مستنیرا و هادیاً سے یہ معنی لیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شام کے وقت میں ایک روشن اور راہ نما چراغ ہیں جو کہ أمسی فعل ناقص کا معنی ہوتا ہے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت و روشنی کا چراغ اسی ایک شام کے وقت تک متصف و محدود ہوجائیگا اور ظاہر ہے کہ یہ معنی

مراد ہو ہی نہیں سکتا۔

11.7 افعال ناقصہ بشکل تامہ

ما فتی، مازال اور لیس کے علاوہ سارے ہی افعال ناقصہ تام بھی استعمال ہوتے ہیں یعنی عام فعلوں کی طرح صرف مسند الیہ کو فاعل ہونے کی بنا پر مرفوع کرتے ہوئے جملہ پورا کرتے ہیں اور خبر کے محتاج نہیں ہوتے، اور جب ایسا ہو یعنی وہ صرف فاعل کے ساتھ مل کر جملہ مکمل کر رہے ہوں تو حسب ذیل معنوں میں مستعمل ہوتے ہیں:

ا۔ کان: بمعنی ثبت، وقع، حدث، حصل یا وُجد یعنی ہوا یا ہو جیسے تَلبدت السماء فکان المطرُ، سأتابع أخباره أینما کان، یا جیسے قول باری تعالی "اِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَیْئاً أَنْ یَقُوْلَ لَهُ کُنْ فَیَکُونُ" اور جیسے باری تعالی کا قول "وِإِنْ کَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلی مَیْسَرَةٍ"، ما شاء اللہ کان و مالم یشأ لم یکن بمعنی ما شاء وقع اور مالم یشأ لم یقع، ینبت الزرع حیث یکون الماء۔

مثال اول میں کان بطور فعل تام استعمال ہوا ہے اور صرف اپنے فاعل سے مل کر جملہ پورا کر رہا ہے اور خبر کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ حصل کے معنی میں مستعمل ہے، جس کا مطلب ہے آسمان ابر آلود ہوا پھر بارش ہوئی۔

دوسری مثال میں بھی کان فعل تام ہے اور اس میں ھو کی ضمیر پوشیدہ جو اس کا فاعل ہے، جو جملہ کے پچھلے حصہ میں وارد ضمیر مجرور متصل ہُ کی جانب راجع ہے، پورے جملہ کا مفہوم ہے: وہ جہاں کہیں بھی ہو میں اس کا پتہ لگاتا رہوں گا۔ سو یہاں پر کان بمعنی وُجد ہے۔

تیسری مثال بھی جو باری تعالی کا قول ہے کان کے فعل تام مستعمل ہونے پر مشتمل ہے، جس میں "کن" اور "یکون" امر کے صیغے ہیں اور صرف فاعل کے ساتھ ہی اپنا معنی مکمل کر رہے ہیں، آیت کا ترجمہ ہے: اس کا حکم تو ایسا ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے کہتا ہے ہو جا، پس وہ چیز ہو جاتی ہے۔

چوتھی مثال میں بھی کان بطور فعل تام مستعمل ہے اور صرف فاعل سے ہی مل کر جملہ مکمل کر رہا ہے اور خبر کی ضرورت نہیں ہے، آیت کا ترجمہ ہے: اگر کوئی تنگ دست ہو تو فراخی تک اسے مہلت دو۔

پانچویں مثال میں بھی کان فعل تام ہے اور وقع یعنی ہوا کے معنی میں استعمال ہوا ہے جس کا مطلب ہے: اللہ نے جو چاہا وہ ہوا اور جو نہیں چاہا وہ نہیں ہوا۔ چنانچہ اس مثال میں بھی وہ صرف فاعل یعنی ضمیر مستتر ھو سے مل کر جملہ پورا کر رہا ہے۔

چھٹی مثال میں بھی یکون بطور فعل تام کے وارد ہے اور صرف فاعل الماء سے مل کر جملہ پورا کر رہا ہے۔ جملہ کا مفہوم ہے: کھیتی وہیں اگتی ہے جہاں پانی ہوتا ہے۔

۲۔ صار: بمعنی رجع یعنی لوٹا جیسے أَلَا إِلَی اللہِ تَصِیْرُ الأُمُوْرُ (سن لو معاملات اللہ کی جانب ہی لوٹتے ہیں)۔ اس مثال میں تصیر صیغہ مضارع بطور فعل تام مستعمل ہے جو ترجع یا تنتقل کے معنی میں ہے اور اس صورت میں صرف اپنے فاعل الأمور کے ساتھ مل کر جملہ پورا کر رہا ہے اور خبر کی ضرورت نہیں ہے۔

۳۔ أصبح: بمعنی دخل في الصباح یعنی صبح کی جیسے اللھم بک أصبحنا، یا جیسے قول باری تعالی فَتَنَادَوْا مُصْبِحِیْنَ، یا جیسے

بات الرجل ماشیًا حتی أصبح۔

مذکورہ تینوں مثالوں میں أصبحنا، مصبحین اور أصبح صبح کرنے کے معنی میں مستعمل ہیں اورصرف فاعل سے مل کر جملہ مکمل کررہے ہیں۔ چنانچہ پہلی مثال میں جس کا معنی ہے، اے اللہ ہم نے تیرے ہی نام سے صبح کی، أصبحنا جمع متکلم کا صیغہ صرف اپنے فاعل یعنی نا ضمیر مرفوع متصل سے مل کر جملہ مفیدہ بن رہا ہے اورخبر کی ضرورت نہیں ہے، جبکہ دوسری مثال میں بھی بعینہ اسی طرز پر مصبحین اسم فاعل کا صیغہ ہےاور اس میں ھم کی ضمیر مستتر اس کا فاعل ہےاورخبر کی ضرورت نہیں ہے، آیت کا مطلب ہے: ان باغ والوں نے صبح کرتے ہوئے ایک دوسرے کوآواز لگائی۔ ایسے ہی تیسری مثال میں بات فعل ناقص ہے، الرجل اس کا اسم ہےاور ماشیاًاس کی خبر ہے جب کہ أصبح فعل تام اپنے فاعل ھو کی ضمیر مستتر سے مل کر جملہ پورا کررہا ہے، مثال کا معنی ہے: آدمی رات بھر چلتا رہا یہاں تک کہ صبح کردی۔

۴۔ أمسی: بمعنی دخل في المساء یعنی شام کی، جیسے: اللھم بک أمسینا (اے اللہ ہم نے تیرے ہی نام پر شام کی)، خرجنا من الصباح حتی أمسینا، کلما أمسیتُ حاسبتُ نفسی وغیرہ۔ ان سبھی مثالوں میں بھی أمسی فعل تام ہےاورصرف فاعل سے جملہ مکمل کررہا ہے۔

باری تعالی کا قول ہے: فَسُبۡحَانَ اللّٰهِ حِيۡنَ تُمۡسُوۡنَ وَ حِيۡنَ تُصۡبِحُوۡنَ (پاکی بیان کرو اللہ کی جب تم شام کرتے ہواور جب تم صبح کرتے ہو)۔ اس آیت میں بھی اللہ تعالی نے تمسون اور تصبحون فعلوں کو بطور تام استعمال کیا ہے، جن میں أنتم کی ضمیران کا فاعل بن رہی ہے اورخبر کی ضرورت نہیں ہے۔

۵۔ أضحی: بمعنی دخل في الضحی یعنی چاشت کیا، جیسے: بقِیَ الحارث یحرث أرضه حتی أضحی (کسان اپنا کھیت جوتتا رہا یہاں تک کہ چاشت کردیا)، نام الولد حتی أضحی (بچہ سوتا رہا یہاں تک کہ چاشت کردیا) ان مثالوں میں بھی أضحی فعل بطور تام آیا ہے اورصرف اپنے فاعل یعنی ھو ضمیر سے مل کر جملہ پورا کررہا ہے۔

۶۔ ظل: بمعنی دام و استمر یعنی باقی رہا جیسے ظل الرئیس علی موقفه (صدر اپنے موقف پر جما رہا)، لو ظلت العداوۃ لأدّت الی القتال (اگر دشمنی باقی رہی تو جنگ تک لے جائے گی)۔

مذکورہ دونوں ہی مثالوں میں ظل فعل بطور تام مستعمل ہےاورصرف اپنے فاعل سے ہی جملہ پورا کررہا ہےاورخبر کا محتاج نہیں ہے۔

۷۔ دام: بمعنی بقی و استمر یعنی باقی رہا جیسے خَالِدِيۡنَ فِيۡهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَ الأَرۡضُ (وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے جب تک آسمان اورزمین باقی ہیں)۔ اس مثال میں السماوات اور الأرض، دامت فعل کا فاعل ہیں، جو بغیر خبر کے بطور فعل تام استعمال ہوا ہے۔ یا جیسے شاعر کا شعر:

صَدَدۡتِ فَأَطۡوَلۡتِ الصُدُودَ وَ قَلَّمَا وِصَالٌ عَلَی طُوۡلِ الصُدُوۡدِ يَدُوۡمُ

(تم نے رخ پھیرلیا، پھراس بے اعتنائی کوطویل کردیا، کم ہی ایسا ہوتا ہے کہ طویل جدائی کے بعد ہونے والا کوئی وصال باقی ومستمر رہتا ہے)۔

درج بالاشعر میں یدوم فعل مضارع کا صیغہ تام استعمال ہوا ہے، جس میں ھو کی ضمیر پوشیدہ اس کا فاعل ہے، جو وصال کی طرف لوٹ رہی ہےاورخبر کی ضروت نہیں ہے۔

۸۔ بات: بمعنی دخل في اللیل یا أدرکه اللیل یعنی رات گزاری، جیسے أوَتِ الطیور الی أعشاشھا فباتت (پرندوں نے اپنے

گھونسلوں میں پناہ لی اور رات گزاری) اس مثال میں باتت فعل بطور تام مستعمل ہے، جس میں ھی کی ضمیر الطیور کی طرف راجع ہے اور فاعل بن رہی ہے۔ ایسے ہی بات الغریب في بیتنا جیسی مثال میں بھی بات فعل تام مستعمل ہے۔ شاعر کا شعر ہے:

تُشَبُّ لِمَقْرُورَيْنِ يَصْطَلِيَانِهَا وبَاتَ عَلى النَّارِ النَّدَى وَ المُحَلَّقُ

(وہ آگ دوسردی کھائے ہوئے لوگوں کے لیے جلائی جاتی ہے اور اس آگ کے پاس فیاضی اور محلق نامی شخص نے رات گزاری)۔

مذکورہ شعر میں مشہور جاہلی شاعر اعشی نے محلق نامی شخص کی مدح کی ہے اور اس کی داد ودہش اور مہمان نوازی کے گن گائے ہیں چنانچہ اس نے دوسرے مصرع میں بات فعل تام استعمال کیا ہے، جس کا فاعل الندی اور المحلق ہیں اور جملہ میں خبر کی ضرورت نہیں ہے۔

۹۔ بَرِح: بمعنی فَارق یعنی چھوڑ دیا، الگ ہوگیا، ہٹ گیا، ختم ہوا، جیسے قول باری تعالی "لاَ أَبْرَحُ حَتّى أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ" (میں نہیں ہٹوں گا یہاں تک کہ سنگم تک پہونچ جاؤں) اس مثال میں لا أبرح فعل ناقص نہیں بلکہ تام ہے جس میں أنا کی ضمیر اس کا فاعل ہے اور جملہ بغیر خبر کے احتیاج کے اپنا معنی پورا کر رہا ہے۔ یا جیسے شاعر کا شعر:

جَرَحْتُ خَدَّيْهِ بِلَحْظِي فَمَا بَرِحْتُ حَتَّى اقْتَصَّ مِنْ قَلْبِي

(میں نے اس کے دونوں رخساروں کو اپنی نگاہ سے زخمی کر دیا پھر میں اس وقت تک نہیں ہٹا جب تک کہ اس نے میرے دل سے قصاص نہ لے لیا)۔

شعر هذا میں شاعر نے برحتُ فعل بطور تام استعمال کیا ہے جس میں أنا کی ضمیر اس کا فاعل ہے اور عام فعلوں کی طرح بغیر خبر کے جملہ پورا ہو رہا ہے۔

۱۰۔ انفک: بمعنی انفصل یعنی جدا ہوا، الگ ہوا، جیسے: ما انفک عظم المفصل عن موضعه (جوڑ کی ہڈی اپنی جگہ سے نہیں سرکی) اس مثال میں ما انفک فعل تام ہے اور عظم المفصل اس کا فاعل ہے اور جملہ بغیر خبر کی موجودگی کے مکمل ہو رہا ہے۔

انفک کبھی انحلّ یعنی کھل جانے کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے اور اس وقت بھی تام ہوتا ہے، جو صرف فاعل سے جملہ پورا کرتا ہے اور خبر کی ضرورت نہیں ہوتی، جیسے لن تنفک العُقدةُ (گرہ ہرگز نہیں کھلے گی)۔

11.8 افعال ناقصہ کا اسم

چونکہ افعال ناقصہ کا اسم کسی فعل ناقص کے دخول سے قبل مبتدا ہوتا ہے، اس لیے یا تو وہ کوئی اسم معرب ہوتا ہے یا کوئی اسم مبنی، اور اس پر فاعل کے مشابہ ہونے کی وجہ سے فاعل ہی کے سارے احکام جاری ہوتے ہیں، چنانچہ وہ فاعل ہی کی طرح محل رفع میں ہوتا ہے اور اس کے مطابق ہی فعل ناقص کو واحد، تثنیہ، جمع اور مذکر و مؤنث استعمال کیا جاتا ہے، جس کی تفصیل گزشتہ صفحات میں فاعل و نائب کے احکام و اقسام کے مباحث میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے، بر سبیل تذکرہ چند مثالیں دی جا رہی ہیں۔

كان زيدٌ قائمًا (زید کھڑا تھا) اس مثال میں کان فعل ناقص کا اسم زیدٌ اسم ظاہر ہے اور ضمہ کے ساتھ محل رفع میں ہے، زید چونکہ مذکر ہے، اس لیے کان فعل ناقص بھی مذکر ہی استعمال ہوا ہے۔

صارت المدرّسة مديرة (استانی پرنسپل بن گئی) اس مثال میں المدرسة، صارت فعل ناقص کا اسم ہے اور اس کے مؤنث ہونے کے سبب فعل ناقص کو بھی واحد مؤنث لایا گیا ہے۔

ظلت الحرب شديدة (لڑائی دن بھر سخت رہی) اس مثال میں چونکہ ظل فعل ناقص کا اسم الحرب مؤنث مجازی ہے، اس لیے فعل کو جوازاً مؤنث استعمال کیا گیا ہے تاہم ظل الحرب شديدة بھی کہنا درست ہوگا۔

أصبحت متفائلا (میں رجائیت پسند بن گیا) اس مثال میں أصبحت فعل ناقص بمعنی صار ہے اور تاء متحرک اس کا اسم ہے جو مبنی ہے اور محل رفع میں ہے۔

أمسى هذا المريض مستريحا (یہ مریض شام تک آرام کرتا رہا) اس مثال میں هذا اس اشارہ مبنی محل رفع میں ہے اور أمسى فعل ناقص کا اسم ہے۔

لا يزال الذي جاء أمس مريضاً (وہ آدمی جو کل آیا ابھی تک بیمار ہے) اس مثال میں الذي اسم موصول اپنے صلہ جاء سے مل کر لا یزال فعل ناقص کا اسم واقع ہو رہا ہے اور محل رفع میں مبنی ہے جبکہ مریضاً خبر واقع ہے۔

ارتقى الزعيمان و صارا وزيرين (دونوں لیڈروں نے ترقی کی اور وزیر بن گئے) یہاں صارا فعل ناقص اپنے مرجع الزعیمان کے مطابق تثنیہ استعمال کیا گیا، جس میں هما کی پوشیدہ ضمیر محل رفع میں اس کا اسم ہے جبکہ وزیرین خبر ہونے کے سبب محل نصب میں ہے۔

ليس اليوم فاطمة حاضرةً (فاطمہ آج حاضر نہیں ہے) اس مثال میں لیس فعل ناقص اور اس کے اسم فاطمة جو کہ مؤنث حقیقی ہے کے درمیان الیوم کے ذریعہ فصل کر دیا گیا ہے، اسی لیے فعل ناقص کو مؤنث استعمال کرنے کے ساتھ مذکر لانا بھی جائز ہے، چنانچہ ليست اليوم فاطمة حاضرة کہنا بھی درست ہوگا۔

11.9 افعال ناقصہ کی خبر

افعال ناقصہ کی خبر چونکہ مبتدا و خبر پر مشتمل جملہ اسمیہ کی خبر کے حکم میں ہوتی ہے، اس لیے اس پر خبر کے سارے احکام جاری ہوتے ہیں، ماسوا اعرابی حالت کے، کیونکہ فعل ناقص کی خبر مفعول بہ سے مشابہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہوتی ہے۔ چنانچہ مبتدا کی خبر کی طرح اس کی بھی تین قسمیں ہوتی ہیں۔

ا۔ اسم مفرد: جیسے کان باب الغرفة مغلقا (کمرے کا دروازہ بند تھا) كانت الخنساء شاعرة الرثاء (حضرت خنساء رضی اللہ تعالی عنہا مرثیہ کی شاعرہ تھیں) ظل البابان مفتوحَينِ (دونوں دروازے دن بھر کھلے رہے) لایذهب المؤظف الی مکتبه مادام والداه مريضَينِ (ملازم اپنے آفس نہیں جائیگا جب تک اس کے والدین بیمار رہیں) لا يزال شعراء المعلقات مشهورِينَ (معلقات کے شعراء اب تک مشہور ہیں) باتت الأمهات ساهراتِ (مائیں شب بھر جاگتی رہیں)۔

مذکورہ سبھی مثالوں میں افعال ناقصہ کی خبر اسم مفرد ہے، چنانچہ پہلی مثال میں مغلقا مفرد، دوسری مثال میں شاعر الرثاء مرکب اضافی، تیسری مثال میں مفتوحین تثنیہ، چوتھی مثال میں مریضین تثنیہ، پانچویں مثال میں مشهورين جمع مذکر سالم، جبکہ چھٹی مثال میں ساهرات جمع

مؤنث سالم ہے۔ یہاں یہ بات پیش نظر رہے کہ مفرد سے مراد وہ نہیں ہے، جو تثنیہ وجمع کے مقابلہ میں ہوتا ہے، بلکہ اس سے مراد وہ کلمات ہیں جو جملہ یا شبہ جملہ نہیں ہیں، چاہے وہ واحد ہوں یا تثنیہ یا جمع یا ایسے ہی مرکب توصیفی و مرکب اضافی۔ اسی لیے مثالوں میں واقع سبھی خبریں مفرد کہلاتی ہیں۔

۲۔ جملہ: جیسے **كانت الساعة عقربها لامعٌ** (گھڑی کی سوئی چمک دار تھی) **كان زيدٌ خادماه وفيّان** (زید کے دونوں ملازم وفادار تھے) **لايزال الاسلام متّبعوه بعيدون عن المعاصي** (اسلام کے پیروکار ہمیشہ گناہوں سے دور رہتے ہیں) **مابرح الطالب يجتهد في الدراسة** (طالب علم برابر تعلیم میں محنت کرتا رہا) **ما انفک أعداء الاسلام يكيدون له** (دشمنان اسلام ہمیشہ اس کے خلاف سازشیں کرتے رہے) **لاتفتأ الزوجة المؤمنة تطيع زوجها** (مومن بیوی ہمیشہ اپنے شوہر کی اطاعت کرتی ہے)۔

پہلی، دوسری اور تیسری مثالوں میں افعال ناقصہ کی خبریں جملہ اسمیہ واقع ہوئی ہیں اور ان تمام جملوں میں ایک ضمیر بارز ہے جو تذکیر و تانیث میں فعل ناقص کے اسم کے مطابق ہے اور اسی کی طرف راجع ہے، ایسا اس لیے کہ خبر جب جملہ اسمیہ ہوتی ہے تو وجوبی طور پر ایک ضمیر مبتدا کی طرف لوٹتی ہے اور مبتدا وخبر کے درمیان ربط کا کام دیتی ہے۔ نیز یہ تمام خبریں تقدیرا محل نصب میں ہیں جب کہ لفظا حالت رفع میں، کیوں کہ جملہ اسمیہ جب افعال ناقصہ کی خبر ہو تو اس کے پہلے جز کو مبتدا ہونے کے سبب مرفوع پڑھا جاتا ہے اور لفظی طور پر فعل ناقص اس پورے جملہ پر اثر انداز نہیں ہوتا جو مبتدا وخبر کی شکل میں جملہ ہونے کے بعد اس کی خبر بنے۔

چوتھی، پانچویں اور چھٹی مثالوں میں افعال ناقصہ کی خبر جملہ فعلیہ ہے اور محل نصب میں ہے جس میں سے ہر ایک میں ایک ضمیر مستتر ہے جو افعال ناقصہ کے اسم اور خبر کے درمیان ربط کا کام دے رہی ہے۔ چنانچہ خبر کے جملہ فعلیہ ہونے کی صورت میں اس کے اندر وارد فعل کے صیغہ کو تذکیر و تانیث اور وحدت و جمعیت میں مبتدا کے مطابق استعمال کیا جاتا ہے۔ جس کے اصول طلبہ کو فاعل و نائب فاعل اور مبتدا وخبر کے مباحث میں تفصیل سے سمجھائے گئے ہیں، اس لیے طلبہ کو چاہیے کہ ان مباحث کا مراجعہ کر لیں تا کہ وہ اصول ذہن نشین ہو جائیں۔

۳۔ شبہ جملہ: جیسے **كان القلم فوق المنضدة** (قلم تپائی یا ڈسک پر تھا) **كانت الطيور فوق الشجرة** (پرندے درخت پر تھے) **بات الناس بين الخوف والرجاء** (لوگ رات بھر خوف ورجاء میں رہے) **لايزال قلب الانسان بين إصبعي الرحمٰن** (انسان کا دل ہمیشہ رحمان کی دو انگلیوں کے درمیان رہتا ہے) **لن ينفك الكسلان في حيرة و تردد** (کاہل ہمیشہ حیرت اور تردد میں رہے گا) **لايفتأ الأتقياء في ظِلال و عيونٍ** (پرہیزگار لوگ برابر سایوں اور چشموں میں رہیں گے) **لايزال المرء فيسلامة مادام يحفظ لسانه** (انسان جب تک اپنی زبان کی حفاظت کرتا رہے گا سلامتی میں رہے گا)۔

درج بالا سبھی مثالوں میں افعال ناقصہ کی خبر شبہ جملہ ظرف اور جار مجرور کی شکل میں ہے، چنانچہ وہ پہلی چار مثالوں میں ظرف ہے جب کہ آخری تینوں مثالوں میں جار مجرور ہے اور ان سبھی مثالوں میں شبہ جملہ سے پہلے معنی کی مناسبت سے ایک فعل یا شبہ فعل محذوف مانا جائے گا جو کائن، ثابت، موجود، مستقر اور حاصل وغیرہ میں سے کوئی ایک ہوگا اور ظرف یا جار مجرور اسی سے متعلق ہوگا۔

آخری مثال مادام فعل ناقص کی خبر کے جملہ فعلیہ واقع ہونے کی بھی ہے کیونکہ اس میں مادام فعل ناقص کا اسم ضمیر مستتر هو ہے جبکہ **يحفظ لسانه** پورا جملہ اس کی خبر ہے۔

11.10 افعال ناقصہ کے اسم وخبر کی تقدیم وتاخیر

افعال ناقصہ کے اسم وخبر چونکہ مبتدا اور خبر ہوتے ہیں اس لیے اصلاً ان کا اسم پہلے اور خبر بعد میں آتی ہے تاہم اس کے برعکس کبھی خبر کو اسم پر وجوباً اور کبھی جوازاً مقدم کیا جاتا ہے، ایسے ہی کبھی ان کے اسم کو خبر پر مقدم کرنا واجب ہوتا ہے، جس کا ذیل کی شقوں میں اجمالاً تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

11.10.1 اسم افعال ناقصہ کی وجوبی تقدیم

افعال ناقصہ کے اسم کی ان کی خبر پر وجوبی تقدیم کی وہی صورتیں ہیں جو جملہ فعلیہ میں فاعل کی مفعول بہ پر وجوبی تقدیم کی صورتیں ہیں، تاہم کچھ افعال ناقصہ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا اسم ہر حال میں خبر پر مقدم ہوتا ہے، تفصیلات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ جب افعال ناقصہ کا اسم ضمیر متصل ہو جو ہر حال میں فعل سے متصل ہو کر ہی آتی ہے جیسے **لَمْ أَكُ بَغِيّاً ، كنت كنزا مخفيا ، لازلتَ بخير ، مازلتُ أرميهم بثغرة نحره ، صرتُ مهندساً ، بِتُّ متألما۔**

مذکورہ تمام مثالوں میں تاء متحرکہ ضمیر مرفوع متصل افعال ناقصہ کا اسم ہے جو فعل سے الگ ہو کر استعمال نہیں کی جا سکتی اس لیے وہ ہر حال میں ان افعال کے فوراً بعد ذکر کی گئی ہے جس کے بعد خبر لائی گئی ہے۔ البتہ پہلی مثال **لَمْ أَكُ بَغِيّاً** میں ضمیر مستتر أنا اسم واقع ہوگی اور بغیاً خبر۔

۲۔ جب افعال ناقصہ کے اسم وخبر ایسے اسما ہوں جن کی اضافت یائے متکلم کی طرف کی گئی ہو اور رفع ونصب کا اعراب ظاہر نہ کیا جا سکتا ہو جیسے **صار صديقي عدوي** (میرا دوست میرا دشمن بن گیا) اس مثال میں صار کے اسم وخبر ایسے اسما ہیں جن پر اسم وخبر ہونے کا اعراب ظاہر نہیں کیا جا سکتا لہذا اسم کو پہلے اور خبر کو بعد میں مذکور کرنا ضروری ہوگا تاکہ معلوم ہو سکے کہ کون سا اسم مسند الیہ ہے اور کون سا مسند، یہ اور اس طرح کی تمام مثالوں میں جو لفظ پہلے ہوگا وہ اسم بنے گا اور جو بعد میں آئے گا اسے خبر مانا جائے گا۔

۳۔ جب افعال ناقصہ کی خبر میں حصر کے معنی پیدا کیے گئے ہو یعنی ان کے اسم کو ان کی خبر میں محصور کر دیا گیا ہو جیسے **انما كان جرير شاعراً** جس کا مطلب ہے جریر صرف شاعر تھا، اور یہی مفہوم اسم کا خبر میں محصور ہونے کا ہے، اس جملہ کو ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ **ما كان جريرٌ الا شاعراً** یعنی جریر صرف ایک شاعر تھا اور شاعری کی صفت کے علاوہ اس میں اور کوئی صفت نہ تھی۔ اگر اس جملہ میں خبر کو اسم پر مقدم کرتے ہوئے یوں کہا جائے کہ **انما كان شاعراً جريرٌ** بمعنی **ماكان شاعر الا جرير** تو پورا مفہوم ہی بدل جائے گا اور اس وقت مفہوم ہوگا کہ شاعر صرف جریر تھا اور ظاہر ہے کہ یہ معنی مراد نہیں ہے۔

۴۔ جب افعال ناقصہ کی خبر کوئی جملہ ہو خواہ جملہ اسمیہ ہو جیسے **كانت الحديقة أزهارها جميلة** (باغ کے پھول خوبصورت تھے) یا جملہ فعلیہ جیسے **مابرح زيد يضرب** (زید برابر مارتا رہا)۔

۵۔ افعال ناقصہ میں وہ افعال جو ما سے شروع ہوتے ہیں ان کا اسم بھی خبر پر وجوباً مقدم ہوتا ہے جیسے **ما انفك الحرّ شديداً** (گرمی اب تک شدید ہے) **لاتزال النتيجة مجهولة** (رزلٹ ابھی تک معلوم نہیں ہے)۔

11.10.2 خبر افعال ناقصہ کی وجوبی تقدیم

چار صورتیں ایسی ہوتی ہیں جب افعال ناقصہ کی خبر کو ان کے اسم پر وجوباً مقدم کیا جاتا ہے۔

۱۔ جب خبر شبہ جملہ یعنی ظرف یا جار مجرور ہو اور اسم ،نکرہ غیر مخصوصہ ہو یعنی اس اسم کی نہ تو اضافت کی گئی ہو اور نہ ہی کوئی صفت لائی گئی ہو تو اس صورت میں خبر کو اسم پر مقدم کرنا واجب ہوتا ہے جیسے **كان في بيته رجلٌ ، كان خلف الباب حارسٌ ، لايزال على المكتب قلمٌ ، أصبح في المكتبة طالب** (ایک طالب علم صبح تک لائبریری میں رہا)۔

درج بالا تمام مثالوں میں افعال ناقصہ کی خبر شبہ جملہ یعنی ظرف اور جار مجرور پر مشتمل ہے جبکہ ان کا اسم ایک ایسا نکرہ ہے جس کی صفت یا اضافت کے ذریعہ تخصیص نہیں کی گئی ہے، اس لیے خبر کو اسم پر وجوباً مقدم کیا گیا ہے۔

۲۔ جب افعال ناقصہ کے اسم میں کوئی ایسی ضمیر ہو جو خبر کی طرف لوٹتی ہو تو اس صورت میں بھی خبر کو اسم پر مقدم کرنا ضروری ہوتا ہے تاکہ اضمار قبل الذکر لازم نہ آئے جو نحو کی رو سے ضعیف و ناجائز ہے جیسے **كان في المصنع صاحبه ، كان للعامل جزاءُ عملِه**۔

پہلی مثال میں "**صاحبه**" میں ضمیر متصل "**المصنع**" کی طرف لوٹتی ہے جبکہ دوسری مثال میں "**جزاءُ عملِه**" میں پائی جانے والی ضمیر "ہُ" العامل کی جانب، اسی لیے ان جیسی مثالوں میں خبر کا اسم کے بعد آنا واجب ہوتا ہے تاکہ ضمیر کے مرجع یعنی جس کی طرف وہ لوٹتی ہے اس کا ذکر پہلے ہو جائے اور جملہ اضمار قبل الذکر کی خرابی وضعف سے پاک ہو جائے۔

۳۔ جب افعال ناقصہ کی خبر کو ان کے اسم میں محصور کر دیا گیا ہو تو خبر کی تقدیم واجب ہوتی ہے جیسے **انما كان محمودا من يجتهد ، ما كان شاعر إلاّ اقبالٌ**۔

پہلی مثال میں خبر اسم میں اس طور پر محصور ہے کہ لفظ **محمود** کا انطباق صرف اس شخص پر ہو سکتا ہے جو محنت کرتا ہو یعنی جو محنت کرتا ہے وہی لائق ستائش و قابل توصیف ہے۔ گویا جو محنت اور جدوجہد نہیں کرتا وہ قابل تعریف نہیں ہوتا۔ اس جملہ میں اگر ہم اسم کو پہلے ذکر کریں اور خبر کو بعد میں اور کہیں کہ **انما كان المجتهد محموداً** تو معنی بدل جائے گا اور اس وقت مفہوم ہوگا کہ محنت کرنے والا صرف تعریف کا مستحق ہے دیگر کسی اور چیز کا نہیں اور ظاہر ہے کہ یہ معنی مطلوب نہیں ہیں۔

دوسری مثال کا مطلب ہے کہ شاعر تو صرف اقبال ہی تھے، گویا اس جملہ میں اچھی شاعری کی صفت سے صرف علامہ اقبال کو متصف کیا گیا اور فعل ناقص کے اسم کو اس کی خبر میں محصور کر دیا گیا جبکہ اس کے برعکس اگر ہم اسم کو پہلے لائیں اور خبر کو بعد میں اور کہیں کہ **ما كان اقبال الا شاعراً** تو معنی ہوگا کہ اقبال محض ایک شاعر تھے اور دوسری کوئی خوبی ان میں نہ تھی اور ظاہر ہے کہ یہ معنی مراد نہیں تھے اسی لیے کان فعل ناقص کی خبر کو اس کے اسم پر وجوباً مقدم کیا گیا۔

۴۔ جب افعال ناقصہ کی خبر ان اسما میں سے ہو جو جملہ کے شروع میں ہی آتے ہیں جیسے اسمائے استفہام تو اس خبر کو فعل ناقص سمیت اس کے اسم پر مقدم کرنا واجب ہوتا ہے جیسے **أين كان زيدٌ؟ ، متى كان السفر؟**۔

پہلی مثال میں أین جبکہ دوسری مثال میں متی اسمائے استفہام میں سے ہیں جو ہر حال میں جملہ کے شروع میں ہی آتے ہیں اسی لیے ان کو کان اور اس کے اسم دونوں پر وجوباً مقدم کیا گیا ہے۔

11.10.3 خبر افعال ناقصہ کی جوازی تقدیم

ان تمام صورتوں میں جہاں افعال ناقصہ کے اسم اور خبر کی تعیین ہو رہی ہو اور مسند الیہ اور مسند دونوں پہچانے جا رہے ہوں اسم اور خبر کو ایک

دوسرے پر مقدم ومؤخر کرنا جائز ہوتا ہے گویا جملہ اسمیہ میں مبتدا اور خبر کی ایک دوسرے پر جوازی تقدیم وتاخیر کی جو صورتیں ہیں وہی صورتیں افعال ناقصہ کے اسم وخبر کی بھی ہیں۔تاہم چند صورتوں میں افعال ناقصہ کی خبر کو جوازاً اسم پر مقدم کیا جاتا ہے جن میں سے پہلی صورت یہ ہے کہ جب خبر کے معنی کو اولیت دینا مقصود ہو مثلاً کان ممنوعاً التدخین (ممنوع تھی تمباکو نوشی) یکون منصوبا المفعول (منصوب ہوتا ہے مفعول) وغیرہ۔

دوسری صورت یہ ہے کہ جب افعال ناقصہ کی خبر شبہ جملہ یعنی جار مجرور یا ظرف ہو اور اس کا اسم معرفہ ہو تو خبر کو جوازی طور پر مقدم کر دیا جاتا ہے تاہم اس کے بعد بھی لانا درست ہوتا ہے جیسے کان في الملعب التلامیذ ، تکون في الصدق النجاة ، کان أمام الجامعة المنتزہ ، کانت فوق السریر الوسادة وغیرہ۔

مذکورہ سبھی مثالوں میں خبر شبہ جملہ ہے جبکہ اسم معرفہ ہے اس لیے جوازاً خبر کو مقدم کیا جا سکتا ہے جبکہ انھیں اسم کے بعد بھی یعنی اپنے اصل مقام پر بھی لایا جا سکتا ہے۔ذیل میں دو ایسی مثالیں پیش کی جا رہی ہیں جن میں غور کرنے پر خبر کی تقدیم وتاخیر کو بخوبی سمجھا جا سکتا ہے۔

۱۔ أصبح الزرع کالصریم یا أصبح کالصریم الزرع

۲۔ باتت المودة والإخاء بین سکان البلاد یا باتت بین سکان البلاد المودة والإخاء

پہلی مثال کا مفہوم ہے ’’کھیتی اس درخت کی طرح ہوگئی جس کے پھل توڑ لیے گئے ہوں‘‘۔اس مثال کی پہلی صورت میں خبر بشکل جار مجرور اسم کے بعد واقع ہے جیسا کہ مبتدا اور خبر کی ترکیب میں ہوتا ہے جبکہ دوسری صورت میں جوازاً اس کو اسم پر مقدم کیا گیا ہے۔

دوسری مثال کا مطلب ہے ’’ملک کے باشندوں کے بیچ محبت و بھائی چارگی ہوگئی‘‘۔اس مثال میں خبر ظرف پر مشتمل ہے اور پہلی صورت میں اسم کے بعد واقع ہے جبکہ دوسری صورت میں اسم پر مقدم کی گئی ہے اور یہ دونوں صورتیں جائز ہیں۔

11.11 چند ضمنی احکام

۱۔ کبھی لیس اور کان کی خبر پر بازائدہ لانا جائز ہوتا ہے اور اس وقت ان کی خبر لفظاً مجرور اور تقدیراً منصوب ہوتی ہے جیسے قول باری تعالی ’’أَلَیسَ اللہُ بِأَحکَمِ الحَاکِمِینَ‘‘ اور ’’أَلَیسَ ذٰلِکَ بِقَادِرٍ عَلَی أَنْ یُحیِيَ المَوْتٰی‘‘ اور ’’أَلَیسَ الصُّبحُ بِقَرِیبٍ‘‘ اور ’’لَسْتَ عَلَیهِمْ بِمُسَیطِرٍ‘‘۔

مگر کان کی خبر پر بازائدہ لانے کے لیے شرط یہ ہے کہ اس سے پہلے کوئی حرف نفی یا نہی آیا ہو جیسے ’’ما کنت بحاضر‘‘ اور ’’لا تکن بهازِلٍ‘‘ یا جیسے شاعر کا شعر:

وَإنْ مُدَّتِ الأَیدِي إلَی الزَّادِ لَمْ أَکُنْ بِأَعْجَلِهِمْ إِذْ أَجْشَعُ القَومِ أَعْجَلُ

(اور جب چیزوں کو لینے کے لیے ان کی جانب ہاتھ پھیلائے جاتے ہیں تو میں جلد باز نہیں ہوتا جب کہ قوم کا نہایت حریص ولالچی شخص بہت تیزی دکھاتا ہے)

۲۔ افعال ناقصہ کی خبر جب جملہ فعلیہ ہوتی ہے تو خبر میں واقع ہونے والا فعل، فعل مضارع ہوتا ہے جیسے کان الناس یئدون بناتِهم أیامَ الجاهلیة (زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنی بچیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے) مازال الناس یثقون بالتاجر الأمین (لوگ امانت دار تاجر پر ہمیشہ

اعتماد کرتے ہیں)۔تاہم کان، صار، أصبح، أضحى، أمسى، ظل اور بات افعال ناقصہ کی خبر فعل ماضی بھی آتی ہے اس شرط کے ساتھ کہ اس پر قد داخل ہوا ہو جیسے کان الرئیس قد رجع (صدر واپس آچکے تھے)، اور کبھی کبھی بغیر قد کے بھی آتی ہے جبکہ وہ کسی فعل شرط کی خبر بنے جیسے قول باری تعالی "اِنْ کَانَ کَبُرَ عَلَیْکُمْ مَقَامِیْ وَتَذْکِیْرِیْ بِاٰیَاتِ اللهِ فَعَلَی اللهِ تَوَکَّلْتُ" (اے قوم اگر تم کو میرا اپنے درمیان رہنا اور اللہ کی آیتوں سے نصیحت کرنا ناگوار اور گراں ہو تو میں تو اللہ پر بھروسہ رکھتا ہوں)۔

۳۔ کبھی کبھی کان فعل ناقص زائدہ بھی ہوتا ہے جیسے لا یوجد کان مثلک، اس مثال میں کان زائدہ ہے جس سے صرف تاکید مراد ہے۔اس صورت میں یہ ماضی کے معنی میں ہوتا ہے۔البتہ اس کو زائدہ کہنے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ یہ کسی وقت یا معنی پر دلالت نہیں کرتا بلکہ زائدہ اس لیے کہلاتا ہے کہ یہ کوئی عمل نہیں کرتا، اور نہ ہی اس میں کوئی ضمیر ہوتی ہے اور اس وقت صرف واحد مذکر کے صیغہ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔

۴۔ کبھی کان فعل ناقص اپنے اسم سمیت حذف ہوجاتا ہے اور صرف اس کی خبر مذکور ہوتی ہے اور اکثر ایسا اِنْ اور لَوْ شرطیہ کے بعد ہوتا ہے جیسے کہا جائے سِر مُسرعا، اِنْ راکبا، وإنْ ماشیًا جس کی تقدیر ہوگی سر مسرعاً اِن کنت راکبا و ان کنت ماشیا۔ یا جیسے کہا جاتا ہے کل انسان یُحاسب علی عمله، اِن خیرا فخیرٌ وإن شراً فشرٌ جس کا مطلب ہوتا ہے اِن کان عمله خیرا فجزاءه خیرٌ وان کان عمله شرا فجزاءه شر۔

لو شرطیہ کی مثال جیسے الإطعامَ ولو تمراً جس کی تقدیر ہے الإطعامَ ولو کان المطعوم تمراً۔

کبھی کبھی کان فعل ناقص اپنے اسم اور خبر دونوں کے ساتھ حذف ہوجاتا ہے جیسے کوئی کہے کہ لا تعاشر فلانا فإنّه فاسد الأخلاق، تو جواب دینے والا کہے اِنی أعاشره وإنْ جس کی تقدیر ہوگی انی أعاشره وإن کان فاسد الأخلاق۔ یا جیسے شاعر کا قول:

قَالَتْ بَنَاتُ العَمِّ: یَا سَلْمَی! وَاِنْ کَانَ فَقِیراً مُعْدِماً ؟! قَالَتْ: وَاِنْ

(چچازادیاں کہنے لگیں کہ اے سلمی! اگر وہ کوئی محتاج وفقیر اور خستہ حال ہو تو؟ تو سلمی بولی: گرچہ کہ وہ ہو)

اس شعر کی تقدیری عبارت ہوگی "اِني أتزوجه وإن کان فقیرا معدما"۔

۵۔ اگر کان کے مضارع مجزوم کا نون ضمیر منصوب سے متصل نہ ہو یا اس کے بعد کوئی ایسا لفظ نہ ہو جس کے حرف اول کو حالت وصل میں ساکن پڑھا جاتا ہو تو اس نون کو حذف کرنا جائز ہوتا ہے جیسے قول باری تعالی "لَمْ أَکُ بَغِیّاً" (میں بدکار نہیں تھی) یا جیسے مشہور شاعر حطیئہ کا شعر:

أَلَمْ أَکُ جَارَکُمْ وَیَکُوْنُ بَیْنِي وَبَیْنَکُمُ المَوَدَّةُ وَ الإِخَاءُ

(کیا میں تمہارا پڑوسی نہیں ہوں کہ میرے اور تمہارے درمیان محبت واخوت کا رشتہ ہو)

مندرجہ بالا دونوں مثالوں میں لم أک کی اصل لم أکن تھی جس کے نون کو جوازاً اس لیے حذف کردیا گیا کہ اس کے بعد کوئی ضمیر متصل نہ تھی اور نہ ہی کوئی ایسا حرف جس کو ساکن پڑھا جاسکتا ہو۔

یہی صورت باری تعالی کے اس قول میں بھی ہے "وإنْ تَکُ حَسَنَةً یُضَاعِفْهَا وَیُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْراً عَظِیْماً" (اور اگر وہ کوئی نیکی ہوگی تو اللہ اسے کئی گنا کردے گا اور اپنے پاس سے اجر عظیم بخشے گا)۔

۶۔ ناقص التصریف افعال یعنی مازال، مابرح، مافتئ اور ماانفک سے صرف ماضی اور مضارع کے صیغے آتے ہیں جبکہ زال یزال

فعل ناقص کا مصدر بھی نہیں آتا چنانچہ زولاناً یا زوالاً ناقص کے نہیں بلکہ فعل تام زال یزول کے مصادر ہیں جن کا معنی ہوتا ہے الگ ہونا، ہٹنا، سرکنا، زائل ہونا، ختم ہونا اور یہی معنی قول باری تعالی میں وارد ہے "اِنّ اللہَ یُمسِکُ السَمَاوَاتِ وَالأَرْضَ أَنْ تَزُوْلاَ"۔

۷۔ افعال ناقصہ میں جو افعال تام التصریف ہوتے ہیں وہ خواہ فعل کی صورت میں ہوں یا صفت کی یا پھر مصدر رہوں، اپنا عمل کرتے ہیں اور اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں جیسے یمسي المجتهد مسروراً ، أمسِ أديبا ، کونُک دفیاخیر لک (تمہارا وفادار ہونا تمہارے لیے بہتر ہے) البتہ مصدر بیشتر اسم کی جانب مضاف ہوتا ہے جس کا اسم لفظا مجرور اور تقدیرا مرفوع ہوتا ہے جیسے کونُ الرجلِ مُثَقّفا خیر له (آدمی کا تعلیم یافتہ ہونا اس کے واسطے بہتر ہوتا ہے) اس مثال میں الرجل، کون مصدر ناقص کا اسم ہے اور لفظا مجرور ہے جبکہ تقدیرا مرفوع ہے، بعینہ یہی کیفیت گزشتہ مثال کونک وفیا خیر لک میں بھی ہے جس میں ضمیر ک ، کونُ مصدر ناقص کا اسم ہے اور تقدیرا محل رفع میں ہے۔ ایسے ہی سأسامحک لکونک صدیقا لي اس مثال میں لام حرف جر برائے تعلیل ہے جس کا کوئی محل اعراب نہیں ہے کون مصدر، ک ضمیر متصل محل رفع میں اس کا اسم ہے اور صدیقا، کون مصدر کی خبر ہے جو محل نصب میں ہے۔

۸۔ ما، لا اور لاتَ یہ تینوں حروف لیس کی طرح ناسخ ہیں اور مبتدا اور خبر پر داخل ہوکر ان کو اپنا اسم اور خبر بناتے ہیں اور نفی کا معنی دیتے ہوئے اسم کو مرفوع اور خبر کو منصوب کردیتے ہیں اس لیے مشابہات لیس کہلاتے ہیں۔ ان کے عمل کے لیے یہ شرط ہوتی ہے کہ ان کی خبر اسم پر مقدم نہ ہو، خبر پر الا نہ آئے، لا کے اسم اور خبر دونوں نکرہ ہوں اور ما کی خبر پر انْ زائدہ نہ داخل ہوا ہو۔ البتہ لات کے لیے مزید ایک اور شرط ہوتی ہے کہ اس کے اسم وخبر دونوں اسمائے زمان (ساعة ، حین ، أوان ، وقت) میں سے کوئی ہو اور ان میں سے کوئی ایک محذوف ہو جیسے مَا هَذَا بَشَراً ، مَاهُنَّ أُمَّهَاتِهِمْ ، لا أستاذ حاضراً ، لا خیر ضائعا ، لاتَ وقتَ ندامةٍ (یہ وقت ندامت کا نہیں ہے)۔

مذکورہ مثالوں میں ما ، لا اور لات نفی کے معنی میں ہیں اور اپنے اسم کو لیس کی طرح مرفوع اور خبر کو منصوب کر رہے ہیں جبکہ لات کا اسم محذوف ہے اور خبر مذکور ہے، کیونکہ لات کے معمولات میں عموما اس کا اسم محذوف ہوتا ہے اور مذکور نکرہ ہوتا ہے۔ اصل جملہ تھا لات الوقتُ وقتَ ندامة۔ یہی صورت باری تعالی کے قول میں بھی ہے "کَمْ أَهْلَکْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَ لَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ" جوکہ اصل میں ولات الحین حین مناص ہے اور اسم کو شرط کے مطابق حذف کردیا گیا ہے۔

لیس اور کان فعل ناقص کی طرح ہی ما مشابہ لیس کی خبر پر جوازاً با زائدہ لانا درست ہوتا ہے اور اس وقت خبر لفظا مجرور اور تقدیرا منصوب ہوتی ہے جیسے قول باری تعالی "مَا أَنْتَ عَلَیْهِمْ بِجَبَّارٍ"۔

معلومات کی جانچ

1۔ افعال ناقصہ کسے کہتے ہیں اور ان کو افعال ناقصہ کہنے کی وجہ کیا ہے؟

2۔ فعل متعدی کو فعل ناقص کیوں نہیں کہا جاسکتا؟

3۔ افعال ناقصہ کی تعداد کتنی ہے؟

4۔ بات فعل ناقص کا معنی بتایئے۔

5۔ کان کن کن صیغوں کے ساتھ خبر کے زمانہ کو بتاتا ہے؟

6۔ ”وَ کَانَ رَبُکَ قَدِیْراً“ میں کون کون سے زمانے پائے جاتے ہیں؟

7۔ صار کا معنی بتائیے۔

8۔ لیس کا معنی بتائیے۔

9۔ صار البرتقال عصیرا کی ترکیب کیجیے۔

10۔ کن کن افعال ناقصہ کی خبر پر با زائدہ آتا ہے؟

11۔ أصبح، أضحی اور أمسی کن معنوں میں استعمال ہوتے ہیں؟

12۔ ظل فعل ناقص کے لیے کوئی مثال لاکر معنی بتائیے۔

13۔ کون کون سے افعال ناقصہ سے پہلے نفی، نہی یا دعاء کا ہونا ضروری ہے؟

14۔ لاتفتأ بعیدا عن الإثم و العدوان کا مطلب بتائیے۔

15۔ ما دام کا معنی بتائیے اور کوئی مثال دیجیے۔

16۔ تام التصریف افعال ناقصہ کون کون سے ہیں؟

17۔ لیس فعل جامد کیوں کہلاتا ہے؟

18۔ ما دام کے ما کو کیا کہا جاتا ہے؟

19۔ ملحقات صار سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ کسی بھی چار افعال کی نشاندہی کیجیے۔

20۔ کون کون سے افعال ناقصہ صار کے معنی میں بھی استعمال ہوتے ہیں؟

21۔ افعال ناقصہ بشکل تامہ کون کون سے ہیں؟

22۔ ما شاء اللہ کان و ما لم یشأ لم یکن میں کان اور لم یکن کس طرح فعل تام ہوں گے؟

23۔ ”أَلاَ اِلَی اللہِ تَصِیْرُ الأُمُوْرُ“ میں تصیر فعل تام کیسے ہے؟

24۔ انفک عظم المفصل عن موضعه میں عظم المفصل فعل انفک کا اسم ہے یا فاعل؟

25۔ دام فعل تام کے لیے کوئی مثال دیجیے۔

26۔ کس طرح کے اسمائے افعال ناقصہ کا اسم بنتے ہیں؟

27۔ ارتقی الزعماء و صاروا وزراء میں صار کا اسم کیا ہے؟

28۔ افعال ناقصہ کی خبر کی کیا قسمیں ہوتی ہیں؟

29۔ جملہ کس طرح خبر بنتا ہے؟ دو مثالیں دیجیے۔

30۔ ما زلتُ أرمیهم بثغرة نحره میں فعل ناقص کا اسم وجوباً مقدم کیوں ہے؟

31۔ لا یزال البرد شدیدا میں فعل ناقص کا اسم وجوباً مقدم ہے یا جوازاً، اور کیوں؟

32۔ افعال ناقصہ کی خبر وجوبی طور پر کتنی صورتوں میں اسم پر مقدم ہوتی ہے؟

33۔ ما کان شاعر اًالا اقبالٌ کا معنی بتائیے۔

34۔ کسی اسم استفہام کو کسی فعل ناقص کی خبر بناتے ہوئے مثال پیش کیجیے۔

35۔ خبر افعال ناقصہ کی جوازی تقدیم کے لیے کوئی ایک مثال دیجیے۔

36۔ کن افعال ناقصہ کی خبر پر باز ائدہ لانا جائز ہوتا ہے؟

37۔ کن افعال ناقصہ کی خبر فعل ماضی بھی آتی ہے؟

38۔ سِر مُسرِعاً، اِن راکباوان ماشیاً میں فعل ناقص اور اس کے اسم کی نشاندہی کیجیے۔

39۔ "واِنْ تَکُ حَسَنَةً فَیضَاعِفُها" میں تکن کے نون کو حذف کرنا کیوں جائز ہوتا ہے؟

40۔ مشابہات لیس کون کون سے ہیں؟

41۔ لات کے عمل کے لیے کیا کیا شرطیں ہوتی ہیں؟

42۔ قول باری تعالی "کَمْ أَهْلَکْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَ لَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ" کا ترجمہ کیجیے اور لات کے اسم کی نشاندہی کیجیے۔

11.12 اکتسابی نتائج

افعال ناقصہ ان افعال کو کہا جاتا ہے جو مبتدا اور خبر پر داخل ہو کر ان کی معنوی حالت، ان کے اعراب اور ان کے سابقہ نام کو تبدیل کر دیتے ہیں چنانچہ یہ خبر کے زمانہ کا تعین کرتے ہوئے مبتدا کو اپنا اسم اور خبر کو اپنی خبر بناتے ہیں نیز اپنے اسم کو مرفوع اور خبر کو منصوب کر دیتے ہیں، چونکہ یہ افعال مصدری معنی سے خالی ہوتے ہیں اور بغیر خبر کے وجود کے جملہ پورا نہیں کرتے اس لیے افعال ناقصہ کہلاتے ہیں۔

یہ کل تیرہ افعال ہیں جن میں کان، صار، ظل، بات، أصبح، أضحى اور أمسى تام التصریف ہوتے ہیں جن سے ماضی، مضارع اور امر تینوں کے صیغے آتے ہیں، چار افعال ناقص التصریف ہوتے ہیں جن سے امر کا صیغہ نہیں آتا بلکہ صرف ماضی اور مضارع کے صیغے آتے ہیں اور وہ مازال، مابرح، مافتئ اورماانفک ہیں جبکہ بقیہ دو افعال یعنی مادام اور لیس سے صرف ماضی کے صیغے آتے ہیں اور ان کا مضارع و امر نہیں آتا۔

کان اپنے صیغوں ماضی، مضارع اور امر کے مطابق خبر کے زمانہ کو بتاتا ہے تاہم کبھی کسی قرینہ پائے جانے کے وقت یہ زمانہ کی قید سے خالی بھی ہوتا ہے، صار اپنے اسم کو خبر کی صورت میں تبدیل ہو جانے کو بتاتا ہے، لیس خبر کی نفی کرتا ہے، أصبح، أضحى اور أمسى بالترتیب اپنے اسم کو خبر کے ساتھ صبح، ضحیٰ اور شام کے اوقات میں متصف بتانے کے لیے آتے ہیں، ظل اپنے وقت کی پوری مدت یعنی دن بھر کے مفہوم اور کبھی کبھی وقت طویل کے مفہوم پر دلالت کرتا ہے، بات اپنے اسم کو خبر کے ساتھ اپنے وقت کی پوری مدت یعنی رات بھر تک متصف ہونے کو بتاتا ہے۔ مازال، مابرح، مافتئ اور ماانفک خبر کے استمرار پر دلالت کرتے ہیں اور اسی وقت عمل کرتے ہیں جب ان سے پہلے کوئی حرف نفی، نہی یا دعاء آیا ہو، جبکہ مادام بیان مدت کے لیے آتا ہے اور اپنے ماقبل جملہ میں پائے جانے والے استمرار کو اپنے اسم اور خبر تک محدود کر دیتا ہے اور اس پر لازمی طور پر داخل کیا گیا ما ظرفیہ و مصدریہ ہوتا ہے۔

کچھ دیگر افعال بھی صار کے معنی میں مستعمل ہونے کی وجہ سے ملحقات صار کہلاتے ہیں جو عاد ، آض ، غدا ، راح ، تحول ، حار ، استحال ، انقلب ، تبدل ، ارتدّ اور رجع ہیں، چنانچہ یہ بھی جملہ اسمیہ پر داخل ہوکر مبتدا وخبر کی معنوی واعرابی حالت کو اسی طرح بدل دیتے ہیں جیسے صار کرتا ہے، تاہم جب وہ بطور فعل تام استعمال کیے جائیں تو ان کا حکم عام فعلوں جیسا ہوتا ہے اور صرف فاعل سے مل کر جملہ پورا کرتے ہیں۔

افعال ناقصہ میں کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو کسی قرینہ کے پائے جانے کے وقت صار کے معنی میں ہوجاتے ہیں اور وہ کان ، ظل ، بات ، أصبح ، أضحی ، أمسی ہیں، تاہم ان کا عمل بعینہ وہی ہوتا ہے جو اپنے اصل معنی میں ہونے کے وقت ہوتا ہے یعنی یہ صرف مبتدا کو خبر کی شکل میں تبدیل ہوجانے کو ہی بتاتے ہیں اور دیگر شرطیں جوں کی توں باقی رہتی ہیں۔

افعال ناقصہ عام حالات میں ناقص ہی استعمال کیے جاتے ہیں یعنی وہ اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ مکمل کرتے ہیں تاہم مازال ، مافتئ اور لیس کے علاوہ بقیہ سارے ہی افعال کبھی تام بھی مستعمل ہوتے ہیں اور صرف فاعل سے مل کر جملہ پورا کرتے ہیں اور خبر کی ضرورت نہیں ہوتی۔

ان افعال کا اسم کبھی اسم معرب ہوتا ہے اور کبھی اسم مبنی اور فاعل کے مشابہ ہونے کی وجہ سے اس پر فاعل ہی کے سارے احکام نافذ ہوتے ہیں یعنی ان ہی احکام کی رعایت کرتے ہوئے فعل ناقص کو مذکر ومؤنث اور واحد وتثنیہ وجمع استعمال کیا جاتا ہے نیز جس طرح فاعل مرفوع ہوتا ہے ویسے ہی ان افعال کا اسم بھی اعراب بالحرکت یا اعراب بالحرف کے ذریعہ محل رفع میں ہوتا ہے۔

افعال ناقصہ کی خبر مفعول بہ سے مشابہت کی وجہ سے محل نصب میں ہوتی ہے تاہم اس کی بھی وہی قسمیں ہوتی ہیں جو جملہ اسمیہ میں واقع ہونے والی خبر کی ہوتی ہیں یعنی کبھی وہ مفرد ہوتی ہے، کبھی جملہ اسمیہ، کبھی جملہ فعلیہ اور کبھی ظرف وجار مجرور پر مشتمل شبہ جملہ۔

ان افعال کے اسم وخبر کی ترکیب میں گرچہ اصل یہی ہے کہ اسم پہلے ہو اور خبر بعد میں تاہم کبھی اسم کو خبر پر مقدم کرنا اور کبھی خبر کو اسم پر مقدم کرنا واجب ہوتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دونوں کی ایک دوسرے پر تقدیم وتاخیر دونوں جائز ہوتی ہے، چنانچہ جب ان افعال کا اسم کوئی ضمیر متصل ہو یا اسم وخبر ایسے اسما جن پر اعراب ظاہر نہ کیا جاسکتا ہو، ایسے ہی اگر اسم کو خبر میں محصور کردیا گیا ہو یا خبر کوئی جملہ اسمیہ یا جملہ فعلیہ ہو یا وہ افعال ما سے شروع ہوتے ہوں تو ایسی صورت میں اسم کو خبر پر مقدم کرنا واجب ہوتا ہے۔

کبھی ان کی خبر وجوبی طور پر اسم پر مقدم ہوجاتی ہے اور ایسا اس وقت ہوتا ہے جب خبر شبہ جملہ ہو اور اسم کوئی نکرہ غیر مخصوصہ، یا اس وقت جب اسم میں پائی جانے والی کوئی ضمیر خبر کی طرف لوٹ رہی ہو یا پھر خبر کو اسم میں محصور کردیا گیا ہو تو خبر کو وجوبا اسم پر مقدم کردیا جاتا ہے۔ البتہ جب اسم اور خبر کی شناخت ہو رہی ہو تو ایک دوسرے پر مقدم ومؤخر کرنا جائز ہوتا ہے۔

لیس اور کان افعال ناقصہ کی خبر پر باء زائدہ بھی لایا جاسکتا ہے اور اس وقت وہ لفظاً مجرور جبکہ تقدیراً منصوب ہوگی، افعال ناقصہ کی خبر جملہ فعلیہ ہونے کی صورت میں فعل مضارع کے ساتھ ہوتی ہے تاہم کبھی فعل ماضی کو بھی خبر بنالیا جاتا ہے، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کان فعل ناقص زائدہ ہوتا ہے اور کوئی عمل نہیں کرتا، کبھی اسے اس کے اسم سمیت حذف کردیا جاتا ہے اور مذکور صرف خبر ہوتی ہے اور کبھی کبھی کسی قرینہ کی موجودگی میں فعل ناقص اپنے اسم وخبر دونوں کے ساتھ حذف ہوجاتا ہے۔ بعض شرطوں کے ساتھ کان کے مضارع مجزوم کے نون کو بھی حذف کرنا جائز ہوتا ہے۔

افعال ناقصہ میں تام التصریف افعال ماضی، مضارع اور امر کی صورت میں عامل ہونے کے علاوہ صفت اور مصدر ہوکر بھی عمل کرتے ہیں اور اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں، جبکہ کچھ ایسے بھی حروف ہوتے ہیں جنھیں مشابہات لیس کہا جاتا ہے اور بعض شرطوں کے ساتھ ویسے ہی

عمل کرتے ہیں جس طرح لیس کرتا ہے اوران کی ترکیب بھی وہی ہوتی ہے جو افعال ناقصہ اوران کے اسم وخبر کی ہوتی ہے۔

11.13 تمرینات

1۔ ذیل کے جملوں کا ترجمہ کیجیے اوراسم وخبر بتائیے۔

الف: کان الوزیران یناقشان التقاریر حول حوادث العنف هذا الظهر حتی أمسیا۔

ب: ما زال المصلحون آملین أن تُوَجّه الذرة لخدمة السلام۔

ج: یَا لَیْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَذَا وَ کُنْتُ نَسْیاً مَنْسِیّاً۔

د: یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا کُونُوْا قَوَّامِیْنَ بِالقِسْطِ شُهَدَاءَ۔

ه: ظل القطار واقفا علی الرصیف حتی الغروب۔

و: صارت الطائرة بین السحاب و کان الرکّاب في أمن و طمانینة۔

ز: انفک الأسراء من السجن و ما انفکت الجهود في ذلک دائبة۔

2۔ ذیل کے اشعار کا ترجمہ کیجیے اور فعل تام وفعل ناقص کی نشاندہی کیجیے۔

١: مَابَالُ خَدِّکِ لَا یَزَالُ مُضَرَّجاً بِدَمٍ وَ لَحْظِکِ لَا یَزَالُ قَرِیْباً

٢: فَمَا بَرِحُوا حَتّی رَأَی اللّٰهُ صَبْرَهُم و حَتّی أُشِرَّتْ بِالأَکُفِ المَصَاحِفُ

٣: أَمَا وَاللّٰهِ لاَ تَنفَکُّ عَیْنِي عَلَیْک بِدَمْعِهَا أَبَداً تَجُوْدُ

3۔ ذیل کے جملوں میں خبر کی قسمیں بتائیے۔

الف: وَتَکُوْنُ الجِبَالُ کَالعِهْنِ المَنْفُوشِ۔

ب: کان أبو بکر أبوه قائم۔

ج: تبیت الطیور شبعانات۔

د: ما برحت الصناعة تسیر بخطاً سریعة نحو التطور۔

ه: لیس الإیمان بالتمنّی۔

و: کان أمام المدرسة دُکّان۔

ز: فَظَلَلْتُمْ تَفَکَّهُوْنَ۔

ح: أظل واقفا ما دام الأساتذة واقفین۔

4۔ ذیل کے جملوں کو مناسب خبر سے پر کیجیے۔

الف: بات الولدان۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ب: کان عثمان بن عفان رضی اللّٰہ عنہ۔۔۔

ج: أصبح الطفل ـــــــــــ   د: ظل المطر ـــــــــــ

ہ: أمست الغرفة ـــــــــــ   و: ما انفكت الحرب ـــــــــــ

ز: لا يفتأ العمل ـــــــــــ   ح: أضحى الشارع ـــــــــــ

ط: كن في عون أخيک ما دمت ـــــــــــ   ی: يصير الخشب ـــــــــــ

5۔ درج ذیل جملوں پر مناسب افعال ناقصہ لائیے۔

الف: ـــــــــ النهر مرتفع   ب: ـــــــــ العامل نشيط

ج: ـــــــــ الأمة بخير   د: ـــــــــ تحسنون العمل

ہ: ـــــــــ الضوء ضئيل   و: ـــــــــ العدوّان صديقان

ز: لن أذهب ـــــــــ زيد جالس   ح: ـــــــــ المجهول معلوم

6۔ درج ذیل قرآنی آیات کا ترجمہ کیجیے اور ان میں وارد فعل تام و فعل ناقص کی نشاندہی کیجیے۔

الف: وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أُمِّ مُوْسَى فَارِغاً۔

ب: اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الإِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوا يَقْتَرِفُوْنَ۔

ج: فَسُبْحَانَ اللهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ۔

د: وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالأُنْثَى ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدّاً وَهُوَ كَظِيْمٌ۔

ہ: وَالقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ القَدِيْمِ۔

و: وَلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ۔

ز: خَالِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالأَرْضُ۔

ح: وَأَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوْا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِيْنَ۔

ط: قُلْ سِيْرُوْا فِي الأَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ المُكَذِّبِيْنَ۔

ی: قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا • فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِي سَبِيْلِ اللهِ وَأُخْرَى كَافِرَةٌ۔

ک: قَالُوْا نَعْبُدُ أَصْنَاماً فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِيْنَ۔

7۔ صار کے معنی میں استعمال ہونے والے افعال ناقصہ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

8۔ درج ذیل جملوں میں خبر کی وجوبی تقدیم کی وجوہات بتائیے۔

الف: كان في المعمل مؤظفه۔

ب: كانت وراء الحجاب فتيات۔

ج: لا يزال بين السحاب طير۔

د: کان للجانی جزاء جریمته۔

ہ: اِنما کان یرتقی من یواظب علی العمل۔

و: لم یکن خالق السماوات و الأرض و ما بینهما اِلا اللهُ۔

9۔ ذیل کے شعر کا ترجمہ کیجیے اور لیس کے اسم وخبر کی نشاندہی کیجیے۔

لَیسَ لِلبِنْتِ فِي السَّعَادَةِ حَظٌّ اِن تَنَاءَی عَنْهَا الحَیَاءُ و وَلّی

10۔ صار کے ملحقات میں سے کسی چار افعال کو ناقص اور تام ہر دو شکلوں میں استعمال کیجیے اور مثالیں دیجیے۔

11۔ درج ذیل جملوں کی ترکیب کیجیے۔

الف: أَلَیسَ اللهُ بِعَزِیْزٍ ذِي انْتِقَام ب: لَستَ عَلَیهِم بِمُسَیْطِر

ج: مَا هُنَّ أُمَّهَاتِهِم د: مَا هَذَا بَشَرا

ہ: لا خیر ضائعا و: لا طالب غائبا

ز: لات وقت هروب ح: لاَتَ حِینَ مَنَاص

12۔ ذیل کے جملوں کی تقدیری عبارت کیا بنے گی۔

الف: کل انسان یحاسب علی عمله، اِن خیرا فخیر، واِن شرّا فشرّ۔

ب: التمس و خاتما من حدید۔

ج: أولم ولو بشاة۔

د: قد قیل ما قیل اِن صدقا و اِن کذبا۔

ح۔ قالت بنات العم: یا سلمی و اِن کان فقیرا مُعدما؟! قالت: و اِن

و: الاِطعام ولو تمرا۔

13۔ درج ذیل جملوں میں افعال تامہ اور افعال ناقصہ پہچانیے۔

الف: التقیت المدرس و کان حدیث ب: کان الماء باردا فصار ثلجا

ج: نام الطفل حتی أصبح د: سأعاقب المهمل کائنا من کان

ہ: مادام شيئ في الدار و: بات الغریب في بیت الوزیر

ز: مشینا النهار کله حتی أمسینا ح: لو ظل الصراع لأدی الی حرب عالمیة

14۔ درج ذیل شعر پر اعراب لگائیے اور ترجمہ کیجیے۔

ندم البغاة ولات ساعة مندم والبغی مرتع مبتغیه وخیم

15۔ افعال ناقصہ میں سے کسی پانچ کو بطور تام و ناقص اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

16۔ ذیل کی آیات میں افعال ناقصہ وافعال تامہ کی نشان دہی کیجیے اور تام وناقص ہونے کی وجہ بتایئے۔

إنّا بَلَونَاهُم كَمَا بَلَونَا أَصحَابَ الجَنّةِ إذ أَقسَمُوا لَيَصرِمُنَّهَا مُصبِحِينَ ۔ ولاَ يَستَثنُونَ ۔ فَطَافَ عَلَيهَا طَائِفٌ مِن رَبِّكَ وهُمْ نَائِمُونَ ۔ فَأَصبَحَتْ كَالصَّرِيمِ ۔ فَتَنَادَوْا مُصبِحِينَ ۔ أَنِ اغْدُوْا عَلى حَرْثِكُم إنْ كُنتُم صَارِمِينَ ۔ فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ۔ أنْ لا يَدْخُلَنّهَا اليومَ عَلَيكُم مِسْكِيْنٌ ۔ وَغَدَوْا على حَرْدٍ قَادِرِيْنَ۔

17۔ شعر کا ترجمہ کیجیے اور کان کے ناقص یا تام ہونے کی وجہ بتایئے۔

إذَا كَانَ الشِّتَاءُ فَأَدْفِئُوْنِي فَإنَّ الشَيْخَ يَهْدِمُهُ الشِّتَاءُ

18۔ ذیل کی عبارت پر اعراب لگایئے اور افعال ناقصہ اور ان کے اسم کی نشاندہی کیجیے۔

كان الناس فيما مضى من الزمان يمضون أوقات طويلة ويواجهون مشقات كثيرة عند الانتقال من مكان الى مكان يبعد عنه مسافة قصيرة۔ وقد أصبحوا الآن بواسطة الطائرات السريعة يقطعون آلاف الأميال في ساعات قليلة۔ ويمسون آمنين على أنفسهم وأموالهم۔ ولا يزال مهندسوا الطيران يجدون في تحسين وسائل الطيران، حتى تقطع الطائرات المسافات الطويلة الشاسعة في دقائق معدودات، بل في لحظات۔ فما أجل نعمة الله بما أعطاهم من العلم۔

11.14 فرہنگ

الفاظ	معانی
اَلف: درس میں وارد الفاظ	
الزحام	: مجمع، بھیڑ، جم غفیر
حامض	: کھٹا، ترش
اصطرخ يصطرخ	: چیخنا، فریاد کرنا، مدد چاہنا
الثلج	: برف
البرتقال	: نارنگی، سنترہ، موسمی
عصير	: جوس، رس، نچوڑی ہوئی چیز
حُر	: آزاد
الجوّ	: فضا، خلا، ماحول، گردوپیش، آب وہوا
ممطر	: ابرآلود، بارش والا
المهندس	: انجینیر

ناضرة	: سرسبز، تروتازہ، خوشنما، بارونق، شگفتہ
غزير	: موسلادھار، بکثرت، بہت، بہتات
مُكِبّ	: منہمک، متوجہ
لامع	: چمک دار، روشن
الفتاة	: دوشیزہ، لڑکی
الجريمة	: جرم، گناہ
عاكفين	: عاكف کی جمع، متوجہ، مشغول، کسی کام میں لگا رہنے والا
رابح	: نفع حاصل کرنے والا، کامیاب، نفع بخش
مناهض	: مخالف، مزاحم، مقابلہ آرا
كاديكيد	: سازش کرنا، مکر کرنا، دھوکہ دینا، چال چلنا، ریشہ دوانی کرنا
الوَفِيُّ	: وفادار، مخلص، وفاشعار
الواجب	: کام، ذمہ داری، ڈیوٹی
الاشارة	: سگنل، اشارہ
عبريعبر	: پار کرنا، طے کرنا
أوصى يوصى	: وصیت کرنا، حکم دینا، پابند کرنا، مکلف ومامور بنانا
نظيف	: صاف ستھرا
العسل	: شہد
حلو	: میٹھا، شیریں
قِرَدة	: قِرد کی جمع، بندر
خاسئين	: خاسئ کی جمع، حقیر وذلیل، دھتکارا ہوا
يد	: ہاتھ، بازو، طاقت، قوت، حمایت
باسم	: مسکرانے والا، کھلا ہوا
القُضاة	: القاضی کی جمع، جج، قاضی، مجسٹریٹ
رائق	: صاف شفاف، صاف ستھرا، اچھا، بہتر، بھلا
ظلمات	: ظلمة کی جمع، تاریکی، اندھیرا
ساخرين	: ساخر کی جمع، مسخرہ، مذاق وٹھٹھا کرنے والا، بلا اجرت کام لینے والا

ضئیل	:	مدھم، کمزور، ہلکا
تعرض یتعرض	:	زد میں آنا، نشانہ بننا، سامنے آنا
حرد	:	ارادہ، الگ ہونا، کنارہ کشی
ذئب	:	بھیڑیا
الأعمی	:	اندھا، نابینا
رِقاب	:	رَقَبة کی جمع، گردن
غدا یغدو	:	صبح کے وقت چلنا
اللیث	:	شیر
غضبان	:	غضب ناک، سخت ناراض
انقلب ینقلب	:	پلٹنا، لوٹنا، واپس ہونا
عَقِبیه	:	عَقِب کا تثنیہ اور ہ ضمیر کی طرف مضاف، ایڑی، نشان قدم
ضَرّ یضُرّ	:	نقصان پہنچانا، تکلیف دینا
استحال یستحیل	:	محال ونا ممکن ہونا
آض یئیض	:	لوٹنا، پلٹنا، واپس ہونا
حار یحور	:	لوٹنا، پلٹنا، واپس ہونا
مغرَقین	:	مُغرَق کی جمع، غرقاب کیا ہوا، ڈبویا ہوا
سَیّر یُسَیِّر	:	چلانا، حرکت دینا
سراب	:	ریت، بے حقیقت، فریب، سراب، ریزہ ریزہ، ٹکڑے ٹکڑے
ألّف یؤلِّف	:	ملانا، جوڑنا، تالیف قلب کرنا
غور	:	گہرائی میں اترا ہوا، پست، نشیب
مَعین	:	جاری، بہتا ہوا، آب جاری
خطیر	:	خطرناک، زبردست، بڑا
المجهول	:	نامعلوم
سراج	:	چراغ
مستنیر	:	روشن
لاح یلوح	:	چمکنا، نمودار ہونا، نمایاں ہونا

الصَقِيل	:	صیقل کی ہوئی تلوار، چمکدار تلوار، پالش شدہ
بَشّر يُبشِّر	:	خوش خبری دینا، خبر دینا
مُسْوَدّ	:	سیاہ، غم زدہ
كظيم	:	رنجیدہ، دکھی، دل ہی دل میں گھٹنے والا، غضب ناک
أعناق	:	عُنُق کی جمع، گردن
خاضعين	:	خاضع کی جمع، جھکنے والا، عاجز و سرافگندہ ہونے والا، تابع و مطیع
تَلَبّد يتلبّد	:	ابر آلود ہونا، گھنا ہونا
ذو عُسرة	:	تنگ حال، تنگ دست، پریشان
نَظِرَة	:	مہلت، انتظار
مَيْسَرَة	:	فراخی، کشادگی، آسانی
نبت ينبت	:	اگنا، کھیتی یا سبزہ وغیرہ کا ظاہر ہونا
الأمور	:	الأمر کی جمع، معاملات، احکام
ماشي	:	پیدل چلنے والا
تنادَى يتنادَى	:	ایک دوسرے کو پکارنا، جمع کرنا
الحارث	:	کسان، کھیت جوتنے والا، ہل چلانے والا
حرث يحرث	:	کھیت جوتنا، ہل چلانا
العداوة	:	دشمنی، عداوت
صَدّ يَصُدّ	:	روکنا، باز رکھنا، منھ پھیرنا، بے اعتنائی برتنا
أطول يُطوِل	:	طویل کرنا، لمبا کرنا
الصدود	:	بے رخی، بے اعتنائی، جدائی
أوى يأوَى	:	پناہ لینا، قیام کرنا، لوٹنا
أعشاش	:	عُشّ کی جمع، گھونسلا، آشیانہ
شَبَ يشُبّ	:	آگ روشن کرنا، آگ جلانا، روشن کرنا
مقرورَين	:	مقرور کا تثنیہ، دوسردی کھائے ہوئے شخص، دو ٹھٹھرتے ہوئے شخص
اصطلى يصطلى	:	باب افتعال سے، آگ تاپنا، گرمی حاصل کرنا
الندَى	:	سخاوت، فیاضی، دریا دلی، شبنم

مجمع البحرين	: دوسمندروں کے ملنے کی جگہ، سنگم
جرح یجرح	: زخمی کرنا، زخم لگانا
خد	: رخسار
لحظ	: آنکھ، نگاہ، گوشۂ چشم، دزدیدہ نگاہی
اقتص یقتص	: بدلہ لینا، قصاص لینا
المفصل	: جوڑ
متفائل	: رجائیت پسند
مستریح	: آرام کرنے والا
ارتقی یرتقی	: ترقی کرنا
ساھرات	: ساھرة کی جمع، شب بیداری کرنے والیاں
عقرب	: بچھو، گھڑی کی سوئی
مِنضدة	: تپائی، میز
الأتقیاء	: التقِی کی جمع، متقی، پرہیزگار، خداترس لوگ
ظِلال	: ظِلّ کی جمع، سائے
عیون	: عین کی جمع، چشمہ، چشمۂ آب
رمی یرمی	: پھینکنا، مارنا، تیروغیرہ چلانا
ثغرة	: کشادگی، منھ، ہنسلی کی ہڈیوں کے درمیان کا حصہ
نحر	: سینہ کا بالائی حصہ، گردن کا نچلا حصہ، گلا
حارس	: محافظ، نگہبان، پہرہ دار، نگراں
المصنع	: فیکٹری
التدخین	: سگریٹ نوشی، تمباکو نوشی
المنتزہ	: پارک، تفریح گاہ
السریر	: بیڈ، چارپائی
الوِسادة	: تکیہ، گدا، غالیچہ
الزرع	: کھیتی
الصریم	: وہ درخت جس کے پھل توڑ لیے گئے ہوں

أحيى يُحيى	:	زندہ کرنا، روح پھونکنا
الموتى	:	الميّت کی جمع، مردہ، مراہوا آدمی
مسيطر	:	نگراں، محافظ
هازل	:	دل لگی کرنے والا، غیر سنجیدہ، مسخرا، چٹکلہ باز
مدّ يمُدّ	:	پھیلانا، بڑھانا
الزاد	:	توشہ، زادراہ، اشیاءخوردنی
أعجل	:	بہت جلد باز
أجشع	:	نہایت حریص، انتہائی لالچی
وئَد يئِد	:	زندہ درگور کرنا، زندہ دفن کرنا
وثَق يثِق	:	بھروسہ کرنا، اعتماد کرنا، اعتبار کرنا، یقین کرنا
كبُر يكبُر	:	شاق گزرنا، گراں ہونا، دشوار محسوس ہونا، بڑا ہونا، شان ومرتبہ میں بڑا ہونا
مَقام	:	مقام، مرتبہ، کھڑے ہونے کی جگہ، کھڑا ہونا، ہونا
سار يسير	:	چلنا، رات میں چلنا
أسرع يسرع	:	جلدی کرنا، تیزی دکھانا
اِطعام	:	کھلانا، کھانا کھلانا
عاشر يعاشر	:	ساتھ رہنا، صحبت میں رہنا
فاسد الأخلاق	:	بداخلاق، بدخو
مُعدِم	:	قلاش، محتاج، فقیر، غریب
المَوَدّة	:	محبت، الفت
الإِخاء	:	بھائی چارگی، اخوت
ضاعف يضاعف	:	دوگنا کرنا، بڑھانا، زیادہ کرنا
مثقف	:	تعلیم یافتہ
سامح يسامح	:	نظرانداز کرنا، معاف کرنا، درگزر کرنا
أمهات	:	أمّ کی جمع، مائیں
قرن	:	نسل، لوگ، ایک صدی کے لوگ، صدی
نادى ينادى	:	پکارنا، آواز لگانا

مناص	:	پناہ گاہ، جائے فرار، چھٹکارا، خلاصی
جبار	:	زور کرنے والا
الإِثم	:	گناہ
العدوان	:	دشمنی، زیادتی، جارحیت، حملہ
الزعماء	:	الزعیم کی جمع، لیڈر، رہنما

ب: تمرینات میں وارد الفاظ

ناقش یناقش	:	تبادلۂ خیال کرنا، بحث کرنا، رائے زنی کرنا
التقارير	:	التقرير کی جمع، رپورٹ
حوادث	:	حادثة کی جمع، حادثات
العُنف	:	تشدد، سختی
المصلحون	:	المصلح کی جمع، اصلاح کرنے والے، درست کرنے والے
آملين	:	آمل کی جمع، پرامید لوگ، امید پر قائم لوگ
وجّه يُوَجِّه	:	تابع و مطیع ہونا، لگانا، رخ پر لگانا، راہنمائی کرنا
مَنسِيّا	:	بھولی ہوئی چیز، بھلایا ہوا، بے وقعت، نا قابل اعتنا
قوّامين	:	قوّام کی جمع، قائم کرنے والے، نافذ کرنے والے
القِسط	:	انصاف، ترازو
شهداء	:	شاهد کی جمع، گواہ
الطائرة	:	ہوائی جہاز، ایروپلین
الرُكّاب	:	الراكب کی جمع، سوار
انفك ينفك	:	آزاد ہونا، رہائی پانا، کھلنا
الأسراء	:	الأسير کی جمع، قیدی
الجهود	:	الجهد کی جمع، کوششیں، مساعی
دائبة	:	جاری، معمول پر رہنے والی
ما بالُ	:	کیا ہوا ہے؟، کیا حالت ہے؟
مُضرّج	:	لت پت، سرخ آلود، خون آلود، لتھڑا ہوا
لحظ	:	نظر، نگاہ

أشرّ يُشِرّ	:	پھیلانا، ظاہر کرنا
أكُفّ	:	كَفّ کی جمع، ہتھیلی، ہاتھ
المصاحف	:	المصحف کی جمع، قرآن، کتاب، صحیفے، لکھے ہوئے اوراق کا مجموعہ
جاديجود	:	سخاوت کرنا، فیاض ہونا، آنسوؤں کی بارش ہونا، آنسو جاری ہونا
العِهن	:	رنگین اون، مختلف رنگوں والی روئی
المنفوش	:	دھنا ہوا، بکھرا ہوا
شبعانات	:	شَبعىٰ کی جمع، آسودہ، سیراب، بھرے پیٹ والی
خُطىً	:	خُطوة کی جمع، قدم، رفتار
التطور	:	ترقی، پروان چڑھنا، افزودگی
تَفَكَّه يَتَفَكَّه	:	شرمسار ہونا، نادم ہونا
نشيط	:	چست، چاق و چوبند
فؤاد	:	دل
فارغ	:	بے قرار، بے چین، غیر مطمئن، خالی
كسب يكسب	:	کمانا، کرنا، حاصل کرنا
اقترف يقترف	:	کمانا، گناہ کا مرتکب ہونا، ارتکاب جرم کرنا
قَدَّرَ يُقَدِّر	:	مقرر کرنا، فیصلہ کرنا، حساب لگانا، مقدر کرنا
منازل	:	منزل کی جمع، مدار، منزل، پڑاؤ، جائے قیام، گھر
العُرجون	:	کھجور کی شاخ، کھجور کے گچھے کی ٹیڑھی جڑ جو درخت پر خشک ہو کر باقی رہتی ہے
الصَيحة	:	چیخ
جاثمين	:	جاثم کی جمع، اپنی جگہ پر رہنے والے، الگ نہ ہونے والے، چمٹے رہنے والے
التقى يلتقي	:	ملنا، ملاقات کرنا
الجاني	:	مجرم، گناہ گار
واظب يواظب	:	پابندی سے کرنا، لگے رہنا، قائم رہنا، ہمیشگی برتنا
حظّ	:	نصیب، حصہ، قسمت
تناءَى يتناءَى	:	دور ہونا، بعید ہونا، جدا ہونا
ولّى يُوَلّي	:	رخ پھیرنا، بھاگنا، دور ہونا

هروب	:	فرار
التمس يلتمس	:	چاہنا، تلاش کرنا، طلب کرنا، مانگنا
أولم يولم	:	ولیمہ کرنا، کھانے کی دعوت دینا
المُهْمِل	:	لاپرواہ، محنت سے جی چرانے والا، غفلت شعار
الصِراع	:	کشمکش، ٹکراؤ، رسہ کشی، جھگڑا، لڑائی
نَدِم يندَم	:	پشیمان ہونا، متأسف ہونا، پچھتانا
البُغاة	:	الباغی کی جمع، باغی، جابروظالم، متکبر، قانون شکن
مَنْدَم	:	شرمندگی، ندامت، پشیمانی، پچھتاوا
البغي	:	ظلم وجبر، تکبر
مَرتَع	:	چراگاہ
وخيم	:	خطرناک، نقصان دہ، خطرناک انجام
بلا يبلو	:	آزمانا، آزمائش میں ڈالنا
أصحاب الجنة	:	باغ والے
صرم يصرم	:	کاٹنا، پھل توڑنا، کھیتی کاٹنا
استثنى يستثني	:	پاک کرنا، مستثنی کرنا، اِنْ شاءاللہ کہنا
طاف يطوف	:	چکرلگانا، گھومنا، طواف کرنا، گشت کرنا
طائف	:	چکرلگانے والا، آنے والا
انطلق ينطلق	:	چلنا، نکلنا، گزرنا، آزادورہا ہونا
تخافت يتخافت	:	چپکے چپکے بات کرنا، باہم سرگوشی کرنا، پست آواز میں بات کرنا
الشتاء	:	سردی، جاڑا
أدفأ يدفأ	:	گرمی پہنچانا
هدم يهدم	:	گرادینا، منہدم کرنا، نقصان پہنچانا
أمضى يُمضي	:	گزارنا
واجه يواجه	:	سامنا کرنا، پیش آنا، درپیش ہونا
قطع يقطع	:	طے کرنا، سفرکرنا، کاٹنا
آمنين	:	آمِن کی جمع، محفوظ وسلامت، امن وسلامتی کی حالت میں

أَجَدَّ يُجِدُّ	:	کوشش ومحنت کرنا، سنجیدگی سے کوئی کام کرنا
تحسين	:	اصلاح، سدھار، خوب سے خوب تر کرنا، ترقی
الشاسعة	:	دور، بعید
ما أجَلَّ	:	فعل تعجب بمعنی کیا ہی شاندار، کتنا عظیم

11.15 نمونے کے امتحانی سوالات

1۔ افعال ناقصہ کی تعریف کیجیے اور ان کو ناقصہ کہنے کی وجوہات بتایئے۔

2۔ افعال ناقصہ کون کون ہیں؟ مثالوں کے ذریعہ واضح کیجیے۔

3۔ فعل متعدی اور فعل ناقص کے درمیان کیا فرق ہوتا ہے؟ مثالوں کے ذریعہ وضاحت کیجیے۔

4۔ تام التصریف افعال ناقصہ کون کون سے ہیں؟ ہر ایک کا معنی بیان کیجیے اور مثالیں بھی دیجیے۔

5۔ ناقص التصریف افعال ناقصہ سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ مثالوں کے ذریعہ وضاحت کیجیے۔

6۔ وہ افعال ناقصہ جن سے مضارع اور امر کے صیغے نہیں آتے، کون کون سے ہیں؟ ہر ایک کو مثالوں سے سمجھایئے۔

7۔ ناقص التصریف افعال کن شرطوں کے ساتھ عمل کرتے ہیں؟ مع مثال بیان کیجیے۔

8۔ مادام فعل ناقص کے استعمال کی شرائط تحریر کیجیے۔

9۔ صار کے ملحقات سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ مثالوں کے ذریعہ سمجھایئے۔

10۔ وہ افعال ناقصہ جو صار کے معنی میں بھی استعمال ہوتے ہیں کون کون سے ہیں؟ ہر ایک کو مع مثال بیان کیجیے۔

11۔ کون کون سے افعال ناقصہ تام استعمال ہوتے ہیں؟ ان میں سے چند کو مثالوں سے وضاحت کیجیے۔

12۔ افعال ناقصہ کا اسم تذکیر و تانیث اور وحدت و جمعیت میں فعل ناقص پر کیا تبدیلیاں لاتا ہے؟ بیان کیجیے۔

13۔ افعال ناقصہ کی خبر کن کن صورتوں میں آتی ہے؟ مثالوں سے سمجھایئے۔

14۔ کن صورتوں میں افعال ناقصہ کا اسم ان کی خبر پر وجوباً مقدم ہوتا ہے؟ مع مثال لکھیے۔

15۔ افعال ناقصہ کی خبر کی وجوبی تقدیم سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ مثالوں کے ذریعہ وضاحت کیجیے۔

16۔ کسی فعل ناقص کو خبر کی اسم پر جوازی تقدیم کے ساتھ مثالوں کے ذریعہ سمجھایئے۔

17۔ کن افعال ناقصہ کی خبر پر باز ائدہ لانا جائز ہوتا ہے؟ مثالیں بھی لکھیے۔

18۔ اِن اور لَو شرطیہ کے بعد کان فعل ناقص اپنے اسم سمیت کس طرح حذف ہوجاتا ہے؟ مثالوں کے ذریعہ سمجھایئے۔

19۔ مشابہات لیس سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ لات کے اُستعمال کی شرطیں لکھیے اور مثالیں بھی دیجیے۔

20۔ اعراب لگایئے اور ترکیب کیجیے۔

كان زهير صديقا فصار عدوا۔ بات الطين إبريقا۔ أمرني والدي بالوفاء والإخلاص ما دمت حيا۔ ظل الجندي ساهرا يحرس الموقع حتى أصبح۔ بات الغريب في بيت الوزير۔ أمسى الفقراء جائعين۔ باتت ليلى عند زميلتها۔ لو دام العدل لانتشرت السلامة والأمانة۔

11.16 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

1۔	النحو الواضح	علي الجارم و مصطفى أمين
2۔	ملخص قواعد اللغة العربية	فؤاد نعمة
3۔	جامع الدروس العربية	الشيخ مصطفٰى الغلاييني
4۔	الدليل الى قواعد اللغة العربية	حسن نور الدين
5۔	القواعد الأساسية في النحو والصرف	يوسف الحمادى و محمد محمد الشناوي و محمد شفيق عطا
6۔	فیض النحو	شیر افگن ندوی

اکائی 12 حروفِ مُشبّہ بالفعل ولائے نفیِ جنس

اکائی کے اجزا

12.1 مقصد

12.2 تمہید

12.3 إِنَّ وأخواتُها کے معانی

12.4 إِنَّ وأَخواتُها کا عمل

12.5 تمرینات

12.6 إِنَّ وأَخواتُها کی خبر اور اس کی قسمیں

12.7 إِنَّ وأَخواتُها کی خبر کی تقدیم

12.8 إِنَّ وأَخواتُها پر 'ما' کافہ کا دخول

12.9 لامِ تاکید

12.10 تمرینات

12.11 أَنَّ مفتوحہ کے مواقع

12.12 إِنَّ مکسورہ کے مواقع

12.13 تمرینات

12.14 لائے نفیِ جنس

5.15 تمرینات

12.16 اکتسابی نتائج

12.17 فرہنگ

12.18 نمونے کے امتحانی سوالات

12.19 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

12.1 مقصد

اس اکائی کے لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ طلبہ نواسخِ جملہ کی اقسام میں سے دوقسموں (حروف مشبہ بالفعل اور لائے نفی جنس) کو جان سکیں۔اس اکائی کے مطالعہ کے بعد ان سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ حروف مشبہ بالفعل اور لائے نفی جنس کے استعمال پر بخوبی قادر ہوجائیں گے،انہیں یہ بھی معلوم ہوجائے گا کہ ان حروف کے مبتدا اور خبر پر داخل ہونے کی وجہ سے کس طرح دونوں کا حکم لفظاً ومعنًی بدل جاتا ہے۔

12.2 تمہید

جس طرح ہر زبان میں یقین (Indeed)، بیان (That)،تشبیہ (As if)، استدراک (But)،تمنا (Wish)، اور ترجی (Perhaps) کے لیے الفاظ ہوتے ہیں، اسی طرح عربی زبان میں بھی مذکورہ تعبیروں کے لیے کچھ حروف ہیں ان ہی حروف کو حروفِ مُشبّہ بالفعل کہتے ہیں۔وہ حروف یہ ہیں:

إِنَّ ، أَنَّ ، كَأَنَّ، لٰكِنَّ، لَيتَ، لَعَلَّ، لَا، (''لَا'' کا ذکر بعد میں آرہا ہے)۔ان حروف کو إِنَّ وأَخواتُها بھی کہا جاتا ہے۔انہیں حروفِ مُشبّہ بالفعل اس لیے کہا جاتا ہے کہ فعل کی طرح یہ بھی اپنے اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں۔اِن مثالوں پر غور کریں۔

كَتَبَ عَامِرٌ مَقَالَةً (عامر نے ایک مضمون لکھا)

إِنَّ عَامِرًا لَاعِبٌ (یقیناعامر ایک کھلاڑی ہے)

دوسری وجہ یہ ہے کہ فعل ماضی کی طرح اِن کا آخری حرف بھی مفتوح ہوتا ہے:

كَتَبَ فَتَحَ دَخَلَ نَصَرَ ضَحِكَ خَرَجَ

إِنَّ أَنَّ كَأَنَّ لٰكِنَّ لَيتَ لَعَلَّ

تیسری وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ افعال کی طرح ان حروف میں بھی افعال کے معانی: تاکید،تشبیہ، استدراک،تمنا اور امید پائے جاتے ہیں، جیسے التِّلْمِيذُ مُجْتَهِدٌ (طالب علم محنتی ہے) سے إِنَّ التِّلْمِيذَ مُجْتَهِدٌ (یقینا طالب علم محنتی ہے)۔اس مثال میں إِنَّ حرف مشبہ بالفعل ہے اور جملہ میں تاکید کا معنی پیدا کررہا ہے،التِّلْمِيذَ إِنَّ کا اسم ہونے کی وجہ سے منصوب ہے جب کہ مُجْتَهِدٌ إِنَّ کی خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔

12.3 إِنَّ وأَخواتُها کے معانی

فعل کے مشابہ یہ حروف چھ ہیں:

إِنَّ ، أَنَّ ، كَأَنَّ، لٰكِنَّ، لَيتَ، لَعَلَّ

نیچے ان کے معانی بیان کئے جاتے ہیں:

إِنَّ:۔ إِنَّ جملہ میں تاکید وتحقیق کا معنی پیدا کرتا ہے اور ہمیشہ کلام کے شروع میں آتا ہے۔جیسے:

إِنَّ سَلِيمًا قَائِمٌ (یقینا سلیم کھڑا ہے)

إِنَّ الصِّحَافَةَ لِسَانُ الشَّعْبِ (بے شک صحافت قوم کی زبان ہے)

إِنَّ کا ترجمہ بے شک، واقعی، یقینا، حقیقت میں وغیرہ الفاظ سے کیا جاتا ہے۔

أَنَّ:۔ أَنَّ بھی جملہ میں تاکید کے لیے آتا ہے، اس کا استعمال درمیان کلام میں ہوتا ہے، أَنَّ کا ترجمہ عموماً ''کہ'' سے کیا جاتا ہے، جیسے:

عَلِمْتُ أَنَّکَ قَادِمٌ (مجھے معلوم ہوا کہ تم آنے والے ہو)۔

أَيْقَنْتُ أَنَّ الشَّدَائِدَ صَانِعَةُ الرِّجَالِ (مجھے یقین ہوگیا کہ سختیاں لوگوں کو سنوارتی ہیں)

كَأَنَّ:۔ كَأَنَّ تشبیہ کا معنی دیتا ہے، جیسے:

كَأَنَّ سَلِيْمًا أَسَدٌ (گویا کہ سلیم شیر ہے)

كَأَنَّ الْمُمَرِّضَةَ مَلَکٌ کَرِيْمٌ (گویا کہ نرس رحم دل فرشتہ ہے)

لٰكِنَّ:۔ لٰكِنَّ استدراک کے لیے آتا ہے یعنی جملہ سابقہ سے جو شبہ اور وہم پیدا ہوتا ہے اس کو دور کرنے کے لیے آتا ہے: جیسے،

سَلِيْمٌ غَنِيٌّ لٰكِنَّهُ بَخِيْلٌ (سلیم مالدار ہے مگر وہ بخیل ہے)

سلیم کے مالدار ہونے سے یہ وہم ہوسکتا ہے کہ وہ سخی بھی ہو، اس وہم کو لٰكِنَّهُ بَخِيْلٌ نے دور کر دیا۔

نَصَحْتُکَ لٰكِنَّکَ لَمْ تَنْتَصِحْ (میں نے تجھے نصیحت کی تھی لیکن تو نے نصیحت حاصل نہیں کی)

لَيْتَ:۔ لَيْتَ سے امر محال کی تمنا کی جاتی ہے، جیسے:

لَيْتَ الشَّبَابَ عَائِدٌ (کاش جوانی واپس آجاتی)

لَيْتَ سے امر دشوار کے حصول (جس چیز کا حاصل کرنا مشکل ہو) کی بھی تمنا کی جاتی ہے، جیسے:

لَيْتَ لِيْ مَالَ قَارُوْنَ (کاش میرے پاس قارون کا مال ہوتا)

لَعَلَّ:۔ لَعَلَّ سے تَرَجِّیْ اور امید ظاہر کی جاتی ہے، جیسے:

لَعَلَّ الْمُسَافِرَ وَاصِلٌ (شاید مسافر پہنچنے والا ہے)

لَعَلَّ النَّصْرَ قَرِيْبٌ (شاید مدد قریب ہے)

لَعَلَّ کبھی ''إِشْفَاقٌ'' یعنی اندیشہ اور خوف ظاہر کرنے کے لیے آتا ہے۔

لَعَلَّهُ مَرِيْضٌ (مجھے اندیشہ ہے کہ وہ بیمار ہو)

لَعَلَ الْاِمْتِحَانَ صَعْبٌ (مجھے خوف ہے کہ امتحان سخت ہو)

12.4 إِنَّ وَأَخَوَاتُهَا کا عمل

إِنَّ وَأَخَوَاتُهَا مبتدا و خبر پر داخل ہوتے ہیں۔ ان حروف کی وجہ سے مبتدا منصوب ہوجاتا ہے جب کہ خبر اپنے حال پر مرفوع رہتی ہے۔ جیسے:

إِنَّ سَلِيْمًا قَائِمٌ۔

نصبِ مبتدا کی مزید وضاحت کے لیے نیچے دیے گئے ٹیبل پر غور کریں:

مبتدا و خبر		إنَّ کا اسم و خبر
أَنَا رَاضٍ	سے	إِنّی راضٍ
نَحنُ رَاضُوْنَ	سے	إِنَّا رَاضُوْنَ
أَنْتَ رَاضٍ	سے	إِنَّکَ رَاضٍ
أَنْتُمَا رَاضِيَانِ	سے	إِنَّکُمَا رَاضِيَانِ
أَنْتُمْ رَاضُوْنَ	سے	إِنَّکُمْ رَاضُونَ
هُوَ رَاضٍ	سے	إِنَّهُ رَاضٍ
هُمَا رَاضِيَانِ	سے	إِنَّهُمَا رَاضِيَانِ
هُمْ رَاضُونَ	سے	إِنَّهُمْ رَاضُونَ

بائیں طرف کی مثالوں میں ضمائر مرفوع (أَنَا، نَحنُ، أَنْتَ، أَنْتُمَا، أَنْتُمْ، هُوَ، هُمَا، هُمْ) إِنَّ کے اسم واقع ہونے کی وجہ سے ضمائر منصوب متصل میں بدل گئی ہیں۔ یہ ضمائر مذکر کی مثالیں ہیں۔ اسی طرح ضمائر مؤنث بھی جب إِنَّ کا مبتدا واقع ہوں تو وہ بھی ضمائر منصوب متصل سے بدل جاتی ہیں، جیسے:

مبتدا و خبر		إنَّ کا اسم و خبر
أنتِ راضية	سے	إنّکِ راضية
أنتما راضيتان	سے	إنّکما راضيتان
أنتن راضيات	سے	إنّکنّ راضيات
هي راضية	سے	إنها راضية
هما راضيتان	سے	إنهما راضيتان
هنَّ راضياتٌ	سے	إنهنَّ راضياتٌ

اسمائے خمسہ (أب، أخ، حم، فو، ذو)، تثنیہ، جمع مذکر سالم اور جمع مؤنث سالم جب مبتدا بنتے ہیں تو مرفوع ہوتے ہیں، چنانچہ علامت رفع کے طور پر اسمائے خمسہ اور جمع مذکر سالم پر واو، تثنیہ پر الف اور جمع مؤنث سالم پر ضمہ آتا ہے، جیسے:

أخوک مجتهد	(اسمائے خمسہ کی مثال)
اللاعبان مُخطئان	(تثنیہ کی مثال)
المسافرون راجعون	(جمع مذکر سالم کی مثال)
الفائزاتُ قادِماتٌ	(جمع مؤنث سالم)

لیکن یہ اسما جب إنَّ و أخواتها کا اسم واقع ہوتے ہیں تو حالت رفعی سے حالت نصبی میں بدل جاتے ہیں۔ اب ان کو یوں پڑھا جائے گا:

إنَّ أخاك مجتهدٌ

كَأنّ اللاعِبين مخطئان

ليتَ المُسافِرينَ راجعون

لعلّ الفائزاتِ قادماتٌ

ان مثالوں میں لفظ ''أخا'' إنّ کا اسم ہے اور الف علامت نصب ہے، ''اللّاعِبَيْنِ'' کأنّ کا اسم ہے اور تثنیہ ہونے کی وجہ سے ''یا'' علامت نصب ہے۔ ''المسافرین''، ''لیتَ'' کا اسم ہے اور جمع مذکر سالم ہونے کی وجہ سے ''یا'' علامت نصب ہے، اور ''الفائزاتِ'' لعل کا اسم ہے اور جمع مؤنث سالم ہونے کی وجہ سے ''کسرہ'' علامت نصب ہے۔

أنّ کو کبھی مُخَفّف کر کے أنْ کر دیا جاتا ہے، ایسی صورت میں أنَ کا عمل ختم ہو جاتا ہے اور وہ صرف رابطہ کے طور پر باقی رہتا ہے، جیسے:

أَفَلَايَرَوْنَ أَنْ لَا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلاً۔

یہی حال كَأنَّ اور لٰكنَّ کا بھی ہے۔ یعنی جب یہ مخفف ہوں تو ان کا عمل بھی باطل ہو جاتا ہے، جیسے:

كَأنْ قَدْ حَدَثَ

زَيْدٌ ذَكِيٌّ لٰكِنْ كَسُوْلٌ

12.5 تمرینات

1۔ نیچے دیے گئے جملوں پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں:

١۔إن المسلم صادق	٢۔سرّني أن النتيجة حسنة
٣۔كأنَّ المعلم كتاب	٤۔كأنّ صفير البلبل لحن عذب
٥۔الوليمة معدة ولكن الضيوف لم يحضروا بعد	٦۔ليت أسئلة الامتحان سهلة
٧۔السلع كثيرة لكن الجيد قليل	٨۔لعلي راسب
٩۔ليت الطفولة عائدة	١٠۔لعل الصديق عائد
١١۔إن الرياضة تمدد الأجسام	١٢۔لعل الامتحان صعب

2۔ ذیل کے جملوں کا عربی میں ترجمہ کریں:

١۔ یقیناً حامد ایک محنتی طالب علم ہے۔	٢۔ گویا یہ عمارت تاج محل ہے۔
٣۔ واقعی ہمارا سفر کامیاب رہا	٤۔ محنتی طالب علم کامیاب ہے، مگر سست طالب علم ناکام ہے۔
٥۔ یہ شہر واقعی خوبصورت ہے مگر مہنگا ہے۔	٦۔ شاید یہ لوگ امریکی ہیں۔
٧۔ مجھے خوشی ہوئی کہ موسم ربیع آنے والا ہے۔	٨۔ محنتی طالب علم قابل احترام ہے۔

۹۔کاش تمام طلبہ کامیاب ہوتے۔ ۱۰۔بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

3۔آنے والے جملوں میں مبتدا کو إنّ وأخواتها کا اسم بنائیں اوران پر صحیح اعراب لگائیں:

۱۔أنا مسلم	۱۱۔أنتن مسلمات
۲۔نحن مسلمون	۱۲۔هي مسلمة
۳۔أنت مسلم	۱۳۔هما مسلمتان
۴۔أنتما مسلمان	۱۴۔هن مسلمات
۵۔أنتم مسلمون	۱۵۔أبوك موظف
۶۔هو مسلم	۱۶۔أخوك مهندس
۷۔هما مسلمان	۱۷۔الطالبان مجتهدان
۹۔أنت مسلمة	۱۸۔المدرسون مسافرون
۱۰۔أنتما مسلمتان	۱۹۔الطالبان مجتهدان
	۲۰۔العاملات صابرات

12.6 إِنَّ وأَخواتُها کی خبراوراس کی قسمیں

مبتداوخبر کی بحث میں آپ نے پڑھا ہوگا کہ خبر کبھی مفرد، کبھی جملہ اسمیہ، کبھی جملہ فعلیہ اور کبھی شبہ جملہ (ظرف یا جار ومجرور) کی صورت میں آتی ہے۔اسی طرح إنَّ وأَخواتُها کی خبر بھی کبھی مفرد، کبھی جملہ اسمیہ، کبھی جملہ فعلیہ اور کبھی شبہ جملہ کی صورت میں آتی ہے۔اس کی تفصیل یوں ہے:

۱۔ خبر مفرد کی صورت میں، جیسے:

إنّ الصَّمْتَ حِكْمَةٌ

إنّ البابَينِ مَفْتُوحانِ

كَأَنّ الْمُقَاتِلِينَ أُسُوْدٌ

مبتداوخبر کی طرح إنَّ وأَخواتُها کی بحث میں بھی تثنیہ (جیسے: مَفْتُوْحَانِ) وجمع (أُسُوْدٌ) ایک کلمہ پر مشتمل ہونے کی وجہ سے مفرد مانے جاتے ہیں۔

۲۔ خبر جملہ اسمیہ کی صورت میں، جیسے:

إِنَّ الحَقّ صوتُه مَسْمُوعٌ

اس مثال میں صَوتُه اور مَسْمُوْعٌ مبتداوخبر کی صورت میں جملہ اسمیہ ہیں اور یہ جملہ اسمیہ الحَقُّ کی خبر واقع ہے۔

۳۔ خبر جملہ فعلیہ کی صورت میں، جیسے:

إنَ مُحَمَّدًا يَكْتُبُ مُحَاضَرَةً

اس مثال میں ''يَكْتُبُ''،فعل مضارع ہے،هُوَ ضمیر پوشیدہ يَكْتُبُ کا فاعل ہے،اور محاضرةً مفعول بہ واقع ہے۔فعل،فاعل اور مفعول بہ پر مشتمل یہ جملہ فعلیہ ''محمداً'' کی خبر واقع ہے۔

آپ نے مبتدا وخبر کی بحث میں پڑھا ہوگا کہ خبر جب جملہ کی صورت میں ہو تو خبر میں ایک ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو مبتدا کی طرف لوٹے ،اور خبر کو مبتدا سے مربوط کرے،اس طرح إنَ وأَخواتُها کے باب میں خبر جب جملہ کی صورت میں ہو تو اس میں بھی ایک ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو خبر کو إنّ کے اسم سے جوڑے۔گزشتہ مثالوں میں جملہ اسمیہ وفعلیہ دونوں میں ضمیر عائد موجود ہے،چنانچہ إنَ الْحَقَّ صَوْتُهُ مَسْموعٌ میں ''ہ'' ضمیر مجرور ہے جو جملہ کو إنَ کے اسم الحَقّ سے جوڑ رہی ہے،دوسری مثال: ''إنَ مُحَمَّدًا يَكْتُبُ مُحَاضَرَةً'' میں فعل مضارع يَكْتُبُ میں هُوَ ضمیر پوشیدہ ہے جو جملہ کو إنَ کے اسم مُحَمَّدًا سے جوڑ رہی ہے۔

۴۔ خبر شبہ جملہ (یعنی ظرف یا جار ومجرور) کی صورت میں،جیسے:

إنَ الْقَمَرَ فوقَ السَحابِ

إنَ مُحمداً أَمامَ البيتِ

إنَ الظَّالمَ في زُمْرَةِ الشيطانِ

إنَ الأمرَ إليک

إنَ عَلِيًا فِي المدرسة

إنَ يدَ الله مع الجماعة

12.7 إنّ وأَخواتُها کی خبر کی تقدیم

إنَ وأَخواتُها کے باب میں کچھ لوگ غلطی سے یہ سمجھتے ہیں کہ إنَ کے فوراً بعد آنے والا کلمہ إنّ کا اسم اور آخر میں آنے والا کلمہ إنّ کی خبر ہے۔حالاں کہ ایسا صرف اس وقت ہوتا ہے جب إنّ وأَخواتُها کی خبر مفرد یا جملہ کی صورت میں ہو۔اگر إنَ وأَخواتُها کی خبر مفرد یا جملہ کی صورت میں نہ ہو بلکہ ظرف یا جار ومجرور کی صورت میں ہو تو خبر اپنے اسم سے پہلے آسکتی ہے،بلکہ بعض اوقات خبر کو اسم پر مقدّم کرنا ضروری ہے۔تقدیم وتاخیر کی صورتیں یہ ہیں:

اگر إنَ وأَخواتُها کا اسم معرفہ ہو اور خبر ظرف یا جار ومجرور کی صورت میں ہو تو خبر کو اسم سے پہلے لایا جاسکتا ہے،جیسے:

(۱) إنَ عندَ الأستاذِ كتابَه

(۲) إنَ فِي الدارِ سليمًا

پہلی مثال میں ''عند الأستاذ'' ظرف ہے اور إنّ کی خبر مقدم ہے،اور ''كتابه'' إنّ کا اسم مؤخر ہے،اور اسی وجہ سے منصوب ہے۔دوسری مثال میں ''في الدار'' جار ومجرور ہے اور إنّ کی خبر مقدم ہے،جب کہ ''سليما'' إنَ کا اسم مؤخر اور منصوب ہے۔

ذیل کی دو صورتوں میں إنَ کی خبر کو اسم پر مقدم کرنا ضروری ہے:

۱۔ جب إنَ کی خبر شبہ جملہ (ظرف یا جار و مجرور) ہو، اور إنَ کا اسم نکرہ ہو، جیسے:

إنَ معَ العُسرِ يُسراً / إنَ في الكِنانَةِ سِهَامًا

۲۔ جب إنَ کے اسم میں کوئی ضمیر ہو اور وہ خبر کی طرف لوٹ رہی ہو، جیسے:

إنَ فِي الْمَحْكَمةِ قُضاتَها

إنَ فِي الدارِ صَاحِبَها

لَعَلَّ فِي المدينةِ واليَها

12.8 إنّ وأَخواتُها پر 'ما' كافّه كا دخول

إنّ وأَخواتُها کے بعد کبھی حرف 'ما' آتا ہے جو زائد ہوتا ہے، اس 'ما' کو 'ما کافہ' کہا جاتا ہے کیوں کہ یہ إنّ وأَخواتُها کو عمل کرنے سے روک دیتا ہے۔ چوں کہ ما کافہ کی وجہ سے إنّ وأَخواتُها کا عمل ختم ہو جاتا ہے لہٰذا اس صورت میں إنّ وأَخواتُها افعال اور اسماء دونوں پر داخل ہو سکتے ہیں، جیسے:

إنّما العلمُ نافعٌ	**إنما ينفعُ العلمُ**
كأنما محمدٌ مُصِيبٌ	**كأنما أَصابَ محمدٌ**
لَعَلَّمَا الآمالُ تتحققُ	**لَعَلَّمَا تتَحَقَّقُ الآمالُ**

أَنا لا أُداري، ولٰكِنّما أُوثِرُ الصَّراحةَ

محمدٌ مجتهدٌ لكنّما أخوه كَسُولٌ

لَيتَما الشبابُ عائدٌ

لَيتما الكتابُ لِي

12.9 لام تاکید

جملہ میں مزید تاکید کے لیے إنّ کی خبر پر کبھی لام داخل کیا جاتا ہے، خواہ إنّ کی خبر مفرد ہو، یا جملہ اسمیہ ہو، یا جملہ فعلیہ ہو، یا شبہ جملہ ہو، اسے لام ابتدا بھی کہتے ہیں، جیسے:

إنَ محمداً لَجَالِسٌ	(خبر مفرد کی مثال)
إنَ محمدً لَعِلمُه عظيمٌ	(خبر جملہ اسمیہ کی مثال)
إنّكَ لتقولُ الحقّ	(خبر جملہ فعلیہ کی مثال)
إنَ سليمًا لقد قامَ	(خبر جملہ فعلیہ کی مثال) إنّ کی خبر جب فعل ماضی ہو تو عادتاً لام کے ساتھ قَدْ بھی داخل ہوتا ہے۔

إِنَّکَ لَعلیٰ خلق عظیم   (خبر شبہ جملہ کی مثال)

لام تاکید إنَّ کے اسم پر بھی داخل ہوتا ہے جب کہ وہ ظرف یا جارومجرور کی صورت میں ہو اور خبر کے بعد آئے جیسے: إِنَّ فِي ذلک لعبرةً۔ إنَّ في الوَفاء لَبِرًا۔

12.10 تمرینات

1۔ إنَّ و أخواتُھا کو استعمال کرتے ہوئے چار جملے بنائیں، پہلے جملہ کی خبر مفرد ہو، دوسرے جملہ کی خبر جملہ اسمیہ ہو، تیسرے جملہ کی خبر جملہ فعلیہ ہو، اور چوتھے جملہ کی خبر شبہ جملہ ہو۔

2۔ آنے والے جملوں میں کہاں خبر کو اسم پر مقدم کرنا جائز ہے اور کہاں ضروری ہے؟ بتائیں:

١۔ إنّ فِي الغرفة محمودًا   (جائز)

٢۔ إنّ فِي الغابة أسدًا   (   )

٣۔ إنّ فِي الجامعةِ حديقة   (   )

٤۔ إنَّ في البَقّالة صاحبها   (   )

٥۔ لَعَلَّ عند الطفل أبويه   (   )

٦۔ إنَّ فِي الدارِ أثاثا كبيراً   (   )

٧۔ لَعَلَّ عند الغائب عذرًا مقبولا   (   )

٨۔ كأنَّ عند المُحامِي دفاعا قويًا   (   )

٩۔ عُرف أنّ في الأمر سرًا   (   )

١٠۔ لَيت بالإمكان مساعدة المحتاج   (   )

3۔ آنے والے جملوں میں حروف مشبہ بالفعل کہاں عمل کر رہے ہیں اور کہاں عمل نہیں کر رہے ہیں بتائیں۔

١۔ الشوارع مزدحمةٌ كأنما الناس في يوم الحشر   (غیر عاملہ)

٢۔ إنما الأعمال بالنِيّات و إنما لكل امرئ مانوى   (   )

٣۔ ستعلمون أنما ينجح المجتهد   (   )

٤۔ الأرزاق مقدرّة ولكن صبر الإنسان قليل   (   )

۵۔ليتما الصالحون كثيرون ( )

۶۔ليتما الحياة خالية من الكدر ( )

۷۔لعلما يشفي المريض ( )

۸۔كأنما يفكر النمل ( )

۹۔سرني أنک مجتهد ( )

۱۰۔إنَّ الإنسان لربه لكنود ( )

۱۱۔كأنَّ زئير الأسد صوت الرعد ( )

۱۲۔سقط الطفل على الأرض و لم يصب بسوء لكنما اتسخت ملابسه ( )

۱۳۔لعل الله يحدث بعد ذلک أمرا ( )

۱۴۔لعلما يفوز أخوک ( )

12.11 أَنَّ مفتوحہ کے مواقع

إنّ اور أنّ دونوں تاکید کے لیے آتے ہیں، لیکن دونوں کے استعمال کے مواقع الگ الگ ہیں۔أَن فتحہ کے ساتھ اُس وقت لکھا اور پڑھا جاتا ہے جب وہ اپنے اسم وخبر سے مل کر مفرد کے حکم میں ہو، یہ جاننے کے لیے کہ أنّ مع اپنے اسم وخبر کے، مفرد کے حکم میں ہوسکتا ہے یا نہیں، مضاف کی صورت میں أنّ کی خبر کا مصدر لایا جاتا ہے اور أنَّ کے اسم کو اس کا مضاف الیہ بنایا جاتا ہے، جیسے:

أَصحيحٌ أَنَّک مُسَافِرٌ

غور کریں اس مثال میں ''أَنَّک مسافرٌ'' میں أَنَّ اپنے اسم وخبر سے مل کر مفرد یعنی ''سَفرُک'' کے حکم میں ہے۔''أصحيح أنک مسافرٌ'' کی جگہ ''أصحيح سفرُک'' کہنا صحیح ہے۔لہٰذا أنَّ کو یہاں فتحہ کے ساتھ لکھا اور پڑھا جائے گا۔ترکیبی حیثیت سے 'صحيحٌ' خبر مقدم اور ''أنک مسافر، مبتدا موخر ہے اور ''أنک مسافر'' کی تقدیری عبارت ''سفرُک'' ہے۔

ترکیب میں جس طرح أنّ مفتوحہ مع اپنے اسم وخبر کے مبتدا کے حکم میں ہوتا ہے اسی طرح وہ مع اپنے اسم وخبر کے، فاعل، نائب فاعل، مفعول بہ اور مجرور کے حکم میں ہوتا ہے۔

☆ فاعل کے حکم میں، جیسے:

جَاءَنِي أَنّک فُزْتَ

اس مثال میں أنّ مفتوحہ مع اپنے اسم وخبر کے مفرد کے حکم میں ہے اور جاءَ کا فاعل واقع ہے، یعنی جَاءَنِي فَوزُک

☆ نائب فاعل کے حکم میں، جیسے:

عُرِفَ أَنک مُبْتَهِجٌ

اس مثال میں أنّ مفتوحہ مع اپنے اسم وخبر کے مفرد کے حکم میں ہے اور عُرِفَ کا نائب فاعل ہے، یعنی عُرِفَ اِبتھاجُک

☆ مفعول بہ کے حکم میں، جیسے:

عَلِمْتُ أَنَّکَ ذَاهِبٌ

اس مثال میں أَنّ مع اپنے اسم وخبر کے مفرد کے حکم میں ہے اور علمتُ کا مفعول بہ واقع ہے، یعنی: عَلِمْتُ ذِھابَک

☆ مجرور کے حکم میں، جیسے:

أیْقنتُه لانّهُ صادقٌ

اس مثال میں أنّ مفتوحہ مع اپنے اسم وخبر کے مفرد کے حکم میں ہے اور أیقنتُ کا مجرور واقع ہے، یعنی أیقنته لصدقه

یہ أنّ مفتوحہ کے مواقع ہیں، ان جگہوں پر أنّ مفتوحہ مع اپنے اسم وخبر کے مفرد کے حکم میں ہوتا ہے اور ترکیب میں مبتدا، یا فاعل، یا نائب فاعل، یا مفعول بہ، یا مجرور واقع ہوتا ہے۔

معلومات کی جانچ

آنے والے جملوں میں أنّ مفتوحہ کو مع اسم وخبر کے، مفرد میں تبدیل کریں اور ترکیب میں اسے مبتداء، یا فاعل، یا نائب فاعل، یا مفعول بہ، یا مجرور بنائیں۔

۱۔ یُعْجِبُنِي أَنَّکَ مُتفوّقٌ	یُعْجِبُنِی تَفوّقُکَ
۲۔ عَرِفْتُ أَنّ أَخاکَ قَادِمٌ	-------------------------------
۳۔ عَلِمْتُ بِأَنَّکَ مَرِیْضٌ	-------------------------------
۴۔ سَرّنِي أَنَّکَ فُزْتَ بِجَائِزَةِ الدولةِ	-------------------------------
۵۔ بَلَغَنِي أَنَّکَ مُسَافِرٌ	-------------------------------
۶۔ سُمِعَ أَنّ العَدُوّ قَادِمٌ	-------------------------------
۷۔ عَرِفْتُ أَنَّکَ وَدُوْدٌ	-------------------------------
۸۔ علمتُ أَنَّکَ صَادِقٌ	-------------------------------
۹۔ أَصَحِیحٌ أَنَّکَ ذَاهِبٌ	-------------------------------

12.12 إِنَّ مکسورہ کے مواقع

إِنَّ اگر اپنے اسم وخبر سے مل کر مفرد کے حکم میں نہ ہو تو اسے کسرہ کے ساتھ ہی لکھا اور پڑھا جاتا ہے۔ اس کی صورتیں یہ ہیں:

۱۔ جب کہ جملہ کے شروع میں ہو، جیسے:

إنّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ

إنّ مُحَمّداً مُسَافِرٌ

إنّ العَدْلَ أَسَاسُ الحُكمِ الصَّالِحِ

۲۔جب کہ قول یا اس کے مشتقات (قَالَ، یَقُوْلُ، قُلْ، قَائِلٌ وغیرہ) کے بعد آئے جیسے:

أَؤَكِّدُ القَوْلَ: إنّ مَصْلِحَةَ الجَمَاعَةِ فوقَ مَصْلِحَةِ الفردِ

قَالَ: إنّي مُصَدِّقٌ

يَقُوْلُ: إنّي مُصَدِّقٌ

قُلْ: إنّي مُصَدِّقٌ

قَائِلٌ: إنّي مُصَدِّقٌ

۳۔جب کہ صلہ کے شروع میں آئے، جیسے:

جَاءَ الَّذِي إِنَّهُ مُجْتَهِدٌ

جَاءَ الَّذِي إِنَّهُ قَائِمٌ

۴۔جب کہ جواب قسم واقع ہو، جیسے:

وَاللّٰهِ، إِنَّکَ لَصَادِقٌ

وَاللّٰهِ، إِنّ الْإِيمَانَ قُوَّةٌ

۵۔جب کہ ''حَيْثُ'' یا ''إِذْ'' کے بعد آئے، جیسے:

إِجْلِسْ حَيْثُ إِنَّ خَلِيْلاً جَالِسٌ

سَكَتُّ إِذْ إِنَّکَ سَاكِتٌ

۶۔جب کہ حال کے شروع میں ہو، جیسے:

قَصَدْتُهُ، وَإِنّي وَاثِقٌ بِهِ

ادْرَكْتُهُ وَإِنَّهُ يَرْكَبُ الطَّائِرَةَ

12.13 تمرینات

۱۔ذیل کے جملوں پر إِنَّ وأَخواتُها داخل کریں اور جملوں پر اعراب (زبر، زیر، پیش) لگائیں:

۱۔الأمانة خير مايتحلّى به التاجر

۲۔زئير الأسد رعد

۳۔الجو معتدل

۴۔العدل أساس الملک

۵۔الموسم جید

۶۔الأمطار غزیرة

2۔ نیچے دیے گئے جملوں کو حروفِ مُشبّہ بالفعل کے بغیر لکھیں اوران پر اعراب لگائیں:

۱۔لیتَ محمدًا مقیمٌ معنا	محمدمقیمٌ معنا
۲۔إنّ الطَّالِبَیْنِ مُجدَّانِ	-------------------------------
۳۔عَلِمتُ أَنَّ المُجِدِّیْنَ فَائِزُوْنَ	-------------------------------
۴۔لَعَلَّ المُھْمِلِیْنَ یَتُوْبُوْنَ إلٰی رُشْدِھِمْ	-------------------------------
۵۔کَأَنَّ اللاَّعِبَیْنَ أَسدانِ	-------------------------------
۶۔لَیتَ أَخاک کان حاضراً	-------------------------------

12.14 لائے نفی جنس

یہ'لا' نفی جنس کے لیے آتا ہے یعنی جس پر داخل ہوتا ہے اس کے تمام افراد سے خبر کی نفی کرتا ہے۔مثال کے طور پر:

لَا طَالِبَ فِی الفَصْلِ	(کلاس میں کوئی طالب علم نہیں ہے)
لَا مُسْلِمَ خَائِنٌ	(کوئی مسلمان خائن نہیں ہے)
لَا کِتَابَ یَخْلُوْ مِنْ فَائِدَةٍ	(کوئی کتاب فائدہ سے خالی نہیں ہوتی)
لَا طَالِبَ عِلْمٍ مَوْجُوْدٌ	(کوئی طالب موجود نہیں ہے)

لائے نفی جنس إنَّ جیسا ہی عمل کرتا ہے، اور اپنے اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتا ہے، لیکن لائے نفی جنس إنَّ کی طرح اُس وقت عمل کرتا ہے جب کہ درج ذیل شرطیں پائی جائیں:

۱۔ اس کے اسم وخبر دونوں نکرہ ہوں، جیسے: لا شباب باقٍ، لا منافِقَ مَحْبُوبٌ۔ اگر لائے نفی جنس کا اسم نکرہ نہ ہو بلکہ معرفہ ہو، تو لا کا عمل باطل ہو جاتا ہے، اور لا کو مکرّر رلانا ضروری ہوتا ہے، جیسے:

لا الشباب باقٍ ولا الجمال لا الغني مرتاح ولا الفقیر مرتاح

۲۔ لائے نفی جنس اور اس کے اسم کے درمیان فاصلہ نہ ہو، جیسے: لا ماءَ في البیت ولا زادَ۔ اگر لائے نفی جنس اور اس کے اسم کے درمیان فاصلہ ہو جائے تو لا کا عمل باطل ہوجاتا ہے اور لا کو مکرّر رلانا ضروری ہوتا ہے، جیسے: لا في البیت ماءٌ و لا زادٌ۔

۳۔ لائے نفی جنس سے پہلے حرف جر نہ ہو، اگر لائے نفی جنس سے پہلے حرف جر آجائے تو لا کا عمل باطل ہوجاتا ہے، اور لا کے بعد جو اسم آتا ہے وہ باکی وجہ سے مجرور ہوتا ہے، جیسے: المُنافِقُ بلا ضمیرٍ۔ الصادِقُ محبوب بلا شکٍ

لائے نفی جنس کے اسم کا حکم

لائے نفی جنس کا اسم کبھی مفرد ہوتا ہے، کبھی مضاف ہوتا ہے اور کبھی مُشابہِ مضاف ہوتا ہے، اس کی تفصیل یوں ہے:

۱۔ لائے نفی جنس کا اسم اگر مفرد ہو (یعنی مضاف یا مشابہ مضاف نہ ہو) تو وہ مبنی بر نصب ہوتا ہے۔

(ا) اگر لا کا اسم مفرد یا جمع تکسیر ہو تو وہ مبنی بر فتحہ ہوگا، جیسے:

لا رَجُلَ فِي البَيْتِ

لَا رِجَالَ فِي البَيْتِ

(ب) اگر لا کا اسم تثنیہ یا جمع مذکر سالم ہو تو وہ مبنی بر یاء ہوگا، جیسے:

لا رجلينِ في الدار (تثنیہ کا اعراب حالت نصبی میں یا کے ساتھ آتا ہے)

لا مُهْمِلينَ في الأسرة (جمع مذکر سالم کا اعراب حالت نصبی میں یا کے ساتھ آتا ہے)

(ج) اگر لا کا اسم جمع مؤنث سالم ہو تو وہ مبنی بر کسرہ ہوگا، جیسے:

لا مُنافِقاتِ محبوباتٌ (جمع مؤنث سالم کا اعراب حالت نصبی میں کسرہ کے ساتھ آتا ہے)

۲۔ لائے نفی جنس کا اسم اگر مضاف ہو، تو وہ منصوب اور معرب ہوتا ہے، جیسے:

لا رَجُلَ سُوءٍ عِنْدَنَا (رجلَ: لا کا اسم اور منصوب، اور علامت نصب فتحہ ہے)

لَا رَجُلَي شرٍ مَحْبُوْبَانِ

(رجُليَ: لا کا اسم اور منصوب بالیاء ہے، کیوں کہ رَجُلَي تثنیہ ہے اور تثنیہ کا نون اضافت کے وقت گر جاتا ہے)

لَا مُهْمِلِيْ وَاجِبَاتٍ مَحْبُوْبُوْنَ

(مُهْمِلِي: لا کا اسم اور منصوب بالیاء ہے، کیوں کہ وہ جمع مذکر سالم ہے اور اس کا نون اضافت کے وقت گر جاتا ہے)

۳۔ لائے نفی جنس کا اسم مشابہِ مضاف ہو۔ (مشابہ مضاف کا مطلب یہ ہے کہ اُس سے متصل کوئی دوسرا لفظ ہو جس سے اُس کے معنی کی تکمیل ہوتی ہو، اور مشابہِ مضاف زیادہ تر اسم فاعل مُنوّن یا اسم مفعول مُنوّن یا صفت مشبہ مُنوّن ہوتا ہے)، لائے نفی جنس کا اسم مشابہِ مضاف ہو تو اس صورت میں بھی وہ منصوب اور معرب ہوتا ہے، جیسے:

لا فاعلاً شراً مَمْدُوْحٌ (مُشابہِ مضاف اسم فاعل کی صورت میں)

لا مُفَضّلاً في أهلِهِ مكروهٌ (مُشابہِ مضاف اسم مفعول کی صورت میں)

لا ظريفاً في أسرته مذمومٌ (مُشابہِ مضاف صفت مشبہ کی صورت میں)

بسا اوقات "لا" کی خبر محذوف ہوتی ہے، اور صرف اسم کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے، خصوصاً اس صورت میں جب خبر ظرف یا جار و مجرور ہو، جیسے:

لا بأسَ (يعني: لا بأسَ عليك)

لا مالَ (يعني: لا مالَ عندى)

عربی زبان میں نفی جنس کے لیے ''لا'' کی خبر کو حذف کرنا اور صرف اسم پر اکتفا کرنا کثرت سے شائع ہے، مثلاً:

لا صِحّةَ - لا فَراغَ - لا إهْمالَ - لا لُزومَ - لا ضَيْرَ - لا سَحابَ - لا مَطَرَ - لا حَرَّ - لا أَحدَ - لا ماءَ - لا بُدَّ - لا شكَّ - لا رَيبَ - لا جِدالَ - لا نِقاشَ - لا مَفرَّ

نحو کی بعض کتابوں میں لا حول و لا قُوّةَ إلا بالله کے سلسلے میں پانچ اعرابی صورتوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے، ان میں صرف ایک صورت لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ میں ''لا'' دونوں جگہ نفی جنس کے لیے ہے اور یہی صورت رائج و مستعمل ہے۔ باقی چار صورتوں کا استعمال عام طور پر نہیں ہوتا، اس لیے یہاں پر ان کا تذکرہ نہیں کیا گیا ہے۔

12.15 تمرینات

1۔ آنے والے جملوں پر اعراب لگائیں:

۱۔ لا خائن بيننا	۲۔ لا طالب علم مبغوض
۳۔ لا حياء في العلم	۴۔ لا ذا حلم متسرِّع
۵۔ لا نقيضين يجتمعان	۶۔ لا بائعي جرائد في القرية
۷۔ لا سرور دائم	۸۔ لا مهملات في الأسرة
۹۔ لا عاصيا أباه موفق	۱۰۔ لا جهد ضائع

2۔ لائے نفی جنس کا استعمال کرتے ہوئے پانچ جملے بنائیں:

3۔ آنے والے جملوں میں لائے نفی جنس کا اعراب (مبنی بر فتحہ/کسرہ/ یا یا معرب منصوب) بتائیں، اور لا کے اسم کی نوعیت (مفرد۔ مضاف۔ مشابہِ مضاف) کی نشاندہی کریں۔

۱۔ لا مؤمن خائن	(فتحہ پر مبنی، کیوں کہ لا کا اسم مفرد ہے)
۲۔ لا عاقلين متشائمين	( )
۳۔ لا حسود مستريح	( )

۴۔ لا صاحب جود مذموم ( )

۵۔ لا صحراوات في أوروبا ( )

٦۔ لا متنافسين في الخير نادمون ( )

۷۔ لا بائع في السوق ( )

۸۔ لا دار كتب في المدينة ( )

۹۔ لا قاصد سوء محبوب ( )

۱۰۔ لا متبرجات محبوبات ( )

۱۱۔ لا سرور دائم ( )

۱۲۔ لا بائعا دينه رابح ( )

۱۳۔ لا مُتقِنَ عملٍ يَضيع أجرُهُ ( )

۱۴۔ لا متقنَي عملٍ يَضيعُ أجرهما ( )

۱۵۔ لا مُتقِناً عملاً يضيعُ أجرهُ ( )

۱٦۔ لا مُتقناتٍ عملاً يضيعُ أجرهن ( )

۱۷۔ لا منافقَ محبوبٌ ( )

۱۸۔ لا مُنافِقَين محبوبانِ ( )

۱۹۔ لا منافِقين محبوبونَ ( )

۲۰۔ لا مُنافِقاتِ محبوباتٌ ( )

12.16 اکتسابی نتائج

اس اکائی کو پڑھنے کے بعد آپ کو یہ معلوم ہو گیا ہوگا کہ حروف مشبہ بالفعل (إِنَّ، أَنَّ، كَأَنَّ، لكنَّ، لَيتَ، لَعَلَّ) کا استعمال عربی زبان میں کیوں اور کیسے ہوتا ہے۔

یہ حروف مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں، اور مبتدا کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں، اِس وقت متبدا کا نام بدل کر اِنَّ کا اسم ہو جاتا ہے، جیسے:

إنّ محمدًا مدرسٌ میں محمداً، إنّ کا اسم اور مُدرسٌ خبر ہے۔

إنَّ اور أَنَّ دونوں ہی جملہ میں تاکید اور تحقیق کا معنی پیدا کرتے ہیں، مگر دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ إنّ کلام کے شروع میں آتا ہے، اور أنَّ درمیان کلام میں آتا ہے۔ کأنّ تشبیہ کے لیے، لکنّ استدراک کے لیے، لیتَ امر محال کی تمنا کے لیے اور لعلَّ ترجی اور امید ظاہر کرنے کے لیے آتا ہے۔

حروف مشبہ بالفعل کی خبر کبھی مفرد، کبھی جملہ اسمیہ، کبھی جملہ فعلیہ اور کبھی شبہ جملہ (ظرف یا جارومجرور) کی صورت میں آتی ہے۔خبر جب جملہ ہوتو اس میں ایک ضمیر عائد بھی ضروری ہے جوخبر کو اسم سے مربوط رکھے۔اِن حروف کی خبر اگر مفرد یا جملہ نہ ہو، بلکہ ظرف یا جارومجرور کی صورت میں ہوتو خبر کو اسم سے پہلے لایا جاسکتا ہے، بلکہ بعض جگہوں پر خبر کو اسم سے پہلے لانا ضرور ہوتا ہے۔

ان حروف کے بعد کبھی 'ما' زائدہ داخل ہوتا ہے، اسے 'ما' کافہ بھی کہتے ہیں کیوں کہ یہ (ما) إنَّ و إخواتُها کو عمل کرنے سے روک دیتا ہے (كَفَّ یَكُفُّ، كَفًّا: روکنا،منع کرنا)۔اس صورت میں یہ حروف افعال اور اسما دونوں پر داخل ہوسکتے ہیں۔

جملہ میں مزید تاکید کے لیے إنَّ کی خبر پر کبھی لام تاکید داخل ہوتا ہے، خبر خواہ مفرد ہو، یا جملہ اسمیہ ہو، یا جملہ فعلیہ ہو، یا شبہ جملہ ہو۔یوں ہی لام تاکید کبھی إنَّ کے اسم پر بھی داخل ہوتا ہے جب کہ وہ ظرف یا جارومجرور ہو اور خبر سے پہلے آئے۔

لائے نفی جنس (لا) بھی إنَّ و أخواتُها کے قبیل سے ہے اور إنَّ جیسا عمل کرتا ہے، مگر دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ لائے نفی جنس کے اسم وخبر دونوں نکرہ ہوتے ہیں۔یہ 'لا' نفی جنس کے لیے آتا ہے اور جس پر داخل ہوتا ہے اس کے تمام افراد سے خبر کی نفی کرتا ہے۔عربی زبان میں لائے نفی جنس کی خبر کو حذف کرنا کثرت سے شائع وذائع ہے، جیسے: لا جدال۔لا شک۔لا ریب۔

12.17 فرہنگ

الفاظ	معانی
أبٌ	باپ
أخٌ	بھائی
استدراک	تدارک، غلطی کی اصلاح
أنا	میں (ضمیر منفصل برائے واحد متکلم، مرد وعورت دونوں کے لیے)
أُسُوْدٌ	(أَسدَ کی جمع) شیر
آمال	(أَمَل کی جمع) امید، توقع
أثاثٌ	سامان، فرنیچر
اعراب	حرکات، زبر، پیش، زیر، جزم، ماترائیں
بقّال/بقّالة	سبزی فروش
تشبیہ	تمثیل، مطابقت، یکسانی، اصطلاحاً ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ کسی صفت میں مشابہ کرنے کو کہتے ہیں۔
ترجّی	امید، تمنا، طلب (ایسی چیز کی جس کا حصول ممکن ہو)
تقدیم	کسی چیز کو آگے کرنا
تاخیر	کسی چیز کو پیچھے کرنا

جنس	نسل،نوع،ذات
جَيِّدْ	عمدہ،بہتر
جَائِزَۃُالدَّوْلَۃِ	نیشنل ایوارڈ/قومی انعام
حَم/حَمْو	شوہر یا بیوی کا سسر،سسرالی رشتے دار
ذُو	والا،صاحب،مالک
رَاجِعُوْنَ	(راجع کی جمع) لوٹنے والا،واپس آنے والا
راسبٌ	فیل،ناکام
زئیرٌ	شیر کی گرج،دہاڑ
سابق	متقدم،گزشتہ،گزراہوا
سِلَعٌ	(سِلْعَۃٌ کی جمع)سامان
سَحابٌ	بادل
سِهامٌ	(سَهْمٌ کی جمع)تیر
صَفِيْرٌ	آواز،سیٹی
صَمْتٌ	خاموشی
ضمائر	(ضمیر کی جمع)وہ اسم جو بجائے نام کے استعمال کیا جائے،جیسے:تم،ہم،وہ
ضُيُوفٌ	(ضَیف کی جمع)مہمان
عائد	پلٹ کر آنے والا
عَذْب	میٹھا،شیریں،خوش گوار
فو/فوه	منہ
فائزات	(فائزۃ کی جمع)کامیاب، بامراد
قادمات	(قادمۃ کی جمع)آنے والی
قُضاة	(قاضٍ کی جمع)جج،حاکم
كافَّة	روکنے والا،باز رکھنے والا
كِنانة	ترکش
كَسول	سست،کاہل
كَدِرٌ	بدمزگی،تلخی

لاعبان	(لاعب کی تثنیہ) کھلاڑی
لا بأس	کوئی حرج نہیں، کوئی مضائقہ نہیں
لَحْنٌ	نغمہ، ترنم
مُتَفوّق	ممتاز، برتر
مرفوع	وہ حرف/ لفظ جس پر پیش کی حرکت ہو
منصوب	وہ حرف/ لفظ جس پر زبر کی حرکت ہو
مجرور	وہ حرف/ لفظ جس پر زیر کی حرکت ہو
مُخَفّف	ہلکا کیا گیا، اختصار کیا گیا، وہ لفظ جس میں کوئی حرف یا حروف کم کئے جائیں۔
مقدّم	وہ چیز جسے پہلے لائی جائے
مؤخّر	وہ چیز جسے بعد میں لائی جائے
مواقع	(موقع کی جمع) مقام، جگہ، محل
مُتَعذِّرُ الحصول	جسکا حاصل کرنا مشکل ہو
مُجْتَهِدٌ	محنتی
مُخْطِئَانِ	(مخطئی کا تثنیہ) غلطی کرنے والا، غلطی پر
مُعَدَّة	تیار
مُوَظَّفٌ	ملازم
مُهَنْدِسٌ	انجینئر
مُحاضَرَة	لکچر، درس
مَحْكَمَة	عدالت، کچہری
مُصِيْبٌ	درست، برحق
مُحامٍ	وکیل، طرف دار
مُزدحَمَةٌ	مصروف، مزدحم
نواسخ	(ناسخ کی جمع) رد کرنے والا، منسوخ کرنا والا، یہاں نواسخ جملہ سے مراد وہ الفاظ ہیں جو مبتدا و خبر پر داخل ہوتے ہیں اور ان کا حکم لفظاً و معنیً بدل دیتے ہیں۔
نَحْنُ	ہم (ضمیر منفصل برائے تثنیہ وجمع، مذکر و مؤنث)
وَالٍ	حاکم، گورنر

وَدُودٌ محب، محبت رکھنے والا

12.18 نمونے کے امتحانی سوالات

۱۔حروف مشبہ بالفعل کتنے ہیں؟ان حروف کوحروف مشبہ بالفعل کیوں کہا جاتا ہے؟ بتائیں۔
۲۔حروف مشبہ بالفعل کا عمل کیا ہے؟ مثالوں کے ساتھ لکھیں۔
۳۔حروف مشبہ بالفعل کے معانی مثالوں کے ساتھ لکھیں۔
۴۔إنَّ وأخواتُھا کی خبر کی کتنی قسمیں ہیں؟لکھیں۔
۵۔کن جگہوں پر إنَّ وأخواتُھا کی خبر اسم سے پہلے آتی ہے؟جواب دیں۔
۶۔ما کافہ کسے کہتے ہیں؟ وضاحت کریں۔
۷۔لام تاکید سے آپ کیا سمجھتے ہیں،مثالوں سے واضح کریں۔
۸۔کن صورتوں میں إنّ کو کسرہ کے ساتھ لکھا اور پڑھا جاتا ہے؟واضح کریں۔
۹۔أنَّ مفتوحہ کے مواقع کیا ہیں؟ بیان کریں۔
۱۰۔لائے نفی جنس کی تعریف کریں؟لائے نفی جنس کے اسم کی صورتیں اوران کے اعراب کے بارے میں لکھیں۔

12.19 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

1۔ النحو الواضح في قواعد اللغة العربية (لمدارس المرحلة الأولى) - علي الجارم ومصطفى أمين۔
web address: https://ia802508.us.archive.org/0/items/WAQnawakwluar/nawakwluar.pdf

2۔ القواعدُ الأساسيَّةُ في النحو والصرف (لتلاميذ المرحلة الثانوية وما في مستواها)۔
يوسف الحمادى محمد محمد الشناوى محمد شفيق عطا
web address: https://archive.org/details/waq0154

3۔ تجديد النحو۔ دكتور شوقي ضيف
web address: https://ia601303.us.archive.org/29/items/mvtp6/mvtp6.pdf

4۔ القواعد الأساسية للغة العربية السيد أحمد الهاشمي

5۔ تيسير النحو سعد كريم الفقى

6۔ جامِعُ الدُّروس العربية الشيخ مصطفٰى الغلاييني

web address: https://ia902504.us.archive.org/23/items/WAQ33751/02_33751.pdf

7۔ معلم الإنشاء عبدالماجد ندوی

8۔ تحفة النحو سراج الدین ندوی

اکائی 13 اسمائے مشتقّہ

اکائی کے اجزا

13.1 مقصد

13.2 تمہید

13.3 اسمائے مشتقّہ

13.4 اسم فاعل

13.4.1 اسم فاعل کی گردان

13.4.2 ''کرُم'' سے اسم فاعل

13.4.3 اسم فاعل اور فاعل میں فرق

13.5 اسم مفعول

13.5.1 اسم مفعول کی گردان

13.5.2 صیغۂ ''فعیل'' بمعنی اسم مفعول

13.5.3 اسم مفعول اور مفعول میں فرق

13.5.4 اسم فاعل اور اسم مفعول کا اعراب

تمرینات

13.6 صفتِ مشبّہ

13.6.1 صفتِ مشبّہ کے قیاسی اوزان

13.6.2 صفت مشبّہ کے سماعی اوزان

تمرینات

13.7 اسمِ مبالغہ

13.7.1 مبالغے کے اوزان

13.7.2 ''فعّال'' کا صیغہ

13.8 اسمِ تفضیل

13.8.1 اسم تفضیل اور اسم مبالغہ میں فرق

13.8.2 اسم تفضیل کے اوزان

13.8.3 اسم تفضیل بنانے کے شرائط

تمرینات

13.9 اسمِ ظرف

13.9.1 اسم ظرف بنانے کا طریقہ

13.9.2 اسم ظرف کے اوزان

13.9.3 مَفْعلۃ کا وزن

13.10 اسمِ آلہ

13.10.1 اسم آلہ کے اوزان

تمرینات

13.11 اکتسابی نتائج

13.12 فرہنگ

13.13 نمونے کے امتحانی سوالات

13.14 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

13.1 مقصد

اس اکائی کو پڑھ کر طلبہ:

☆ مصدر و مشتق اور جامد کا فرق جان لیں گے۔

☆ اسم مشتق اور اس کے اقسام سے واقف ہو جائیں گے۔

☆ اسمائے مشتقہ جیسے اسم فاعل و اسم مفعول و مبالغہ و صفت شبہ و اسم تفضیل و اسم ظرف اور اسم آلہ کی تعریف اور اُن کے احکام سے باخبر ہو جائیں گے۔

☆ مشتقوں کے ذریعے مذکورہ اقسام کو اچھی طرح سمجھ جائیں گے اور اُن کے درمیان تمیز کر سکیں گے۔

13.2 تمہید

اسم کی تقسیم کبھی جنس کے اعتبار سے کی جاتی ہے۔ جیسے: مذکر و مؤنث، اور کبھی عدد کے اعتبار سے۔ جیسے: مفرد، تثنیہ اور جمع، اور کبھی عام اور خاص ہونے کے اعتبار سے۔ جیسے: معرفہ اور نکرہ، مختلف اعتبارات سے اسی طرح اسم کی کئی قسمیں ہیں۔

اسم کی اور ایک تقسیم اس کے کسی اصل سے نکالے جانے یا نہ نکالے جانے کے اعتبار سے کی جاتی ہے، اس کی تین قسمیں ہیں:

ا۔مصدر ۲۔مشتق ۳۔جامد

ا۔ مصدر: وہ اسم ہے جو کسی دوسرے اسم سے نہ نکالا گیا ہو، لیکن اس سے کئی اسماء اور افعال نکالے جاتے ہیں اور جو کسی بھی اسم یا فعل کا ماخذ اور اصل سمجھا جاتا ہے۔

جیسے: نَصْر (مصدر) سے نَصَرَ (فعل) اور ناصِرٌ (اسم فاعل)

ذَهَابٌ (مصدر) سے ذَهَبَ (فعل) اور ذاهِبٌ (اسم فاعل)

۲۔مشتق: وہ اسم ہے جو مصدر سے نکالا گیا ہو، اور اس میں مصدر کا بنیادی معنی موجود ہوتا ہے، جیسے: ضَرْبٌ (مارنا) مصدر سے: ضَارِبٌ (مارنے والا) اسم فاعل اور مَضْرُوبٌ (مارا ہوا) اسم مفعول اور مِضْرَابٌ (مارنے کا آلہ) اسم آلہ وغیرہ اسماء نکالے گئے ہیں۔

۳۔ جامد: وہ اسم ہے جو کسی دوسرے لفظ سے نہ نکالا گیا ہو اور نہ اس سے کوئی دوسرا لفظ نکالا جاتا ہے۔

جیسے: رَجُلٌ و كرسِيٌّ و بيْت وغیرہ

13.3 اسمائے مشتقّہ

جملہ اسمائے مشتقہ سات ہیں:

ا۔اسم فاعل ۲۔اسم مفعول

۳۔صفت مشبّہ ۴۔اسم مبالغہ

۵۔اسم تفضیل ۶۔اسم ظرف (اسم زمان و اسم مکان) ۷۔اسم آلہ

13.4 اسم فاعل

اسم فاعل: وہ اسم مشتق ہے جو اس ذات کو بتائے جس سے فعل صادر ہو یا جس کے ساتھ فعل قائم ہو۔

ثلاثی مجرّد (تین حروف والے افعال) سے اسم فاعل (فَاعِلٌ) کے وزن پر آتا ہے۔

جیسے: ضاربٌ (مارنے والا) کاتبٌ (لکھنے والا)

اگر ثلاثی مجرّد کا ''عین'' حرف علّت والا ہو تو واو یا یاء کو ہمزہ سے تبدیل کریں گے۔

جیسے: یقوْلُ سے قائِل (کہنے والا)

یبیع سے بائع (بیچنے والا)

ثلاثی مزید فیہ اور رباعی مجرد اور رباعی مزید فیہ سے اسمِ فاعل بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ ان افعال کے علامتِ مضارع کو میم مضموم (ضمہ والی میم) سے بدلا جائے گا اور آخری حرف سے ماقبل کو کسرہ آئے گا۔

جیسے: یُسْلِمُ سے مُسْلِمٌ

یُقَابِلُ سے مُقَابِلٌ

یَجْتَنِبُ سے مُجْتَنِبٌ

یُوَسْوِسُ سے مُوَسْوِسٌ

یَطْمَئِنّ سے مُطْمَئِنٌّ

13.4.1 اسم فاعل کی گردان

اسم فاعل کے جملہ چھ صیغے ہیں:

مذکر کے تین صیغے: واحد، تثنیہ اور جمع

مؤنث کے تین صیغے: واحد، تثنیہ اور جمع

ثلاثی مجر سے اسم فاعل کی گردان:

	مذکر		مؤنث	
واحد :	کَاتِبٌ	(لکھنے والا)	کاتِبَةٌ	(لکھنے والی)
تثنیہ :	کَاتِبَانِ	(دو لکھنے والے)	کاتِبَتَانِ	(دو لکھنے والیاں)
جمع :	کاتِبُوْنَ	(لکھنے والے)	کاتبَاتٌ	(لکھنے والیاں)

غیر ثلاثی مجرد سے اسم فاعل کی گردان:

	مذکر		مؤنث	
واحد :	مُصَدِّق	(تصدیق کرنے والا)	مُصَدِّقَةٌ	(تصدیق کرنے والی)

تثنیہ : مُصَدِّقَانِ (دو تصدیق کرنے والے) مُصَدِّقَتَانِ (دو تصدیق کرنے والیاں)

جمع : مُصَدِّقُوْنَ (تصدیق کرنے والے) مُصَدِّقَات (تصدیق کرنے والیاں)

13.4.2 باب "کَرُمَ" سے اسم فاعل:

باب (کَرُمَ) سے اسم فاعل کا صیغہ (فَعِیْل) کے وزن پر آتا ہے جو دراصل صفت مشبّہ کا صیغہ ہے۔ جیسے: کرُمَ سے کریْمٌ

بَخُلَ سے بَخِیْل

قرُبَ سے قریبٌ

بَعُدَ سے بعیْد

نوٹ: جب اسم فاعل ایسے فعل سے بنایا گیا ہو، جس کا لام حرفِ علّت والا ہو تو حالت رفعی و جرّی میں حرف علّت کو گرادیا جائے گا بشرطیکہ اسم فاعل (أل) اور اضافت سے خالی ہو، جیسے: یدعُوْ سے دَاعٍ اور یَقْضِیْ سے قاضٍ۔ جاءَ داعٍ - رأیتُ داعیًا - مررتُ بداعٍ۔

(داعٍ) کی اصل اس طرح تھی: جاء الداعي - رأیتُ الداعيَ - مررتُ بالداعي

13.4.3 اسم فاعل اور فاعل میں فرق:

فاعل اس ذات کو کہتے ہیں جس سے فعل واقع ہو، اور اس میں وصفی معنی پایا جانا ضروری نہ ہو، جیسے: صَدَقَ خالدٌ (خالد نے سچ کہا) خالد فاعل ہے اسم فاعل نہیں۔

اسم فاعل وہ اسم ہے جس سے فعل قائم ہو، اور اس میں وصفی معنی پایا جاتا ہے۔ جیسے: خالدٌ صادقٌ (خالد سچا ہے) "صادقٌ" اسم فاعل ہے، فاعل نہیں، اس لیے اسم فاعل جملے میں مفعول بہ بھی ہوسکتا ہے، جیسے: "رایتُ الکاتب" اس جملے میں "الکاتب" اسم فاعل مفعول بہ ہے اور کبھی اسم فاعل اور فاعل دونوں جمع ہوجاتے ہیں۔ جیسے: جاء الصادق (سچا آدمی آیا) اس جملے میں الصادق اسم فاعل ہے اور فاعل بھی۔

13.5 اسمِ مفعول

اسم مفعول: وہ ایک ایسا وصف ہے جو فعل مجہول سے اخذ کیا جاتا ہے، اور وہ اس ذات کو بتاتا ہے جس پر فعل واقع ہوا ہے۔

ثلاثی مجرد سے وہ (مَفْعُوْل) کے وزن پر آتا ہے۔ جیسے: مَضْرُوب (مارا ہوا) مَفْتُوْح (کھلا ہوا) مَکْتُوْب (لکھا ہوا)

ثلاثی مزید فیہ اور رباعی مجرد اور رباعی مزید فیہ سے اسم مفعول بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ فعل مجہول کی علامتِ مضارع کو میم مضموم سے بدلا جائے گا، اور آخری حرف سے ماقبل کا فتحہ برقرار رہے گا، اسم فاعل کے آخر حرف سے ماقبل کسرہ آتا ہے اور اسم مفعول میں فتحہ آتا ہے، جیسے:

یُکرَمُ سے مُکْرَمٌ (عزت کیا ہوا) مُکرِمٌ (عزت کرنے والا)

یُصدَّقُ سے مُصَدَّق (تصدیق کیا ہوا) مُصَدِّق (تصدیق کرنے والا)

یُبَعْثَرُ سے مُبَعْثَرٌ (پھیلایا ہوا) مُبَعْثِر (پھیلانے والا)

13.5.1 اسم مفعول کی گردان

اسم فاعل کی طرح اسم مفعول کے بھی جملہ چھ صیغے آتے ہیں۔ جیسے:

ثلاثی مجرد سے اسم مفعول

مؤنث		مذکر		
(لکھی ہوئی)	مَکْتُوْبَۃٌ	(لکھا ہوا)	مَکْتُوْبٌ	واحد :
(دو لکھی ہوئیں)	مَکْتُوْبَتَانِ	(دو لکھے ہوئے)	مَکْتُوْبانِ	تثنیہ :
(لکھی ہوئیں)	مَکْتُوْبات	(لکھے ہوئے)	مَکْتُوْبُوْنَ	جمع :

غیر ثلاثی مجرّد سے اسم مفعول کی گردان

مؤنث		مذکر		
(عزت کی ہوئی)	مُکْرَمَۃ	(عزت کیا ہوا)	مُکْرَمٌ	واحد :
(دو عزت کی ہوئیں)	مُکْرَمَتَان	(دو عزت کیے ہوئے)	مُکْرَمانِ	تثنیہ :
(عزت کی ہوئیں)	مُکْرَمَاتٌ	(عزت کیے ہوئے)	مُکْرَمُوْنَ	جمع :

13.5.2 صیغہ "فَعِیْل" بمعنی اسم مفعول

"فَعِیْل" جو صفت کا صیغہ ہے جو اکثر اسم فاعل کے معنی دیتا ہے، کبھی اسم مفعول کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے، جیسے:

قَتِیْلٌ :	بمعنی	مقتول	(قتل کیا ہوا)
ذَبِیْح :	بمعنی	مذبوح	(ذبح کیا ہوا)
حَبِیْبٌ :	بمعنی	محبوب	(پسندیدہ)

نوٹ: "فعیل" کی طرح "فعول" کا صیغہ بھی اسم فاعل اور اسم مفعول کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے، جیسے: بَتُوْلٌ (حق کی طرف مائل ہونے والی) اور "رسول" بمعنی مُرْسَل (بھیجا ہوا)

13.5.3 اسم مفعول اور مفعول میں فرق

مفعول بہ وہ اسم ہے جس پر فعل واقع ہوا ہو، اور اس میں وصفی معنی پایا جانا ضروری نہیں، جیسے: ضربتُ زیدًا اس جملے میں (زیدا) مفعول بہ ہے، اسم مفعول نہیں، اسم مفعول کے ثبوت کے لیے اس سے قبل فعل کا ہونا ضروری نہیں، جیسے: زیدٌ مضروب (زید مار کھایا ہوا ہے) اس جملے میں "مضروب" اسم مفعول خبر واقع ہے، بلکہ اسم مفعول کبھی فاعل بھی ہوسکتا ہے، جیسے: جاء المضروب (مار کھایا ہوا شخص آیا)

13.5.4 اسم فاعل و اسم مفعول کا اعراب

جب اسم فاعل اور اسم مفعول مفرد ہوں تو ان کا اعراب مفرد منصرف صحیح کی طرح ہوگا۔

اور جب اسم فاعل اور اسم مفعول تثنیہ ہوں تو حالت رفعی میں اُن کا اعراب (الف) سے ہوگا اور حالت نصبی و جری میں (یا) ماقبل فتحہ سے ہوگا۔ جیسے:

جاء الكاتبانِ	رأيت الكاتبَيْنِ	مررتُ بالكاتبَيْنِ
هٰذان مكتُوْبَانِ	رأيتُ المَكتوبَيْنِ	نظرت إلى المكتوبَيْنِ

جب اسم فاعل اور اسم مفعول جمع ہو تو ان کا اعراب حالت رفعی میں (واو) سے ہوگا، اور حالت نصبی و جری میں ان کا اعراب (یا) ماقبل کسرہ سے ہوگا۔ جیسے:

جاء الصادقُوْنَ	رأيت الصَادِقِيْنِ	مررت بالصادِقِيْنَ
هٰؤلاء مظلومُوْن	نَصرتُ المظلومِيْنَ	مررتُ بالمظلومِيْنَ

اور جب اسم فاعل و اسم مفعول جمع مؤنث سالم ہوں تو حالتِ رفعی میں اُن کا اعراب ضمّہ سے ہوگا اور حالتِ نصبی و جری میں کسرہ سے ہوگا۔ جیسے:

جاءتِ الصادقاتُ	رأيتُ الصادقاتِ	مررتُ بالصادقاتِ
هٰؤلاء مظلوماتٌ	نصرتُ المظلوماتِ	مررت بالمظلوماتِ

معلومات کی جانچ (اسم فاعل و اسم مفعول)

۱۔ مصدر، مشتق اور جامد کی تعریف مثالوں کے ساتھ لکھیے۔

۲۔ اسماء مشتقہ کے اقسام تحریر کیجیے۔

۳۔ اسم فاعل کی تعریف تحریر کیجیے۔

۴۔ اسم فاعل اور فاعل میں کیا فرق ہے، واضح کیجیے۔

۵۔ ثلاثی مجرد اور غیر ثلاثی مجرد سے اسم فاعل بنانے کا طریقہ واضح کیجیے۔

۶۔ اسم فاعل کی گردان لکھیے۔

۷۔ اسم مفعول کی تعریف تحریر کیجیے۔

۸۔ ثلاثی مجرد اور غیر ثلاثی مجرد سے اسم مفعول بنانے کا طریقہ واضح کیجیے۔

۹۔ اسم مفعول اور مفعول کے فرق کو واضح کیجیے۔

۱۰۔ اسم فاعل اور اسم مفعول کا اعراب مثالوں سے تحریر کیجیے۔

13.5.5 تمرینات

1۔ مندرجہ ذیل جملوں میں اسم فاعل اور مفعول کو متعین کیجیے۔

(الف) هو ظالم، فالظالمُ معاقَب

(ب) أتقن الطالب الكتابة، فالطالب مُتْقِن

(ج) السّارق مُذْنِبٌ، وهو مُستَقْبَح

(د) خالد مجتهد وهو ممدوح

(ہ) المجتهدان فائزان وهما ممدوحان۔

(و) الطلبة الناجحون مكرَمُوْن و الطالبات الناجحات مكرَمات۔

2۔ حسب ذیل افعال سے اسم فاعل اور اسم مفعول بنائیے۔

سَمِع	شرب	كتب	فتح
صَدَّق	حافظ	أعلن	اجتَنَب

3۔ خالی جگہوں کو مناسب اسم فاعل یا اسم مفعول سے پُر کیجیے۔

١۔ صدق الطالب فالطالب ....

٢۔ ظننت الهلال ....

٣۔ علمت أنّ الدواء ....

٤۔ اكرمت الضّيفَ فالضّيف ....

٥۔ دعاء المظلوم ....

٦۔ حسِبْتَ الجيشَ ....

٧۔ رأيْتُ الطلبةَ ....

٨۔ وجدتُ الطالباتِ ....

13.6 صفت مشبّہ

صفت مشبّہ وہ اسم ہے جو کسی فعلِ لازم سے مشتق ہو، اور ایسی ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ یہ فعل بطور ثبوت اور دوام کے قائم ہو، صفت مشبّہ اور اسم فاعل میں فرق یہ ہے کہ اسم فاعل میں فعل کے عارضی طور پر قائم ہونے کے معنی پایا جاتا ہے جب کہ صفت مشبّہ میں وہ معنی ہمیشگی اور پائیداری کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ جیسے: هٰذا المكانُ ضيّقٌ (یہ جگہ تنگ ہے) ضيّق جو صفت مشبّہ ہے اس جگہ کو بتاتا ہے جو فی نفسہ تنگ ہے، اور اگر یہ کہا جائے: هٰذا المكانُ ضائِقٌ بأَهله (یہ جگہ اپنے اترنے والوں کی وجہ سے تنگ ہے) ضائق جو اسم فاعل ہے اس جگہ کو بتا رہا ہے جو اترنے والوں کی کثرت کی وجہ سے عارضی طور پر تنگ ہے۔

وجہ تسمیہ: صفت مشبّہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ واحد و تثنیہ اور جمع اور مذکر و مؤنث کے اعتبار سے اسم فاعل سے مشابہت رکھتی ہے۔ جیسے:

فَرِحٌ (خوش)	فَرِحانِ	فَرِحوْنَ
فرِحةٌ	فَرِحَتَانِ	فَرِحَاتٌ

صفت مشبہ کے اوزان بہت ہیں، ان میں اکثر سماعی ہیں، اور بعض قیاسی ہیں۔

13.6.1 صفت مشبہ کے قیاسی اوزان

جب صفت مشبہ کا صیغہ لون (رنگ)، عیب اور حلیے کے معنی میں ہو تو اس کا وزن قیاس (قاعدے) کے مطابق "أَفْعَلُ" کے وزن پر اور اس کا مؤنث "فَعْلَاء" کے وزن پر آئے گا۔ اور ان کے وزن پر آنے والے اسما غیر منصرف ہوں گے۔ جیسے:

مذکر		مؤنث	
أبيضُ	(سفید)	بيْضَاءُ	(گوری، عورت وغیرہ)
أسْوَدُ	(کالا)	سوْدَاءُ	(کالی)
أعْوَرُ	(کانا)	عوراءُ	(کانی)
أعْرَج	(لنگڑا)	عرْجَاءُ	(لنگڑی)

اور جب صفت مشبہ کا صیغہ بھوک و پیاس اور شکم سیری کے معنی میں ہو تو اس کا وزن قیاسی طور پر مذکر کے لیے (فَعْلَان) اور مؤنث کے لیے (فَعْلَی) کے وزن پر ہوگا، اور "فَعْلَانُ" (أفعل) کی طرح غیر منصرف ہوگا۔ جیسے:

جوْعَانُ	(بھوکا)	جوْعی	(بھوکی)
عَطْشان	(پیاسا)	عَطْشی	(پیاسی)
شبْعان	(شکم سیر)	شبْعَی	(پیٹ بھری)

13.6.2 صفت مشبہ کے سماعی اوزان

صفت مشبہ فعل لازم سے بنایا جاتا ہے، اس کے اکثر اوزان سماعی ہیں، جو باب (فَرِح) یا (کرُم) سے بنائے جاتے ہیں اور بعض صیغے ان دونوں ابواب کے علاوہ باب سے بھی پائے جاتے ہیں، صفت مشبہ کے وہ اوزان جو بکثرت استعمال ہوتے ہیں حسبِ ذیل ہیں۔

باب (فرِح) کے اوزان

۱۔ فَعِلٌ: جیسے: فَرِحٌ و حَذِر

۲۔ أفْعَل: جیسے: أحْمَرُ و أعْوَر

مؤنث حمْراء و عوْراء

۳۔ فَعْلَانُ: جیسے عَطْشان، و سَکْران

باب (کرُم) کے اوزان

۱۔ فَعَلٌ: جیسے: حَسَنٌ و بَطَلٌ

۲۔ فُعَالٌ: جیسے: شُجاعٌ

۳۔ فَعَال: جیسے: جَبَانٌ

۴۔ فُعُل: جیسے: جُنُبٌ

فرِح اور کرُم سے آنے والے مشترکہ اوزان:

فَعِيْل : جیسے: بَخِيْلٌ وَ کَرِيْمٌ

فَعْلٌ : جیسے: سَهْلٌ و صَعْبٌ

فِعْلٌ : جیسے: مِلْحٌ

فُعْلٌ : جیسے: حُرٌّ و صُلْبٌ

فاعِلٌ : جیسے: صاحِبٌ و طَاھِرٌ

بابِ فرِح و کرُم کے علاوہ ابواب سے آنے والے اوزان، جیسے:

سَیِّدٌ (سادیسُوْد سے ہے)

مَیِّتٌ (ماتَ یَمُوْتُ سے ہے)

شَیْخٌ (شَاخَ یَشِیْخُ سے ہے)

صفت مشبہ غیر ثلاثی مجرّد کے ابواب سے ان کے افعال کے اسم فاعل کے وزن پر آتا ہے جیسے:

مُعْتَدِل : بابِ افتعال کا اسم فاعل بھی ہے اور صفت مشبہ بھی۔

(اعتَدَل یعتدِل)

مستقیم : بابِ استفعال کا اسم فاعل بھی ہے اور صفت مشبہ بھی

(استقام یستقیم)

مُطْمَئِنٌّ : بابِ اِفْعِلَالٌ کا اسم فاعل بھی ہے اور صفت مشبّہ بھی

(اِطْمَأَنّ یَطْمَئِنُّ)

معلومات کی جانچ

۱۔ صفت مشبہ کی تعریف مع مثال تحریر کیجیے۔

۲۔ صفت مشبہ اور اسم فاعل کے درمیان فرق کو واضح کیجیے۔

۳۔ صفت مشبہ کی وجہ تسمیہ بتائیے۔

۴۔ صفت مشبہ کے قیاسی اوزان کا قاعدہ لکھیے۔

۵۔صفت مشبہ کے سماعی اوزان جو باب (فرح) سے آتے ہیں مثالوں کے ساتھ تحریر کیجیے۔

۶۔ صفت مشبہ کے وہ اوزان جو بابِ کرُم سے آتے ہیں تحریر کیجیے۔

۷۔ باب فرِح اور کرُم کے علاوہ ابواب سے آنے والے صفت مشبہ کی دو مثالیں لکھیے۔

۸۔ غیر ثلاثی مجرّد سے صفت مشبہ بنانے کا طریقہ مثال سے واضح کیجیے۔

13.6.3 تمرینات

1۔ مندرجہ ذیل جملوں میں صفت مشبہ کی تعیین کیجیے۔

(الف) الطاؤوس طائر بدیع الشّکل و جمیل الصورة، و ریشه ذو أبواب جمیلة، فهو أخضر و أصفر۔

(ب) مِصرُ لها تُربة غبراء و شجرة خضراء۔

(ج) كان المتنبی و ضيحا بليغا و سليم الذّوق و كثير الحكمة في الشعر۔

(د) النّيل عذبٌ ماؤه و كثير فيضانه۔

(ہ) لا تكنْ وطْبا فتُعْصَر و لا صُلْبا فتُكْسَر

(و) قلب الأحمق في فيه و لسان العاقل في قلبه۔

2۔ مندرجہ ذیل افعال سے صفت مشبہ کے اوزان تحریر کیجیے۔

قلّ	عفّ	هان	سخا	غضب	جاءَ

3۔ حسب ذیل صفات مشبہ کی مؤنث لکھیے۔

أصفر	سكران	أعمى	ثكلان
عطشان	حسن	أحْدَب	أصلع

4۔ آنے والی تراکیب میں صفت مشبہ کو اسم فاعل سے نمایاں کیجیے۔

عظيم الشأن	دواءٌ شافٍ	سهلُ الأخذ
صادق الوعد	عفيف النفس	فاقِد الحِسّ
شمس مُشرقة	بيّن المنهج	طلق اللسان

13.7 اسم مبالغہ

مبالغہ: وہ اسم مشتق ہے جس میں فاعل کے وصف کی زیادتی اور شدّت بیان کی جاتی ہے، مبالغہ بھی درحقیقت اسم فاعل کا معنی دیتا ہے، مگر مبالغہ کے اندر فاعلیّت کے معنی کی زیادتی مقصود ہوتی ہے۔ جیسے:

اسم فاعل		مبالغہ	
عالِمٌ	(علم والا)	عَلّامٌ	(بہت علم والا)
نافِعٌ	(نفع دینے والا)	نفّاع	(خوب نفع دینے والا)

13.7.1 مبالغے کے اوزان

مبالغے کے اوزان سماعی ہیں، اور ان کی تعداد بہت ہے، کثرت سے استعمال ہونے والے اوزان مندرجہ ذیل ہیں:

١۔	فعّال	:	جیسے	ضرّاب	(بہت مارنے والا)
٢۔	فعّالَةٌ	:	جیسے	عَلّامَة	(بہت علم والا)
٣۔	فَعِلٌ	:	جیسے	حَذِرٌ	(بہت احتیاط والا)

۴۔	فَعِیْل	:	جیسے	عَلِیمٌ	(خوب جاننے والا)
۵۔	فَعُوْلٌ	:	جیسے	غَفورٌ	(بہت بخشنے والا)
۶۔	مِفْعَل	:	جیسے	مِجْزَم	(بہت کاٹنے والا)
۷۔	مِفْعَال	:	جیسے	مِکْثَارٌ	(کثیر الکلام)
۸۔	مِفْعِیل	:	جیسے	مِنْطِیقٌ	(بہت بولنے والا)
۹۔	فِعّیل	:	جیسے	صِدِّیْقٌ	(بہت سچا)
۱۰۔	فُعُّوْل	:	جیسے	قُدُّوْسٌ	(بہت پاکیزہ)
۱۱۔	فَعُّوْل	:	جیسے	قَیُّوْم	(خوب تھامنے والا)
۱۲۔	فُعَّال	:	جیسے	کُبّار	(بہت بڑا)
۱۳۔	فُعَال	:	جیسے	عُجَاب	(بہت تعجب خیز)
۱۴۔	فاعُوْل	:	جیسے	فَارُوق	(حق و باطل میں خوب فرق کرنے والا)
۱۵۔	فُعَّلٌ	:	جیسے	قُلّب	(بہت بدلنے والا)
۱۶۔	فُعَلَة	:	جیسے	نُوَمَة	(خوب سونے والا)

مبالغے کے ان اوزان میں سے بھی پانچ صیغے بہت مشہور ہیں:

فِعِل   فَعِیل   فَعّال   فَعُوْل   مِفْعال

نوٹ: فعِل اور فَعِیل کے صیغے مبالغہ اور صفت مشبہ میں مشترک ہیں۔

13.7.2 فَعّال کا صیغہ

اصحابِ صنعت وحِرفت کے لیے فعال کا وزن خاص ہے۔ جیسے:

خَیّاط (درزی)   جَزّارٌ (قصّاب)

حَلّاق (حجّام)   حَجّام (پچھنے لگانے والا)

بعض اوقات مبالغے کا وزن (فَعّال) اسمِ جامد سے بھی بنایا جاتا ہے، جیسے: جمّالٌ (اونٹ والا) وہ (جمل) سے ماخوذ ہے، لبّان (دودھ بیچنے والا) وہ (لبن) سے ماخوذ ہے۔

مبالغے کے صیغوں کی بناء ثلاثی متعدّی سے ہوتی ہے کبھی رباعی اور فعل لازم سے بہت کم اُن کا استعمال واقع ہے، جیسے:

مِفْرَاح (بہت خوش) یہ فرِح یفرح سے ماخوذ ہے۔

مِقْدَام (بہت آگے بڑھنے والا) یہ أَقْدَم یُقدِم سے ماخوذ ہے۔

نوٹ: صیغۂ مبالغہ کے آخر میں کبھی تا بڑھائی جاتی ہے وہ تا تانیث کے لیے نہیں بلکہ اس سے تاکید مقصود ہوتی ہے۔ جیسے:

خالدٌ عَلّامة و زینب علامة

هو فَهّامَة وهِيَ فَهّامةٌ (وہ خوب سمجھدار ہے)

13.8 اسمِ تفضیل

اسمِ تفضیل وہ اسم مشتق ہے جو دوسروں کے مقابلے میں کسی ذات یا چیز میں فاعلیّت کے معنی کی زیادتی پر دلالت کرے، جیسے:

الشمسُ أکبرُ مِنَ القمر (سورج چاند سے بڑا ہے)

اسمِ تفضیل کے مذکر کا صیغہ (أفْعَلُ) کے وزن پر اور مؤنث کا صیغہ (فُعْلیٰ) کے وزن پر آتا ہے۔ جیسے: أکْبر، کُبری، و أصْغَر، صُغری

13.8.1 اسمِ تفضیل اور اسم مبالغہ کے درمیان فرق

اسمِ تفضیل اور اسمِ مبالغہ میں فرق یہ ہے کہ اسمِ مبالغہ میں دوسروں کی طرف نظر کیے بغیر فی نفسہ فاعلیّت کے معنی میں زیادتی مقصود ہوتی ہے۔ جیسے: زید ضرّاب (زید بہت مارنے والا ہے) اور اسمِ تفضیل میں دوسروں کی طرف نظر کرتے ہوئے فاعلیّت کے معنی میں زیادتی بیان کرنا پیش نظر ہوتا ہے۔ جیسے:

زیدٌ أعلمُ من خالدٍ (زید خالد سے زیادہ جاننے والا ہے)

وهو أعلمُ القومِ (وہ قوم میں سب سے بڑھ کر جاننے والا ہے)

نوٹ: اگر قرینہ موجود ہو تو اسمِ تفضیل کے بعد حرفِ جر (من) اور اسم مفضل علیہ (جس پر فضیلت دی گئی) کو حذف کر دیا جاتا ہے، جیسے ارشادِ ربانی ہے: والآخرة خیرٌ و أبقی (اور آخرت بہتر اور زیادہ باقی رہنے والی ہے) اس کی تقدیر اس طرح ہوگی: خیرٌ من الدنیا و أبقی منها یعنی آخرت دنیا سے بہتر اور زیادہ باقی رہنے والی ہے۔

13.8.2 اسمِ تفضیل کے اوزان

اسمِ تفضیل مذکر (أفعل) اور مؤنث (فُعْلی) کی تثنیہ اور جمع اسم فاعل ہی کے طریقے کے مطابق ہوگی۔ البتہ مذکر و مؤنث کی جمع سالم کے علاوہ جمع مکسّر بھی آتی ہے، اس طرح اسمِ تفضیل کے آٹھ اوزان ہیں:

مذکر کے اوزان

أفْعَل : جیسے: أکْبر و أفْضَل

أفْعَلَان : جیسے: أکبران و أفْضلان

أفْعَلُوْنَ : جیسے: أکبرون و أفضلون

یا

أَفاعل : جیسے: أکابِر و أفاضِل

مؤنث کے اوزان

فُعْلَى : جیسے: کُبرٰی و فُضْلَی

فُعْلَیانِ : جیسے: کُبریانِ و فُضْلَیانِ

فُعْلَیاتٌ : جیسے: کُبریات و فُضْلَیات

یا

فُعَلٌ : جیسے: کُبَرْ و فُضَلْ

13.8.3 اسم تفضیل کا استعمال

اسم تفضیل کے استعمال کی تین صورتیں ہیں:

۱۔ (أل) اور اضافت کے بغیر (مِنْ) کے ساتھ: اگر اسم تفضیل پر (أل) نہ آئے یا مضاف نہ ہو تو اس کا مفرد مذکر ہونا ضروری ہے۔ جیسے:

خالدٌ أکبرُ مِنْ زیدٍ (خالد زید سے بڑا ہے)

فاطمةُ أکبرُ مِنْ زینب (فاطمہ زینب سے بڑی ہے)

۲۔ (أَلْ) کے ساتھ: اگر اسم تفضیل کا استعمال (أل) کے ساتھ ہو تو وہ واحد تثنیہ وجمع اور مذکر و مؤنث ہونے میں موصوف کے مطابق ہوگا۔ جیسے:

الولدُ الأکبر مجتهد (بڑا لڑکا محنتی ہے)

الوالدانِ الأکبران مجتهدان (دو بڑے لڑکے محنتی ہیں)

الأَولادُ الأکابرُ مجتهدون (بڑے لڑکے محنتی ہیں)

البنت الکبری مجتهدة (بڑی لڑکی محنتی ہے)

البنتانِ الکُبرَیان مجتهدتانِ (دو بڑی لڑکیاں محنتی ہیں)

البنات الکُبریاتُ مجتهداتٌ (بڑی لڑکیاں محنتی ہیں)

۳۔ اِضافت کے ساتھ: اگر اسم تفضیل کی اضافت نکرہ کی طرف ہو تو وہ ہمیشہ مفرد مذکر ہوگا اور اسم تفضیل کا مابعد اس کے ماقبل کے مطابق واحد یا جمع ہوگا۔ جیسے:

خالدٌ أَحسنُ طالبٍ هٰؤلاء أحسنُ طلبةٍ

زینب أحسنُ طالبةٍ هُنَّ أحسنُ طالباتٍ

اور اگر تفضیل کی اضافت معرفہ کی طرف ہو تو اس صورت میں اسے مفرد مذکر لانا یا مفضّل (جس کی تفضیل مقصود ہے) کے مطابق تثنیہ و جمع بھی لانا جائز ہے۔ جیسے:

العلماء العاملون أفضلُ الناسِ أو أفاضِلُهم، مکة و المدینة أشرف المدنِ أو أشرفا المدن، هُنَّ أفضل النساءِ أو فُضْلیاتُهن۔

13.8.4 اسم تفضیل بنانے کا طریقہ

اسم تفضیل صرف اس فعل سے بنایا جائے گا جس میں مندرجہ ذیل شرائط پائی جائیں۔

۱۔ اسم تفضیل کا صیغہ "أَفْعل" صرف فعل ثلاثی مجرّد سے بنایا جائے گا خواہ وہ فعل لازم ہو یا متعدّی

۲۔ فعل تام ہو، چنانچہ فعل ناقص اوراس کے اخوات سے اسم تفضیل نہیں آئے گا۔

۳۔ فعل متصرف ہو(یعنی اس فعل سے ماضی اور مضارع اور امر کے صیغے آتے ہوں) چنانچہ نِعْم و بِئْس اور عَسَی جیسے افعال سے اسم تفضیل نہیں آئے گا۔

۴۔ فعل منفی کا اسم تفضیل نہیں آئے گا۔

۵۔ وہ فعل تفضیل کے قابل ہو(یعنی جس میں کمی وزیادتی کے معنی پائے جائیں) چنانچہ فَنِيَ اور مَاتَ جیسے افعال سے اسم تفضیل أَفْنی و أَمْوَتُ نہیں آئے گا۔

۶۔ وہ فعل ثلاثی جس کا صفتِ مشبہ "أفعل" اور مؤنث "فعلاء" کے وزن پر آتا ہو، اس سے اسم تفضیل نہیں آئے گا۔ جیسے:

أبیض، و أسود و أعور وغیرہ

جن افعال سے اسم تفضیل نہیں آتا۔ جیسے غیر ثلاثی مجرد اور جن کا صفت مشبہ اُفعل کے وزن پر ہو تو ایسے افعال کے مصدر سے پہلے أَشَدّ یا أکثر جیسے اسم تفضیل کو لایا جائے گا اور وہ مصدر تمیز کی بنا پر منصوب ہوگا۔ جیسے:

النُحاسُ أشدُّ صفرۃً مِن الذّھب	(تانبا سونے سے بڑھ کر زرد ہوتا ہے)
ھٰذاالثّوبُ أَکْثرُ بَیاضًا من ذَاکَ	(یہ کپڑا اس کپڑے سے بڑھ کر سفید ہے)
العالمُ أکثرُ تقدُّمًا من الجاھل	(عالم جاہل سے بڑھ کر ترقی یافتہ ہے)

نوٹ: خَیرٌ اور شرٌّ یہ دونوں اسم تفضیل کے صیغے ہیں، کثرتِ استعمال کی وجہ سے ان کا ہمزہ محذوف کر دیا گیا ہے۔ جیسے: **الصلاۃُ خیرٌ من النّوم** (نماز نیند سے بہتر ہے) **الکذب شرٌّ من البخلِ** (جھوٹ بخل سے بدتر ہے)

معلومات کی جانچ (اسم مبالغہ واسم تفضیل)

۱۔ اسم مبالغہ کی تعریف مع مثال تحریر کیجیے۔

۲۔ مبالغہ کے اوزان مع امثلہ لکھیے۔

۳۔ اصحاب صنعت وحِرفت کے لیے کونسا وزن خاص ہے، مبالغہ کے وزن پر آنے والے چند اسما لکھیے۔

۴۔ اسمِ تفضیل کی تعریف مع مثال تحریر کیجیے۔

۵۔ اسم تفضیل اور مبالغہ کے درمیان فرق کو واضح کیجیے۔

۶۔ اسم تفضیل کے اوزان مع امثلہ تحریر کیجیے۔

۷۔ اسم تفضیل کے استعمال کے طریقوں کو واضح کیجیے۔

۸۔ اسم تفضیل کے بنانے کے شرائط لکھیے۔

۹۔ أبیض، أخضر یہ کیا صیغے ہیں، ان دونوں کی اسم تفضیل کیسے آئے گی؟

۱۰۔ ثلاثی مجرد فیہ سے اسم تفضیل بنانے کا طریقہ مع مثال تحریر کیجیے۔

13.8.5 تمرینات

1۔ مندرجہ ذیل عبارتوں میں اسم مبالغہ اور اسم تفضیل کی تعیین کیجیے۔

(الف) أیها الفتی المسلم! إذا أردت أن تنال المرادَ فکنْ فعّالًا لا قوّالًا، مِقْدامًا لَا جبانًا، صبورا علی مکارہ، علیما بکلّ فنّ و حذِرًا مِنْ دُعاۃِ الهزیمةِ۔

(ب) الیدُ العُلْیا خیرٌ من الیدِ السُفلی۔

(ج) الشمسُ أنْفَع الکواکِب السّماویّة، وهی أکثر ارتفاعًا من القمر و أشدّ حُمْرة منه عند الغروب۔

(د) إن زیدًا فهامة، وهو أفْهَمُ القومِ شعرًا، وهو علّامَةٌ، فهو أعلمُهم بالأدب۔

2۔ مندرجہ ذیل افعال سے اسما مبالغہ بنایئے۔

غفر	عَلِم	کثُر	صدق	کذب

3۔ حسب ذیل افعال سے اسم تفضیل کے اوزان تحریر کیجیے۔

شجع	علم	فرح	بعُد	سلم

4۔ "أحمر و أسود" کو اسم تفضیل کے طور پر جملوں میں استعمال کیجیے۔

13.9 اسم ظرف

اسم ظرف وہ اسم مشتق ہے جو فعل کے واقع ہونے کی جگہ یا زمانے کو بتائے اسم ظرف کی دو قسمیں ہیں:

ا۔ ظرف زمان: اگر اسم ظرف فعل کے صادر ہونے کے وقت کو ظاہر کرے تو اُسے ظرف زمان کہا جاتا ہے، جیسے: مَوْعِد (وعدہ کا وقت)

۲۔ ظرف مکان: اگر اسم ظرف فعل کے صادر ہونے کی جگہ کو بتائے تو اُسے ظرف مکان کہا جاتا ہے۔ جیسے: منزِل (نازل ہونے کی جگہ یعنی گھر) مطبَخ (پکانے کی جگہ یعنی باورچی خانہ)

13.9.1 اسم ظرف بنانے کا طریقہ

ثلاثی مجرد سے اسم ظرف دو اوزان پر آتا ہے۔

ا۔ مفعَل (عین کے فتحہ کے ساتھ) مَفعِل (عین کے کسرہ کے ساتھ) جب فعل مضارع کے عین کلمہ پر فتحہ یا ضمّہ ہو تو اسمِ ظرف مَفعَل کے وزن پر آئے گا۔ جیسے:

ذهب یذهَبُ	سے	مَذْهَبٌ
نظر ینظُرُ	سے	مَنْظَرٌ

اور اگر فعل مضارع کے عین کلمہ پر کسرہ ہو تو اسمِ ظرف مَفْعِل کے وزن پر آئے گا۔ جیسے:

جلَس یجلِسُ سے مجلِس

نزَلَ ینزِل سے مَنْزِل

13.9.2 اسم ظرف کے اوزان

مفعَل اور مفعِل دونوں کی جمع مفاعِلُ کے وزن پر آئے گی۔ جیسے:

مَفْعَلٌ مفعَلانِ مفاعِلُ

(منظَر) (منظران) (مناظِرُ)

مَفْعِلٌ مَفْعِلَان مفاعِلُ

(مجلس) (مجلِسان) (مجالِسُ)

اگر فعل معتل کے لام کلمے پر حرفِ علّت ہو تو مفعَل کے وزن پر آئے گا۔ جبکہ مضارع کا عین مکسور ہو۔ جیسے:

رَمَی یرمِيْ سے مَرْمَی

جری یجْرِيْ سے مَجْرَی

اور اگر فعل مثال کے فا کلمے میں حرفِ علّت ہو اور اس کا لام حرفِ صحیح ہو تو مَفْعِل کے وزن پر آئے گا۔ جیسے:

وَعَدَ یعِد : مَوْعِد

وَضَعَ یضَع : مَوْضِع

اسم ظرف غیر ثلاثی مجرد افعال سے ان کے مفعول کے وزن پر آئے گا۔ جیسے:

مُصَلّی (عیدگاہ) مُستَشْفی (دواخانہ)

مُسْتَوْصَف (کلینک)

نوٹ: بعض اسمائے ظروف کا استعمال اسم ظرفِ زمان اور ظرفِ مکان دونوں کے لیے کیا جا سکتا ہے۔ جیسے: موعِد (وعدہ کا وقت یا وعدہ کی جگہ)

مولِدٌ (پیدائش کا زمانہ یا جگہ)

جیسے: مَوْلِدُہ یوم الجمعة (اس کی پیدائش کا دن جمعہ ہے)

مولِدُہ حیدر اٰباد (اس کی جائے پیدائش حیدرآباد ہے)

13.9.3 مَفْعَلَة کا وزن

اسمِ ظرف کبھی اسم جامد سے (مَفْعَلة) کے وزن پر آتا ہے، وہ اس جگہ کو بتاتا ہے جہاں وہ چیز کثرت سے پائی جاتی ہے۔ جیسے:

مَأسَدَة (وہ جگہ جہاں شیر زیادہ ہوں)

مَقْبَرة (وہ جگہ جہاں قبریں زیادہ ہوں)

اور کبھی یہی وزن سبب کے معنی پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے:

الولدُ مَبْخَلَة و مَجْبَنَة (اولاد اکثر بخل اور بزدلی کا سبب ہوتی ہے)

بعض اسمائے ظروف خلاف قیاس مَفْعَل کے بجائے مفْعِل کے وزن پر آتے ہیں، حالانکہ مضارع کا عین کلمہ مضموم ہوتا ہے۔ جیسے:

مَسْجِد مشْرِق مَغْرِب مَنْبِت مَفْرِق

13.10 اسم آلہ

اسمِ آلہ وہ اسم مشتق ہے جو اس چیز پر دلالت کرے جس کے واسطے سے فعل واقع ہوا ہے، یعنی جو فعل کے صادر ہونے کا آلہ بنے۔ جیسے:

مِفْتَاح (کھولنے کا آلہ یعنی کنجی)

13.10.1 اسم آلہ کے اوزان

اسم آلہ فعل ثلاثی متعدّی سے بنایا جاتا ہے۔ اسم آلہ کے تین اوزان ہیں:

۱۔ مِفْعَلْ ۲۔ مِفْعَلَة ۳۔ مِفْعَال

ان کی واحد و تثنیہ و جمع مع امثلہ حسبِ ذیل ہیں:

۱۔	مِفْعَلْ	مِفْعَلَانِ	مَفَاعِلُ
	مِغْزَل (چرخہ)	مِغْزلانِ	مَغَازِل
۲۔	مِفْعَلَةٌ	مِفْعَلَتَان	مَفَاعِلُ
	مِكْنَسَةٌ (جھاڑو)	مِكْنستانِ	مَكَانِس
۳۔	مِفْعال	مِفْعَالانِ	مَفَاعِيْلُ
	مِفْتَاح (کنجی)	مفتاحانِ	مَفَاتِيْحُ

فعل ناقص کا اسم آلہ اکثر مِفْعلة کے وزن پر آتا ہے۔ جیسے:

مِكْوَاة (استری) مِرْآة (آئینہ)

13.10.2 تمرینات

1۔ مندرجہ ذیل جملوں میں اسم زمان اور اسم مکان کا تعین کیجیے اور ''عین'' کی حرکت کو واضح کیجیے۔

۱۔ منظر الحديقة بديع ۲۔ مصر مهبط السيّاحين

۳۔ مجلس العلم روضة ۴۔ منضج العنب فصل الصيف

۵۔ موعد الأطبّاء الصّبح ۶۔ موقف السيارات بعيد

۷۔ القرن العشرون منشأ القنبلة الذّرّية

۸۔ الدنیامزرعةالاٰخرة

2۔ حسب ذیل افعال سے اسم زمان واسم مکان بنائیے۔

خرج دخل ورد ولد وعد مرّ

3۔ مندرجہ ذیل افعال سے اسم آلہ بنائیے۔

سطر وزن قرض رأى غرف نظر

4۔ آنے والے اسمائے مشتقہ میں سے اسم مشتق کی نوع کا تعین کیجیے۔

میزان حذِر مرکب مَصُوغ

دُنیا مِعْطاء مسکین سَهْل

أسْبَق مستقرّ مأوى مُلْتقى

نَقّاد عَمْياء غضبان دَالّ

شَکور خیر مفتاح مِحْراث

معلومات کی جانچ (اسم ظرف واسم آلہ)

۱۔ اسم ظرف کی تعریف اوراس کے اقسام تحریر کیجیے۔

۲۔ اسم ظرف بنانے کا طریقہ مع امثلہ لکھیے۔

۳۔ اسم ظرف کےاوزان بتائیے۔

۴۔ فعل ناقص اور مثال سے اسم ظرف بنانے کا کیا طریقہ ہےواضح کیجیے۔

۵۔ اسم ظرف کا صیغہ ''مَفْعَلَة''کن معانی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

۶۔ اسمائے ظروف کے چند ایسے اسما تحریر کیجیے جوخلاف قیاس مفْعَل کے بجائے مفْعِل کے وزن پرآتے ہیں۔

۷۔ اسم آلہ کی تعریف مع مثال لکھیے۔

۸۔ اسم آلہ کےاوزان مع امثلہ تحریر کیجیے۔

13.11 اکتسابی نتائج

عربی زبان میں کچھ الفاظ ایسے ہیں جوکسی دوسرے الفاظ سے ماخوذ نہیں ہوتے اور کچھ الفاظ ایسے ہیں جودوسرے الفاظ سے ماخوذ ہوتے ہیں۔دوسرے قسم کے الفاظ کومشتقات کہتے ہیں۔عربی زبان کا اشتقاقی نظام بے حد وسیع اور جامع ہےجس کی بنیاد پر یہ زبان دنیا کی زبانوں میں ایک اہم اورممتاز مقام رکھتی ہے۔اس نظام کے سبب عربی میں نئے الفاظ بنانے اوراصطلاحات وضع کرنے میں بھی آسانی ہوتی ہے۔

ایک لفظ سے کئی الفاظ بنانے کو اشتقاق کہتے ہیں۔بشرطیکہ وہ الفاظ آپس میں معنوی مناسبت رکھتے ہوں اور تلفظ میں بھی قریب قریب

ہوں۔ جیسے: العلم سے عالم، معلوم، علام، علیم اور الفتح سے فاتح، مفتوح، فتاح، مفتاح وغیرہ۔

عربی زبان میں مشتقات کی تعداد سات ہے۔(۱) اسم فاعل (۲) اسم مفعول (۳) صفت مشبہ (۴) اسم تفضیل (۵) اسم ظرف (۶) اسم آلہ (۷) تعجب کے صیغے۔

اسم فاعل اس کام کرنے والے کو کہتے ہیں جو فعل کی صفت سے موصوف ہو، اسم مفعول فعل مجہول سے بنایا جاتا ہے تاکہ اس کے وصف پر دلالت کرے جس پر فعل واقع ہوا ہے۔ صفت مشبہ اسم فاعل کے معنی پر ہی دلالت کرتا ہے لیکن حدوث وتجدد کے بجائے ثبوت ودوام کے طور پر دلالت کرتا ہے۔ اسم تفضیل وہ اسم مشتق ہے جو ''أفعل'' کے وزن پر ہو اور اس بات پر دلالت کرے کہ دو چیزیں ایک مخصوص صفت میں مشترک ہیں اور ایک میں وہ صفت دوسرے کے مقابلے میں زیادہ ہے، اسم ظرف ایسا مشتق ہے جو فعل کے زمانے یا اس کے وقوع کے مکان پر دلالت کرے جب کہ اسم آلہ ایسی چیز پر دلالت کرتا ہے جس کے ذریعہ فعل انجام دیا گیا ہو۔

13.12 فرہنگ

الفاظ	معانی
(الف) درس میں وارد الفاظ	
كريم	سخی، بزرگ
داعٍ	دعوت دینے والا
أكرَم/يُكرِم	عزت کرنا
بَعثَر/يُبَعثِر	پھیلانا
مكتوبٌ	لکھا ہوا
مظلوم	ظلم کیا ہوا
ضيّق	تنگ
فَرِح	خوش
حِلْية	آدمی کی شکل وصورت
حَذِر	احتیاط کرنے والا
أعْور	کانا
عطشان	پیاسا
سكران	نشہ والا
بطَل	بہادر

جَبان	بزدل
جُنُب	پردیسی، پاکی سے دور
مِلح	نمک
حُرّ	آزاد
صُلب	سخت
طاهر	پاک
سيِّد	سردار
شَيْخ	بوڑھا
فُضْلى	فضیلت والا
فُضْليات	فضیلت والیاں
فَعّال	خوب کام کرنے والا (کارگر)

(ب) تمرینات میں وارد الفاظ

مُعاقَب	سزا یافتہ
أتْقن/يُتْقِن	مضبوط و پختہ کرنا
مُذْنِب	گنہ گار
مُستقْبَح	ناپسندیدہ
مَمْدوح	لائق تعریف
ناجع	کامیاب
صَدَّقَ/يُصدِّق	تصدیق کرنا
أعْلَنَ/يُعْلِن	اعلان کرنا
اجْتَنَب/يَجْتَنِب	بچنا
هِلال	پہلی تاریخ کا چاند
حسِبَ/يحسِب	گمان کرنا
جَيْش	فوج
وَجَد/يجِد	پانا
طاؤُوس	مور

طائر	پرندہ
بديع	عمدہ، نادر
رِيْش	پَر
أَخْضر	سبز (ہرا)
أَصْفَر	زرد (پیلا)
غَبْرَاء	غبار آلود
عَذْب	میٹھا
فَيَضَان	بہاؤ
رَطْبِ	تَر چیز
عَصَر/يعصِر	نچوڑنا
فيْه (فَمُه)	اس کا منہ
عفَّ/يعِفّ	پاکدامن ہونا
هان/يهُوْن	خفیف ہونا، ذلیل ہونا
جاع/يجُوْع	بھوکا ہونا
تكْلَان	وہ عورت جو اپنے بچے سے محروم ہو جائے
أَحْدب	کُبڑا
أَصْلَع	گنجا
شَافٍ	شفا دینے والا
أَخْذ	حصول
عَفِيف	پاکدامن
فَاقِد	کھونے والا
مُشْرِق	روشن
بيّن	واضح
طَلق	تیز (زبان)
قَوّال	زیادہ بات کرنے والا
مِقْدَام	آگے بڑھنے والا (جراتمند)

صَبُور	خوب صبر کرنے والا
مَکَارِہ (و) مَکْرَہ	ناگوار یا ناپسندیدہ چیزیں
دُعاة (و) داعٍ	دعوت دینے والے
هَزِيمة	شکست
عُلْيا	بلندترین
سُفْلَى	سب سے نیچا
مَهْبِط	اترنے کی جگہ
رَوْضَة	باغ
مَنْضَج	پکنے کی جگہ یا وقت
مَوْقِف	پارکنگ
مَنْشأ	نشوونما کی جگہ یا وقت
القُنبلة الذُرّيَة	ایٹم بم
مِيْزَان	ترازو
مَرْكَبٌ	سواری
مَصُوْغ	ڈھالا ہوا
مِعْطَاءٌ	کثیر العطاء
أسْبَق	فرسٹ آنے والا
مَأْوَى	پناہ گاہ
مُلْتَقى	ملنے کی جگہ
نَقّاد	تنقید کرنے والا
عَمْيَاء	اندھی عورت
دَالّ	دلالت کرنے والا
مِحْرَاث	ہل

13.13 نمونے کے امتحانی سوالات

۱۔اسم فاعل کسے کہتے ہیں اور اس کے بنانے کا کیا قاعدہ ہے؟ مثالوں سے بیان کیجیے۔

۲۔اسم مفعول کی تعریف کی کیجیےاوراس کے عمل کومفصل بیان کیجیے۔

۳۔صفت مشبہ کے عمل پر روشنی ڈالیےاوراس کے بنانے کا طریقہ بھی بیان کیجیے۔

۴۔ اسم ظرف کوبیان کیجیےاوراس کے اقسام مع مثال بیان کیجیے۔

۵۔اسم آلہ کسے کہتے ہیں؟اوراس کے کون کونسے اوزان ہیں مثالوں سے واضح کیجیے۔

13.14 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

۱۔ کتاب الصرف:	عبدالرحمن امرتسري
۲۔ النحو والواضح:	علی جارم و مصطفی أمین
۳۔ جامع الدروس العربية:	الشيخ مصطفٰی الغلاييني
۴۔ التصریف الواضح (الجزء الأوّل):	ڈاکٹر حافظ سید بدیع الدین صابري

اکائی 14 اِعلال وابدال

اکائی کے اجزا

14.1 مقصد

14.2 تمہید

14.3 اِعلال واِبدال

14.4 اعلال یا تعلیل کے اقسام

14.4.1 اعلال بالقلب (واو اور یا کی الف سے تبدیلی)

14.4.2 اعلال بالقلب والحذف

14.4.3 الف اور یا کی واو سے تبدیلی

تمرینات

14.4.4 واو اور یا کی ہمزہ سے تبدیلی

14.4.5 واو کی یا سے تبدیلی

تمرینات

14.5 اعلال بالحذف (حذف کے ساتھ تعلیل)

14.6 اعلال بالتسکین اَوالنقل (سکون یا نقل کے ذریعے تعلیل)

تمرینات

14.6.1 اعلال بالنقل والقلب (نقل اور قلب کے ذریعے تعلیل)

تمرینات

14.7 اِبدال

تمرینات

14.8 اکتسابی نتائج

14.9 فرہنگ

14.10 نمونے کے امتحانی سوالات

14.11 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

14.1 مقصد

اس اکائی کو پڑھ کر طلبہ:

☆ اعلال وابدال کا فرق جان لیں گے۔

☆ اعلال یا تعلیل کے اقسام سے واقف ہو جائیں گے۔

☆ اعلال بالقلب واعلال بالحذف اور اعلال بالتسکین یا بالنقل کی مختلف قسموں سے باخبر ہو جائیں گے۔

☆ ابدال کی تعریف اور اس کی صورتوں میں واقف ہو جائیں گے۔

☆ مختلف اسما اور افعال معتلہ کی اصل اور ان میں واقع شدہ تبدیلی اور تعلیل کے طریقوں سے شناسائی حاصل کریں گے۔

14.2 تمہید

اعلال وابدال کے قواعد جاننے سے پہلے ہفت اقسام یعنی افعال کی وہ جملہ سات قسمیں جن پر اعلال وابدال کے قواعد جاری ہوتے ہیں، خصوصیت سے افعال معتلّہ کا جاننا ضروری ہے، فعل کے حروفِ اصلی کی ہیئت کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں: (۱) صحیح (۲) معتل

1۔ فعل صحیح: وہ فعل ہے جس کے اصلی حروف میں کوئی حرفِ علت (واؤ، الف اور یا) نہ ہو، جیسے: فَتَحَ و أَمَرَ و مدّ، پھر فعل صحیح کی تین قسمیں ہیں:

(الف) سالم: وہ فعل ہے جو ہمزہ اور ایک جنس کے دو حرف سے خالی ہو، جیسے: کتب و ضَرَب و جَلَس۔

(ب) مہموز: وہ فعل ہے جس کے اصلی حروف میں ہمزہ ہو، جیسے: أَمَر، سأَلَ، قَرأَ

(ج) مضاعف (مضعَّف): وہ فعل ہے جس کے دو حروف ایک جنس کے ہوں، جیسے: مَدَّ (اس کی اصل مَدَدَ) تھی، یہ فعل ثلاثی ہے اور زَلْزَلَ، یہ فعل رباعی ہے۔

فعل معتل: وہ فعل ہے جس کے حروف اصلی میں کوئی حرف، حرف علّت ہو، پھر اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) معتل بہ یک حرف (۲) معتل بہ دو حرف جس کو لفیف کہا جاتا ہے۔

معتل بہ یک حرف کی تین قسمیں ہیں: مثال، اجوف اور ناقص

۱۔ مثال: وہ فعل ہے جس کے فاء کلمے میں حرف علت ہو، جیسے: وَصَل، وَعَد، اسے ''معتل الفاء'' بھی کہا جاتا ہے۔

۲۔ اجوف (معتل العین): وہ فعل ہے جس کے عین کلمہ میں حرف علت ہو، جیسے: قَال، بَاعَ، خاف

۳۔ ناقص: وہ فعل ہے جس کے لام کلمہ میں حرفِ علّت ہو، جیسے: خشي، دَعَا، رمٰی۔

معتل بہ دو حرف کو لفیف کہا جاتا ہے، لفیف وہ فعل ہے جس کے حرفِ اصلی میں دو حرفِ علت ہو، اس کی دو قسمیں ہیں:

(ا) لفیف مفروق: وہ فعل ہے جس کے اول و آخر یعنی فاء اور لام کلمہ میں حروفِ علت ہو، جیسے: وَفٰی و وَعٰی و قٰی دونوں حروف علت کے درمیان حرفِ صحیح سے فصل و فرق کرنے کی وجہ سے اسے لفیف مفروق کہا جاتا ہے۔

(۲) لفیف مقرون: جس میں دو حروف علت ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں جیسے: رَوَی و ثوَی و طَوَی

ہفت اقسام کو شاعر نے اس شعر میں جمع کیا ہے ؎

صحیح است و مثال است و مضاعف

لفیف و ناقص و مہموز و اجوف

14.3 اِعلال واِبدال

اعلال: واوٗ الف اور یا تغیّر یا تبدیل کو قبول کرنے کی وجہ سے اُن کو حروفِ علّت کہا جاتا ہے، اور فعلِ معتل میں ان تینوں حروف میں سے کسی حرف کا پایا جانا ضروری ہے، فعل معتل کے ان حروف پر جو تغیّر واقع ہوتا ہے، اُسے اِعلال یا تعلیل کہا جاتا ہے، جیسے: (قَالَ) اس کی اصل (قَوَلَ) تھی، واوِ متحرّک کو الف سے تبدیل کر کے "قَالَ" بنایا گیا۔

ابدال: ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدلنے کو ابدال کہا جاتا ہے، اور جس حرف میں تبدیلی واقع ہورہی ہے وہ حرف علّت ہو تو اسے اعلال بھی کہا جاتا ہے، جیسے: "خَافَ" اس کی صال "خَوِفَ" تھی اور "رَمٰی" اُس کی اصل "رَمَيَ" تھی، پہلی مثال میں (واو) کو الف سے اور دوسری مثال میں (ي) کو الف سے بدل دیا گیا۔

اِن مثالوں اعلال وابدال دونوں جمع ہو گئے ہیں، اور کبھی ابدال بغیر اعلال کے پایا جاتا ہے جیسے: اِصْطَبَر، اس کی اصل (اِصْتَبَرَ) تھی (تاء) کو (طاء) سے تبدیل کر دیا گیا، چونکہ یہ تبدیلی حرف علت پر واقع نہیں ہوئی ہے، اس لیے اسے ابدال کہا جائے گا، اعلال نہیں۔ ہر اعلال ابدال ہوسکتا ہے لیکن ہر ابدال اعلال نہیں ہوگا۔

نوٹ: اعلال اور ابدال کے قواعد بہت زیادہ ہیں، آنے والے دروس میں ضروری قواعد پر اکتفا کیا گیا ہے۔

14.4 اعلال یا تعلیل کے اقسام

اعلال یا تعلیل کی غرض کلمہ کی تخفیف یا اس سے ثقل کو دور کرنا یا اس کی تحسین اور عمدہ بنانا ہوا کرتی ہے۔

اعلال کا تعلق فعل معتل سے ہوتا ہے، فعل معتل وہ فعل ہے جس کے (فا) کلمہ میں یا (عین) یا (لام) کلمہ میں حرف علت ہو، حرف علت پر جو مختلف تغیرات واقع ہوتے ہیں اسے اعلال یا تعلیل کہا جاتا ہے۔ اعلال کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ اعلال بالقلب: قلب کے معنی بدلنے کے ہیں اس میں کسی فعل کے حرفِ علّت کو دوسرے حرف سے بدل دیا جاتا ہے، جیسے: (قَالَ) اس کی اصل (قَوَلَ) تھی "واوٗ" کو "الف" سے بدل دیا گیا۔

۲۔ اعلال بالنقل: اسے اعلال بالتسکین بھی کہا جاتا ہے، اس کی دو صورتیں ہیں، ایک تو یہ کہ حرف علت کی حرکت کو ساکن کر دیا جاتا ہے، جیسے: یَدْعُوْ اس کی اصل یدعُوُ تھی (واو) کی حرکت کو ساکن کر دیا گیا۔

اور دوسری صورت یہ ہے کہ حرفِ علت کی حرکت کو ساکن کر دیا جائے اور اس کی حرکت کو ماقبل حرف کو دے دی جائے، جیسے: یَقُوْلُ، اس کی اصل یَقْوُلُ تھی (واو) کی حرکت ساکن کر کے ماقبل کو دے دی گئی۔

۳۔ اعلال بالحذف: اس میں کسی فعل کے حرف علت کو حذف کر دیا جاتا ہے، جیسے: یَعِدُ اصل میں یَوْعِدُ تھا، اس میں (واو) کو حذف

کر دیا گیا۔

نوٹ: بعض اوقات ایک ہی فعل میں مذکورہ اقسام میں سے تعلیل کی دو قسمیں جمع ہو جاتی ہے۔اور کبھی تین قسمیں جمع ہو جاتی ہے۔ یہ تغیرات فعل کی طرح اسمائے مشتقہ اور مصادر میں بھی واقع ہوتے ہیں۔

آنے والی اکائیوں میں اعلال کی تینوں قسموں سے تعلق رکھنے والے ضروری قواعد کو بیان کیا جائے گا۔

14.4.1 اعلال بالقلب (واو اور یاء کی الف سے تبدیلی)

قلب الواو والیاء ألفا (واو، اور یا، کی الف سے تبدیلی)

قاعدہ: جب (واو) یا (یاء) متحرک ہو اور اُن سے پہلے حرف مفتوح ہو تو واو اور یاء کو (لف) سے بدل دیا جاتا ہے جیسے: (قَالَ) اس کی اصل (قَوَلَ) اور (بَاعَ) اس کی اصل (بَيَعَ) تھی کیونکہ ان کا مصدر (قَوْل اور بَيْع) ہے، مذکورہ قاعدے کے مطابق واو اور یاء کو الف سے بدل دیا گیا۔

(الف) واو کی الف سے تبدیلی

اعلال کے بعد کلمہ کی صورت			اعلال سے پہلے کلمات کی اصل		
عَادَ	-	خَاف	عَوَدَ	-	خَوِفَ
دَعَا	-	عَلَا	دَعَوَ	-	عَلَوَ
أَعْلَى	-	إِسْتَعْلَى	أَعْلَوَ	-	إِسْتَعْلَوَ
إِجْتَاب	-	إِنْمَحَى	إِجْتَوَب	-	انْمَحَوَ

(ب) یاء کی الف سے تبدیلی

تعلیل کے بعد			تعلیل سے پہلے کلمات کی اصل		
بَاعَ	-	مَال	بَيَعَ	-	مَيَلَ
رَمٰی	-	يُرْمٰی	رَمَيَ	-	يُرْمَيُ
يَسْعٰی	-	يَنْسٰی	يَسْعَيُ	-	يَنْسَيُ
أَغْنَى	-	إِسْتَغْنٰی	أَغْنَيَ	-	اسْتَغْنَيَ
إِلْتَقٰی	-	اخْتَارَ	الْتَقَيَ	-	اخْتَيَرَ

14.4.2 اعلال بالقلب والحذف

اعلال بالقلب والحذف: (قلب اور حذف سے تعلیل)

''واو'' اور ''یاء'' کو الف سے تبدیل کرنے کی صورت میں جب التقائے ساکنین (یعنی دو ساکن حروف کا اجتماع) لازم آجائے تو اُن میں سب سے پہلے حرف کو حذف کر دیا جائے گا۔ جیسے: (قُلْنَ) اس کی اصل (قَوَلْنَ) تھی، واو کو (قلب) کے قاعدے کے مطابق (الف) سے تبدیل

کر دیا گیا تو وہ (قَالْنَ) ہوا، الف اور لام کا اجتماع ساکنَین ہوا اور اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف کو حذف کر دیا گیا تو وہ (قَلْنَ) ہوا، اور قلب کے ایک خاص قاعدے کے مطابق جمع مؤنث کے (قاف) کو ضمّہ دیا گیا تو وہ (قُلْن) ہوا۔

قاعدہ: جب فعلِ ماضی ثلاثی کا عین کلمہ (و، ی) اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے گر جائے اور وہ کلمہ یائی جیسے: بَاعَ، اس کی اصل (بَیَعَ) ہے یا مکسور العین ہو۔ جیسے: خَافَ، اس کی اصل (خَوِفَ) ہے تو فعلِ اجوف کے (فاء) کو کسرہ دیا جائے گا ورنہ ضمّہ دیا جائے گا۔ جیسے:

قُلْنَ	-	عُدْن کی اصل:	(قَوَلْنَ اور عَوَدْنَ) تھی
بِعْنَ	-	خِفْنَ کی اصل:	(بَیَعْنَ اور خَوِفْنَ) تھی

☆ قلب اور حذف کے اجتماع کی مزید مثالیں دیکھیے۔

تعلیل کے بعد			تعلیل سے پہلے		
دَعَوْا	-	رَمَوْا	دَعَوُوْا	-	رَمَیُوْا
دَعَتْ	-	رَمَتْ	دَعَوَتْ	-	رَمَیَتْ

ان مثالوں میں و، ی کو الف سے تبدیل کیا گیا، پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے پہلا حرفِ ساکن حذف کر دیا گیا۔

14.4.3 قلب الأ لف والیاء بالواو (الف اور یاء کی واو سے تبدیلی)

الف اور یاء کی واو سے تبدیلی: جب ''اَلف'' ضمّہ کے بعد واقع ہو تو الف کو ''واؤ'' سے بدل دیا جائے گا، یہ صورت باب (مفاعلة) کے فعل ماضی مجہول میں واقع ہوتی ہے، جیسے:

جُوْهِدَ (جَاهَدَ کا فعل مجہول)	:	اس کی صال جَاهِدَ تھی	
حُوْسِبَ (حَاسَبَ کا فعل مجہول)	:	اس کی اصل حَاسِبَ تھی	

اور جب ''یاء'' ساکن ضمّہ کے بعد واقع ہو تو اس یاء کو ''واؤ'' سے بدل دیا جائے گا، جیسے:

یُوْقِنُ	(أَیْقَنَ کا فعل مضارع)	:	اس کی اصل یُیْقِنُ تھی
مُوْقِنَ	(أَیْقَن کا اسم فاعل)	:	اس کی اصل مُیْقِنُ تھی
یُوْسِرُ	(أَیْسَرَ کا فعل مضارع)	:	اس کی اصل یُیْسِرُ تھی
مُوْسِرُ	(أَیْسَرَ کا اسم فاعل)	:	اس کی اصل مُیْسِرُ تھی

14.4.4 تمرینات

1۔ مندرجہ ذیل جملوں میں واقع فعل معلوم کو فعل مجہول سے تبدیل کیجیے اور ان میں کیا تعلیل ہوئی ہے واضح کیجیے۔

۱۔ عاقبَ الشّرطیُّ اللِّصَّ ۲۔ شاهَدَ السائحُوْن الهرمَ

۳۔ حاکمَ القاضِی المتّهَمَ ۴۔ سامَعَ الحلیمُ المذنبَ

۵۔ صادع البطلُ المخاصِم   ٦۔ نادَی المنادِی إلی الخیرِ

2۔ حسب ذیل عبارت میں اُن افعال کی نشان دہی کیجیے جس میں واو اور یاء کو (الف) سے تبدیل کیا گیا، اور اُن کے اعلان کا سبب بتائیے۔

کان أبو بکر الصدیق رضی اللہ عنه یقول الحق إذا قَالَ، و لا یمیل عنه إذا الجبلُ مَالَ، ویدْعَو لِلخیرِ إذا دعا، ویرْمِیْ في سبیل اللہ إذا رَمی

3۔ درج ذیل تینوں افعال کا فعلِ مضارع اور اسمِ فاعل لکھیے۔

أَیْقَنَ - أَیْسَرَ - أَیْنَعَ

4۔ مندرجہ ذیل افعال میں سے ہر ایک فعل کا مضارع بیان کیجیے، اور ان میں کیا تعلیل ہوئی ہے واضح کیجیے۔

لَقِی - خشِيَ - عَمِيَ - نَسِيَ - سَعِیَ

5۔ حسب ذیل افعال میں سے ہر ایک فعل کی اصل تحریر کیجیے اور ان میں کیا تعلیل ہوئی اسے لکھیے۔

قالو - سارَتْ - خَافَ - عُدْنَ - سَهَا

حُوْسب - بِعْنَ - ابْتَغَی - مُوْقِن - یُوْسِر

معلومات کی جانچ

۱۔ فعل معتل کی کتنی قسمیں ہیں مثالوں سے واضح کیجیے۔

۲۔ اعلال کی تغیرات کو مثالوں کے ساتھ لکھیے۔

۳۔ ابدال کی تعریف مع مثال تحریر کیجیے۔

۴۔ ابدال اور اعلال کے درمیان فرق کو واضح کیجیے۔

۵۔ تعلیل کی تین قسمیں بتائیے۔

٦۔ اعلال بالقلب سے کیا مراد ہے، مثال سے بیان کیجیے۔

۷۔ ''واو اور یاء کی الف سے تبدیلی'' کا قاعدہ مثالوں کی روشنی میں لکھیے۔

۸۔ اعلال بالقلب والحذف (قلب اور حذف سے اعلال) کی کیا صورت ہے مثالوں سے واضح کیجیے۔

۹۔ ''الف'' کو 'واو' سے تبدیل کرنے کا قاعدہ مع مثال لکھیے۔

۱۰۔ ''یاء'' کو 'واو' سے تبدیلی کی صورت مثال سے واضح کیجیے۔

14.4.5 قلب الواو والیاء بالھمزۃ (واو اور یاء کی ہمزہ سے تبدیلی)

واو اور یاء کی ہمزہ سے تبدیلی: تین صورتوں میں (واو) یا (یاء) ہمزہ سے تبدیل کیا جاتا ہے۔

1۔ جب اسم فاعل اجوف ثلاثی کے فعل میں تعلیل ہوئی ہو تو اسم فاعل میں واقع ہونے والے (واو) یا (یاء) کو ہمزہ سے تبدیل کیا جائے گا۔ جیسے:

قائِلٌ : یہ قَالَ یَقُوْلُ کا اسم فاعل ہے، اس کی اصل (قَاوِل) تھی۔

قائم : یہ قَامَ یَقُوْمُ کا اسم فاعل ہے، اس کی اصل (قَاوِم) تھی۔

بائعٌ : یہ بَاعَ یَبِیْعُ کا اسم فاعل ہے، اس کی اصل (بَايِع) تھی۔

مَائِلٌ : یہ مَالَ یَمِیْلُ کا اسم فاعل ہے، اس کی اصل (مَايِلٌ) تھی۔

2۔ جو (و) یا (ی) اسم کے آخر میں الف زائدہ کے بعد آئے تو ان کو ہمزہ سے تبدیل کر دیا جائے گا۔ جیسے:

دُعَاءٌ : اس کی اصل دُعَاوٌ تھی، جیسا کہ اس کا ماضی و مضارع دَعَا یدعُوْ ہے۔

سَماء : اس کی اصل سَمَاوٌ تھی۔

قَضَاءٌ : اس کی اصل قَضَای تھی، ماضی و مضارع قَضَی یَقْضِي ہے۔

إهداءٌ : اس کی اصل إهدايٌ تھی۔

اگر الف زائدہ کے بعد تاء ثانیث ہو تو (و،ی) اپنی اصل پر باقی رہیں گے جیسے: عداوَة و هِدَايَة

3۔ جب (و،ی) صیغۂ منتھی الجموع کے الفِ زائدہ کے بعد واقع ہو اور وہ جمع منتھی الجموع کے مفرد میں حرفِ مد زائد کی صورت میں ہو تو ہمزہ کو تبدیل کیا جائے گا، جیسے:

عَجَائِزُ : اس کی اصل عَجاوِزُ تھی اور اس کا مفرد عجوز ہے
جس میں (واو) زائد ہے

صَحَائف : اس کی اصل صَحَایِفُ تھی، جس کا مفرد صحیفة ہے
اور اس میں (ي) حرف مد زائد ہے۔

14.4.6 قلب الواو بالیاء (واو کی یاء سے تبدیلی)

واو کی یاء سے تبدیلی: چار صورتوں میں واو کو یاء سے بدل دیا جائے گا۔

1۔ جب (واو) اور (یاء) ایک کلمہ میں جمع ہوں، اور ان میں سے پہلا ساکن ہو تو ''وْ'' کو ''ی'' سے بدل کر ''ی'' میں ادغام کیا جائے گا، خواہ (واو) یاء سے پہلے ہو یا بعد میں، تبدیلی حرفِ واو کی ہوگی۔ جیسے:

مَرْمِيٌّ (مفعول): رَمَی یَرْمِیْ سے اس کی اصل (مَرْمُوْی) تھی، (واو) کو (یاء) سے تبدیل کیا گیا، پھر (یاء) کا (یاء) میں ادغام کیا گیا۔

مَقْضِيٌّ (اسم مفعول): قَضَی یَقْضِی سے اس کی اصل (مَقْضُوْی) تھی۔

سَیِّدٌ : سادَ یَسُوْدُ سے اس کی اصل (سَیْوِد) تھی

نِیَّة : نَوَی یَنْوِي سے اس کی اصل (نِوْیة) تھی۔

2۔ جب واوِ ساکنہ کسرہ کے بعد واقع ہو تو اس ''واؤ'' کو (ي) سے تبدیل کیا جائے گا۔ جیسے:

مِیْزَان : وَزَنَ یَزِنَ سے اس کی اصل (مِوْزان) تھی، (واو) کو کسرے کے بعد واقع ہونے کی وجہ سے (ي) سے تبدیل کر دیا گیا۔

مِيْعَاد : وَعَدَ يَعِدُ سے اس کی اصل (مِوْعاد) تھی۔

إِيْقَاد : یہ أَوْقَدَ کا مصدر ہے، اس کی اصل (إِوْقاد) تھی۔

اسْتِيْعَاب : یہ اسْتَوْعَبَ کا مصدر ہے، اس کی اصل (إِسْتِوْعاب) تھی۔

3۔ جب (واو) کلمہ کے آخر میں کسرہ کے بعد واقع ہو تو اس (واو) کو (ي) سے تبدیل کیا جائے گا، یعنی کلمہ کے بنیادی حروف میں سے تیسرا حرف واو ہو جیسے: رَضِيَ وَ رَضِيْتُ (فعل ماضی معروف): ان کی اصل رَضِوَ و رَضِوْتُ تھی چونکہ ان کا مصدر (رِضْوَان) ہے۔

دُعِيَ، دُعِيْتُ : یہ (دَعَا) کے فعل مجہول ہیں، ان کی اصل دُعِوَ و دُعِوْتُ تھی، چونکہ ان کا مصدر (دَعْوَة) ہے۔

الدَّاعِيْ (اسم فعل) : "دعا یدعو" کا اسم فاعل ہے، اس کی اصل الدّاعِوُ تھی۔

الْعَالِيْ (اسم فاعل) : "عَلَا يَعْلُوْ" کا فاعل ہے، اس کی اصل العَالِوُ تھی۔

4۔ جب (واو) کسی چار حرفی فعل کے آخر میں واقع ہو، اور اس سے پہلے کا حرف مفتوح ہو تو اسے (ي) سے بدل دیا جائے گا۔ جیسے:

أَعْطَيْتُ وَ زَكَّيْتُ : ان کی اصل (أَعْطَوْتَ و زَكَّوْت) تھی۔

أَعْلَيْت و سَمَّيْت : ان کی اصل (أَعْلَوْت و سَمَّوْت) تھی۔

14.4.7 تمرینات

1۔ مندرجہ ذیل عبارات میں ان اسما کو معین کیجیے جن میں اعلال واقع ہوا ہے اور سببِ اِعلال کو تحریر کیجیے۔

(الف) كان عمر رضي الله عنه إذا قضى عدلَ في القضاءِ، و إذا وفى كان مثالًا في الوفاءِ۔

(ب) لا تسأَمْ إذا حالَ حائِلٌ دونَ ما تطلُب، و إذا حادَ حائِدٌ عن الحقّ فأرْشِدْه۔

(ج) يسودُ المرءُ بأدبِه فكُنْ سَيِّدًا، أَنْجِزْ حُرٌّ ما وَعَدَ فأَنْجِز المِيْعَادَ۔

(د) تُوزَن الأمور بالعقْلِ، لأنّه خيرُ ميزان۔

2۔ حسب ذیل اسما میں سے ہر ایک اسم کی اصل تحریر کیجیے اور ان میں جو تعلیل واقع ہوئی ہے اس کو بیان کیجیے۔

إجراء - وفاء - سحائب - مائل - أوائل

عرائس - نائم - شِفاء - صفاء - قصائد

3۔ مندرجہ ذیل افعال سے اسم فاعل بنا کر ان پر (اَل) داخل کیجیے اور ان میں واقع ہونے والی تعلیل اور اس کا سبب لکھیے۔

خَلا - سَمَا - صَفَا - شَكَا - عَفَا

4۔ حسب ذیل افعال میں سے ہر فعل کی اصل لکھیے اور ان میں واقع شدہ تعلیل کا قاعدہ تحریر کیجیے۔

عاديتُ - رَضِيَتُ - استدعَيْتُ - دُعِيَتُ

معلومات کی جانچ

ا۔ "واؤ" اور "یاء" کو ہمزہ سے تبدیل کرنے کا قاعدہ مع امثلہ لکھیے۔

۲۔ ”قائل“ اور ”بائع“ کی اصل کیا تھی، اوران میں کیا تعلیل ہوئی۔

۳۔ ’سیّد“ اور ”نیّة“ کی اصل کیا تھی، اوران میں اعلال کا کونسا قاعدہ جاری ہوگا۔

۴۔ ”عجائز“ اور ”صحائف“ کی اصل کیا تھی، اوران میں کیا تعلیل ہوئی۔

۵۔ ”واؤ“ کو ”یاء“ سے تبدیل کرنے کا قاعدہ مع مثال لکھیے۔

۶۔ مَرْمِیٌ اور مَقْضِیٌ کی اصل کیا تھی، اوران میں کیا تعلیل ہوئی

۷۔ مِیْزان اور ”مِیْعَاد“ کی اصل کیا تھی، اوران میں اعلال کا کونسا قاعدہ جاری ہوگا۔

۸۔ الدّاعِیْ اور العالِیْ میں جاری ہونے والے تعلیل کا قاعدہ تحریر کیجیے۔

14.5 اعلال بالحذف (حذف کے ساتھ تعلیل)

اعلال بالحذف (حذف کے ذریعے تعلیل): جب فعل مثال (وہ فعل جس کے ”ف“ کلمہ میں ”وْ“ یا ”یْ“ ہو، واو، یا اور عین کلمہ مکسور ہوتو اس (واو) کوفعل مضارع اور امر میں حذف کر دیا جائے گا۔ جیسے: وَعَدَ یَعِدُ عِدْ

”یعِد“ اصل میں یَوْعِدُ تھا، مذکورہ قاعدے کے مطابق (و) کو حذف کر دیا گیا۔

☆ اوراسی طرح جب مضارع کا عین کلمہ حرف حلقی ہوتو (واو) کوحذف کر دیا جاتا ہے۔ جیسے:

یَھَبُ : اس کی اصل یَوْھَبُ تھی۔

یَضَعُ : اس کی اصل یَوْضَعُ تھی۔

پہلی مثال (یھب) میں (ھاء) حرف حلقی ہے، اس لیے ”واؤ“ کوحذف کر دیا گیا، اور دوسری مثال میں (یضع) میں لام کلمہ حرف حلقی ہے اس لیے ”واؤ“ کوحذف کر دیا گیا۔

حروف حلقی چھ ہیں: ء، ھ، ع، ح، غ، خ

☆ جب فعلِ مثال واو، ی کے مضارع میں عین کلمہ مکسور نہ ہو، یا فعل مثال واو، ی نہ ہو بلکہ یائی ہو، تو مضارع اور امر میں (واو) انہی اصل پر باقی رہے گا، حذف نہیں کیا جائے گا، جیسے:

وَجِلَ یَوْجَلُ إِیْجَلْ

یَسَرَ یَیْسِرُ إِیْسِرْ

پہلی مثال (یوجَ) میں (یَعِد) کے برخلاف عین کلمہ مفتوح ہے اور دوسری مثال (یسیر) میں (فاء) کلمہ (یاء) پر مشتمل ہے

14.6 اعلال بالتّسکین اَوالنّقل (سکون یا نقل کے ذریعے تعلیل)

اعلال وابدال کے بیان میں یہ بات گذر چکی ہے کہ تعلیل کی تین قسموں میں ایک قسم ”اعلال بالتسکین والنقل“ ہے تسکین یا اسکان سے مراد یہ ہے کہ حرفِ علّت کی حرکت کو ساکن (حذف) کر دیا جاتا ہے، اور نقل سے مراد یہ ہے کہ حرفِ علت کی حرکت کو ساکن کر کے وہ حرکت اس کے

ماقبل حرف کودے دی جاتی ہے، یہاں سب سے پہلے اعلال بالتسکین سے بحث کی جائے گی۔

اعلال بالتسکین (سکون کے ذریعے تعلیل):

جب حروف علت (واو) یا (یاء) کلمہ کے آخر میں یعنی لام کلمہ کی جگہ ہو اور وہ ضمہ یا کسرہ کے بعد واقع ہو تو حرف علت کی حرکت کو ساکن کر دیا جائے گا، جیسے:

یدعُوْ	:	اس کی اصل (یدعُوُ) تھی
یَرْمِیْ	:	اس کی اصل (یرمِیُ) تھی
الدّاعِیْ	:	اس کی اصل (الدّاعِوُ) تھی
الرّامِیْ	:	اس کی اصل (الرّامِیُ) تھی

اور جب (واو) سے پہلے فتحہ ہو تو وہاں حرکت کو حذف کرنے کے ساتھ ساتھ نقل کا قاعدہ بھی جاری ہوگا، جیسے: تخاف (اس کا بیان آنے والے دروس میں آئے گا)

اگر (واو) اور (یاء) کی حرکت کو حذف کرنے کی صورت میں اجتماع ساکنین لازم آئے تو حرف علّت کو گرادیا جائے گا، جیسے: یدعُوْن: اس کی اصل (یدعُوُون) تھی، واو کی حرکت کو حذف کر دیا گیا، اجتماع ساکنین کی وجہ سے پہلے (واو) کو حذف کر دیا گیا۔

تَرْمِیْنَ :اس کی اصل (ترمِیِیْنَ) تھی، (یاء) کی حرکت کو ساکن کرنے کے بعد اجتماع ساکنین کی وجہ سے (یاء) کو حذف کر دیا گیا۔

داعٍ (اسم فاعل): اس کی اصل (داعِوٌ) تھی، واو کلمہ کے آخر میں کسرہ کے بعد واقع ہوا اور اس وجہ سے اس کو (ی) سے بدل دیا گیا تو وہ داعِیٌ ہوا، (یا) پر ضمّہ ثقیل ہونے کی وجہ سے تسکین کے مذکورہ قاعدے کے مطابق (ی) کی حرکت کو حذف کر دیا گیا تو وہ (داعِیْنْ) ہوا، اجتماع ساکنین کی وجہ سے (ی) کو حذف کر دیا گیا تو دَاعٍ ہوا۔

رامٍ (اسم فاعل): اس کی اصل (رامِیٌ) تھی، (یاء) کے ضمّہ کو حذف کر دیا گیا، تو رَامِیْ ہوا تو پھر (یا) کو حذف کر دیا گیا تو (رَام) ہوا تو نون ساکنہ داعٍ کی طرح تنوین کی صورت میں لکھا جائے گا، جیسے: رَامٍ

14.6.1 تمرینات

1۔ مندرجہ ذیل جملوں میں اُن کلمات کی نشان دہی کرتے ہوئے جن میں تعلیل ہوئی ہے ان کے سبب اعلال کو تحریر کیجیے۔

ا۔ یدعُوْ الداعِیْ إلی النّادِیْ ٢۔ یقضِیْ القاضِیْ علی الجانِیْ

٣۔ یصف الطبیبُ الدواء ٤۔ یُنْجز الصالحُ مایَعِد

٥۔ یسمُوْ الوطنُ بأبنائه

٦۔ یَزن التاجرُ الأمینُ بالقِسْطَاسِ المستقیم

2- حسب ذیل کلمات کی اصل بتائیے، اور اُن میں سے ہر کلمہ کی جمع مذکر مع تعلیل تحریر کیجیے۔

یتلُوْ - یَنْمُوْ - یعْدُوْ - یَعْلُوْ

3۔ درج ذیل کلمات کی تعلیل لکھیےاوران میں سے ہرایک کااسم فاعل معرف باللام سےتحریر کرتے ہوئے ان میں واقع شدہ اعلال تحریر کیجیے۔

یمشی - یروئ - یکفِيْ - یَقْضِی

4۔ مندرجہ ذیل کلمات کی تعلیل بیان کیجیے۔

غَازٍ - قَاسٍ - رَامٍ - هَادٍ

معلومات کی جانچ

۱۔ اعلال بالحذف (حذف کے ذریعے تعلیل) کی تعریف مع مثال لکھیے۔

۲۔ اعلال بالحذف فعل معتل کی کس قسم میں ہوتا ہے۔

۳۔ "یجب، فعل، وجَب" کا مضارع ہے اور یَوْجَلُ فعل "وَجِلَ" کا مضارع ہے، ایک فعل میں (واو) کو حذف کیوں کیا گیا اور دوسرے میں (واو) کو باقی رکھنے کا سبب تحریر کیجیے۔

۴۔ یھب اور یضع میں (واو) کے محذوف ہونے کا سبب لکھیے۔

۵۔ اعلال بالتسکین اور اعلال بالنقل کے درمیان کیا فرق ہے۔واضح کیجیے۔

۶۔ اعلال بالتسکین کی چند صورتیں مع امثلہ واضح کیجیے

۷۔ یغزُوْن کی اصل کیا تھی اور اس میں کیا اعلال واقع ہوا تحریر کیجیے۔

۸۔ "الرَّامِیْ" میم (یاء) کا اثبات اور "رامٍ" میں (یا) کے محذوف ہونے کا سبب کیا ہے؟

14.6.2 اعلال بالنقل والقلب (نقل اور قلب کے ذریعے تعلیل)

نقل اور قلب میں تعلیل: اعلال بالتسکین کی اور ایک صورت یہ ہے کہ حرف علت کی حرکت ساکن کر کے ماقبل حرف کو نقل کی جاتی ہے، کبھی نقل ہی پر اکتفا کیا جاتا ہے اور کبھی نقل کے ساتھ ساتھ قلب یعنی حرف علت کو بدلنے کی بھی ضرورت پڑتی ہے، ان دونوں صورتوں کو مع امثلہ واضح کیا جاتا ہے۔

اعلال بالنقل: اعلال بالنقل کی دو صورتیں ہیں:

(ا) جب (و، ی) متحرک ہو، اور اس سے پہلے حرفِ صحیح ساکن ہو تو حروف علت کو ساکن کر کے اُن کی حرکت اپنے ماقبل حرفِ صحیح کو دے دی جاتی ہے۔ جیسے:

یَقُوْل : اس کی اصل (یَقْوُل) تھی، 'واؤ' کی حرکت ماقبل حرف صحیح کو دے دی گئی تو یَقُوْل ہوا۔

یَبِیْعُ : اس کی اصل (یَبْیِعُ) تھی، (یا) کی حرکت ماقبل حرف کو دے دی گئی۔

یقُلن، یبِعْنَ : ان کی اصل (یَقْوُلْن، یبْیِعْن) تھی، واو اور یا کی حرکت ماقبل کو دی گئی تو (یَقُوْلْنَ، یبِیْعْنَ) ہوا، پھر واو اور یاء کے درمیان اجتماع ساکنین ہوا اور اس کی وجہ سے واو اور یاء کو گرا دیا گیا تو (یقُلْنَ، یبِعْنَ) ہوا۔

☆ اعلال بالنقل والقلب: حروف علت (و، ی) کی حرکت ماقبل حرف کو دینے کے بعد اگر وہ حروف اپنے ماقبل کی حرکت کے موافق ہوں تو

وہ اپنی حالت پر رہیں گے (جیسا کہ اُن کی مثالیں ابھی گذری ہیں) ورنہ حروف علت کو ماقبل کی حرکت کے موافق بدل دیا جائے گا، اس تعلیل کو اعلال بالنقل والقلب کہا جاتا ہے۔ جیسے:

یُقَال، یُباعُ، یُخاف: ان افعالِ مجہول کی اصل (یُقْوَل، یُبْیَع، یُخْوَف) ہے ان کے (و، ی) کا فتحہ ماقبل حروف کو دے کر (و، ی) کو فتحہ کی مناسبت سے (الف) سے بدل دیا گیا۔

(۲) جب حرفِ علت مکسور ہو اور اس کا ماقبل حرف مضموم ہو تو ثقل کو دفع کرنے کے لیے اس کی حرکت ماقبل کو دے دی جاتی ہے، جیسے:

بِیْع (بَاعَ کا فعل مجہول): اس کی اصل (بُیِع) تھی، (ی) کی حرکت ساکن کرکے ماقبل کو دی گئی تو بِیْع ہوا۔

قِیْسَ (قاس کا فعل مجہول): اس کی اصل (قُیِس) تھی، اس کی تعلیل بھی (بیع) کی طرح ہوگی۔

اور اگر حرف علت کی حرکت کسرہ کو ماقبل دینے کے بعد وہ اس حرکت کے موافق نہ ہو تو صرف علت کو ماقبل کی حرکت سے بدل دیا جائے گا۔ جیسے:

قِیْل، خِیْفَ (قال وخاف کا فعل مجہول): ان کی اصل قُوِل اور خُوِف تھی، واو کی حرکت کسرہ ان کے ماقبل کو دی گئی اور کسرہ کی مناسبت سے (واو) کو (یا) سے بدل دیا گیا۔

☆ مذکورہ قواعد کی روشنی میں مزید اور کلمات کی تعلیل ملاحظہ کیجیے۔

مُبِیْن، مُفِیْد: ان کی اصل (مُبْیِن، مُفْیِد) تھی، (ی) کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دی گئی، ان میں اعلال بالنقل واقع ہوا۔

مَقَام، مَعَاش: ان کی اصل (مَقْوَم، مَعْیَش) تھی، واو اور یاء کی حرکت (فتحہ) اُن کے ماقبل حرف کو دی گئی اور فتحہ کی مناسبت سے (و، ی) کو (الف) سے بدل دیا گیا، یہ اعلال بالنقل والقلب کی مثالیں ہیں۔

مَقُوْل، مَخُوْف: یہ دونوں (یقول، یخاف) کے اسم مفعول ہیں ان کی اصل (مَقْوُوْل، مَخْوُوْف) تھی، (و، ی) متحرک اور ان سے پہلے حرف صحیح ساکن ہے، ان کی حرکت ماقبل کو دی گئی، پھر دو ساکن کے جمع ہونے کی وجہ سے ایک (واو) کو گرا دیا گیا، ان میں اعلال بالنقل والحذف واقع ہوا ہے۔

مَبِیْعٌ، مَقِیْس: یہ دونوں (یَبِیْع، یَقِیْس) کے اسم مفعول ہیں، ان کی اصل (مَبْیُوْع، مَقْیُوْس) تھی (ی) کی حرکت ان سے پہلے حرفِ صحیح ساکن کو دی گئی، پھر (و، ی) دو ساکن جمع ہوئے (یاء) کو حذف کر دیا گیا تو وہ (مَبُوْع و مَقُوْس) ہوا، پھر (یاء اور قاف) کے ضمّہ کو کسرہ سے بدل دیا گیا، تاکہ فعل واوی اور یائی میں فرق ہو جائے (اور کسرہ یاء کے محذوف ہونے پر دلیل ہو جائے) تو وہ (مَبِوْع، مَقِوْس) ہوئے، پھر واو کو کسرہ کی مناسبت سے (یا) سے بدل دیا گیا تو وہ (مَبِیْع وَ مَقِیْس) ہوا، ان میں اعلال بالنقل والقلب والحذف واقع ہوا ہے۔

قُلْ، بِعْ (فعلِ امر): یہ دونوں اصل میں (اُقْوُل، اِبْیِع) تھے، ''واؤ'' کا ضمہ اور ''یاءٗ'' کا کسرہ ماقبل حرف کو نقل کرنے کے بعد اجتماع ساکنین کی وجہ سے (و، ی) کو حذف کر دیا گیا تو وہ (اُقُلْ و اِبِعْ) ہوئے، (فاء) کلمہ کو متحرک ہونے کی وجہ سے ہمزہ وصل کی ضرورت نہ رہی، اس کو بھی گرا دیا گیا، تو (قُل و بِعْ) ہوا، یہ اعلال بالنقل والحذف ہے۔

خَفْ: یہ (خاف یخاف) کا فعل امر ہے، اس کی اصل (اِخْوَف) تھی، واو کی حرکت ماقبل حرف کو نقل کی گئی، اور فتحہ کی مناسبت سے واو کو

الف سے بدل دیا گیا وہ (إخَافُ) ہوا، پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے (الف) کو حذف کر دیا گیا، (فاء) کلمہ متحرک ہونے کی وجہ سے ہمزہ وصل کی ضرورت نہ رہی، اس کو گرانے کے بعد (خَفْ) ہوا۔

14.6.3 تمرینات

1۔ مندرجہ ذیل جملوں میں اُن کلمات کی نشان دہی کیجیے جن میں تعلیل ہوئی ہے اور سبب اعلال تحریر کیجیے۔

۱۔ قِیْسُوْا الأمورَ علی أشْباهِها

۲۔ إجْتنب ما یراہ العقلاءُ مَعِیْبا

۳۔ اعْمَلِ الواجبَ رغبةً لا مَخَافَةً

۴۔ اجعلْ مالَکَ مَبْذُولًا و عِرضَکَ مَصُوْنًا

۵۔ یَدُوْمَ الودُّ بالخلق الحسَنِ

۶۔ یزیدُ سُکّانُ مصر کلّ عام

2۔ حسب ذیل کلمات کی اصل بتائیے، اور ان میں سے ہر کلمہ کی تعلیل لکھیے۔

مَنَام - مَفازة - مَعَاش - مَجَال

3۔ مندرجہ ذیل افعال کے ابواب تحریر کرتے ہوئے ان میں واقع شدہ تعلیل لکھیے۔

یصوم - یسیر - یطیر - یسود

4۔ آنے والے افعال جو باب (فرح) سے ہیں، ان کا مضارع لکھیے، ہر ایک مضارع کی اصل بتاتے ہوئے ان کی تعلیل تحریر کیجیے۔

خَاف - نام - حار - نَالَ

5۔ حسب ذیل افعال میں سے ہر ایک فعل کا اسم مفعول لکھ کر اس کی تعلیل بیان کیجیے۔

شَانَ - صَادَ - قَالَ - کَالَ

معلومات کی جانچ

۱۔ اعلال بالنقل کی مع امثلہ وضاحت کیجیے۔

۲۔ اعلال بالنقل والقلب کو مثالوں کے ذریعے واضح کیجیے۔

۳۔ قِیْل اور خِیْفَ میں کیا تعلیل ہوئی، لکھیے۔

۴۔ اعلال بالنقل والحذف کو مثال سے واضح کیجیے۔

۵۔ مَبِیْع وَ مقِیْس میں اعلال کے کتنے قواعد جاری ہوتے ہیں۔

۶۔ (قُلْ، بِعْ) اور (خَفْ) کے درمیان تعلیل میں کیا فرق ہے؟

14.7 إبدال

إبدال: ابدال اوراعلال کافرق ابتدا میں گذر چکا ہے، اعلال کاتعلق صرف افعال معتلّہ سے ہوتا ہے، اور ابدال عام ہے جس کاتعلق افعال معتلہ اور افعال صحیحہ دونوں سے بھی ہوسکتا ہے''واواور یاء کی ہمزہ سے تبدیلی'' کی تین صورتیں ہیں جن کا بیان گذر چکا ہے اور ابدال کی واضح صورتیں ذیل میں ہیں، جیسے:

دعاءٌ	:	اس کی اصل	دعاوٌ	تھی
قضاءٌ	:	اس کی اصل	قَضَايٌ	تھی
قَائِلٌ	:	اس کی اصل	قاوِل	تھی
بَائِع	:	اس کی اصل	بايِع	تھی
عَجائِزُ	:	اس کی اصل	عَجاوِز	تھی
قصائِدُ	:	اس کی اصل	قصايِد	تھی

ابدال کی دو مشہور صورتیں یہاں ذکر کی جاتی ہے، ایک کاتعلق (افتعال) کی (فاء) سے اور دوسری صورت کاتعلق ''افتعال'' کی (تاء) سے ہے۔

(ا) فاءِافتعال کاابدال: جب (افتعل) اوراس سے مشتق ہونے والے کلمات کی (فاء) ''واؤ'' یا ''یاء'' پر مشتمل ہوتو اسے (تاء) سے بدل دیا جائے گا، اوراس ''تاء'' کا تاءِافتعال میں ادغام کیا جائے گا۔جیسے:

إتَّصَفَ: اس کی اصل ''إوْتَصَفَ'' ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کا فعلِ مجرّد (وَصَف) ہے، واوکوتاء سے تبدیل کیا گیااورتاء کا تاء میں ادغام کیا گیا۔

إتَّسَر: اس کی اصل ''إيْتَسَر'' تھی اس کا فعل مجرد يَسَر ہے ''یاء'' کو ''تاء'' سے تبدیل کیا گیااورتاء کا تا میں ادغام کیا گیا۔

(۲) تاءِافتعال کاابدال: اس ابدال کی دوقسمیں ہیں:

(الف) جب فعل ثلاثی کا پہلاحرف ''دال'' یا ''ذال'' یا ''زاء'' ہوتواس کے باب (افتعال) اوراس سے مشتق ہونے والے کلمات کی (تاء) کو (دال) سے تبدیل کیا جائے گا۔جیسے:

فعل	باب افتعال ابدال سے پہلے	ابدال کے بعد
دعا	إدْتَعَى	إدَّعَى (ادِّعاء)
ذَكَر	إذْتَكَرَ	إذْدَكر (إذدكار)
زَحَمَ	إزْتَحَم	إزْدَحَم (إزْدِحام)

نوٹ: إذْدَكر --------- کواِدَّکر بھی پڑھاجاتا ہے۔

(ب) اور جب فعل ثلاثی مجرد کا پہلا حرف حروف مطبقہ میں سے کوئی ایک ہو، جیسے (صاد، ضاد، طاء، ظاء) تو اس کے افتعال اور اس مشتق ہونے والے کلمات کی (تاء) کو (طاء) سے بدل دیا جائے گا، جیسے:

فعل ثلاثی مجرد	باب افتعال ابدال سے پہلے	ابدال کے بعد
صَبَرَ	اِصْتَبر	اصْطَبَرَ (اِصْطبار)
ضَرَب	اِضْتَرَب	اضْطَرب (اِضْطِرَاب)
طَلَعَ	اِطْتَلَعَ	اِطَّلَعَ (اِطّلا ع)
ظَلَم	اظْتَلَمَ	اِظْطلم (اِظْطِلام)

نوٹ: اضطلم کو اِظَّلَمَ بھی پڑھا جاتا ہے۔

معلومات کی جانچ

۱۔ ابدال اور اعلال میں کیا فرق ہے؟

۲۔ اسماء معتلہ سے تعلق رکھنے والے ابدال کی چند مثالیں لکھیے۔

۳۔ ابدال کی مشہور صورت کس باب سے تعلق رکھتی ہے۔

۴۔ ''فاء افتعال'' کی ابدال کی صورت مع امثلہ واضح کیجیے۔

۵۔ ''تاء افتعال'' کو (طاء) سے تبدیل کرنے کی کیا صورت ہے، مثالوں سے وضاحت کیجیے۔

۶۔ ''تاء افتعال'' کو (دال) سے تبدیل کرنے کی کیا صورت ہے، مثالوں سے واضح کیجیے۔

تمرینات

1۔ مندرجہ ذیل افعال سے ہر ایک فعل کو باب افتعال میں استعمال کر کے اس میں واقع ہونے والے ابدال کا قاعدہ لکھیے۔

وزن - وَسَم - وَعَد - وعَظَ

2۔ حسب ذیل کلمات کی اصل تحریر کرتے ہوئے ان میں واقع ہونے والی تبدیلی کی وضاحت کیجیے۔

اتّحاد - مُتَّصِل - اتّفاق - اِتّجه

3۔ آنے والے افعال سے اِفْتَعَل کے صیغے لکھیے اور ان میں جو تبدیلی ہوئی ہے تحریر کیجیے۔

زاد - صنع - طرد - زجر - صحب - زان

14.8 اکتسابی نتائج

فعل کے حروفِ اصلی کی ہیئت کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں: (۱) صحیح (۲) معتل

1۔ فعل صحیح: وہ فعل ہے جس کے اصلی حروف میں کوئی حرفِ علت (واؤ الف، یاء) نہ ہو، جیسے: فَتَحَ و أَمَر وَ مدّ، پھر فعل صحیح کی تین قسمیں ہیں:

(الف) سالم: وہ فعل ہے جو ہمزہ اور ایک جنس کے دو حرف سے خالی ہو، جیسے: کتب و ضَرَب و جَلَس۔

(ب) مہموز: وہ فعل ہے جس کے اصلی حروف میں ہمزہ ہو، جیسے: أَمَر، سأَلَ، قَرأَ

(ج) مضاعف (مضعَّف): وہ فعل ہے جس کے دو حروف ایک جنس کے ہو، جیسے: مَدَّ (اس کی اصل مَدَدَ) تھی، یہ فعل ثلاثی ہے اور زَلْزَلَ، یہ فعل رباعی ہے۔

فعل معتل: وہ فعل ہے جس کے حروف اصلی میں کوئی حرف، حرف علّت ہو، پھر اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) معتل بہ یک صرف (۲) معتل بُد وحرف جس کو لفیف کہا جاتا ہے۔

اعلال: واؤ الف اور یاء تغیّر یا تبدیلی کو قبول کرنے کی وجہ سے اُن کو حروفِ علّت کہا جاتا ہے، اور فعلِ معتل میں ان تینوں حروف میں سے کسی حرف کا پایا جانا ضروری ہے، فعل معتل کے ان حروف پر جو تغیّر واقع ہوتا ہے، اُسے اِعلال یا تعلیل کہا جاتا ہے، جیسے: (قَالَ) اس کی اصل (قَوَلَ) تھی، واوِ متحرّک کو الف سے تبدیل کر کے "قَالَ" بنایا گیا۔

ابدال: ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدلنے کو ابدال کہا جاتا ہے، اور جس حرف میں تبدیلی واقع ہو رہی ہے وہ حرف علّت ہو تو اسے اعلال بھی کہا جاتا ہے، جیسے: "خَافَ" اس کی صال "خَوِف" تھی اور "رَمٰی" اُس کی اصل "رَمَيَ" تھی، پہلی مثال میں (واو) کو الف سے اور دوسری مثال میں (ي) کو الف سے بدل دیا گیا۔

اعلال کی تین قسمیں ہیں: ۱۔ اعلال بالقلب ۲۔ اعلال بالنقل ۳۔ اعلال بالحذف

ابدال اور اعلال کا فرق یہ ہے کہ اعلال کا تعلق صرف افعال معتلّہ سے ہوتا ہے، اور ابدال عام ہے جس کا تعلق افعال معتلہ اور افعال صحیحہ دونوں سے بھی ہوسکتا ہے۔ ابدال کی دو مشہور صورتیں ہیں: ایک کا تعلق (افتعال) کی (فاء) سے اور دوسری صورت کا تعلق "افتعال" کی (تاء) سے ہے۔ (۱) افاء افتعال کا ابدال: جب (افتعل) اور اس سے مشتق ہونے والے کلمات کی (فاء) "واؤ" یا "یاء" پر مشتمل ہو تو اسے (تاء) سے بدل دیا جائے گا، اور اس "تاء" کا تاءِ افتعال میں ادغام کیا جائے گا۔ جیسے:

اتَّصَفَ: اس کی اصل "اِوْ تَصَفَ" اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کا فعلِ مجرّد (وَصَف) ہے، واو کو تاء سے تبدیل کیا گیا، اور اس "تاء" کا تاءِ افتعال میں ادغام کیا جائے گا۔ جیسے: اتَّصَفَ: اس کی اصل "اِوْتَصَفَ" اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کا فعلِ مجرّد (وَصَف) ہے، واو کو تاء سے تبدیل کیا گیا اور تاء کا تاء میں ادغام کیا گیا۔

(۲) تاءِ افتعال کا ابدال: اس ابدال کی دو قسمیں ہیں:

(الف) جب فعل ثلاثی کا پہلا حرف "دال" یا "ذال" یا "زاء" ہو تو اس کے باب (افتعال) اور اس سے مشتق ہونے والے کلمات کی (تاء) کو (دال) سے تبدیل کیا جائے گا۔ جیسے: ادَّعَی (ادِّعاء) اس کا اصل ادتعی تھا۔

(ب) اور جب فعل ثلاثی مجرد کا پہلا حرف حروف مطبقہ میں سے کوئی ایک ہو، جیسے (صاد، ضاد، طاء، ظاء) تو اس کے افتعال اور اس مشتق ہونے والے کلمات کی (تاء) کو (طاء) سے بدل دیا جائے گا، جیسے: اصْطَبَرَ (اِصْطبار) اس کا اصل اِصْتَبَر ہے

14.9 فرہنگ

الفاظ	معانی
(الف) درس میں واردالفاظ	
وَفَی یَفِیْ	پورا کرنا
وَعَی یَعِیْ	(ذہن میں) محفوظ کرنا
وَقَی یَقِیْ	بچانا
رَوَی یَرْوِیْ	روایت کرنا
نَوَی یَنْوِی	نیت کرنا
طَوی یطوِیْ	لپیٹنا
رَمَی یَرْمِیْ	پھینکنا
بَاعَ یَبِیْع	بیچنا
عَادَ یعُوْد	واپس لوٹنا
أَعْلَی یُعْلِیْ	بلند کرنا
اِسْتَعْلَی یَسْتَعْلِیْ	بلند ہونا
اِجْتَابَ یَجْتَاب	طے کرنا، عبور کرنا
اِنْمَحَی یَنْمَحِیْ	مِٹنا
سَعَی یَسْعَی	کوشش کرنا
أَغْنَی یُغْنِی	مالدار کرنا
اِسْتَغْنی یَسْتَغْنِی	مالدار ہونا
اِلْتَقَی یَلْتَقِیْ	مِلنا
اِخْتَارَ یَخْتَار	انتخاب کرنا
جَاهَدَ یُجَاهِدُ	مجاہدہ کرنا
حَاسَبَ یُحَاسِبُ	حساب لینا
أَیْقَنَ یُوْقِنَ	یقین کرنا
أَیْسَرَ یُوْسِرُ	مالدار ہونا

مُوْسِرٌ	مالدار
بَائِع	بیچنے والا
مائِل	جھکنے والا، راغب
إهْدَاء	تحفہ دینا
قَضَاء	فیصلہ
عجائِزُ، عَجُوز	بوڑھا، بوڑھی
صحِيفةٌ (ج) صُحفُ و صحائِف	اخبار، لکھا ہوا کاغذ
مَرْمِيٌّ	مارا ہوا
مَقْضِيٌّ	فیصلہ کیا ہوا
مِيْعاد	وعدہ کا وقت یا جگہ
أوْقَدَ إيْقَادًا	روشن کرنا، سلگانا
اِسْتَوْعَبَ اِسْتِيْعَابا	احاطہ کرنا، پورا پورا لینا
رَضِيَ يَرْضَى	راضی ہونا
العالِيْ	بلند
زَكّى يُزَكِّيْ	پاک وصاف کرنا
سَمّى يُسَمِّيْ	نام رکھنا
وَهَبَ يَهَبُ	عطا کرنا
وَضَع يَضَعُ	رکھنا
وَجِلَ يَوْجَلُ	ڈرانا، گھبرانا
يَسَرَ يَيْسِرُ	آسان ہونا، ممکن ہونا
وَعَدَ يَعِدُ	وعدہ کرنا
غَزَا يَغْزُوْ	حملہ کرنا
مُخَاصِم	فریق مخالف
مَال (عنه)	(حق سے) ہٹنا
أيْنَعَ يُوْنِع	پکنا (پھل وغیرہ)
خشِيَ يخْشى	ڈرنا

لَقِیَ یَلْقَی	ملاقات کرنا، ملنا
عَمِیَ یَعْمَی	اندھا ہونا
نَسِیَ یَنْسَی	بھولنا
سَعَی یَسْعَی	کوشش کرنا
سَادَ یَسُوْدُ	سردار ہونا
سَھَا یَسْھُوْ	بھولنا
ابْتَغَی یَبْتَغِیْ	چاہنا
وَفَی یَفِیْ	(وعدہ) پورا کرنا
سَئِمَ یَسْئَمُ	بے زار ہونا، اُکتا جانا
حَالَ یَحُوْلُ	آڑے آنا، حائل ہونا
حَادَ یَحِیْدُ (عنہ)	(راہ حق سے) ہٹنا
أَرْشَدَ یُرْشِدُ	راہ بتانا
حُرٌّ	شریف، آزاد
وَزَنَ یَزِنُ	وزن کرنا، تولنا
سَحَاب (ج) سحائب	بادل
قَاسَ یَقِیْسُ	اندازہ کرنا، ناپنا
مُبِیْن	واضح، ظاہر
مَعَاش	روزی، زندگی بسر کرنے کا سامان
مَبِیْعٌ	قابل فروخت شئے
مَقِیْس	اندازہ کیا ہوا
اتّصَفَ یتّصِف	کسی صفت سے موصوف ہونا
اِزْدَحَمَ یَزْدَحِمُ	بھیڑ لگانا، ہجوم ہونا
اِدّعَی یَدّعی	دعویٰ کرنا
اِذْدکر (اِدَّکَرَ)	یاد کرنا، یاد رکھنا
اِضْطَرِب یَضْطَرِب	بے چین ہونا
اضْطَلَم (اِظَّلَمَ)	ظلم برداشت کرنا

(ب) تمرینات میں واردشدہ الفاظ

عاقَبَ يُعَاقِب	سزا دینا
شرطيٌّ	پولیس
لصٌّ	چور
هَرَم	مصر کی قدیم تاریخی عمارت
حَاكَمَ يُحَاكِمُ (المجرم)	مجرم سے بیان لینا
مُتَّهَم	تہمت لگا ہوا
سَامَحَ يُسَامِح	نرمی برتنا، غلطی نظرانداز کرنا
حليم	بردبار
صارَعَ يُصَارِع	پچھاڑنا، کشتی لڑنا
بَطَل	پہلوان، ہیرو
عَرَائس، عَرُوس	دلہنیں
صَفَا يَصْفُوْ	پاک وصاف ہونا
خَلَا يَخْلُو	خالی ہونا
سَمَا يَسْمُوْ	بلند ہونا
شَكَا يَشكُوْ	شکایت کرنا
عَفَا يَعْفُوْ (عنه)	معاف کرنا
عَادَى يُعَادِى	دشمنی کرنا
اسْتَدْعى يَسْتَدْعِىْ	طلب کرنا
النَادِىْ	کلب، مجلس
الجانِىْ	مجرم
وَصَفَ يَصفِ	وصف بیان کرنا
الطبيب	حکیم/ ڈاکٹر
قِسْطَاس	ترازو
تَلَا يَتْلُوْ	تلاوت کرنا
نَمَا يَنمُوْ	بڑھنا، نشونما ہونا

عَدَا يَعْدُوْ	دوڑنا
عَلَا يَعْلُوْ	بلند ہونا
کَفٰی یَکْفِیْ	کافی ہونا
غَازٍ	لڑنے والا
قَاسٍ	سخت دل
رامٍ	تیرانداز
مَعِیْب	عیب لگایا ہوا
مَبْذُوْل	خرچ کیا ہوا
مَصُوْن	محفوظ
دَامَ یَدُوْم	ہمیشہ رہنا
وُدّ	محبت
سُکَّان و ساکِن	باشندے
طَارَ یَطِیْر	اُڑنا
حَارَ یَحار	حیران ہونا
شَانَ یَشِیْن	عیب دار کرنا
صَادَ یَصِیْد	شکار کرنا
کَالَ یَکِیْلُ	ناپنا
وَسَمَ یَسِمُ	نشان لگانا
طَرَد یطرُدُ	بھگانا، دور کرنا
زجَرَ یزجُر	ڈانٹنا
زَانَ یزیْنُ	مزیّن کرنا
صَحِبَ یَصْحَبُ	صحبت اختیار کرنا

14.10 نمونے کے امتحانی سوالات

۱۔اعلال وابدال کی تعریف کیجیے اوران کے اقسام کو مثالوں کے ساتھ واضح کیجیے۔

۲۔اسمائے معتلہ سے تعلق رکھنے والے ابدال کی مثالیں لکھیے۔

۳۔درج ذیل آیتوں میں اعلال کی صورتوں کو واضح کیجیے۔

ولسوف يعطيك ربك فترضى	**ألم يجدك يتيماً فآوى**	**ووجدك ضالاً فهدى**

۴۔تائے افتعال کو ط سے بدلنے کی کیا صورتیں ہیں مثالوں سے واضح کیجیے۔

14.11 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

۱۔ كتاب الصرف	:	**عبدالرحمن امرتسري**
۲۔ النحو الواضح	:	**علي جارم و مصطفى أمين**
۳۔ جامع الدروس العربية	:	**الشيخ مصطفى الغلاييني**
۴۔ التصريف الواضح (الجزء الأوّل)	:	**د۔ حافظ سيد بديع الدين صابري**

اکائی 15 مفعول بہ، مفعول مطلق

اکائی کے اجزا

15.1 مقصد

15.2 تمہید

15.3 مفعول بہ اور مفعول مطلق کی تعریف

15.4 مفعول بہ کا اعراب

15.5 مفعول بہ کی قسمیں (یا صورتیں)

15.6 مفعول بہ کا عامل

15.7 مفعول بہ کا تعدّد

15.8 فاعل اور مفعول بہ کی ایک دوسرے پر تقدیم

15.9 مفعول بہ کی فعل اور فاعل پر تقدیم

15.10 مفعول بہ کے فعل کا حذف

15.11 منادی

15.11.1 منادی کے اقسام

15.11.2 منادی کا اعراب

15.11.3 مستغاث بہ

15.11.4 مندوب

15.11.5 اغراء

15.11.6 تحذیر

5.11.7 1اشتغال

15.12 مفعول مطلق کی تعریف

15.13 مفعولِ مطلق کے مقاصد

15.14 مفعول مطلق کے عوامل

15.15 نائب مفعول مطلق

15.16 مفعول مطلق کے عامل (فعل) کا حذف

15.17 اکتسابی نتائج

15.18 نمونے کے امتحانی سوالات

15.19 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

15.1 مقصد

اس اکائی کو پڑھ کر طلبہ:

☆ مفعول بہ کی قسموں سے آگاہ ہو جائیں گے۔

☆ مفعول بہ کے متعدد ہونے کا پتہ چل جائے گا۔

☆ مفعول بہ کی تقدیم یا تاخیر کے احکام سے باخبر ہو جائیں گے۔

☆ مفعول بہ کے عامل (فعل) کے حذف کے مقامات سے واقف ہو جائیں گے۔

☆ مفعول مطلق اور مفعول بہ کے درمیان فرق کو جان لیں گے۔

☆ مفعول مطلق کے استعمال کے مقاصد سے واقف ہو جائیں گے۔

☆ مفعول مطلق کے عامل سے آگاہ ہو جائیں گے۔

☆ کون سے اسما مفعول مطلق کے نائب بن سکتے ہیں اُن کی تفصیلات سے واقفیت حاصل کریں گے۔

☆ مفعول مطلق کے فعل کے حذف کی صورتوں سے باخبر ہو جائیں گے۔

15.2 تمہید

اسم کی اعرابی علامتیں تین ہیں: رفع، نصب اور جرّ

جس اسم پر رفع آجائے اس کو مرفوع کہا جاتا ہے اور اس کی جمع مرفوعات ہے، اور جس اسم پر نصب آجائے اس کو منصوب کہا جاتا ہے، اس کی جمع منصوبات ہے اور جس اسم پر جر آجائے اس کو مجرور کہا جاتا ہے، اس کی جمع مجرورات ہے۔

منصوبات میں مفعول کی بحث سب سے مقدم ہیں، مفعول کی جملہ پانچ قسمیں ہیں، انھیں مفاعیل خمسہ کہا جاتا ہے وہ یہ ہیں:

۱۔ مفعول بہ ۲۔ مفعولِ مطلق ۳۔ مفعول فیہ (ظرف)

۴۔ مفعول لہ ۵۔ مفعول معہ

فعل لازم ہوگا یا متعدی ہوگا، اگر فعل لازم ہوگا ہو تو اُسے مفعول بہ کی حاجت نہیں ہوتی جیسے: جَلَسَ زیدٌ (زید بیٹھا) اور اگر فعل متعدی ہو تو فاعل کے ساتھ مفعول کا بھی تقاضہ کرتا ہے جیسے: أكل زيدٌ الخبز (زید نے روٹی کھائی)

مفعول کی اور ایک قسم مفعول مطلق ہے جو مفعول بہ کی طرح منصوب ہوتا ہے اور اس مفعول کے ذریعے فعل کی تاکید یا فعل کی نوعیت یا فعل کے واقع ہونے کی تعداد کا علم ہوتا ہے، جیسے: ہم اردو میں کہتے ہیں:

۱۔ خالد نے خوب کھایا۔

۲۔ خالد ہوا کی طرح چلا۔

۳۔ خالد نے لڑکے کو دو مرتبہ مارا۔

ان جملوں میں پہلا جملہ خالد کے کھانے کی تاکید کرتا ہے اور دوسرے جملے سے خالد کے چلنے کی نوعیت کا پتہ چلتا ہے اور تیسرے جملے سے فعل کی تعداد کا علم ہوتا ہے، مذکورہ تینوں جملوں کو بالترتیب عربی زبان میں اس طرح استعمال کریں گے۔

١۔ أکل خالدٌ أکْلًا

٢۔ سارَ خالدٌ سَیْرَ الھواءِ

٣۔ ضرب خالدٌ الولدَ ضَرْبَتَیْنِ

15.3 مفعول بہ کی تعریف

15.3.1 مفعول بہ: وہ اسم ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو، جیسے: ضرب خالدٌ ولدًا (خالد نے ایک لڑکے کو مارا)، اس مثال میں ''خالدٌ'' فاعل ہے اور (ولدًا) مفعول بہ ہے، اور وہ منصوب ہے اور یہاں نصب کی علامت فتحہ ہے۔

مفعول بہ پر فاعل کا اثر بطورِ اثبات ہوگا یا بطورِ نفی۔

جیسے: کتبَ التلمیذُ الدرسَ (طالب علم نے سبق لکھا)

لم یکتُبِ التلمیذُ الدرسَ (طالب علم نے سبق نہیں لکھا)

15.4 مفعول بہ کا اعراب

مفعول بہ منصوب ہوتا ہے، نصب کی چار علامتیں ہیں: فتحہ (یہ علامت بکثرت استعمال ہوتی ہے) کسرہ، الف اور یا۔

نصب کی اور ایک حالت فتحہ تقدیری ہے جس کا ظہور کلمہ کے آخر میں نہیں ہوتا، فتحہ کو مان لیا جاتا ہے، مفعول بہ کے منصوب ہونے کی حسب ذیل صورتیں ہیں:

☆ مفعول بہ، مفرد منصرف صحیح اور جمع مکسّر ہونے کی صورت میں اس کا نصب فتحہ سے ہوتا ہے۔

جیسے: رأیتُ رجلًا و رأیت رجالًا

☆ اور غیر منصرف ہونے کی صورت میں فتحہ (بغیر تنوین) سے۔

جیسے: رأیت عمرَ (میں نے عمر کو دیکھا)

☆ اور جمع مؤنث سالم کی صورت میں مفعول بہ کا نصب کسرہ سے ہوتا ہے۔

جیسے: رأیتُ العالماتِ (میں نے عالم عورتوں کو دیکھا)

☆ اسمائے خمسہ کی صورت میں نصب (الف) سے۔

جیسے: رأیتُ أبابکرٍ

و قابلتَ أخاخالدٍ (میں نے خالد کے بھائی سے ملاقات کی)

☆ تثنیہ کی صورت میں یاء ما قبل فتحہ سے۔

جیسے: لقیتُ الشاهِدَینِ　　(میں دو گواہوں سے ملا)

☆　جمع مذکر سالم کی صورت میں ی ماقبل کسرہ سے۔

جیسے:　لقیتُ الشّاهِدِینَ　(میں گواہوں سے ملا)

أحِبُ الصادِقِینَ　(میں سچوں کو پسند کرتا ہوں)

☆　اسم منقوص کا اعراب فتحہ لفظی ہوتا ہے۔

جیسے: سمعتَ الداعِيَ　　(میں نے دعوت دینے والے کو سنا)

☆　اور اسم مقصور کا اعراب فتحہ تقدیری سے۔

جیسے:　أخذتُ العَصَا　　(میں نے لاٹھی لی)

اور اسی طرح کسی بھی اسم کی اضافت یائے متکلم کی طرف ہو تو اس کا اعراب فتحہ تقدیری ہوتا ہے۔

جیسے:　نصرت أخِيْ　　(میں نے اپنے بھائی کی مدد کی)

و أحتَرِمُ معلِّمِيْ　(میں اپنے استاذ کا احترام کرتا ہوں)

15.5 مفعول بہ کی قسمیں (یا صورتیں)

مفعول بہ یا تو اسم صریح ہوگا یا غیر صریح ہوگا۔

(الف) اگر مفعول بہ اسم صریح ہوگا تو معرب ہوگا یا مبنی ہوگا، معرب ہونے کی صورت میں صرف اسم ظاہر ہوگا (ضمیر کی صورت میں نہیں ہوسکتا)

جیسے:　قرأتُ الکتاب　　(اسم ظاہر کی بہت سی مثالیں گذر چکی ہیں)

☆ اگر مفعول بہ اسم مبنی ہو تو وہ ضمیر کی صورت میں ہوگا خواہ وہ متصل ہو یا منفصل، یا وہ اسم اشارہ ہوگا یا اسم موصول ہوگا۔

۱) ضمیر متصل:

جیسے:　اللِصُّ ضربَه الشرطيّ　　(چور کو پولس نے مارا)

زُرتُهُ أمْسِ　　(میں کل اس سے ملا)

ان دونوں مثالوں میں (ہٗ) ضمیر مفعول بہ ہے۔

۲) ضمیر منفصل:

جیسے:　إیّاک نعبد و إیاک نستعین (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہی اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں) اس مثال میں إیاک ضمیر مفعول بہ ہے۔

۳) اسم اشارہ جیسے: رأیت هذا الطالب اس میں (هذا) اسم اشارہ مفعول بہ ہے۔

اسم موصول۔ جیسے:　اکرمتَ الّذِی زَارَنِي (میں نے اس کا اِکرام کیا جو میری ملاقات کے لیے آیا) اس میں (الّذی) مفعول بہ ہے۔

(ب) اگرمفعول بہ غیر صریح ہوتواس کی حسب ذیل صورتیں ہیں:

☆ مصدرِمؤوّل:(أَنَّ) اپنے اسم وخبر سے مل کر یا(أنْ) اپنے مابعدفعل اور فاعل سے مل کر مصدر کی تاویل میں مفعلو بہ ہوگا۔

جیسے: علمتُ أنّ خالدًا ناجحٌ (مجھے معلوم ہوا کہ خالد کامیاب ہے)أنّ اور اس کا مابعد مصدر کی تاویل میں (علمتُ) کا مفعول بہ ہے،اس کی تاویل یہ ہے:علمتُ نَجاحَ خالدٍ،(أَنَّ) جملہ اسمیہ پرداخل ہوگا اور (أنْ) جملہ فعلیہ پر،جیسے:أُحِبُّ أَنْ یَنْجَحَ (میں چاہتا ہوں کہ وہ کامیاب ہوجائے)اس کی تاویل یہ ہے:أُحِبُّ نَجاحَہ۔

ایسا جملہ جوافعال ظن ویقین یا افعال قلوب کے بعد واقع ہوتو وہ مفرد کی تاویل میں ہوکر اِن افعال کا مفعول دوّم ہوگا،جیسے:ظننْتُک تجتہدُ (میں نے تجھے گمان کیا کہ تومحنت کررہا ہے)(تجْتَہد) محل نصب میں (ظننت) کا مفعول ثانی ہے،اس کی تاویل اس طرح ہے:ظننتک مجتہدا۔

☆ مفعول بہ غیر صریح کی اورایک صورت یہ ہے کہ فاعل کافعل مفعول پرحرفِ جَر کے واسطے سے واقع ہو،جیسے:ذھبتُ بِخالدٍ (میں خالدکولے کرگیا)أمسکتُ بیدہ (میں نے اس کے ہاتھ کو پکڑا)

15.6 مفعول بہ کاعامل

مفعول بہ کونصب دینے والےعوامل مندرجہ ذیل ہیں:

(الف) فعل متعدی،جیسے:قدأنزل اللہ إلیکم ذکرًا (اللہ نے تمہاری طرف ذکرکونازل کیا)

(ب) شبہ فعل،جیسے:والذاکرین اللہ کثیرًا (اوراللہ کاکثرت سے ذکرکرنے والے) لفظِ اللہ(الذاکرین)اسم فاعل کامفعول بہ ہے۔

(ج) مصدر،جیسے:حُبُّکَ الشّیئَ یُعْمِيْ وَیُصِمُّ (تیراکسی چیز سے محبت کرنا اندھااور بہرابنادیتا ہے)،(الشئ)"حبّ"مصدرکامفعول ہے۔

(د) اسمِ فعل،جیسے:علیکم أنفسَکم (تم اپنےنفسوں کولازم کرلو یا حفاظت کرلو)،أنفسکم (علیکم) اسم فعل امرکامفعول بہ ہے،اس کے معنی الزموایا احفظوا ہے۔

15.7 مفعول بہ کاتعدّد

فعل متعدی کبھی ایک مفعول کو چاہتا ہےاورکبھی ایک سے زیادہ،اگر وہ متعدی بہ دومفعول ہےتومفعول بہ دو ہوں گےاوراگرمتعدی بہ سہ مفعول ہےتومفعول بہ تین ہوں گے،افعال متعدیہ کےاعتبار سےمفعول بہ کےتعدّد کی چارقسمیں ہیں:

۱۔ وہ افعال جوصرف ایک مفعول کونصب دیتے ہیں،ان کی بہت سی مثالیں گذرچکی ہیں۔

۲۔ وہ افعال جودومفعول کونصب دیتے ہیں،ان دونوں کی اصل مبتدااورخبرہوگی،اگرفعل وفاعل کوالگ کردیاجائےتووہ مبتداوخبر بن سکتے ہیں،جیسے:ظننتُ الطالبَ مجتہدًا (میں نے طالب علم کومحنتی گمان کیا)"الطالب" مفعول اول ہےاور"مجتہدا"مفعول ثانی ہے،ان کی اصل (الطالب مجتہد) ہے۔

ان افعال کاتعلق افعال ظن ویقین اورتحویل سے ہوگا،جیسے حسِبتُ الرجلَ غنیًا(میں نے آدمی کومالدارخیال کیا)

علمتُ العلمَ طريقَ النجاحِ (میں نے علم کو کامیابی کا راستہ جانا)

جعلَ الصّائغُ المعدِنَ ذهَبًا (سنار نے دھات کو سونا بنا دیا)

۳۔ وہ افعال جو دو مفعولوں کو نصب دیتے ہیں، اُن کی اصل مبتدا و خبر نہ ہوگی، ان افعال کا تعلق "أعطى و أخواتها" کے باب سے ہوگا (أعطى و سأَلَ وَ كَسى و أَطْعَمَ وغیرہ)

جیسے: أعطيتُ الفقيرَ دِرهمًا (میں نے فقیر کو ایک درہم دیا)

كَسَا الغنيُّ المسكينَ ثوبًا (مالدار نے غریب کو کپڑا پہنایا)

۴۔ وہ افعال جو تین مفاعیل کو نصب دیتے ہیں جیسے: أعلمَ، أخبرَ، أنبأَ، حدَّثَ وغیرہ (ان کی تعداد کم ہے) جیسے: أعلمتُ الصديقَ الِامتحانَ سهلًا (میں نے دوست کو بتایا کہ امتحان آسان ہے) أخبرتُ زيدًا خالدًا ناجحًا (میں نے زید کو خالد کے کامیاب ہونے کی خبر دی)

15.8 فاعل اور مفعول بہ کی ایک دوسرے پر تقدیم

جملہ فعلیہ میں مفعول بہ کا اصل مقام فعل اور فاعل کے بعد ہے، مگر کبھی مفعول بہ فاعل سے پہلے آتا ہے۔ جیسے: كتب الدرسَ خالدٌ، اصل ترتیب یہ ہے: كتب خالدٌ الدرسَ۔

فاعل یا مفعول بہ کی تقدیم کبھی جوازی ہوتی ہے اور کبھی وجوبی۔

☆ تین مقامات میں فاعل کو مفعول بہ پر مقدم کرنا واجب ہے۔

۱۔ اگر اعراب کے تقدیری ہونے کی وجہ سے التباس واقع ہو تو اس وقت فاعل مقدم ہوگا۔ جیسے: أكرمَ يَحْيى عِيْسَى (یحییٰ نے عیسیٰ کا اکرام کیا)، علّم أخِيْ ابنِيْ (میرے بھائی نے میرے بیٹے کو تعلیم دی) اگر کوئی التباس واقع نہ ہو تو فاعل پر مفعول بہ کی تقدیم جائز ہے۔ جیسے: أكرمتْ يحيى سَلْمى (سلمیٰ نے یحییٰ کا اکرام کیا) اس مثال میں سلمیٰ فاعل ہے جو فاعل سے مؤخر ہے۔

۲۔ جب فاعل ضمیر متصل ہو، جیسے: كتبتُ الدرسَ (میں نے سبق لکھا)

۳۔ جب فاعل کا مفعول بہ پر حصر کرنے کا ارادہ ہو، جیسے: ما ضرب خالدٌ إلّا زيدًا (خالد نے زید کے سوا کسی کو نہیں مارا)

☆ تین مقامات میں مفعول بہ کو فاعل پر مقدم کرنا واجب ہے۔

۱۔ جب مفعول بہ کا فاعل پر حصر کرنے کا ارادہ ہو۔ جیسے: ما ضرب خالدًا إلّا زيدٌ (خالد کو زید کے سوا کسی نے نہیں مارا)

۲۔ جب مفعول بہ ضمیر متصل ہو اور فاعل اسم ظاہر ہو۔ جیسے: أتاني خالدٌ (خالد میرے پاس آیا) سأله المعلّمُ (استاذ نے اس سے سوال کیا)

۳۔ جب فاعل میں ایسی ضمیر ہو جو مفعول بہ کی طرف لوٹتی ہو تو مفعول بہ کو فاعل پر مقدم کرنا ضروری ہے۔ جیسے: سكنَ الدارَ بانِيها (گھر میں اس کے بنانے والے نے سکونت اختیار کی) اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وإذ ابتلى إبراهيم ربُّه (اور جب ابراہیم علیہ السلام کو ان کے رب نے آزمایا)

اگر مذکورہ صورت میں مفعول بہ کو فاعل پر مقدم کریں تو اضمار قبل الذکر (ذکر یعنی مرجع سے پہلے ضمیر کا لانا) لازم آئے گا جو نا جائز ہے۔

15.9 مفعول بہ کی فعل اور فاعل پر تقدیم

جس طرح مفعول کی تقدیم فاعل پر جائز ہے اسی طرح کبھی مفعول بہ کو فعل و فاعل پر مقدم کرنا بھی جائز ہے۔ جیسے: زیدًا ضربتُ (میں نے زید کو مارا) مگر فاعل کو فعل سے پہلے ذکر کرنا جائز نہیں۔

مندرجہ ذیل مقامات میں مفعول بہ کو فعل پر مقدم کرنا واجب ہے:

۱۔ جب مفعول بہ اسم استفہام ہو، کیونکہ استفہام جملہ میں صدارت کو چاہتا ہے۔ جیسے: مَنْ ضربتَ؟ (تو نے کس کو مارا؟)، کم کتابًا اشتریتَ؟ (تو نے کتنی کتابیں خریدی؟)

ان مثالوں میں (مَن) اور (کمْ) محل نصب میں مفعول بہ ہے۔

۲۔ جب کسی اسم کی اضافت اسم استفہام کی طرف ہو۔ جیسے: کتاب مَنْ أخذتَ؟ (تو نے کس کی کتاب لی) ابنَ أيِّهم قابلت؟ (اُن میں سے کس کے بیٹے سے تو نے ملاقات کی؟)

۳۔ جب مفعول بہ اسم شرط ہو۔ جیسے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: من يُضلل الله فلا هادي له (جس کو اللہ گمراہ کرے تو اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں) (مَنْ) اسم شرط محل نصب میں مفعول بہ ہے۔

۴۔ جب کَمْ اور کأیِنْ خبریہ ہو، جیسے: کم کتابٍ قرأتُ! (کتنی ہی کتابیں میں نے پڑھی)، کَأَيِّن مِن علمٍ حَوَيتُ (کتنے ہی علوم کا میں نے احاطہ کیا)

15.10 مفعول بہ کے فعل کا حذف

کبھی مفعول بہ کے فعل کو قرینہ کی وجہ سے جوازاً حذف کیا جاتا ہے۔ یعنی سیاقِ کلام سے اس کا محذوف ہونا سمجھ میں آتا ہے، جیسے: کوئی آپ سے سوال کرے: "ماذا کتبتَ" (تو نے کیا لکھا) تو آپ جواب میں کہتے ہیں "رسالةً" یعنی خط لکھا اور یہاں فعل کو ذکر کرنا بھی جائز ہے۔ جیسے: کتبتُ رسالةً۔

لیکن بعض مقامات ایسے ہیں جہاں مفعول بہ کے فعل کو حذف کرنا واجب ہے، اُن میں پہلی صورت سماعی ہے، یعنی اس فعل کے حذف کرنے پر کوئی قاعدہ نہیں ہے۔ اہل عرب سے اسی طرح سنا گیا، اور باقی مقامات قیاسی ہیں۔

مفعول بہ کے فعل کا حذف سماعی طور پر جملوں میں عام ہے جو ضرب الامثال ہیں یا ضرب الامثال کے مشابہ ہیں۔ جیسے: مہمان کے استقبال کے موقعہ پر کہا جاتا ہے: "أهلًا و سهلًا" اس کا مرادی معنی خوش آمدید ہے، یہ دونوں کلمات فعل محذوف کے مفعول بہ ہیں، اس کی اصل یہ ہے: أتيتَ أهلًا (تم اپنے ہی گھر والوں میں آئے ہو) و نزلتَ سهلًا (اور تم نرم زمین میں اترے ہو، یہاں تمہارے لیے خوشگوار ماحول ہے) اور جیسے کہا جاتا ہے: امرأً و نفسه، اس کی اصل عبارت یہ تھی اُترکْ امرأً و نفسه (آدمی کو اور اس کی ذات کو چھوڑ دے) اور جیسے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اِنتَهُوْا خيرًا لَّكُمْ" اس آیت میں "خیرًا" مفعول بہ کا فعل محذوف ہے، اس کی اصل یہ ہے: انتهوا عن التثليث واقْصدوا خيرًا لكم

(یعنی اے نصاریٰ! تم تین خدا کہنے سے باز آ جاؤ اور اپنے لیے بہتری کا قصد کرو)

اس کے علاوہ اور چند مقامات ایسے ہیں جہاں مفعول بہ کے فعل کو وجوبی طور پر حذف کیا جاتا ہے۔ جیسے: منادی اور اس کے متعلقات، تحذیر واغراء اور اشتغال آنے والے دروس میں ان سے مستقل طور پر بحث کی جائے گی۔

معلومات کی جانچ:

1 ۔ مندرجہ ذیل کلمات کی تثنیہ وجمع کو مفعول بہ کے طور پر اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

أخ۔ أخت۔ صادق۔ صادقة۔ رجل۔ امرأة

2۔ مندرجہ ذیل جملوں کا ترجمہ کیجیے اور ان میں مفعول بہ کا تعین کیجیے۔

الف۔ أهلک الناس الدراهم	ب۔ علمت أنک مجتهد
ج۔ أعطاني جائزة	د۔ قابلتُ الذي نجع
ه۔ يحب خالدٌ أنْ يكون مهندسا	و۔ مدحت عيسى سلمى
ز۔ أعطى المعلم التلميذ كتابا	ح۔ كم كتابا قرأت؟
ط۔ أيَ كتابٍ تقرأُ تستفدُ	ی۔ ما كتب الدرس إلاّ زيد

۳۔ خالی جگہوں کو مناسب مفعول بہ سے پر کر کے جملوں کا ترجمہ کیجیے۔

الف۔ يعجبني حبُک......	ب۔ وجدت العلم......
ج۔ هزّ النسيم......	د۔ أكرم......تلميذَه
ه۔ ما نظم الشاعر إلاّ......	و۔ المؤمن شاكرٌ......
ز۔......كتابا اشتريتَ؟	ح۔......رأيت؟
ط۔ أعلمت خالدا......	ی۔ عامل......بما تحبّ أن يعاملوک به۔

15.11 منادی

مفعول بہ کے فعل (عامل) کو حذف کرنے کی وجوبی صورت ایک تو سماعی ہے جس کا ذکر گذر چکا، اور دوسری صورت قیاسی ہے، قیاسی طور پر فعل کو حذف کرنے کی پہلی صورت منادی ہے، پھر منادی سے تعلق رکھنے والی مزید تین بحثیں ہیں: (۱) ترخیم (۲) مستغاث بہ (۳) مندوب۔

ا۔ تعریف منادی: منادی وہ اسم ہے، جس سے پہلے حرف نداء آئے، اور اسے حرفِ نداء کے ذریعے پکارا گیا ہو، جیسے: یا زیدُ (اے زید) منادی کے فعل کو کثرتِ استعمال کی وجہ سے حذف کر کے حرف نداء کو اس کے قائم مقام کر دیا جاتا ہے، جیسے: یا زیدُ، اصل میں أَدْعُوْ زیدًا (میں زید کو پکارتا ہوں) تھا، اس لیے منادی فعلِ محذوف أَدْعُوْ یا أُنَادِیْ کا مفعول بہ ہوتا ہے۔

حروف نداء پانچ ہیں: یا، أیا، ھَیَا، أیْ، أَ (ھمزۂ مفتوحہ)

15.11.1 منادی کے اقسام

۱۔مفرد معرفہ ۲۔نکرہ مقصودہ (یا معیّنہ ۳۔نکرہ غیر مقصودہ

۴۔مضاف ۵۔شبہ مضاف

پہلی دو قسمیں مبنی ہیں اور باقی تین اقسام معرب ہیں۔

15.11.2 منادی کا اعراب

پانچ مذکورہ اقسام کے اعراب کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

۱۔ مفرد معرفہ: اگر منادی مفرد معرفہ ہوتو مبنی بر رفع ہوگا، جیسے: **یا زیدُ! یا فاطمةُ!**

یہاں مفرد معرفہ سے مراد مفردِ علَم ہے، اور مفرد وہ ہے جو مضاف یا شبہ مضاف نہ ہو، یہاں مفرد، تثنیہ اور جمع کے مقابلے میں نہیں ہے، چنانچہ مفرد معرفہ کا اطلاق تثنیہ اور جمع پر بھی ہوگا، جیسے:

یا زیدُ۔ یا زیدانِ۔ یا زیدُوْنَ

یا فاطمةُ۔ یا فاطمتانِ۔ یا فاطماتُ

نوٹ: قرینہ پائے جانے کی صورت میں حرف نداء (یا) کو حذف کرنا جائز ہے۔

جیسے: کلامِ حکیم میں ارشاد ہے: "**یوسفُ أعرِضْ عنْ هٰذا**" اس کی اصل یہ ہے: **یا یوسفُ!**

۲۔ نکرہ مقصودہ: وہ منادی ہے، جس سے کسی معیّن ذات کا ارادہ کیا جائے، متکلم کے ذہن میں وہ پہلے سے معیّن و معروف ہو، اس کا بھی اعراب مفرد معرفہ کی طرح مبنی بر رفع ہوگا، جیسے: **یا تلمیذُ! اکتب الدرسَ۔ یا تلمیذان! اکتبا الدرسَ۔ یا تلامیذُ! اکتُبوا الدرسَ۔**

نوٹ: اگر منادی معرّف باللّام ہوتو منادی اور حرف نداء کے درمیان مذکر کے لیے (**أیُّها**) اور مؤنث کے لیے (**أیَّتُها**) لایا جائے گا، جیسے: **یا أیُّها الطالب! یا أیّتها الطالبةُ**، اور (یا) کو حذف کر کے **أیُّها الطالب!** اور **أیَّتُها الطالبةُ** بھی کہنا جائز ہے۔

۳۔ نکرہ غیر مقصودہ: جب منادی ایسا نکرہ ہو جو معیّن نہ ہو تو وہ منصوب ہوگا، جیسے: کوئی اندھا کہے: **یا رجُلًا! خُذْ بِیدِيْ!** (اے وہ آدمی! میرا ہاتھ پکڑ لے) وہ نہیں جانتا کہ سامنے کون شخص ہے، یا بغیر کسی تعین کے کہا جائے، جیسے واعظ کا قول **یا غافلًا! تَنَبَّهْ** (اے غافل! بیدار ہوجا)

۴۔ مضاف: اگر منادی مضاف ہوتو منصوب ہوگا، جیسے:

یا عبدَ اللّٰہِ! یا أهلَ الکتابِ! یا قارئَ القراٰنِ!

۵۔ شبہ مضاف: اگر منادی شبہ مضاف ہوتو مضاف کی طرح وہ بھی منصوب ہوگا، جیسے:

یا طالعًا جبلًا (اے پہاڑ کے چڑھنے والے)

یا واسعًا عِلمُه (اے وہ ذات جس کا علم وسیع ہے)

یا راغِبًا فی العلم (اے علم میں رغبت رکھنے والے)

مشابہ مضاف وہ ہے، جس کا معنی اس کے معمول (فاعل یا مفعول وغیرہ) کے بغیر مکمل نہیں ہوتا، جس طرح مضاف مضاف الیہ کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔

خلاصہ: اگر منادی مفرد معرفہ ہو یا نکرہ مقصودہ تو مبنی بر رفع ہوگا اور اگر منادی مضاف یا شبہ مضاف یا نکرہ غیر مقصودہ ہو تو منصوب ہوگا۔

15.11.2 ترخیم

ترخیم: ترخیم باب تفعیل کا مصدر ہے، اس کے لغوی معنی نرم اور آسان کرنے کے ہیں۔

ترخیم کے اصطلاحی معنی یہ ہے کہ منادی کے آخر سے ایک یا زائد حرفوں کو تخفیف کی وجہ سے حذف کر دیا جائے، اور جس کا آخری حرف تخفیفاً حذف کر دیا جاتا ہے اسے منادی مُرخّم کہتے ہیں، جیسے: یا حارِ، اس کی اصل یا حارثُ تھی۔

منادی میں ترخیم کی شرط یہ ہے کہ وہ علَم مفرد ہو اور اس کے تین سے زائد حروف ہوں۔

منادی سے دو حروف حذف کیے جانے کی شرط یہ ہے کہ اس کے آخری حرف صحیح سے پہلے حرف مدّہ ہو۔ جیسے: یا مَنْصُ، اس کی اصل مَنْصُورُ تھی، یا منادی کے آخر میں دو حروف زائد ہوں تو ان دونوں کو حذف کیا جائے گا۔ جیسے: یا عُثمُ اس کی اصل یا عثمان تھی۔

منادی مرخّم کا اعراب: منادی مرخم کے آخر میں دو حرکتیں جائز ہیں: ایک اس کی اپنی اصلی حرکت یعنی ترخیم سے پہلے اس حرف کی جو حرکت تھی اسے باقی رکھنا جائز ہے۔ جیسے: یا حارِثُ کو یا حارِ پڑھنا، اور دوسری حرکت یہ ہے کہ اسے مبنی بر ضمّہ پڑھا جائے۔ چونکہ اس کے آخر حرف کے حذف کے بعد اس کی شکل منادی مستقل کی ہوگئی، لہٰذا وہ مفرد معرفہ ہونے کی وجہ سے ضمہ پڑھا جائے گا۔ جیسے: یا حارِثُ کو یا حارُ بھی پڑھنا جائز ہے۔

15.11.3 مُستغاث بہ:

مستغاث بہ: یہ لفظ استغاثہ کا اسم مفعول ہے، استغاثہ کے معنی مدد طلب کرنے کے ہیں، اس بحث کا تعلق دو باتوں سے ہے:

۱۔ مستغاث بہ: وہ ہے جس سے مدد طلب کی جائے یا فریاد طلب کی جائے، اور یہ در حقیقت منادی ہوتا ہے، اس لیے اسے منادی مستغاث بھی کہا جاتا ہے۔

۲۔ مستغاث لہ: وہ ہے جس کے لیے مدد طلب کی جاتی ہے یا جس کے خاطر کسی سے فریاد کی جاتی ہے۔

مستغاث یہ وہ منادی ہے جسے حرفِ نداء (یا) کے ذریعے سے پکارا جائے اور وہ (یا) ألتجئ یا أستغیث فعل کے قائم مقام ہوتا ہے۔ جیسے: یا لَزَیْدٍ لِلمظْلومِ (اے زید! مظلوم کی مدد کر یا فریاد رسی کر!)

مستغاث بہ لام مفتوحہ سے مجرور ہوگا اور اسے لام استغاثہ بھی کہا جاتا ہے، اور مستغاث لہ لام جارہ سے مجرور ہوگا، مستغاث اور مستغاث لہ کے درمیان فرق کے لیے پہلا لام فتحہ سے اور دوسرا لام کسرہ سے استعمال کیا جائے گا۔ مذکورہ مثال میں ''زید'' مستغاث بہ ہے اور ''مظلوم'' مستغاث لہ ہے۔

کبھی مستغاث بہ کے لام مفتوح کو حذف کر کے اس کے عوض آخر میں استغاثہ کے لیے (الف) کا اضافہ کیا جاتا ہے، اس صورت میں مستغاث مبنی بر فتح ہوگا۔ جیسے: یا قَوْمَا للمظلومِ (اے قوم مظلوم کی مدد کر)

مستغاث کا حذف کرنا جائز نہیں ہے، کبھی مستغاث لہ کو حذف کر دیا جاتا ہے۔ جیسے: یا للهِ، یا لَلعادِلِ۔

15.11.4 مندوب

مندوب نُدبہ سے مشتق ہے، اس کے معنی مردے پر یا کسی مصیبت زدہ پر رویا جائے۔

مندوب وہ اسم ہے جس پر رویا جائے یا دکھ یا دردمندی کا اظہار کیا جائے (وَا) حرف نداء مندوب کے ساتھ خاص ہے اور مندوب کے ساتھ (یا) کا استعمال بھی جائز ہے بشرطیکہ منادی سے التباس نہ ہو، جیسے: وا حُسَینَا! یا حُسَینَا (ہائے حسین!)

حرفِ نداء (یا) یا (وا) أندب یا أتو جَع فعل کے قائم مقام ہے اور مندوب اس کا مفعول بہ ہوگا۔

مندوب کے استعمال کی تین صورتیں ہیں:

ا۔ اسے منادی کی طرح اعراب دیا جاتا ہے۔ جیسے: وَا حسینُ، وَا غلامَ زیدٍ (اے زید کا غلام)

۲۔ اس کے اخر میں الف نُدبہ کا اضافہ کیا جاتا ہے، جیسے: وا حُسَینا، وا مُصِیبتَا (ہائے مصیبت)، یا حسرتی (ہائے حسرت)

۳۔ اس کے آخر میں الفِ نُدبہ کے ساتھ ہائے وقف کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ جیسے: وا حُسَیناہْ، وا مصیبتاہْ، یا کَبِدَاہ (ہائے جگر)

نوٹ: مندوب اور مستغاث بہ سے پہلے حرف نداء کا حذف کرنا جائز نہیں۔

15.11.5 اِغراء

قیاسی طور پر مفعول بہ کے فعل کو حذف کرنے کی دوسری صورت اغراء ہے، پہلی صورت منادی اور اس کے متعلقات جس کا ذکر ابھی ہو چکا ہے۔

اغراء کی تعریف: اغراء کے معنی (اُکسانے) کے ہیں، اغراء سے مراد یہ ہے کہ مخاطب کو کسی عمل کی ترغیب یا شوق دلایا جائے، یا کسی پسندیدہ کام کرنے پر اُبھارا جائے۔

اغراء سے پہلے (اِلْزَمْ یا أطلبْ) فعل محذوف ہوتا ہے، اور وہ اس کا مفعول بہ ہوگا، جیسے: الصدقَ (یعنی سچائی کو لازم کر لے) اس کی اصل یہ ہے: الزمِ الصّدقَ۔

اغراء کے استعمال کی تین صورتیں ہیں:

ا۔ مفرد ۲۔ مکرّر ۳۔ معطوف علیہ

ا۔ مفرد: سے مراد یہ ہے کہ مخاطب کو جس کام پر ابھارا جائے اسے بغیر تکرار ایک مرتبہ ذکر کیا جائے۔ جیسے الاجتھادَ (محنت کو لازم کر لے)

۲۔ مکرّر: یعنی اغراء کے لیے لائے ہوئے اسم کو دوبارہ ذکر کیا جائے۔

جیسے: الصدقَ الصدقَ، العملَ العملَ

۳۔ معطوف علیہ: سے مراد یہ ہے کہ جس اسم کو اغراء کے لیے لایا جائے وہ معطوف علیہ ہو، جس پر کسی اور اسم کا عطف کیا گیا ہو۔ جیسے: العملَ و العَزْمَ (عمل اور عزم وہمت کو لازم کرلو) اس کی اصل: الزموا العملَ و العزم ہے۔ العلمَ و الصَبرَ (یعنی علم اور صبر کو لازم کر لے)

اغراء کو مفرد لانے کی پہلی صورت میں فعل کو حذف کرنا اور ذکر کرنا دونوں جائز ہے۔ جیسے: الصدقَ، یا الزم الصّدق، اور آخری دو صورتوں میں فعل کا حذف کرنا واجب ہے۔ جیسے: الصدقَ الصدقَ، الصدقَ و العملَ۔

15.11.6 تحذیر

تحذیر کے معنی ڈرانے کے ہیں اور اصطلاح میں تحذیر کے معنی یہ ہے کہ مخاطب کو کسی ناپسندیدہ چیز سے یا کسی خطرناک امر سے ڈرایا جائے تاکہ وہ اس سے بچے، جس چیز سے ڈرایا جائے اسے محذّر منہ کہا جاتا ہے، اور جسے ڈرایا جائے اس کو محذَّر کہتے ہیں۔

محذّر منہ کسی فعل محذوف کا مفعول بہ ہوتا ہے، جس چیز سے ڈرایا جائے اس سے پہلے: اِتَّقِ ، احْذَرْ ، یا بَاعِدْ ۔ جیسے: افعال محذوف ہوتے ہیں۔

تحذیر کی دو صورتیں ہیں، پہلی صورت یہ ہے کہ فعل کو حذف کر کے صرف محذّر منہ کو ذکر کیا جائے، اور دوسری صورت یہ ہے کہ محذّر منہ سے پہلے، محذّر (جس کو ڈرایا جائے) کو ضمیر منصوب منفصل (إیّاک) کی صورت میں ذکر کیا جائے۔

پھر ہر دو صورتیں استعمال کے اعتبار سے تین تین طریقوں پر مشتمل ہیں۔

ا۔ پہلی قسم: اس میں محذّر منہ کی تین صورتیں ہوتی ہیں:

(الف) محذّر منہ کو بغیر کسی تکرار مفرد ذکر کیا جائے، جیسے: الکسلَ (سستی سے بچ) وہ اصل میں احذر الکسلَ تھا۔

(ب) محذّر منہ کو تکرار کے ساتھ ذکر کیا جائے، جیسے: الکذب الکذب (جھوٹ سے بچ جھوٹ سے بچ) اس کی اصل اِتَّقِ الکذبَ تھی۔

(ج) محذّر منہ کو حرف عطف کے ساتھ ذکر کیا جائے، جیسے: یدَک و المِدادَ (اپنے ہاتھ کو سیاہی سے محفوظ رکھ) اس کی اصل: باعِدْ یدَک و احذَرِ المِدَاد تھی۔

۲۔ دوسری قسم: پہلی قسم کی طرح اس کی بھی تین صورتیں ہیں:

(الف) محذّر منہ کو واو عاطفہ کے بعد ذکر کیا جائے اور حرف عطف سے پہلے محذّر کو ضمیر منصوب منفصل (إیّاک) کی صورت میں ذکر کیا جائے، جیسے: إیَّاکَ و الأسدَ (یعنی اپنے آپ کو شیر سے بچا) اس کی اصل نفسَک و الاسدَ تھی اس کی تقدیر اس طرح ہوگی اِتَّقِ نفسَک من الأسدِ۔

(ب) محذّر منہ کو حرفِ جر (مِنْ) کے بعد ذکر کیا جائے، جیسے: إیَّاکَ مِنَ الأسد، و اِیّاک مِنَ الشرّ (اپنے آپ کو شر سے دور رکھ) اس کی اصل إیاک باعِدْ مِنَ الشَرِّ ہے۔

(ج) محذرمنہ کو مصدر مؤوّل کی صورت میں ذکر کیا جائے، جیسے: إیّاکَ أن تکسلَ (سُستی کرنے سے بچ) اس کی اصل إیاک باعِدْ مِن أن تکسلَ تھی۔

نوٹ: اغراء کی طرح تحذیر کی بھی تین صورتیں ہیں: مفرد، مکرر اور معطوف علیہ، اسی لیے اکثر نحو کی کتابوں میں اغراء اور تحذیر کا بیان ایک ساتھ کیا جاتا ہے۔

اغراء میں کسی بات کے کرنے پر اکسایا و اُبھارا جاتا ہے اور تحذیر میں کسی کام کے نہ کرنے کی ترغیب دلائی جاتی ہے یا کسی امر سے ڈرایا جاتا ہے۔

15.11.7 اشتغال

مفعول بہ کے فعل کو وجوبی طور پر حذف کرنے کی آخری صورت اشتغال ہے۔

تعریف: اشتغال کا لغوی معنیٰ ''مشغول ہونا'' ہے، اور اصطلاح میں اشتغال سے مراد یہ ہے کہ کہ ایک ایسا اسم جو فعل سے مقدّم ہو اور اس فعل سے متصل ایک ایسی ضمیر ہو جو مذکورہ اسم کی طرف لوٹتی ہو، اور وہ فعل اپنے مابعد ضمیر میں عمل کرنے میں مشغول ہونے کی وجہ سے اپنے ماقبل اسم میں عمل نہیں کرسکتا، جس کی وجہ سے اس اسم سے پہلے مذکورہ فعل ہی کی طرح ایک فعل کو محذوف مانا جاتا ہے تاکہ وہ اس محذوف فعل کا مفعول بہ بن سکے، اور مذکورہ فعل اس محذوف فعل کی تفسیر واقع ہوگا، جیسے: زیدًا ضربتُه (زید میں نے اس کو مارا) (ضربت) اپنے مابعد ضمیر میں عمل کرنے کی وجہ سے ''زید'' میں عمل نہیں کرسکتا، اس لیے (زیدًا) سے پہلے (ضربتُ) فعل محذوف مانا جائے گا، اس کی تقدیر یہ ہوگی ''ضربتُ زیدًا ضربتُه''

اشتغال کی مشہور مثال قرآن کریم کی یہ آیت ہے: ''والقمر قدّرنٰه منازل'' (اور چاند جس کی منزلیں ہم نے مقدّر کی ہیں) اس کی تقدیر یہ ہے وقدرنا القمر قدّرناه، (القمر) مفعول بہ کا فعل ''قدّرنا'' محذوف کردیا گیا۔

اشتغال کا دوسرا نام ''اضمار علی شرطِ تفسیر'' بھی ہے، یعنی وہ اسم جس کے فعل کو اس شرط پر محذوف کردیا جاتا ہے کہ اس کے بعد آنے والا فعل اس کی تفسیر بیان کررہا ہے۔

اور کبھی فعل ایسے اسم پر عمل کرنے میں مشغول ہوتا ہے کہ اس کا تعلق ماقبل اسم سے ہوا کرتا ہے اور اس اسم کی اضافت ایسی ضمیر کی طرف ہوتی ہے جو اس اسم کی طرف لوٹے، جیسے: زیدا ضربتُ أخاه (زید میں نے اس کے بھائی کو مارا) البتہ (زیدا) سے پہلے (ضربت) فعل کو محذوف ماننے کی صورت میں معنیٰ مقصود میں فساد واقع ہوگا، اس لیے اس سے پہلے اس فعل سے لازم آنے والے معنیٰ پر مشتمل فعل کو محذوف مانا جائے گا، تقدیرِ عبارت اس طرح ہوگی: أَهَنْتُ زیدا ضربت أخاه (یعنی میں نے زید کے بھائی کو مار کر اس کی اہانت کی)

اور اگر معنیٰ فاسد نہ ہو تو اسی فعل کو محذوف مانا جاسکتا ہے جیسے: زیدا أکرمت أخاه، یہاں (زیدًا) سے پہلے ''أکرمتُ'' فعل محذوف ہوگا۔

معلومات کی جانچ:

۱۔ درج ذیل جملوں میں منادیٰ، مندوب، اور مستغاث بہ کو متعیّن کیجیے۔

(۱) یا ظالما تبصّر في العواقب	(۲) یا لرجالِ المال للفقراءِ
(۳) یا فتیانِ لا تعبثان بالأزهار	(۴) وامثیر الحرب
(۵) جُوْدُوا یا أهْلَ الفضل	(۶) یا للمحسنین للفقراء
(۷) وامَنْ فتحَ مصر	(۸) واکبداه

۲۔ حسب ذیل اسماء پر حرف نداء داخل کر کے ان کو مناسب اعراب دیجیے۔

۱۔ .... تلمیذین اجتهدا في الدروس	۲۔ .... بنتاه
۳۔ .... التلامیذ سیروا في سبیل النحاح	۴۔ .... للغنیّ للفقیر
۵۔ .... تلامیذ لا تضیّعوا أوقاتکم	۶۔ .... حسینا
۷۔ .... أخوایَ استمعا إلی نصیحة المعلم	۸۔ .... أبو الفضل أنظر إلینا

۳۔ حسب ذیل دو لفظوں سے اغراء کی تین صورتیں مثالوں سے واضح کیجیے۔

الصِّدق - العمل

۴۔ حسب ذیل دو لفظوں سے تحذیر کی تین صورتیں مثالوں سے واضح کیجیے۔

الکذب - البخل

۵۔ (خالدًا أکرمتُه) اس مثال کا تعلق کس قاعدے سے ہے؟ اور (خالدًا) کس فعل سے منصوب ہے۔

15.12 مفعولِ مطلق کی تعریف

مفعولِ مطلق وہ اسم منصوب ہے جو اپنے ماقبل فعل ہی کا مصدر ہو یا اُس کا ہم معنی ہو، جیسے: ضربتُ الولدَ ضَرْبًا (میں نے لڑکے کو خواب میں مارا) قَعَدتُ جلوسًا (میں واقعی بیٹھا)

پہلی مثال میں "الولد" مفعول بہ اور "ضربًا" مفعول مطلق ہے، جو اپنے ماقبل فعل کا مصدر ہے، اور دوسری مثال میں "جلوسا" مصدر، مفعول مطلق ہے جو اپنے ماقبل فعل کا ہم معنی ہے۔

وجہ تسمیہ: اس مفعول کے ساتھ بہ، فیہ، لہ اور معہ کی قیدیں نہیں ہوتیں، اس لیے اُسے مفعول مطلق کہا جاتا ہے۔

15.13 مفعولِ مطلق کے مقاصد

مفعولِ مطلق کے استعمال کے تین مقاصد ہیں، مفعول مطلق کا استعمال حسب ذیل مقاصد میں سے کسی ایک غرض کے لیے ہوگا:

۱۔ تاکید: مفعول مطلق اپنے مذکور فعل کی تاکید کرتا ہے، جیسے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "و کلّم اللّٰہُ موسی تَکْلِیمًا" (اور اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے واقعی کلام کیا)

۲۔ بیانِ نوع: مفعول مطلق فعل کے واقع ہونے کی نوعیت و کیفیت بتانے کے لیے آتا ہے، جیسے: جلستُ جِلْسةَ القارئِ (میں قاری کے بیٹھنے کی طرح بیٹھا) اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اذکروا اللهَ ذِکرًا کثیرًا" (اللہ کا ذکر کثرت سے کرو)

اس صورت میں مصدر عموماً (فِعْلَة) کے وزن پر آتا ہے جیسے: مِشْیَة، اور بیانِ نوع کا ایک اور طریقہ یہ ہے کہ مصدر کے ساتھ اس کی صفت ذکر کی جائے جیسا کہ دوسری مثال میں (کثیرا) مصدر کی صفت واقع ہے۔

۳۔ بیانِ عدد: اس میں فعل کے وقوع کی تعداد بیان کی جاتی ہے، جیسے: ضربتُ الولدَ ضَرْبَةً/ ضربتَین/ ضرباتٍ (میں نے لڑکے کو ایک مرتبہ یا دو مرتبہ مارا)

اس صورت میں مصدر عموماً "فَعْلَة" کے وزن پر ہوتا ہے، جیسے: جَلْسَة/ جَلْسَتَین/ جَلسات۔

15.14 مفعول مطلق کے عوامل

مفعول مطلق کے عوامل (نصب دینے والے کلمات) تین ہیں۔ مفعول مطلق کو نصب حسب ذیل تین عوامل میں سے کسی ایک عامل کی وجہ سے آئے گا۔

۱۔ مفعول مطلق کا عامل اس جیسا مصدر ہوگا، جیسے عجبتُ من ضربِکَ زیدًا ضرْبًا شدیدًا (میں نے تیرے زید کو سخت مارنے پر

تعجب کیا)اس مثال میں (ضربا)مفعول مطلق ہے،اس کا عامل مصدر (ضرب) ہے۔

۲۔ مفعول مطلق جوحقیقۃً مصدر ہوا کرتا ہے، اس کا عامل اسی سے مشتق اُس کا فعل ہو،جیسا کہ اس کی کئی مثالیں گذر چکی ہیں،اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:"وسلّموا تسلیمًا" اور(نبی پر) خوب سلام بھیجو۔

۳۔ مفعول مطلق کا عامل اسی سے مشتق صفت کا صیغہ ہو،جیسے:ھو ضاربٌ زیدًا ضَرْبًا (وہ زید کو خوب مارنے والا ہے)اس مثال میں (ضربًا) مفعول مطلق کا نصب (ضاربٌ) اسم فاعل کی وجہ سے ہےاور جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:"الصّآفاتِ صَفًّا" (ان فرشتوں کی قسم ہے جواچھی طرح صف باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں)

15.15 نائب مفعول مطلق

چند ایسے اسماہیں جوفعلِ مذکور کے مصدر نہیں ہوتے مگر حکم میں مصدر(یعنی مفعول مطلق) کے قائم مقام ہوتے ہیں، یہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ اسم مصدر: مصدر کی جگہ اسم مصدر ذکر کیا جائے۔جیسے:کلّمتُک کلامًا، واغتسلتُ غُسْلًا، ان دونوں مثالوں میں تَکْلیما اور اغْتِسالا مصدر کے بجائے کلاما اور غُسلا ذکر کیا گیا۔

۲۔ دوسرے فعل کا مصدر: ایسا مصدر جو مذکورہ فعل کے مادّہ میں شریک ہو،جیسے:اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:"وتَبَتّلْ الیہِ تَبتیلًا" (دنیا سے منقطع ہوکر پورے طور پر اسی کی طرف متوجّہ رہو) مصدر کو باب تفعّل (تبتّل) کے بجائے بابِ تفعیل سے لایا گیا ہے۔

۳۔ مرادفِ مصدر: وہ مصدر جو مذکورہ فعل کا ہم معنی ہو،اس کے مادّے میں شریک نہ ہو،جیسے:سُرِرْتُ فَرحًا (میں خوب خوش ہوا)

۴۔ صفت: وہ اسم جو مذکورہ فعل کے مصدر کی صفت واقع ہواور مصدر محذوف ہو،جیسے:اذکروا اللہ کثیرًا (اللہ کا ذکر کثرت سے کرو) یہ اصل میں (ذکرًا کثیرا) تھا،ضربتُه کضربِ الأمیر (میں نے اس کو امیر کے مارنے کی طرح مارا)اس کی اصل ضربًا کضرب الأمیر ہے۔

۵۔ اسم اشارہ: مصدر کی جگہ وہ اسم اشارہ ذکر کیا جائے جس کا مُشارٌ الیہ مصدر ہو،جیسے:

ضربتُه هٰذا الضرب (میں نے اُسے اس قسم کی مار ماری)

أکرمتُه ذٰلک الإکرامَ (میں نے اس کا وہ اکرام کیا)

۶۔ اسمِ آلہ: مصدر کی جگہ وہ آلہ ذکر کیا جائے جس کے ساتھ مذکورہ فعل واقع ہوا ہو،جیسے:

ضربتُ اللِصَّ سَوْطًا (میں نے چور کو ایک کوڑا مارا)

وضربتُه عصًا (میں نے اس کو ایک ڈنڈا مارا)

۷۔ اسمِ عدد: وہ اسم عدد جس کی تمیز مذکورہ فعل کا مصدر ہو،جیسے:

جلستُ ثلاثَ جلسَاتٍ (میں تین نشستوں میں بیٹھا)اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:"فَاجْلِدُوْھُمْ ثَمَانِیْنَ جَلْدَةً (تم اُن کو اَسّی کوڑے مارو)

۸۔ لفظ کُلّ یا بعض: جب کہ وہ دونوں فعل کے مصدر کی طرف مضاف ہوں،جیسے:

سعَیتُ بعضَ السَّعْیِ (میں نے کچھ کوشش کی)اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:"فلاتمِیْلُوْا کُلَّ الْمَیْلِ" (کسی ایک طرف مکمل مائل نہ ہوجاؤ)

۹۔ نوعِ مصدر: وہ اسم جو مصدر کی نوعیت پر دلالت کرے، جیسے:

رجع الجیشُ القهْقَری (لشکر الٹے پاؤں لوٹا) اس کی اصل رجوع القهقری ہے۔

۱۰۔ ضمیر: وہ ضمیر جو مصدر کی طرف لوٹتی ہو، جیسے:

اجتهدتُ اِجْتهادًا لم یجتهدْه غَیْرِی (میں نے ایسی محنت کی جس کو میرے علاوہ کسی نے نہیں کیا) اس مثال میں (لم یجتهده) کی منصوب ضمیر جو مفعول مطلق کے قائم مقام ہے (اجتهادا) مصدر کی طرف لوٹ رہی ہے۔

15.16 مفعول مطلق کے عامل (فعل) کا حذف

کبھی مفعول مطلق کے عامل (نصب دینے والے فعل) کو حذف کر دیا جاتا ہے یہ حذف جوازاً ہوگا یا وجوباً ہوگا۔

جمہور نحویین اس بات پر متفق ہیں کہ وہ مفعول مطلق جو بیانِ نوع یا بیانِ عدد کے لیے آتا ہے اس کے عامل (فعل) کو محذوف کرنا جائز ہے بشرطیکہ حذف پر کوئی دلیل اور قرینہ پایا جائے، قرینے کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ قرینہ مقالیہ: جیسے کسی نے آپ سے پوچھا کیف ضربتَ؟ تو آپ اس کے جواب میں کہیں کہ "ضَرْبًا شدیدًا" (سخت مار) اصل عبارت ہوگی "ضربتُ ضربًا شدیدًا" فعل کے محذوف ہونے پر سائل کا سوال قرینہ ہے۔

۲۔ قرینہ حالیہ: جیسے اس شخص کو جو آپ کی ملاقات کے لیے آیا آپ کہتے ہیں خَیْرَ مَقْدَمٍ (آپ کا آنا خیر یعنی مبارک ہو) اس کی اصل قدِمتَ خیرَ مقدمٍ اور جیسے کوئی حج کی تیاری کر رہا ہے تو آپ کہتے ہیں "حجًّا مَبْرورًا" یہاں فعل "حَجَجْتَ" محذوف ہے یعنی آپ کا حج مقبول ہو، ان دونوں مثالوں میں فعل کے محذوف ہونے پر دلیل مخاطب کی حالت ہے۔

کچھ ایسے مقامات ہیں جن میں مفعول مطلق کے عامل کو وجوبی طور پر حذف کیا جاتا ہے، اس حذف کی دو قسمیں ہیں:

(۱) قیاسی (۲) سماعی

۱۔ حذف قیاسی: اسالیب طلب یعنی امر و نہی اور دعاء اور استفہام توبیخ میں مفعول مطلق کے عامل کو قیاسًا یعنی قاعدے کے مطابق حذف کرنا واجب ہے۔

(اَ) اَمر: جیسے "صَبْرًا اجمیلًا" (صبرًا) مفعول مطلق کا فعل محذوف ہے۔ یعنی اصْبِرْ صبرًا اجمیلًا (صبرِ جمیل اختیار کر)

(ب) نہی: جیسے سکوتًا لا تکلُّمًا (خاموش رہ بات مت کر) اس کی اصل یہ ہے: اُسکتْ لا تتکلّم

(ج) دعاء: جیسے سَقْیًا، اس کے معنی ہے "سَقاکَ اللّٰہُ سَقْیًا" (اللہ تجھے سیراب کرے) "رَعْیًا" اس کا معنی "رعاکَ اللّٰہُ رَعْیًا" (اللہ تیری حفاظت کرے)

(د) استفہام توبیخی: زجر و توبیخ کا ارادہ کیا گیا ہو، جیسے أتکاسلًا و قد قرُب الامتحانُ" اس مثال میں (تکاسلًا) مصدر سے پہلے "تتکاسل" محذوف ہے، جو ایسے استفہام کے بعد واقع ہوا ہے اس سے زجر و توبیخ مقصود ہے، اس جملہ کا معنی ہے: تو کیوں سستی برت رہا ہے جب کہ امتحان کا وقت قریب آ چکا ہے۔

۲۔ حذفِ سماعی: ایسے مصادر جو طلب (امر ونہی ودعا اور استفہام) کے معانی پر دلالت نہ کرتے ہوں تو اُن کے عوامل کا حذف سماعی ہوگا، ان کا استعمال عربوں سے ایسا ہی منقول ہے جیسے: "**سمعًا و طاعةً**" بمعنی **أسمعُ و أُطِع** ہے، اور تعجب کے موقعہ پر کہا جاتا ہے: **عَجَبًا یا عَجَبًا لَکَ**، اور شکریہ ادا کرنے کے لیے کہا جاتا ہے: **شکرًا**، اس کا فعل "**أشکرک**" محذوف ہے اور بعض مصادر کا استعمال اضافت سے کیا جاتا ہے، جیسے: "**سبحانَ اللّٰه**" اور **معاذَ اللّٰه**"

اور بعض مصادر کا استعمال بصورتِ تثنیہ مخاطب کی ضمیر کی طرف اضافت کے ساتھ مسموع ہے، اور ان میں تثنیہ کے حقیقی معانی مراد نہیں ہوتے، تثنیہ کا ذکر صرف اس عمل کی تکثیر پر دلالت کرتا ہے، جیسے: "**لبیک و سعدیک**" بمعنی **:إجابةً بعد إجابةٍ**" **وإسعادًا بعد إسعادٍ** اور رحم کے طلب کے لیے کہا جاتا ہے: "**حَنَانَیک**" **یعنی تَحننًا بعدَ تَحنُنٍ**" اور ڈرانے کے لیے کہا جاتا ہے: "**حَذَارَیک**" **یعنی أحَذِر حَذرًا بعدَ حذرٍ**"

۸۔ لبّیک کے عامل کا حذف قیاسی ہے یا سماعی، واضح کیجیے۔

معلومات کی جانچ:

۱۔ مندرجہ ذیل جملوں کا ترجمہ کیجیے اور ان میں مفعول مطلق تاکیدی ونوعی اور عددی کا تعیّن کیجیے۔

(الف) ضرب الولدُ الکلبَ ضربًا — **(ب) مرّ القطارُ مرّ السَّحاب**

(ج) تدور الأرضُ دورةً في الیوم — **(د) مشی زیدٌ مِشْیة المتکبّرِ**

(ہ) قرأت الکتاب قراءتَین — **(و) اصبر و اصبرًا جمیلًا**

۲۔ مندرجہ ذیل کلمات کو اپنے جملوں میں بطور مفعول مطلق استعمال کیجیے۔

جریا سریعا - ضربته - خوفا عظیما - سجدتین -

ضربات - نجاحا باهرا - مشیة اللّص

بعض السعی - کلّ اجتهاد - ذٰلک الضرب

۳۔ حسب ذیل کلمات میں نائب مفعول مطلق کا تعین کیجیے۔

۱۔ قرأت الکتاب ثلاث قراءاتٍ

۲۔ خالدیحبّ المعلّم کلّ حبٍّ

۳۔ ضرب الشرطیّ اللّص شدیدًا

۴۔ ضربت السائق الخیل سوْطا

۵۔ أنفق بعض الإنفاق في الخیر

۶۔ سقیة کوبا

۷۔ أکلت البنت الأثمار کثیرا

۸۔ أکرم المضیف الضیف ذٰلک الإکرام

۴۔ خالی جگہوں کو مناسب مفعول مطلق سے پر کیجیے۔

۱۔ تثور البراکین في بعض الجهات ....

۲۔ یئب النّمر ...... الأسد۔

۳۔ فاض النهر ....

۴۔ ضربت المجرم ...... ضربات۔

۵۔ رغبت في المطالعة ...... الرّغبةِ۔

۶۔ مشی اللِّصّ ...... الهِرِّ۔

۷۔ فاز صدیقی ...... عظیما۔

۸۔ الطفل یبکی ....

15.17 اکتسابی نتائج

مفعول کی جملہ پانچ قسمیں ہیں، انھیں مفاعیل خمسہ کہا جاتا ہے وہ یہ ہیں:

۱۔ مفعول بہ ۲۔ مفعولِ مطلق ۳۔ مفعول فیہ (ظرف)

۴۔ مفعول لہ ۵۔ مفعول معہ

☆ مفعول بہ وہ اسم ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو، جیسے: ضرب خالدٌ ولدًا (خالد نے ایک لڑکے کو مارا)، اس مثال میں ''خالد'' فاعل ہے اور (ولدًا) مفعول بہ ہے، اور وہ منصوب ہے اور یہاں نصب کی علامت فتحہ ہے۔ مفعول بہ پر فاعل کا اثر بطورِ اثبات یا بطورِ نفی ہوگا۔

جیسے: کتبَ التلمیذُ الدرسَ (طالب علم نے سبق لکھا)

لم یکتُبِ التلمیذُ الدرسَ (طالب علم نے سبق نہیں لکھا)

مفعول بہ کے منصوب ہونے کی حسب ذیل صورتیں ہیں:

☆ مفعول بہ، مفرد منصرف صحیح اور جمع مکسّر ہونے کی صورت میں اس کا نصب فتحہ سے ہوتا ہے۔

جیسے: رأیتُ رجلًا و رأیت رجالًا

☆ اور غیر منصرف ہونے کی صورت میں فتحہ (بغیر تنوین) سے۔

جیسے: رأیت عمرَ (میں نے عمر کو دیکھا)

☆ اور جمع مؤنث سالم کی صورت میں مفعول بہ کا نصب کسرہ سے ہوتا ہے۔

جیسے: رأیتُ العالمات (میں نے عالم عورتوں کو دیکھا)

☆ اسمائے خمسہ کی صورت میں نصب (الف) سے۔

جیسے: رأیتُ أبابکرٍ

☆ تثنیہ کی صورت میں یاء ماقبل فتحہ سے۔

جیسے: لقیتُ الشاھِدَیْنِ (میں دو گواہوں سے ملا)

☆ جمع مذکر سالم کی صورت میں یاء ماقبل کسرہ سے۔

جیسے: لقیتُ الشَّاھِدِیْنَ (میں گواہوں سے ملا)

☆ اسم منقوص کا اعراب فتحہ لفظی ہوتا ہے۔

جیسے: سمعتَ الداعِيَ (میں نے دعوت دینے والے کو سنا)

☆ اور اسم مقصور کا اعراب فتحہ تقدیری سے۔

جیسے: أخذتُ العَصَا (میں نے لاٹھی لی)

اور اسی طرح کسی بھی اسم کی اضافت یائے متکلم کی طرف ہو تو اس کا اعراب فتحہ تقدیری ہوتا ہے۔

جیسے: و أحتَرِمُ معلِّمِيْ (میں اپنے استاذ کا احترام کرتا ہوں)

مفعول بہ کو نصب دینے والے عوامل یہ ہیں: ۱) فعل متعدی ۲) شبہ فعل ۳) مصدر ۴) اسم فعل

فعل متعدی کبھی ایک مفعول کو چاہتا ہے اور کبھی ایک سے زیادہ، اگر وہ متعدی بہ دو مفعول ہے تو مفعول بہ دو ہوں گے اور اگر متعدی بہ سہ مفعول ہے تو مفعول بہ تین ہوں گے۔ مفعول بہ کو کبھی جوازاً تو کبھی وجوباً حذف کر دیتے ہیں۔

☆ مفعول مطلق مفعول بہ کی طرح منصوب ہوتا ہے اور اس مفعول کے ذریعے فعل کی تاکید یا فعل کی نوعیت یا فعل کے واقع ہونے کی تعداد کا علم ہوتا ہے یہ اپنے ماقبل فعل ہی کا مصدر ہوتا ہے یا اُس کا ہم معنی ہوتا ہے، جیسے: ضربتُ الولدَ ضَرْبًا (میں نے لڑکے کو خواب میں مارا) قَعَدتُ جلوسًا (میں واقعی بیٹھا)۔

مفعولِ مطلق کے استعمال کے تین مقاصد ہیں:

۱) تاکید: مفعول مطلق اپنے مذکور فعل کی تاکید کرتا ہے۔

۲) بیانِ نوع: مفعول مطلق فعل کے واقع ہونے کی نوعیت و کیفیت بتانے کے لیے آتا ہے۔

۳) بیانِ عدد: اس میں فعل کے وقوع کی تعداد بیان کی جاتی ہے۔

مفعول مطلق کے عوامل (نصب دینے والے کلمات) تین ہیں:

۱) مفعول مطلق کا عامل اس جیسا مصدر ہوگا

۲) مفعول مطلق جو حقیقۃً مصدر ہوا کرتا ہے، اس کا عامل اسی سے مشتق اُس کا فعل ہوگا۔

۳) مفعول مطلق کا عامل اسی سے مشتق صفت کا صیغہ ہوگا۔

کبھی مفعول مطلق کے عامل (نصب دینے والے فعل) کو حذف کر دیا جاتا ہے یہ حذف جوازاً ہوگا یا وجوباً ہوگا۔

15.18 نمونے کے امتحانی سوالات

۱۔ مفعول بہ کے عامل (فعل) کو حذف کرنے کی کتنی صورتیں ہیں؟
۲۔ منادی کی تعریف اور اس کے اقسام تحریر کیجیے۔
۳۔ منادی نکرہ مقصودہ و نکرہ غیر مقصودہ کی تعریف اور اُن کا اعراب لکھیے۔
۴۔ ترخیم اور مندوب کی تعریف مع امثلہ تحریر کیجیے۔
۵۔ اغراء کی تعریف اور اس کے استعمال کی تین صورتیں لکھیے۔
۶۔ تحذیر کی تعریف اور اس کے استعمال کے مختلف طریقے تحریر کیجیے۔
۷۔ اشتغال کی تعریف مع مثال ذکر کیجیے۔
۸۔ مفعول بہ کی تعریف اور اس کے اعراب کی صورتیں بتائیے۔
۹۔ مفعول بہ کی قسمیں ذکر کیجیے؟
۱۰۔ مفعول بہ کے عوامل معہ امثلہ لکھیے۔
۱۱۔ سبق میں مذکور مفعول بہ کے تعدد کی چار قسمیں بتائیے۔
۱۲۔ مفعول بہ کی فاعل پر وجوبی تقدیم کی صورتیں بتائیے۔
۱۳۔ کن صورتوں میں مفعول بہ کی فعل اور فاعل پر تقدیم ضروری ہے؟
۱۴۔ مفعول بہ کے فعل کے وجوبی اور جوازی حذف کی ایک ایک مثال تحریر کیجیے۔
۱۵۔ مفعول مطلق کی تعریف کیجیے۔
۱۶۔ مفعولِ مطلق کے استعمال کے مقاصد ذکر کیجیے۔
۱۷۔ مفعولِ مطلق کے عوامل مثالوں سے بتائیے۔
۱۸۔ مفعولِ مطلق جو بیانِ نوع کے لیے ہوتا ہے اسے مثال سے واضح کیجیے۔
۱۹۔ نائب مفعولِ مطلق کے چند اقسام مثالوں سے تحریر کیجیے۔
۲۰۔ مفعول مطلق کے عامل (فعل) کے حذفِ جوازی اور وجوبی کی ایک ایک مثال دیجیے۔
۲۱۔ سَقْیًا اور رَعْیًا کا فعلِ ناصب بتائیے۔

15.19 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

۱) هداية النحو	سراج الدين
۲) النحو الواضح	علي جارم، مصطفى امين
۳) جامع الدروس العربية	الشيخ مصطفى الغلاييني
۴) النحو الكافي مع الإعراب الشافي	د۔ سيد بديع الدين صابري

اکائی 16 قواعدالإملاء

(قواعداملا)

اکائی کے اجزا

16.1 مقصد

16.2 تمہید

16.3 املاکی تعریف

16.3.1 لغوی تعریف

16.3.2 اصطلاحی تعریف

16.3.3 رسم الخط کی قسمیں

16.4 حروف شمسیہ، حروف قمریہ

16.4.1 حروف شمسیہ

16.4.2 حروف قمریہ

16.5 ہمزۂ وصلی، ہمزۂ قطعی

16.5.1 ہمزۂ وصلی

16.5.2 ہمزۂ قطعی

16.6 ہمزۂ متوسطہ، ہمزۂ متطرفہ

16.6.1 ہمزۂ متوسطہ

16.6.2 ہمزۂ متطرفہ

16.7 تائے مربوطہ، تائے مفتوحہ

16.7.1 تائے مربوطہ

16.7.2 تائے مفتوحہ

16.8 حروف زائدہ ،حروف محذوفہ

16.8.1 حروف زائدہ

16.8.2 حروف محذوفہ

16.9 اکتسابی نتائج

16.10 نمونے کے امتحانی سوالات

16.11 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

16.1 مقصد

اس اکائی کو پڑھنے کے بعد طلبہ:

☆ عربی زبان کے رسم الخط کے اصول وقواعد سے واقف ہوں گے اور لکھنے میں املا کی غلطیوں سے محفوظ رہ سکیں گے۔

☆ اس اکائی میں آنے والے تطبیقی نصوص کو پڑھنے سے طلبہ اپنے لکھنے کے انداز واسلوب کو بہتر بنا سکیں گے اور اظہار خیال میں لسانی اور لفظی غلطیوں سے محفوظ رہیں گے۔

☆ بہت دھیان اور توجہ سے لکھنے اور پڑھنے کی صلاحیت پیدا ہوگی۔

☆ ذہن میں الفاظ کی تصاویر کی تنصیب کے ذریعے طلبا کو صحیح الفاظ لکھنے کا طریقہ معلوم ہوگا۔

16.2 تمہید

کسی زبان پر مکمل دست رس کا حصول اس وقت تک ممکن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس زبان کے صحیح رسم الخط سے آگاہی نہ ہو جائے۔ عربی زبان میں املا اور رسم الخط کی بڑی اہمیت ہے، املا کے قواعد کو نظر انداز کرنے سے بسا اوقات معنی میں بھی تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ املا کے قواعد کی رعایت جہاں لکھنے والے کو کلمے کی صحیح کتابت کی طرف راہ نمائی کرتی ہے تو دوسری طرف یہ عربی زبان کے طالب علم کے اندر توجہ، دقت اور باریک بینی کو بھی پیدا کرنے کی ضامن ہوتی ہے۔

ہر زبان کے لیے کچھ اصول وقوانین ہوتے ہیں، جن کے جاننے سے اس زبان کو صحیح طور سے سیکھا اور استعمال کیا جاسکتا ہے۔ زبان کی درستگی اور اس کی خوبصورتی کو برقرار رکھنے کے لیے ان علوم کو سیکھنا اور ان کے قوانین پر عمل درآمد کرنا ضروری ہوتا ہے۔ علما نے عربی زبان کے بارہ علوم ذکر کیے ہیں، جو یہ ہیں: علم اللغۃ، علم نحو، علم صرف، علم معانی، علم بیان، علم بدیع، علم العروض، علم قوافی، قواعد املا، فن قرأت، خطوط نویسی، فن تاریخ۔ عربی زبان کے طالب علم کے لیے ان تمام علوم سے واقف ہونا ضروری ہے۔ قواعد املا بھی چونکہ مندرجہ بالا علوم میں سے ایک علم ہے اس لیے یہ نہایت اہمیت اور خصوصی توجہ کا حامل ہے۔ لکھنے اور پڑھنے میں قواعد املا سے واقف ہونا بہت ضروری ہوتا ہے اور اس کے بغیر لکھنے میں املا کی غلطی سے اور پڑھنے میں تلفظ کی غلطی سے بچنا محال ہے۔

قواعد املا کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ابن خلدون نے اپنی تاریخی کتاب کے مشہور ''مقدمہ'' میں قواعد املا سے متعلق مستقل ایک فصل متعین کی ہے اور اس فصل کا نام ''الخط و الكتابة من عداد الصنائع الإنسانية'' رکھا ہے۔

16.3 املا کے لغوی واصطلاحی معنی

16.3.1 املا کے لغوی معنی:

املا کے لغوی معنی ہیں: لکھوانا۔ اس کا فعل ہے أملى يملي إملاءً باب افعال سے ہے۔ قرآن مجید میں اس معنی میں دو افعال استعمال ہوئے ہیں، جو ادائے گی میں مختلف ہیں لیکن معنوی دلالت کے اعتبار سے مشترک ہیں:

ا۔ اللہ سبحانہ تعالی کا فرمان: ''وقالوا أساطير الأولين اكتتبها فهي تملى عليه بكرةً وأصيلاً'' (فرقان:۵) (اور یہ بھی کہا کہ یہ تو

اگلوں کے افسانے ہیں جوانھوں نے لکھار کھے ہیں،بس وہی ان کے سامنے پڑھے جاتے ہیں)۔

۲۔اللہ عز وجل کا قول:"ولا يأب كاتب أن يكتب كما علمه الله فليكتب وليملل الذي عليه الحق"(بقرہ:)(جسے اللہ نے لکھنے پڑھنے کی قابلیت بخشی ہوا سے لکھنے سے انکار نہ کرنا چاہیے،وہ لکھے اور املاوہ شخص کرائے جس پر حق آتا ہے(یعنی قرض لینے والا))۔

لفظ"الإملاء"کی جمع أمالي آتی ہے،صاحب کشف الظنون نے الأمالي کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:"الأمالي۔هو جمع الإملاء وهو أن يقعد عالم حوله تلاميذته بالمحابر والقراطيس فيتكلم العالم بما فتح الله سبحانه من العلم ويكتبه التلاميذة، فيصير كتابا، ويسمونه الإملاء والأمالي۔"چند طلبا قلم وقرطاس لے کر استاد کے ارد گرد بیٹھے ہوں اور استاد انہیں کچھ لکھوا رہے ہوں"۔عربی زبان وادب میں"الأمالي"کے نام سے جتنی بھی کتابیں ہیں سب اسی طرح کی لکھی ہوئی ہیں،جیسے:الأمالي از یزیدی،الأمالي از الزجاجی، الأمالي از ابن الغالی،الأمالي از ابوالعلی القالی وغیرہ۔یہ تمام کتابیں اس طور پر منظر شہود پر آئیں کہ استاد درس دیتے تھے اور طلبہ اس کو قلم بند کرتے تھے۔الغرض ان تمام تفصیلات سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ املا کے لغوی معنی لکھوانا ہے۔

16.3.2 املا کے اصطلاحی معنی:

"هو تحويل الأصوات المسموعة المفهومة إلى رموز مكتوبة (الحروف)على أن توضع الحروف في مواضعها الصحيحة من الكلمة، وذلك لاستقامة اللفظ وظهور المعنى المراد"۔(یعنی سنی ہوئی اور سمجھی ہوئی آواز کو تحریری شکل میں تبدیل کردینا،اس طور پر کہ کلمے کے حروف اپنے اپنے متعین مقام پر رکھے جائیں،تاکہ لفظ کی ظاہری شکل اور مرادی معنی برقرار رہے۔)

بعض لوگوں نے املا کی اصطلاحی تعریف اس طرح کی ہے کہ"هو عملية التدريب على الكتابة الصحيحة لتصبح عادة يعتادها المتعلم، يتمكن بواسطتها من نقل آرائه ومشاعره وحاجاته وما يطلب إليه نقله إلى الآخرين بطريقة صحيحة"۔(املا کہتے ہیں صحیح طریقے سے لکھنے کی مشق کو،تاکہ طالب علم کو صحیح اور سلیقہ مندی کے ساتھ لکھنے کی عادت ہوجائے،اس مشق کے ذریعے طالب علم اس قابل ہوجاتا ہے کہ وہ اپنے خیالات،احساسات اور ضروریات کا اظہار صحیح طریقے سے کرسکے۔)

16.3.3 رسم الخط کی قسمیں:

ا۔ كتابة المصحف الشريف(قرآن مجید کا رسم الخط):وہ رسم الخط جو قرآن مجید میں استعمال ہوتا ہو اور وہ مصحف عثمانی کے مطابق ہو،اگرچہ اصطلاحی املا کے قواعد کے مخالف ہی کیوں نہ ہو،اس کی چند صورتیں درج ذیل ہیں:

الف۔حرف"تا"کو دوسرے اگلے کلمے سے ملا دینا،اللہ تعالی کے اس قول میں:"ولاتحين حين مناص"۔

ب۔ لام کلمے کو"ہا"کلمے سے الگ کردینا جیسے اللہ تعالی کے اس قول میں:"مال هذا الرسول"۔

ج۔تائے مدورہ(ۃ)کو تائے مفتوحہ کے ساتھ لکھنا۔جیسے:"إن شجرت الزقوم"،"وامرأت فرعون"،"ابنت عمران"۔

نوٹ:۔یہ بات واضح رہے کہ یہ رسم الخط صرف قرآن مجید کی کتابت کے ساتھ خاص ہے،کسی اور تحریر میں اس رسم الخط کو استعمال نہیں کیا جاسکتا۔

۲۔ كتابة العروضيين(اہل عروض کا رسم الخط):اہل عروض کلمہ کو ادائے گی کے اعتبار سے لکھتے ہیں نہ کہ قواعد املا کے اعتبار سے۔جیسے:

والشمس ''اس کلمے کو اہل عروض اس طرح لکھتے ہیں ''وَشْشَمْسُو''۔ یہ رسم الخط صرف علم العروض میں استعمال ہوتا ہے۔

۳۔ الکتابۃ الاصطلاحیۃ (اصطلاحی رسم الخط): یہ وہ طریقہ ہے جو عام طور پر اہل قلم کے درمیان رائج ہے، یہی وہ قسم ہے جس کی درستگی اور صحت کے لیے املا کے قواعد کو مرتب کیا گیا ہے۔ قواعد املا میں اسی تیسری قسم سے بحث کی جاتی ہے۔

16.4 حروف شمسیہ، حروف قمریہ

عربی زبان میں لکھنے اور پڑھنے کے لیے حروف شمسی اور حروف قمری سے واقف ہونا بہت ضروری ہے، اسی لیے علما نے ان دونوں کے مستقل قواعد مدون کیے ہیں، تاکہ ہر لکھنے اور پڑھنے والا ان حروف میں ہونے والی املا کی غلطیوں سے بچ سکے۔

عربی میں حروف کی دو قسمیں ہیں: حروف شمسی، حروف قمری۔ ان حروف کو شمسی اور قمری اس لیے کہا جاتا ہے کہ الشّمس (سورج) اور القمر (چاند) یہ دونوں مشہور کلمے ہیں، جو ان میں موجود ہیں، اسی مناسبت سے ان کا نام حروف شمسیہ اور حروف قمریہ پڑ گیا۔

16.4.1 حروف شمسیہ: اس قسم میں کلمہ اگر الف لام کے ساتھ ہو تو الف اور لام لکھا تو جائے گا لیکن پڑھا نہیں جائے گا، جیسے: الشمس اس کا تلفظ اَشْشَمْسُ ہوگا۔ اور اگر الف لام سے پہلے کوئی حرکت والا حرف ہو جیسے واو وغیرہ تو اس صورت میں الف کو حذف کر دیا جائے گا اور پہلے والے حرف سے ملا کر پڑھا جائے گا۔ جیسے والشمس، والضحی، والنہار، واللیل وغیرہ۔۔۔ حروف شمسی چودہ (۱۴) ہیں: ت، ث، د، ذ، ر، ز، س، ش، ص، ض، ط، ظ، ل، ن۔

16.4.2 حروف قمریہ: یہ وہ حروف ہیں جن پر الف لام داخل ہو تو الف اور لام کو ادا کیا جائے گا، بشرطیکہ اس کلمے سے پہلے کوئی متحرک حرف نہ ہو اور اگر کوئی متحرک حرف ہو تو الف اور لام میں صرف لام پڑھا جائے گا، الف نہیں پڑھا جائے گا البتہ لکھا جائے گا۔ جیسے: اَلْقَمَرُ اور وَالْقَمَرُ۔ حروف قمریہ بھی چودہ (۱۴) ہیں: ا، ب، ج، ح، خ، ع، غ، ف، ق، ک، م، ہ، و، ي۔

حروف شمسیہ اور حروف قمریہ کی تفریق کو آیئے اس عبارت کے ذریعے پہچانیں:

''کا ن أجدادنا الْأوائل یعیشون علی الْفطرۃ، یأکلون عند الْجوع، ویصدون عن الطَّعام عند الشَّبع، ویقصرون الْغذاء علی لون أو لونین مما یتوافر لھم، ولما جاءت الْمدنیۃ، حملت معھا أنواع التَّوابل والْمقبلات لفتح الشَّھیۃ عنوۃ، فأکل النَّاس فوق حاجۃ الْجسم، مما حمل الْفساد إلی الْبطن۔''

ترجمہ: ہمارے بڑے فطری طور پر زندگی گزارتے تھے، بھوک کے وقت کھاتے، جب سیراب ہوتے تو کھانے سے اپنا ہاتھ روک لیتے، ان کو میسر ایک یا دو قسم کے کھانوں پر اکتفا کرتے، لیکن جب نئی تہذیب رونما ہوئی، تو اپنے ساتھ ہمہ اقسام کے لذیذ کھانے لے آئی، جس نے خواہشات کا دروازہ کھول دیا، لوگ جسم کی ضرورت سے زیادہ کھانے لگے، جس کی وجہ سے ان کے معدے خراب ہو گئے۔

مندرجہ بالا عبارت میں اگر آپ غور کریں گے تو آپ دیکھیں گے کہ کچھ الفاظ خط کشیدہ ہیں، بعض وہ الفاظ ہیں کہ جس میں لام کلمہ ادا نہیں ہو رہا اور اس کے بعد والا حرف مشدد ہے، جیسے: الطَّعام، الشَّبع، التَّوابل، الشَّھیۃ، النَّاس۔ ان سارے کلمات میں لام کلمہ ادا نہیں ہو رہا ہے، کیوں کہ یہ حروف شمسیہ میں سے ہیں۔

مذکورہ عبارت میں پھر ایک مرتبہ غور کیجیے تو آپ پائیں گے کہ کچھ خط کشیدہ الفاظ ایسے ہیں جن میں لام کلمہ ادا ہو رہا ہے۔ جیسے: الْأوائل، الْفطرة، الْجوع، الْغذاء، الْمدنية، الْمقبلات، الْجسم، الْفساد، الْبطن۔ ہر وہ کلمہ جس میں لام کلمہ ادا ہو وہ حروف قمریہ کہلائے گا۔

معلومات کی جانچ:

ا۔ درج ذیل کلمات پر الف لام داخل کریں اور بتلائیں کہ کونسا کلمہ شمسی اور کون سا قمری ہے۔

شراع۔ صيف۔إنسان۔ضيف۔بيت۔تربية۔ثقافة۔طير۔ظهر۔يوم۔وعد۔سيف۔زمن۔خبر۔حج۔جناح۔رأس۔ ذراع۔

۲۔ حروف شمسیہ اور حروف قمریہ کتنے ہیں مثالوں سے واضح کیجیے۔

16.5 ہمزۂ وصلی اور ہمزۂ قطعی

بنیادی طور پر ہمزہ کی دو قسمیں ہیں: ا۔ ہمزۂ اصلی ۲۔ ہمزۂ زائدہ

ہمزۂ اصلی: اس ہمزہ کو کہتے ہیں جو حروف اصلیہ کے مقابلے میں آئے، جیسے: أمر بروزن فعل،

ہمزۂ زائدہ: اس کو کہتے ہیں جو حروف اصلیہ کے مقابلے میں نہ آئے، جیسے: أكرم بروزن أفعل

ہمزۂ زائدہ کے اقسام: ا۔ ہمزۂ وصلی ۲۔ ہمزۂ قطعی

16.5.1 ہمزۂ وصلی: وہ ہمزہ ہے جو ابتدائے کلام میں پڑھا جائے لیکن وسط کلام میں حذف ہو جائے، جیسے: اَلْعَالَمِيْن میں ہمزہ وصلی ابتدائے کلام کی صورت میں پڑھا گیا اور رَبُّ الْعَالَمِين یہاں ہمزۂ وصلی کلام میں حذف ہو گیا۔ ہمزۂ وصل مندرجہ ذیل صورتوں میں استعمال ہوتا ہے:

ا۔ اسما میں:

ا۔ درج ذیل دس اسما میں ہمزہ ہمزۂ وصلی ہے:

اسم۔ ابن۔ ابنةٌ۔ امرؤٌ۔ امرأةٌ۔ استٌ۔ اثنانِ۔ اثنتانِ۔ ابنم۔ ايمن الله۔

۲۔ فعل خماسی کا مصدر۔ جیسے: اجتماعٌ، اتحادٌ، ابتداءٌ وغیرہ۔

۳۔ فعل سداسی کا مصدر۔ جیسے: استقرار، استدلال، استبدال، استدراج، استدراک وغیرہ۔

۴۔ اسمائے موصولہ: التي، الذي، اللتان، اللذان، الذين، اللاتي، اللواتي، اللائي۔

ب۔ افعال میں:

ا۔ فعل خماسی کا ماضی۔ جیسے: اجتمع، اتفق، ائتلف۔

۲۔ فعل سداسی کا ماضی۔ جیسے: استقبل، استشار، استوعب۔

۳۔ فعل خماسی کا امر۔ جیسے: اجتهد، استوعب۔

۴۔ فعل سداسی کا امر۔ جیسے: استخرج، استقبل، استقرَ

۵۔ فعل ثلاثی کا امر۔ جیسے اكتب، اجلس، افتح، ادع۔

ج۔حروف میں:

الف لام تعریف کا ہمزہ۔جیسے: الرجل، المرأة، الکتاب، الطالب، الأستاذ

نوٹ: جب ہمزۂ استفہام ایسے کلمہ پر داخل ہو جو ہمزۂ وصل سے شروع ہو اور مکسور ہو، تو ہمزۂ وصل لکھنے اور پڑھنے دونوں میں حذف ہو جائے گا۔ جیسے: أَسْتَغْفَرْتَ اللهَ؟ اصل میں أَاِسْتَغْفَرْتَ الله تھا، أَسْمُهُ علي؟ اصل میں أَاِسْمُهُ علي تھا۔

اور اگر ہمزۂ استفہام ایسے کلمہ پر داخل جو ہمزۂ وصل سے شروع ہو اور وہ مفتوح ہو، تو اس صورت میں ایک الف مد کے ساتھ لکھا جائے گا۔ جیسے: آللہ اذن لکم۔

16.5.2 ہمزۂ قطعی: وہ ہمزہ ہے جو لکھا بھی جاتا ہے اور پڑھا بھی جاتا ہے۔ ہمزۂ قطعی کو ضمہ اور فتحہ کی صورت میں الف کے اوپر ہمزہ (أ) لکھیں گے، اور الف کے نیچے ہمزہ (إ) کسرہ کی صورت میں ہوگا۔ ہمزۂ قطعی مندرجہ ذیل صورتوں میں استعمال ہوتا ہے:

أ۔ اسما میں: ہمزۂ وصل میں مذکور دس اسما کو چھوڑ کر تمام اسما میں ہمزہ قطعی ہوگا۔

ب۔ افعال میں: مندرجہ ذیل افعال میں ہمزۂ قطعی استعمال ہوتا ہے۔

۱۔ ثلاثی مہموز کے ماضی کے صیغے میں: أخذ، أزف، أکل۔

۲۔ فعل رباعی کے ماضی کے صیغے میں: أبدی، أجری، أحسن، أکمل۔

۳۔ فعل رباعی کے امر میں: أسرع، أنقذ، أحسن، أکمل۔

۴۔ فعل مضارع کے واحد متکلم کے صیغے میں: أکتب، أسافر، أجاهد، أکرم۔

ج۔ حروف میں: الف لام تعریفی کو چھوڑ کر تمام حروف کا ہمزہ ہمزۂ قطعی ہوتا ہے۔

معلومات کی جانچ:

ا۔ درج ذیل کلمات میں ہمزۂ وصلی اور ہمزۂ قطعی کو الگ الگ کیجیے۔

اتکلم۔ اسم۔ ایتها۔ المعلم۔ این۔ اذا۔ استمعْ۔ اب۔ ام۔ امرَ۔ انت اسامه۔ اثنان۔

امرؤ۔ اخذ۔ ابنة۔ الذین۔ اخرج۔ انا۔ انت۔ اکل۔ الی

مندرجہ حدیث شریف میں ہمزۂ وصلی اور قطعی کو متعین کیجیے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان: "احفظ الله یحفظک، احفظ الله تجده تجاهک، إذا سالت فاسئل الله و اذا استعنت فاستعن بالله---"

16.6 ہمزۂ متوسطہ، ہمزۂ متطرفہ

ہم نے اب تک ہمزۂ وصلی اور ہمزۂ قطعی کے بارے میں پڑھا، یہ دونوں ہمزہ کلمہ کے شروع میں آتے ہیں۔ بعض مرتبہ ہمزہ کلمے کے درمیان بھی آتا ہے اس کو "ہمزۂ متوسطہ" کہا جاتا ہے اور بعض کلموں میں ہمزہ بالکل اخیر میں واقع ہوتا ہے، اس کو "ہمزۂ متطرفہ" کہا جاتا ہے۔ قبل اس کے کہ ہم ہمزۂ متوسطہ کے قواعد پڑھیں، ہمارے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ حرکات کیا ہیں اور کونسے حروف ان سے مناسبت رکھتے ہیں۔ ان کی

تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔کسرہ: یہ تمام حرکات میں سب سے زیادہ مضبوط ہے اور اس کا مناسب حرف یا ہے (النبرۃ) یعنی شوشہ ہے۔

۲۔ضمہ: باعتبار قوت اس کا درجہ کسرہ کے بعد ہے، اس کا مناسب حرف واؤ ہے۔

۳۔فتحہ: اس کا درجہ ضمہ کے بعد ہے، اس کا مناسب حرف الف ہے۔

۴۔سکون: اس کا درجہ فتحہ کے بعد ہے اور یہ تمام حرکات میں سب سے کمزور مانا جاتا ہے۔

16.6.1 ہمزۂ متوسطہ کے قواعد:

۱۔ ہمزۂ متوسطہ کے رسم الخط کے تعین کے لیے اس کی اور اس کے ماقبل حرف کی حرکت کو دیکھا جائے گا، حرکت کی قوت کے اعتبار سے ہمزۂ متوسطہ کا رسم الخط متعین ہوگا۔ مثلاً: (سُ ءِ لَ) اس مثال میں ہمزہ متوسطہ ہے اور اس پر کسرہ ہے اور اس سے پہلے والے حرف ''س'' پر ضمہ ہے اور کسرہ ضمہ سے قوی ہوتا ہے اور کسرہ سے مناسبت نبرہ (شوشہ) کو ہے، لہٰذا مذکورہ بالا مثال کو (سُئِلَ) اس طرح لکھا جائے گا۔

اسی طرح ایک اور مثال (یَ ءُ مَ) ہے، اس میں ہمزہ متوسطہ ہے اور اس پر ضمہ ہے اور اس سے پہلے والے حرف ''ی'' پر فتحہ ہے اور ضمہ فتح کے مقابلے میں قوی ہوتا ہے اور ضمہ کا مناسب حرف ''واؤ'' ہے، لہٰذا ہمزہ کو واو پر لکھتے ہوئے اس طرح لکھا جائے (یَؤُم)۔

۲۔ہمزۂ متوسطہ کی شاذ (قلیل الاستعمال) صورتیں: مندرجہ ذیل صورتوں میں ہمزۂ متوسطہ کا استعمال شاذ ہے اور اوپر ذکر کیے ہوئے قاعدے سے یہ مستثنیٰ ہے۔

۱۔کسی کلمے میں اگر الف کے بعد ہمزہ فتحہ کے ساتھ واقع تو ہمزہ الگ لکھا جائے گا۔ جیسے: قراءۃ، عباءۃ، جزاءہ۔

۲۔ضمہ اور فتحہ والا ہمزہ اگر واو ساکنہ کے بعد واقع ہو تو اس صورت میں بھی ہمزہ الگ سے لکھا جائے گا۔ جیسے: توءم، ضوءہ، ھدوءہ۔

نیز اگر ضمہ والے واو مشددہ کے بعد ہمزہ آئے تو وہ بھی الگ لکھا جائے گا۔ جیسے: تبوُّءک

۳۔ یائے ساکنہ کے بعد اگر ہمزہ متحرک ہو تو وہ نبرہ (شوشے) کے ساتھ لکھا جائے گا۔ جیسے: ھیئۃ، بیئۃ، ردیئۃ، مشیئۃ، دنیئۃ۔

16.6.2 ہمزۂ متطرفہ:

ہمزۂ متطرفہ کے رسم الخط کے تعین کے لیے اس کے ماقبل حرف کی حرکت کو دیکھا جائے گا، حرکت کی قوت کے اعتبار سے ہمزۂ متطرفہ کا رسم الخط متعین ہوگا۔ ہمزۂ متطرفہ کے رسم الخط کی چار شکلیں ہیں:

۱۔ ہمزہ سے پہلے والا حرف اگر مکسور ہو تو ہمزہ بغیر نقطے والی یاء پر لکھا جائے گا۔ جیسے: بادئ، شاطئ، ھادئ، بارئ۔

۲۔ ہمزہ سے پہلے والا حرف اگر مضموم ہو تو ہمزہ واو پر لکھا جائے گا۔ جیسے: تکافؤ، تباطؤ، لؤلؤ، یجرؤ۔

۳۔ ہمزہ سے پہلے والا حرف اگر مفتوح ہو تو ہمزہ الف پر لکھا جائے گا۔ جیسے: بدأ، نشأ، قرأ، خطأ، منشأ۔

۴۔ ہمزہ سے پہلے والا حرف اگر ساکن ہو تو ہمزہ الگ لکھا جائے گا۔ جیسے: ملء، بطء، شيء، عبء، بدء، سماء، بطیء۔

ہمزۂ متطرفہ دو جگہوں پر ان قاعدوں سے مستثنیٰ ہے:

۱۔ہمزۂ متطرفہ کے بعد واو مشددہ ہو اور وہ مضموم ہو تو ہمزہ الگ لکھا جائے گا۔ جیسے: التبوء۔

۲۔ وہ کلمہ جس میں ہمزہ درمیان میں واقع ہو اور کسی صرفی تعلیل کی وجہ سے اس کا آخر حذف ہو چکا ہو اور یہ ہمزہ ہمزۂ متطرفہ میں تبدیل ہو چکا ہو تو ایسی صورت میں وہ ہمزہ اپنی اصلی حالت پر باقی رہے گا۔ جیسے: **ينأى** سے **لم ينأ** اسی سے امر کا صیغہ **انأ**۔

معلومات کی جانچ:

۱۔ہمزۂ متوسطہ اور ہمزۂ متطرفہ کسے کہتے ہیں؟

۲۔حرکات کی صورتیں اور اس کے مناسب حروف کیا کیا ہیں؟

۳۔درج ذیل مثالوں میں ہمزۂ متوسطہ کی تعیین کیجیے اور اس کے رسم الخط کا سبب بیان کیجیے۔

ا۔ احذر اللئيم إذا حكم، والجائع إذا يئس۔

ب۔ الحقد يبعد عنك أصدقائك كما يؤلب عليك أعداءك۔

۴۔مندرجہ ذیل مثالوں میں ہمزۂ متطرفہ کی تعیین کیجیے اور اس کے رسم الخط کا سبب بیان کیجیے۔

ا۔ ابتدأ الكريم بعمل الخير ابتداءً۔

ب۔ وبطأ البخيل في إنفاق المال بطئاً۔

ج۔ أعطى الحاكم عطاءان؛ عطاء لجوده، وعطاء لترضى عنه الأمة۔

16.7 التاء المدورة۔ التاء المفتوحة: تائے مربوطہ، تائے مفتوحہ

عربی زبان میں آپ کو کچھ کلمات ایسے نظر آئیں گے جن کے آخر میں گول تا (ة) ہو گی اور کچھ کلمات ایسے ہوں گے جن کے آخر میں لمبی تا (ت) پائیں گے۔

16.7.1 **تائے مدورہ (ة)**: یہ وہ تاء ہے جو اسم کے اخیر میں آتی ہے اور اس پر وقف کرنے سے یہ ہاء (ہ) میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ یہ تاء مندرجہ ذیل صورتوں میں واقع ہوتی ہے:

۱۔تائے مدورہ ان اسما کے اخیر میں واقع ہوتی ہے جو مؤنث ہوتے ہیں۔ جیسے: **خديجة، حديقة، فاطمة**۔

۲۔مذکر اور مؤنث میں تفریق کرنے کے لیے بھی گول تاء (ة) کا استعمال ہوتا ہے، جیسے: **نشيطة، امرأة، قارئة**۔

۳۔وہ مکسر جس کے مفرد میں تاء نہ ہو اس کی جمع میں بھی گول تاء آتی ہے۔ جیسے: **بناة، قضاة، غزاة، دعاة**۔

۴۔جنس پر دلالت کرنے کے لیے بھی گول تاء کا استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: **تمرة، بقرة، شجرة**۔

۵۔مبالغے کے صیغے میں۔ جیسے: **علامة، نسابة، راوية**۔

۶۔نسبت بیان کرنے کے لیے۔ جیسے: **الأشاعرة، الأزارقة، الأدارسة**۔

۷۔کچھ مذکر ناموں کے اخیر میں بھی گول تاء آتی ہے۔ جیسے: **حمزة، طلحة، معاوية**۔

۸۔حرف محذوف کے عوض میں۔جیسے: لغة، عدة، إقامة، تزکیة۔

۹۔اسم مرہ (جوکسی کام کے ایک مرتبہ ہونے پر دلالت کرے) اوراسم ہیئۃ اوراسم صناعیہ کے مصادر کے اخیر میں گول تاء استعمال ہوتی ہے۔جیسے: جلسة، مشية، إنسانية۔

۱۰۔مذکرمعدود کے ساتھ استعمال ہونے والے مفرداعداد کے اخیر میں بھی گول تاء آتی ہے، جیسے: ثمانية أيام، أربعة مقررات۔

۱۱۔لفظ "ثمة" جوظرف کے لیے استعمال ہوتا ہے اور جو "هناك" (وہاں) کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، جیسے: ثمة۔

16.7.2 تائے مفتوحہ (لمبی تاء): یہ وہ تاء ہے جو اسم اور فعل دونوں کے اخیر میں واقع ہوتی ہے اور یہ وقف کرنے کی صورت میں بھی پڑھی جاتی ہے، ہاء میں تبدیل نہیں ہوتی، نیز ساکن اور متحرک ہونے کی صورت میں بھی اس کا تلفظ برقرار رہتا ہے۔جیسے: بيتٌ، صوتٌ، زيتٌ، وجدتُ، التفتَ۔یہ تاء مندرجہ ذیل جگہوں میں واقع ہوتی ہے:

ا۔اسما میں:

ا۔ تائے مفتوحہ بعض مفرد اسما کے اخیر میں واقع ہوتی ہے۔جیسے: بيتٌ، أختٌ، بنتٌ، زيتٌ۔

۲۔جمع مؤنث سالم کے اخیر میں۔جیسے: مؤمنات، مسلمات، قانتات۔

۳۔تائے مفتوحہ ایسی جمع مکسر کے اخیر میں آتی ہے جس کے واحد کے اخیر میں لمبی تاء ہو۔جیسے: ابياتٌ، أصواتٌ، بناتٌ، ذواتٌ۔

ب۔افعال میں:

ا۔فعل ماضی کے واحد مؤنث غائب کے صیغے میں، جو مؤنث ہونے کی وجہ سے ساکن ہو۔جیسے: حفظتْ، مشتْ، سعتْ، غزتْ۔

۲۔تائے اصلیہ جو فعل کے اخیر میں واقع ہو۔جیسے: نکتَ، ماتَ، شتَّ۔

ج۔حروف میں:

ا۔تائے مفتوحہ بعض حروف کے اخیر میں بھی واقع ہوتی ہے۔جیسے: ثُمَّتَ، رُبَّتَ، لاَتَ۔

معلومات کی جانچ:

ا۔درج ذیل کلمات میں تا کے رسم الخط کا سبب بیان کریں:

سمعتُ۔ ورقة۔ صمْت۔ عصاة۔ ثَمّة۔ أنتَ۔ فازتْ۔ الدراسات۔ الجامعة المفتوحة۔ وقت۔ أوقات۔ ليتَ

۲۔درج ذیل خالی جگہوں کو تائے مدورہ اور تائے مفتوحہ سے پر کریں۔

- رب كلم
- حما۔۔۔الديار عليكم سلام أب۔۔۔أن تذلّ النفوس الكرام
- (حافظوا على الصلوا۔۔۔ والصلا۔۔ الوسطى)
- (وإن أوهن البيوت لبي۔۔۔ العنكبو۔۔)
- للإملاء أهمي۔۔۔ متميز۔۔۔بين فروع اللغ۔۔ العربي۔۔؛ لأن الخطأ في إملاء الكلما۔۔ يغير في صورها،

ثُمّ۔۔۔یؤدي إلی تغییر معانیھا۔

۳۔ پانچ ایسے مؤنث اسماذکر کریں جو تائے مدورہ کے ساتھ آتے ہوں۔

16.8 حروف زائدہ، حروف محذوفہ

عربی زبان میں بعض حروف ہیں جو رسم الخط کے اعتبار سے لکھے تو جاتے ہیں، لیکن پڑھے نہیں جاتے، ایسے حروف کو ''حروف زائدہ'' کہا جاتا ہے۔ کچھ حروف ایسے ہیں جو تحریری طور پر محذوف ہوتے ہیں، ایسے حروف کو ''حروف محذوفہ'' کہتے ہیں۔

16.8.1 حروف زائدہ: حروف زائدہ کی تعداد تین ہیں: الف۔ واو۔ ہاء السکت (سکتہ والی ہاء ''ہ'')۔

ا۔ دو جگہیں ایسی ہیں جہاں الف لکھا جاتا ہے لیکن پڑھا نہیں جاتا۔

ا۔ جمع کے واو کے بعد، اس الف کو الف فارقہ کہتے ہیں، جیسے: **توبوا إلی اللہ توبۃً نصوحاً**۔ الف فارقہ جمع کے صیغوں کو ان صیغوں سے الگ کرتا ہے جن کا اخیر واو ہوتا ہے۔ جیسے: **یدعو، یمحو، یدنو**۔ اسی طرح الف فارقہ جمع مذکر سالم کے ان صیغوں کے درمیان بھی فرق کو واضح کرتا ہے جو کسی اسم کی طرف مضاف ہو۔ جیسے: **مھندسو المشروع**۔

☆ الف فارقہ مندرجہ ذیل افعال میں استعمال ہوتا ہے:

ا۔ فعل امر کے اخیر میں۔ جیسے: **علموا أولادکم الصلاۃ**۔

۲۔ فعل ماضی کے اخیر میں۔ جیسے: **الطلاب فھموا الدرس**۔

۳۔ افعال خمسہ میں سے مضارع منصوب کے اخیر میں۔ جیسے: **أن تصوموا خیرٌ لکم**۔

۴۔ افعال خمسہ میں سے مضارع مجزوم کے اخیر میں۔ جیسے: **لا تقنطوا من رحمۃ اللہ**۔

ب۔ لفظ ''مائۃ'' میں، الف لکھا جاتا ہے لیکن پڑھا نہیں جاتا۔ جیسے: **مائۃ، سبع مائۃ، مائتان**۔

۲۔ شعر کے قافیے میں اگر اخیر حرف فتحہ والا ہو تو الف لکھا بھی جاتا ہے اور پڑھا بھی جاتا ہے۔ جیسے:

أنا من بدل بالکتب الصحابا

لم أجد لي وافیاً إلا الکتابا

اس شعر میں ''الصحابا'' اور ''الکتابا'' شعر کے اخیر میں واقع ہیں، اور ان پر الف زائدہ داخل ہے، ایسے الف کو ''الف اطلاق'' کہتے ہیں۔

۳۔ مندرجہ ذیل تین اسما میں واو لکھا جاتا ہے پڑھا نہیں جاتا ہے:

ا۔ لفظ ''عمرو'' میں واو حالت رفعی اور جری میں پڑھا نہیں جائے گا، تا کہ لفظ ''عَمْرو'' اور ''عُمَر'' میں فرق واضح ہو جائے۔

ب۔ اسم اشارہ ''أولاء'' میں واو لکھا جائے گا پڑھا نہیں جائے گا، اگر چہ کہ اس کے اخیر میں حرف ''ک'' کیوں نہ ملحق ہو، جیسے: **أولئک**

ج۔ لفظ ''أولو'' جو اصحاب (والے) کے معنی میں ہو۔ حالت نصبی اور حالت جری میں بھی یہ واو (پہلا واو) لکھا جائے گا لیکن پڑھا نہیں جائے گا۔ جیسے: **ولکم في القصاص حیاۃ یا أولي الألباب، الأمھات أولات رسالۃ تربویۃ**۔

۴۔ کچھ کلمات کے اخیر میں وقف کرتے وقت ہاء کا اضافہ کیا جاتا ہے، اس ہاء کو ہائے سکت کہتے ہیں۔ جیسے : ما أغنى عني مالِيَهْ، لِمَهْ۔ اصل میں یہ مَالِيْ، لِمَ تھا سکتہ کی وجہ سے مالِيَهْ، لِمَه ہو گیا۔

معلومات کی جانچ:

ا۔الف فارقہ کسے کہتے ہیں اور اس کا اضافہ کب کیا جاتا ہے؟ مثالوں سے واضح کیجیے۔

۲۔حروف زائدہ کتنے ہیں اور کیا ہیں؟

۳۔مندرجہ ذیل جملوں میں حروف زائدہ کی نشاندہی کیجیے۔

فتح عمرو بن العاص مصر

رحم الله عمراً

استعرت كتاباً من عمرو صديقي

أطيعوا الله وأطيعوا الرسول

الأمهات أولات فضل على أبنائهن

16.8.2 حروف محذوفہ: وہ حروف ہیں جو عربی زبان میں رسم الخط کے اعتبار سے لکھے تو نہیں جاتے لیکن پڑھتے وقت ان کا تلفظ کیا جاتا ہے، وہ تین حروف ہیں: ا۔الف ۲۔لام ۳۔واو

ا۔الف: مندرجہ ذیل صورتوں میں حذف کیا جاتا ہے:

ا۔لفظ ''اسم'' کا الف، جب کہ وہ بسملہ میں واقع ہو۔جیسے: بسم الله الرحمن الرحيم۔ اس مثال میں الف محذوف ہے اور وہ لکھا بھی نہیں جاتا اور پڑھا بھی نہیں جاتا۔

ب۔بعض اسمائے اشارہ کا الف۔جیسے: هذا، هذه، هذان، هؤلاء، ذلك۔

ج۔ما استفہامیہ، جب کہ وہ حروف جر کے بعد آئے۔جیسے: عم، بم، لم، مم، فيم۔

د۔دو حرفوں میں الف حذف ہوتا ہے۔جیسے: لكِنْ، لكِنّ۔

ھ۔حرف ندا ''یا'' جب أي یا أية کے ساتھ ملحق ہو۔جیسے: أيها، أيتها، يأهل۔

و۔بعض اسما میں۔جیسے: الله، إله، الرحمن، إسحق، طه، يس۔

۲۔ لام: بعض اسمائے موصولہ میں سے لام حذف کیا جاتا ہے۔جیسے: الذي، التي، اللذين۔

۳۔ واو: واو دو اسموں میں سے حذف کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہیں: داود، طاوس۔

معلومات کی جانچ:

ا۔حروف محذوفہ کسے کہتے ہیں؟ اور وہ کون کون سے ہیں۔

۲۔الف کن جگہوں پر محذوف ہوتا ہے؟

۳۔مندرجہ ذیل جملوں میں حروف محذوفہ کی نشاندہی کیجیے اور سبب بیان کیجیے۔

۱۔بسم اللہ الرحمن الرحیم، إقرأ باسم ربک الذي خلق

۲۔ذلک الکتاب لاریب فیه،

۳۔ھذا ما کنتم توعدون

۴۔وحسن أولئک رفیقاً

۵۔أإله مع اللہ

۶۔عم یتساءلون

۷۔قل یا أهل الکتاب تعالوا إلی کلمة سواء بیننا و بینکم

۸۔ولکن کانوا هم الظالمون

۹۔ولکن المنافقون لا یفقهون

۱۰۔ووهبنا له إسحق ویعقوب

۱۱۔ولقد آتینا داود و سلیمان علماً

16.9 اکتسابی نتائج

املا کے بیان میں چند حروف کے لکھنے اور پڑھنے میں رسم الخط سے واقف ہونا بہت ضروری ہے۔رسم الخط تین طرح کے ہوتے ہیں ایک قرآن مجید کا رسم الخط ہے دوسرا اہل عروض کا اور تیسرا اصطلاحی رسم الخط ہے جو عام طور پر لکھنے اور پڑھنے میں استعمال ہوتا ہے۔اس رسم الخط کے میں دو طرح کے حروف استعمال ہوتے ہیں ایک قمریہ جو تعداد میں ۱۴ ہیں اور دوسرا شمسیہ ، یہ بھی ۱۴ ہیں۔ان کے علاوہ ایک حرف ہمزہ ہے جس کے املا میں اکثر غلطی ہوتی ہے۔ہمزہ محل وقوع کے اعتبار سے تین طرح کا ہوتا ہے: زائدہ، متوسطہ اور متطرفہ۔زائدہ وہ ہے جو کلمہ کے شروع میں آئے اور اس کی دو قسمیں ہیں وصلی اور قطعی۔متطرفہ وہ ہے جو درمیان کلمہ ہو اور متطرفہ وہ ہے جو کلمہ کے آخر میں وارد ہو۔ہمزہ کی طرح تاء بھی اہم ہے۔اس کی دو قسمیں ہیں: مدورہ اور مفتوحہ اور یہ دونوں کلمہ کے آخر میں آتے ہیں۔تائے مدورہ وقف کی صورت میں ہا (ہ) میں تبدیل ہو جاتا ہے جب کہ تائے مفتوحہ میں اس کا تلفظ باقی رہتا ہے۔عربی زبان میں بعض حروف ہیں جو رسم الخط کے اعتبار سے لکھے تو جاتے ہیں، لیکن پڑھے نہیں جاتے ، ایسے حروف کو ''حروف زائدہ'' کہا جاتا ہے اور ان کی تعداد تین ہیں: الف ، واو اور ہاء السکت۔اسی طرح کچھ حروف ایسے ہیں جو لکھے تو نہیں جاتے لیکن پڑھتے وقت ان کا تلفظ کیا جاتا ہے۔ایسے حروف کو ''حروف محذوفہ کہا جاتا ہے اور وہ تین ہیں: الف، لام اور واو۔ان تمام کی تفصیلات سے واقف ہونا اور ان کی عملی مشق و مزاولت کے ذریعے سے ان کی صحیح قراءت و کتابت کا عادی ہونا عربی زبان کے طالب علم کے لیے ضروری ہے۔

16.10 نمونے کے امتحانی سوالات

۱۔عربی املا کی اہمیت وافادیت پر مختصر روشنی ڈالیے۔

۲۔املا کی لغوی اور اصطلاحی تعریف بیان کیجیے۔

۳۔ہمزۂ وصلی اور ہمزۂ قطعی کسے کہتے ہیں؟ مع مثال واضح کیجیے۔

۴۔تائے مربوطہ اور تائے مفتوحہ کن کن مقامات پر استعمال ہوتے ہیں۔

۵۔ہمزۂ متوسطہ اور ہمزۂ متطرفہ کے قواعد مع مثال بیان کیجیے۔

16.11 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

۱۔الإملاء الميسر	زهدي أبو خليل
۲۔دليل قواعد الإملاء ومهاراتها	د۔يحيى مير علم
۳۔قواعد الإملاء بطريقة ميسرة	عبد العزيز محمد الجابر
۴۔قواعد الإملاء في عشرة دروس سهلة	د۔فهمي النجار
۵۔قواعد الإملاء	عبد السلام هارون

Maulana Azad National Urdu Universtiy

M.A. Arabic Ist Sem Examination 2020-21

Paper II : Grammar-1

Time: 3Hrs | Marks: 70

اشتملت هذه الورقة على ثلاثة أجزاء، تلزم الإجابة من كل جزء وفق التعليمات۔

الجزء الأول (1 x 10 = 10)

اختر الجواب الصحيح من بين الخيارات فيما يلي من الأسئلة۔

1- ليس من المشتقات:

(a) اسم الفاعل (b) اسم المفعول

(c) الحروف (d) الصفة المشبهة

2- "مهما" يعد من---:

(a) أدوات الشرط (b) أدوات الاستثناء

(c) أدوات الناصبة (d) أدوات الاستفهام

3- ينوب عن المفعول المطلق في تأدية معناه وإعرابه:

(a) اسم الإشارة (b) اسم الفاعل

(c) النعت (d) لا شيء مما ذكر

4- كلمة "اتصل" فيها:

(a) إعلال (b) إعلال وإبدال

(c) إبدال (d) لا شيء مما ذكر

5- حدد نائب الفاعل في المثال "كُتِبَ في الفصل الدرسان":

(a) في (b) كتبت

(c) الفصل (d) الدرسان

6- "اذكروا الله ذكراً كثيراً" هذا مثال لـ:

(a) المفعول المطلق (b) نائب الفاعل

(c) المفعول له (d) المفعول به

7- حدد الزوج الصحيح من المذكورين أدناه:

(اقرأ الشفرة من اليسار)

(1) المعرب (2) المبني

(3) العامل (4) الإعراب

(I) هو تغير الحركة على آخر الكلمة بسبب تغير العامل قبلها۔

(II) الكلمة التي لا تتغير حركة آخرها بتغير العامل الداخل عليها۔

(III) ما يؤثر في اللفظ تأثيرا ينشأ عنه علامة إعرابية ترمز إلى معنى خاص، كالفاعلية وغيرها۔

(IV) الكلمة التي تتغير حركة آخرها بتغير العامل الداخل عليها۔

(a) (1-I, 2-II, 3-III, 4-IV)

(b) (1-II, 2-III, 3-I, 4-IV)

(c) (1-IV, 2-II, 3-III, 4,I)

(d) (1-I, 2-IV, 3-I, 4-II)

8- ماهو نائب الفاعل؟:

(a) هو اسم مرفوع يأتي بعد الفعل المبني للمجهول (b) هو اسم مرفوع يأتي بعد الفعل يدل على من قام به

(c) هو اسم منصوب يأتي بعد الفعل يدل على من قام به (d) هو الفعل الذي حذف فاعله

9- "لولا الله ويلطَف بي لهلكتُ" هذه جملة:

(a) خبرية (b) إنشائية

(c) كلاهما (d) لا شيء مما ذكر

10- اسم منصوب موافق للفعل في لفظه ويأتي بعده لتأكيده أو لبيان نوعه وعدده:

(a) المفعول لأجله (b) المفعول به

(c) المفعول المطلق (d) المفعول فيه

★★★

الجزء الثاني (6 x 5 = 30)

أجب عن خمسة أسئلة مما يلي، ولكل سؤال ست علامات۔

1- كم قسماً لأسماء الأفعال؟ وماهي؟ اكتب بالأمثلة مفصلاً۔

2- متى يُحذف الخبر وجوباً؟ اكتب واشرح بالأمثلة۔

3- ما الفرق بين الفعل اللازم والمتعدي؟ اشرح بالأمثلة۔

4- ماهي الحروف التي تجزم الفعل المضارع؟

5- ماذا تعرف عن أوزان الفعل الرباعي وماهي أبوابها؟ اكتبها مع الأمثلة۔

6- ماذا تعرف عن اسم الظرف؟ وماهي أوزانه؟

7- اكتب عن المفعول به والمفعول المطلق؟ اكتب بالأمثلة۔

8- ماهي أهمية الإملاء في اللغة العربية۔ اكتب مفصلاً۔

★★★

الجزء الثالث (10 x 3 = 30)

أجب عن ثلاثة أسئلة فقط، ولكل سؤال عشر علامات۔

1- ماذا تعرف عن الإعلال والإبدال؟ وماهي أقسامهما؟ اكتب واشرح بالأمثلة۔

2- كم قسماً لكلمة "ما"؟ اكتبها مفصلاً۔

3- ماذا تعرف عن الأفعال الناقصة؟ اكتبها مفصلاً۔

4- ماهي الأسماء الخمسة والأفعال الخمسة؟ اكتب مفصلاً۔

5- ماهي الحروف المشبهة بالفعل؟ ولماذا سمي بهذا الاسم؟ وماهو عملها في الجملة؟ اشرحها مفصلاً۔

★★★

Notes